بعون صانع بیچون و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان سعید و آوان حمید نسخہ معتبر موسوم

کلیات صفدر

مصنفہ سخنور نازک خیال جناب نواب محمد صفدر علیخانصاحب رامپوری ابداول

بمطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مرتبہ طبع ہوا

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انہیں بعض کتب کلیات و دواوین اردو کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت		نام کتاب	قیمت
کتب کلیات و دواوین اردو			حیدر علی آتش لکھنوی۔	[illegible]
کلیات ظفر۔ از حضرت سراج الدین			کلیات حفیظ جید مصنفہ مولوی	
ظفر بادشاہ ہر چہار جلد کامل			عبدالمجید خان۔	[illegible]
دو جلد میں۔	[illegible]		کلیات نظام۔ از نواب	
انتخاب کلیات ظفر۔	[illegible]		مردان علیخان بہادر مرحوم	[illegible]
کلیات مومن۔ از استاد مومن خان			کلیات امیر السلطنت تسلیم مرحوم	
دہلوی۔	[illegible]		حضرت نسیم دہلوی۔	[illegible]
دیوان ناسخ۔ از استاد شیخ			کلیات میر تقی۔ از استاد	
امام بخش ناسخ لکھنوی۔	[illegible]		سلم الثبوت سخنوری۔	[illegible]
کلیات آتش۔ از استاد خواجہ			کلیات سودا از استاد سخن مرزا رفیع	[illegible]

کلیات
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ

اقبال عاطفت مین آرام و آسایش پاتے وہ فرمانرواے رشک شاہان عالم
کون یعنی سکندر شوکت دارا منزلت سلیمان جاہ خورشید کلاہ زیبندہ سریر
حکمرانی درخورد تاج جہانبانی حاجی حرمین شریفین زائر روضۂ شہنشاہ دارین حافظ
شرع مبین حامی دین متین شمشیر نیمیر سند جناب نواب کلب علیخان صاحب بہادر
فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ جیس دلاور اعظم طبقہ اعلاے ستارۂ ہند دام ملکہم
و اقبالہم حق یہ ہے کہ یہ شہریار عالیمقدار رشک قیصر و خاقان بہمہ صفات جلیلہ
موصوف سخاوت مین حاتم عدالت مین نوشیروان شجاعت مین رستم فراست
مین افلاطون وجاہت مین یوسف شریعت مین پیرو رسول خدا طریقت مین متبع
اولیا رعیت پرور مسافر نواز حق دوست حق شناس خلیق رحیم متقی پرہیزگار
ساکنان ہر شہر و دیار فیض عام سے شکرگذار ارباب فضل و کمال جود و عطا سے
آسودہ و حال خداوند عالم عمر و اقبال جناب ممدوح مین یوماً فیوماً ترقی کرامت
فرماے اب خاکسار سراپا انکسار بندۂ درگاہ میرزا محمد صفدر علی خلف جناب
مغفرت مآب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرام کا خلف الصدق
جناب نواب غلام محمد خان صاحب بہادر آرام آشیان خلف الرشید جناب
نواب محمد فیض اللہ خان صاحب بہادر عرش منزل خلف ارشد جناب
نواب علی محمد خان صاحب بہادر خلد مکان والیان دارالریاست مصطفےٰ آباد
عرف رامپور خدمت ارباب سخن مین عرض پرداز ہے کہ بعد انتقال اعلیٰ حضرت

نواب جنت آرامگاہ اس وحید عالم یگانۂ آل کی ہر طرح سے تعلیم و تربیت جناب
برادر بزرگوار نواب محمد یوسف علی خان صاحب بہادر فردوس مکان نے
فرمائی کتب فارسی کا درس مولوی شیخ احمد علی استاد کامل وحید عصر سے
ہوا بعد فراغ تحصیل خوشنویسی منشی میر عوض علی صاحب خوشنویس یکتا سے
روزگار سے ایک مدت مشق کی بعد تکمیل تحریر فنون سپاہگری کاملین فن سے
حاصل کی پھر تصویر کشی کا شوق ہوا نواب فردوس مکان نے بابو سکل سین
صاحب مصور عدیم المثال کو بلا کر تعلیم پر مقرر فرمایا بابو صاحب موصوف نے
اکثر قواعد تصویر روغنی و آبی وغیرہ بخوبی تعلیم کیے البتہ اس فن کو مین نے اپنے
فنون حاصل کردہ مین بہت نازک اور مشکل پایا جب بعنایت الٰہی اس سے
بھی استغنا ہوا تو فوٹوگراف یعنی تصویر عکسی کھینچنا مسٹر ان تورنا صاحب اور
مشکور الدولہ بہادر سے بہت جلد حاصل کیا پھر کچھ دنون طلسمات وغیرہ کا
چرچا رہا پھر چندے کتب تواریخ و داستان و اخلاق و تصوف و مذہب و لغت
و طب و حساب وغیرہ کی سیر مین محویت رہی پھر ایک عرصے تک صحبت فقرا و
علما رہی اسمین ہر طرح کے مسائل مشکل شریعت و طریقت و توحید و تصوف
حل ہوے پھر ہوا سے سیاحی سر مین بھری سیر دیار و امصار ہندوستان
بخوبی تمام کی اتفاقات روزگار سے اسی زمانے مین ایک پری پیکر نازنین
صبر و قرار سے دل الجھا مین کیا کہون وہ کیا عالم تھا دل کو اضطراب

جان کو پیچ و تاب خاطر کو گرانی حواس مین پریشانی آنکھون کو حیرت طبیعت کو
وحشت پیدا ہوئی عیش و عشرت و آرام سب چھوٹ گیا اسی زمن مین شاعری
خیال آیا شعر و سخن سے ابتدا سے طبیعت کو لاگ تھی آخر شوق سے اوسکو نظم
کرنے کا ذوق ہوا شاعر سحر بیان اعجاز تقریر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر
آفتاب ہند کی صفائی زبان طرز کلام حسن بندش شوخی طبیعت نہایت پسند آئی
اونکو کلام دکھلایا اونھون نے بکمال دلسوزی نکات شاعری تعلیم فرمائے رفتہ رفتہ
ہر قسم کا کلام مثل قصائد و غزلیات و مثنوی و واسوخت و تضمین و مخمس و مرثیہ و
سلام و رباعیات و قطعات تاریخ وغیرہ فراہم ہو کر کلیات تیار ہوا محمد مہدی علیخان
وغیرہ بعض مخلصین نے کلیات چھپنے پر اصرار کیا گر چونکہ اوسکی نظر ثانی باقی ہے اور
مجکو فی الحال سفر کلکتہ درپیش ہے لہذا ایک مختصر سا دیوان غزلیات انتخاب کر کے
سر دست چھپوا دیا اب اپنے محفل کے ہمنشینون کو کچھ عجز کے نغمے انکسار کے ترانے
بھی سناؤن اے میرے ہمنفسو ہم مشربو ہر چند کہ مین اور تم ایک ہی خم کے
بادہ خوار ہین مگر تم زلال آشام ہو مین دردی کش تم اپنے رنگ مین مست ہو
مین اپنی بیمایگی سے غش تم آفتاب مین سہا تم شہسوار مین نقش پا تم سرود مین
ساز شکستہ تم نغمہ مین آواز خستہ تم نشے کی ترنگ مین خمار کا رنگ تم عرش پرواز
مین پر گسستہ تم طوفان مین آب بستہ تم دریا مین چاہ تم سبزہ مین کاہ مین اس
بزم مین چراغ ہون لیکن مردہ اس باغ مین پھول ہون مگر پژمردہ جواہر ہون

مگر بے رنگ جرس ہون لیکن بے آہنگ دریا ہون مگر بے موج اختر ہون لیکن
بے اوج طوطی ہون مگر بے زبان بلبل چمن لیکن نوحہ خوان شیشہ ہون مگر بے بادہ
دل ہون لیکن بے ارادہ حسرت ہون مگر خون گشتہ بخت ہون لیکن برگشتہ شمع
ہون مگر بے نور صہبا ہون لیکن بے سرور زمین سخن نہ میری ملک نہ جاگیر البتہ
فرمانروایان اقلیم سخن کا پیرو ہون اس تصدیعہ پردازی سے فقط اتنی غرض
ہے کہ اگر فرمانروایان سخن سنج کہین خطا پائین تو میری عاجزی پر نظر کرکے عیب پوشی
کو کام فرمائین ؎

صفدر مجھے سب کہتے ہین یکتائے زمانہ	لیکن نہین معلوم کہ مین کون ہون کیا ہون

نامہ

اے آہ دو جہان کو دکھا اپنی تیزیان	فرش زمین بساط سپہر برین الٹ
ناچار ہون کیا یارب کہ جسکا ہے یہ شوق	لب مرغ مشتاق ہین میرے فسانے کے لیے

سرو بستان محبوبی گلبن چمنستان خوبی نسیم گلزار محبت شمیم بہار مودت زاد العمر حسنہ
وجمالہ - اشتیاق ملاقات فرحت آثار وتمناے دیدار مسرت اظہار زیادہ از
حد وحساب ؎ گر بعد سال نویسم صفت مشتاقی ٭ ماند از شوق تو صد سال
حکایت باقی ٭ جانمن قبل اس سے ایک اشتیاق نامہ متضمن کیفیت صد در
تسلی نامہ وشرح درد فراق وامید وصال وبیان شبہاے تنہائی وتصورات نازو
انداز ورسید تحائف روانہ کرچکا ہون یقین ہے کہ ملاحظہ سے گذرا ہوگا مگر اسکے

جواب سے بہرہ مند نہ ہوا ؎ فریاد کہ دلدار خطا بے نفرستاد ٭ یا نامہ نوشتیم جوابے
نفرستاد ٭ واہ کیا گردش زمانہ ناہنجار ہوا در کیا دورنگی لیل ونہار ہی کہ ابھی
چند روز پہلے آپ کی عنایتون سے مجکو اپنے مقدر پر ناز تھا یا دفعۃً آپ نے ایسا
گوشہ خاطر سے فراموش کیا کہ ہر وقت حسرت و افسوس دمساز ہی ؎ صبا غبار
رہت را بچشم ما نرساند ٭ بیان باد صبا این غبار خاطر ماند ٭ ایک چشم زدن مین
کیا تھا کیا ہو گیا میرا بخت خفتہ بیدار ہو کر سو گیا نہین معلوم ؎ دگر مرا بچہ
تقصیر مہتمم کردی ٭ چہ کردہ ام کہ بمن التفات کم کردی ٭ یا تو یہ عنایت تھی کہ ہر روز
خط پر خط چلے آتے تھے یا یہ فراموشی کہ جواب لکھنا بھی بار ہو گیا ؎ نی مژدہ
وصلے نہ پیامے نہ حدیثے ٭ در کوے تو بستند مگر باد صبا را ٭ اور ایک شعر اسی
مضمون کا حسب حال یاد آیا ؎ نی آئی نیخواہی نمیجوئی نمے پرسی ٭ چرا از
آشنایان این قدر کس بیخبر باشد ٭ اور یہ زمانہ ہفتے عشرے کا ایک مدت دراز
معلوم ہوتا ہی ہر وقت چشم براہ گوش بر آواز ہون مگر ؎ شد عمر ہا کہ از تو پیامی
نمیرسد ٭ قاصد کجا و نامہ کجا و خبر کجا ٭ اور کبھی مین دل سے کہتا ہون ؎
سمجھونگا میرے خط کا جواب اُسنے اب لکھا ٭ اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط
اور کبھی دل مجھ سے کہتا ہی ؎ جسمین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کا ٭
وہی ظالم نے کیا خارج دفتر کاغذ ٭ غرض کہ دونون کا ایک سا حال ہی ؎
کھلتا نہین کہ ہم سے دلدار کیون خفا ہی ٭ مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھ سے

پوچھتا ہی ٭ خیر آپ سے شکایت نہین اپنے مقدر سے شکایت ہی اب کچھ حال
اپنا تحریر کرتا ہون ہر چند سمع خراشی ہوگی لیکن اپنا وہ حال ہی ؎ وہ نفرت سے
تیوری چڑھائے گئے ٭ مگر حال دل ہم سنائے گئے ٭ ہر دم دل مین آپکی یاد ہی
ہر لحظہ لب پر نالہ و فریاد ہی ؎ تری محبت نے مار ڈالا ہزار ایذا دکھا دکھا کر ٭
رُلا رُلا کر گھُلا گھُلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر ٭ اور اِس حال پُر ملال مین نہ کوئی ایسا
نہ رازدار نہ مونس نہ غمگسار ؎ کسی سے کہہ نہین سکتے معاملہ دل کا ٭ اکیلے
بیٹھے کیا کرتے ہین گلہ دل کا ٭ البتہ درد و بیقراری کو کچھ راز دار اور غمگسار کہیے
کس واسطے ؎ بیقراری نے بدلوائی تو کروٹ بدلی ٭ درد دل نے جو مدد کی
تو مین بستر سے اُٹھا ٭ دن تو آپ کے تصویر بنانے مین اور ذکر خیر مین بسر ہو جاتا ہی
لیکن شب تنہائی کا سحر کرنا سخت دشوار ہی ؎ کہون شب غم کی کیا مصیبت سوائے
ایذا ہوئی نہ راحت ٭ نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا ٭ اگر
کوئی وعدہ یا وقت ملنے کا مقرر ہوتا تو بھی صبر آتا اور دل بیقرار کو سمجھاتا لیکن
یہ بھی موعود نہین ؎ ترا اک وعدہ دیدار اور وہ بھی قیامت پر ٭ اور اُسپر
صبر آتا ہائے دل امیدوار دن کا ٭ خیر اسکا لکھنا بھی فضول اور سراسر طول
ہی ؎ بنگئی فرقت مین جو کچھ اپنے دل پر بنگئی ٭ ہوگیا جو کچھ ہمارے دل کا
عالم ہوگیا ٭ تصویرین آپ کی تیار ہوگئین اُنکی تعریف مین زبان قاصر ہی سچ ہی
کہ اچھون کی تصویر بھی اچھی ہوتی ہی ؎ کرون تعریف مین کیا اُسکی صفدرؔ

وہ اک تصویر ہی ناز و ادا کی ÷ جو دیکھتا ہی مثل تصویر کے سکتا ہو جاتا ہی خصوصاً
مین دلدادہ محبت پھرون محو حیرت رہتا ہون اور یہ کہتا ہون ؎ کھینچی تصویر یہ
کس آئینہ رو کی صفدر ÷ کر دیا حسن خداداد نے حیران مجکو ÷ ہر صبح و شام شمس و قمر
پرتو جمال سے شرماتے ہین پردۂ شام و سحر مین منھ چھپاتے ہین ؎ ہلال و بدر دونون
مین تری تصویر کے خاکے ÷ وہ صورت ہی لڑکپن کی یہ نقشہ ہی جوانی کا ÷ ایک امر کا
نہایت شکرگزار ہون کہ ہمیشہ شیخ و واعظ تصویر بنانے سے ڈراتے تھے اب جو کوئی
سمجھاتا ہی تو یہ شعر زبان پر آتا ہی ؎ پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن ÷ تصویر تری
دکھائینگے ہم ÷ ہان سچ تو یہ ہی ؎ آفرین کیجیے اُس مصور کو ÷ جسنے صورت تری بنائی ہی ÷
اگر قدردانی فرمایئے تو بہت کچھ اسکا صلہ ہی کہ پھر کوئی آرزو میرے دلمین باقی نہ رہیگی
ورنہ ؎ ایک بوسے کا تم سے طالب ہون ÷ اور کوئی مرا سوال نہین ÷ آج شیخ صاحب
سب تصویرین لیکر روانہ ہوتے ہین میرا یہ حال ہی کہ قالب یہان ہی اور جان ہمراہ تصویر
کے روان ہی اور جسقدر کہ اشتیاق میرے دل مین تھے کچھ لکھے اور بہت کچھ باقی
رہگئے کچھ زبانی کہدیجیے ؎ آتی ہی بات بات مجھے یاد بار بار ÷ کہتا ہون دوڑ دوڑ کے
قاصد سے راہ مین ÷ اور کبھی قاصد سے کہتا ہون ؎ خط کو کمر سے باندھنا آخر تو
بوجھ اُٹھایا ÷ میری زبان بھی رکھ لے اہو نامہ بر دہن مین ÷ اور کبھی یہ کہتا ہون ؎
قاصد ہمارا نام نہ لینا تو یار سے ÷ کہنا کسی کی جان ہی ہونٹھون پر آگئی ÷ اور کبھی دعا
مانگتا ہون ؎ وہ بدگمان نکتہ چین ہی بیڈھب کہین نہ قاصد ہو قتل یارب ÷

اگرچہ لکھا ہی حرف مطلب ہزار پہلو بچا بچا کر ✣ ہر چند کہ میرے رفیق و ہمدم مجھے سمجھاتے
ہین اور کہتے ہین سے دیکھنا کیا فساد قاصد پر ✣ تیرے طرز رقم سے اُٹھتا ہی ✣ مگر
مین کیا کرون مجبور ہون کہ دل میرے کہنے مین نہین سے ہر سخن مین گرچہ سو پہلو بچاتا
ہون مگر ✣ آرزو ئین ٹپکی پڑتی ہین میری تحریر سے ✣ اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو تو معاف
فرمایئے آپ نے وقت ملاقات کے مجکو بہت گستاخ کر دیا تھا سے شروع عشق مین
گستاخ تھے اب ہین خوشامد گو ✣ سلیقہ بات کرنیکا نہ جب آیا نہ اب آیا ✣ زیادہ اشتیاق
وصال سے شد نامہ ام تمام و سخن ناتمام ماند ✣ بگذشت جام و بادہ فزون تر زجام ماند ✣

تحریر آور دگر حالت بیتابی دلہا　**نامہ**　نویسد خامہ جاے بسم اللہ بسملہا

بیان کرتا ہون اس مزے سے مین اے صنم تیری داستان کو　لپٹ کے کرلی ہر پیار سے زبان ہر زبان دہن کو

نونہال حسن اخلاق نورس گلشن اختصاص بوے گل محبت لذت ثمر مودت زاد اللہ حسنہ
وجمالہ - اشتیاق گلچینی بوستان جمال و آرزوے گلگشت بہارستان وصال بحدیست کہ
سے زبان خامہ بصد سال اشتیاق مرا ✣ زصد ہزار کہ دارم یکی بیان نکند ✣ جانمن
ایک مدت ہوئی کہ کوئی تسلی نامہ آپکا مجھ نحیف و نزار تک نہ پہونچا ہر چند کہ کئی اشتیاق
نامے ارسال ہوے لیکن ایک کے جواب سے بھی آپ نے یاد و شاد نفرمایا سے نہ خط رسید
نہ پیغام و ماہ و سال گذشت ✣ مرا خیال تو مدت چہ در خیال گذشت ✣ حیران ہون
سے قاصد کا پتا ہی نہ کبوتر کا نشان ہی ✣ پھرتا ہی نہین کوچہ دلدار سے کوئی ✣ اور کبھی
کتا ہون سے جو وہان جاتا ہی پھر اُسکی خبر ملتی نہین ✣ نامہ بر کے واسطے بھی نامہ بر

درکار ہی ✤ کیا تحریر کرون کہ کیا کیا خیال دل پُر ملال مین گذرتے ہین اور کیا کیا
تصور ربن بنکر بگڑتے ہین ؎ کوچہ یار مین قاصد کو تو بھیجا ہی مگر ✤ دلمین سو طرح کے
آتے ہین توہّم مجکو ✤ کسی وقت خیال آتا ہی کہ شاید کوئی لفظ نامے مین خلاف مزاج
ہوا ہوا اور مضمون اس شعر کا صادق ہو ؎ مرا خط اُسنے پڑھا پڑھکے نامہ بر سے کہا ✤
یہی جواب ہی اسکا کہ کچھ جواب نہین ✤ اور پھر آپ ہی یہ کہتا ہون ؎ نہ ملا تھا جواب
نامہ اگر ✤ آکے قاصد جواب ہی دیتا ✤ اور کبھی قاصد پر جھنجھلاتا ہون ؎ قاصد یہان سے
برق تھا پر نصف راہ سے ✤ بیمار کی سی چال قدم ناتوان کے ہین ✤ اور کبھی تقدیر پر
نامہ بر کی رشک کرتا ہون اور کہتا ہون ؎ ہم رہگئے یار تک وہ پہونچا ✤ تقدیر تو
دیکھو نامہ بر کی ✤ اور کسی وقت دل سراپا انتظار کو یہ کہکر مایوس کر دیتا ہون ؎ کیسا
جواب حضرت دل دیکھیے ذرا ✤ پیغام بر کے ہاتھ مین ٹکڑے زبان کے ہین ✤ اور کبھی
دل کا مجھسے بیان ہی کہ شاید ؎ سُنکے احوال دل صد چاک خط پرزے کیا ✤ اُسنے
قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب ✤ سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہی کہ کوئی مرے
یا جیے اور کسی کو اپنی بیخبری اور بے پروائی پر ناز ہو ؎ اک ترا نام کہ ہر دم ہی وظیفہ
مجکو ✤ اک مری بات کہ برسون مین سُنی جاتی ہی ✤ غرض کہ ایسے ایسے توہمات سے جب
دل بیقرار نہایت مضطرب ہوا قریب تھا کہ نوبت بجنون و خفقان پہونچے اُسوقت
عقل نے تدبیر بتائی کہ ؎ دلکو فریب چاہیے کچھ اضطراب مین ✤ اُنکی طرفسے آپ لکھو خط
جواب مین ✤ یہ تجویز مجھ سراپا انتظار کو پسند آئی اور قلمدان منگوا کر دلکے سمجھانیکو

آپ کی طرف سے خط لکھنا شروع کیا ابھی تمام نہ ہوا تھا فقط اِس شعر تک لکھا تھا
؎ کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ وہم و گمان + انتظار یار کی ہر کیفیت تاخیر سے
کہ دفعتًہ ؎ رسید باد صبا تازہ کرد جان مرا + نہفتہ داد بمن بوی دلستان مرا یعنی ؎
قاصد نے دیا لا کے مجھے یار کا نامہ + یا نکہت گل لیکے نسیم سحر آئی + گر قاصد نے کیسے کیسے
اشتیاق دلا کر اور کیا کیا انتظار دکھا کر محبت نامہ مجکو دیا ؎ خط مجھے لا کر دیا لیکن بڑے
اغماض سے + قاصد محبوب میں بھی ناز معشوقانہ ہی + اسکے دیکھتے ہی قالب بیجان میں جان
آئی اور ساتھ ہی اُسکے وہ ہنگامہ صحبت اور وہ ہمنشینی یاد آئی ؎ چون نامہ ات رسید
کشادم گریستم + آمد ز روز وصل تو یادم گریستم + قاصد رسید و نامہ رسانید و من ز شوق +
سر زیر پای او بنہادم گریستم + اور کبھی خوش ہو کر یہ کہتا ہون ؎ خط یار نے لکھا ہی تو ایسے
ہو سکے ہین خوش + آنکھون پہ سر پہ رکھتے ہین ہم بار بار خط + سبحان اللہ کیا صاف صاف
فقرے ہین کیا سادے سادے لفظ ہین کیا کیا مزیدار کنائے ہین ؎ نزہت نامۂ دلبر مین کیا
جسوقت پڑھتا ہون + پھڑک کر کاتب اعمال اُسکو حفظ کرتے ہین + اور اگر کچھ کیفیت بانی
نامہ بر سے دریافت کرتا ہون تو کچھ نہین کہتا اور کمال اشتیاق بڑھاتا ہی مگر مین خوب
جانتا ہون ؎ گو چپ ہی پر یہ جنبش لب کہ رہی ہی صاف + قاصد کے منہ مین بھرتی ہی
شوخی جواب کی + بہزار دشواری و اصرار آپکے جواب اور کلمات عنایت آمیز بیان کرتا
ہی مین ہر ہر کلمہ پر از خود رفتہ ہوا جاتا ہون اور ہر دم بگوش دل سنتا ہون ؎ مدت
پیامبر کو بنایا ہی قصہ خوان + ہر سو ترا جواب ہم اُس سے سنا کیے + اب کچھ حال دل زار بھی

تحریر کرنا ضرور ہوے نالہ برآید از ورق گریہ کنان رود قلم ❊ کاتب اگر رقم کند حال دل
خراب را ❊ آپکی جدائی مین ایک ایک گھڑی شب فراق کی بھاری ہی ہر دم آنکھون سے ایک نہر
اشک جاری ہوے چہ می پرسی زمن حال من ل غمدیدہ ات چون شد ❊ دلم شد خون خون شد
آب آب از دیدہ بیرون شد ❊ یا وہ وقت تھا کہ دم بھر آپکی جدائی ناگوار تھی یا اب مدت
گذر گئی نہین دیکھا جمال پاک ❊ آنکھین ترس گئین تیرے دیدار کے لیے ❊ عجب انقلاب ہوے
کبھی یہ دل تماشا گاہ تھا عیش و مسرت کا ❊ اب ہمین حسرت و یاس و تمنا سیر کرتے ہین ❊ ہر دم
صدمۂ جدائی سے چشم پر آب ہی ہر لحظہ آتش فراق سے دل کباب ہوے رونے کی آنکھین
خوگر جلنے کا شوق دلکو ❊ الفت نے رنگ کیا کیا دلکو لگا دیے ہین ❊ مگر افسوس ہزار
افسوس کہ وے بہار اُس رخ رنگین کی لوٹتا ہی خط ❊ ہم ایک عمر سے جسمین بسر کھا ہوئے
ہمیشہ دل کی جناب باری سے یہ آرزو ہی کہ جنت کا نہ مین خواہان حور و لکا نہ مین طالب ❊
بڑا سا وہ قد ہوتا چھوٹا سا مکان ہوتا ❊ لیکن یہ صرف خیال ہی کیونکہ بر آنا دعا کے عاشق کا
محال ہی اسی تمنا مین مرجائینگے دلکے خیالات ساتھ جائینگے اگر محشر مین سامنا ہوا تو بھی
صاف گوئی سے باز نہ آئینگے کہ خدا ہی کوئی پوچھے حشر مین ہمسے تیرے آگے ❊ کہ وان
تم کس پہ مرتے تھے کہین ہم ایسے مرتے ہین ❊ جو جو کچھ آپنے کلمات محبت آمیز تحریر فرمائے
سب بجا اور درست ہین اگر آپکو مجھ سے ایسی ہی محبت ہوتی تو کیا کہنا تھا پھر تو مین عید
کے دن دیکھنے کے قابل ہوتا کہ لگا وٹ تری خوب مین جانتا ہون ❊ مری جان لینگے
یہ جھوٹے دلاسے ❊ اور یہ جو تحریر ہی کہ دل تو دے ہی چکا ہون دل کا حال دل ہی خوب

جانتا ہے حقیقت دردِ بیدردی کی اُس وقت آشکارا ہو * ہمارا دل تمھارا ہو تمھارا دل ہمارا ہو * اور یہ جو ارشاد ہوا کہ جان سے زیادہ کوئی چیز نہیں کہ نذر کردن آپ کی قدردانی ہی کافی ہے ملگیا ہمکو وفا و عشق و الفت کا صلہ * بندہ پرور آپکی بس یادگاری چاہیے * دس گلوریان آپکی مرسلہ پہونچین مین کمال سرخرو ہوا اُسکی تعریف مین زبان لال ہے مگر مزہ ہے کہ ساتھ اِسکے بوسہ بھی دیجیے * یہ سادی گلوری کھلانے سے حاصل * اگر کوئی بات بیجا ہو معاف فرمایئے زیادہ اشتیاق موصلت گر شب ہجر سیاہی شود و آہ قلم * نامۂ شوق محال ست بپایان آید خط طویل یار کو مین نے لکھا اگر * مطلب کو دیکھیے تو کہین کچھ پتا نہین * بھری ہے دل مین جو حسرت نکالو نہین اگر اُسکو * قیامت تک یہ نکلے گر نہایت کم سے کم نکلے *

	نامہ	
این نامۂ دردی نویسم		بر کاغذ زردی نویسم
می نویسم نامہ و مشتاق دیدار توام		بستہ ام نرگس صفت بر خامہ چشم خویش را

مردمک دیدۂ اتحاد سرمۂ چشم وداد غازۂ عذار محبت گلگونۂ رخسار مودت زاد اللہ حسنہ وجمالہ۔ اشتیاق دیدار سراپا بہار کیا اظہار کردن کہ زبان محبت ترجمان معترف عجز و قصور ہے اور آرزوے وصال لدا زشتری جمال کیا تحریر کردن کہ خامہ مقطوع اللسان خود معذور و مجبور ہے از حسرت دیدار چہ گویم چہ نویسم * دل بیکشد آزار چہ گویم چہ نویسم * خجلت کش شوق ست چہ تقریر چہ تحریر * آخر کم و بسیار چہ گویم چہ نویسم * ناچار بحرف دعا و جا

کہ یہ دل فگار صدمۂ انتظار سے چشم در راہ گوش بر در دل طپان جان مضطرب بے تسکین یا رب
مباد ابتلائے انتظار کا مصداق تھا فقرہ ع خبر از مقدم عیسی نفسی داد نسیم * کہ توان کرد بجائے
قدمش جان تسلیم * یعنی ع قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید * در حیرتم کہ جان بکدامی کنم
نثار * اُس وقت کی کیفیت کیا بیان کرون ع من دانم و دل اند کز نامہ چہا دیدم * صد بار
ز بیتابی واکردم و پیچیدم * اور کبھی بصد شوق ع نہادم بر سر و بر دیدۂ خونبار جا کردم * گرفتم
و در بر و آئینۂ جان را جلا کردم * اور گاہی ع بوسیدم و بر مردمک دیدہ نہادم * پیچیدم و تعویذ
دل سوختہ کردم * آخر بہزار استقلال دل بیتاب کو ٹھہرا کر بتمام و کمال پڑھا ع خط عنبرین
رقم کسے کہ تسلی دل و دیدہ شد * بخیال سر سواد او بہ بیاض دیدہ کشیدہ شد * لفظ لفظ سے
انداز معشوقانہ پیدا اور حرف حرف سے ناز دلبرانہ ہویدا ع حروفش چو زلف بتان چنگل *
ہمہ جائے جان ست مأوائے دل * سوادش ز زیر حرف سیاہ * درخشندہ چون مہر روشن چو ماہ *
لیکن جو تعریف نامۂ عنبر شمامہ کی کی بھی اِس مسلوب الحواس صدمۂ فراق سے غیر ممکن ہے لہذا
اِس سے بھی گذر کر کچھ حال زار اپنا تحریر کرتا ہون ع بیاد جلوۂ حسنت بچندین رنگ سوزانم *
شرارم شعلہ ام طورم سپندم برق درخشانم * باقی حال دل بیتاب قابل دید ہے نہ لائق شنیدن
کیا کہون حال ہے جو کچھ دل کا * رقص دیکھا ہے تم نے بسمل کا * اگر قلم محبت رقم مثل سوسن صد زبان
ہو تحریر الم مفارقت دشوار ہے اور اگر ہر موئے تن زار ہزار دہان ہو جائے تو تقریر غم مہاجرت بیش از حد شمار
ع شب از پروانہ شرح انتہائے درد پرسیدم * بکفن خاکستری افشاند بر دامان فانوسے * شب کو
ہمیشہ اختر شماری ہے اور صبح سے شام تک فریاد و زاری صرف آپکا ذکر حاصل کائنات ہے

دل غم پرور کو یہی سبب حیات ہی جسدم وہ آپکی خوش بیانی وہ لذت شعر خوانی وہ
بے تکلفانہ دریچۂ امام باڑہ پر آنا اور برہنہ سر سراپا معشوقانہ دکھانا یاد آتا ہی اسوقت دل
حسرت پرور کیا کیا گھبراتا ہی بے اختیار یہ شعر زبان پر آتا ہی ؎ دردیدہ ازین آئینہ شد از
کثرت شوق * ہر کجا می نگرم روی ترا می بینم * اور کبھی وہ خرام نازوہ ادا و فتنہ طراز ؎ وہ
بھولی بھولی صورت وہ پیاری پیاری طلعت * آنکھوں مین پھر جاتی ہی کیفیت جلوۂ تمام
محبوبان جہان نظر سے گر جاتی اسوقت یہ شعر یاد آتا ہی ؎ اسکی لچک پہ دل فدا اسکی
ادا پہ جان نثار * ہے وہ شاخ سی کمر ہاے وہ قد نہال سا * جانمن آپکی جدائی ایسی شاق ہو کہ
اگر وا امراے آسمان و زمین کا نام جامع المتفرقین ہوتا دل لبل صدمہ دقلق سے شق ہو کر
جان کھوتا ہی مرہم خاطر پر غم کو یہ کہکر بہلائے رکھتا ہون کہ اسکی ذات مقصد روا کے کل
مخلوقات ہی اسکے نزدیک بگڑون کا بنانا مہجورون کا ملانا کیا بات ہی۔ کوئی دن مین
کوکب بخت جلوہ گر ہوتا ہی اور نخل تمنا ثمرات مراد سے بارور ہوتا ہے اور صبر دیدہ کار ہی
پلک جھپکی کہ شاہد مدعا ہمکنار ہی ؎ خامہ شکستیم ولب بستیم از تعداد شوق *
کین نہ در تحریر ما گنجد نہ در تقریر ما * اگر کوئی لفظ جا بیجا ہوا ہو تو معاف فرمائیے
کیلئے کہ یہ خط مین نے نہایت جلدی اور بیماری مین تحریر کیا ہی ؎ قاصد
در اضطراب و دل من در اضطراب * من سرسری نوشتہ ام این شوق نامہ را *

تمام شد

نگارستانِ الفت
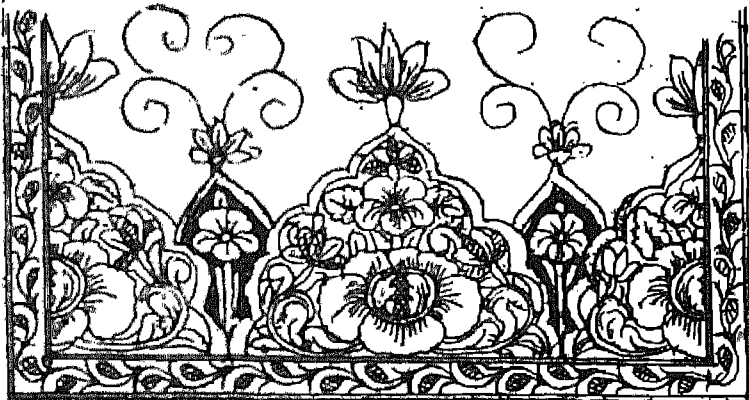
بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل در حمد

بابتدا پیش از ظہور جلوۂ جانانہ تھا
شمع جب روشن نہ تھی محفل مین مین پروانہ تھا

خوب دیکھا نور تیرا شمع ہر کاشانہ تھا
ایک ہی جلوہ میان کعبہ و بتخانہ تھا

تیرے آگے حسن مین کیا آبرو پاتا کوئی
دونون عالم تھے صدف تو گوہر یکدانہ تھا

کھل گئی جب آنکھ دیکھا جلوہ تیرے حسن کا
کان رکھکر جو سنا جس سے ترا افسانہ تھا

شمع و گل دونون مین تیرا جلوہ آتا تھا نظر
صبح کو بلبل مرا دل شام کو پروانہ تھا

کسکی جانب تھا ازل مین کلمۂ کن سے خطاب
تو ہی تو تھا کوئی اپنا تھا نہ وان بیگانہ تھا

تھا شب میثاق مین مین تیرے جلوے پر فدا
شمع جس محفل مین روشن تھی مین پروانہ تھا

اکطرف ذکر صمد تھا اک طرف شور صنم
بیچ مین ہم تھے ادھر کعبہ ادھر بتخانہ تھا

عشق نے میرے بڑھائی زیب تیرے حسن کی
حیرت آئینہ دل صد چاک میرا شانہ تھا

آگیا موسیٰ کو غش سمجھے کہ اب بجلی گری / اور وہاں اک جلوۂ انداز معشوقانہ تھا
بیخودی مین کچھ بھی غیرت کی گنجایش نہ تھی / تھا یگانہ جبتلک مین آپ سے بیگانہ تھا
دین و دنیا کے بکھیڑون سے خبر مجھکو نہ تھی / ہوشیار اُسوقت تک تھا جبتلک دیوانہ تھا
کوئی قرآن مین نہ سمجھا معنی قالوا بلیٰ / وہ مرا روز الست اک نعرۂ مستانہ تھا
غیر ذات حق جسے دیکھا اُسنے پایا فنا / میہمان سارا زمانہ ایک صاحبخانہ تھا
گور مین جاکر حقیقت ہمکو دنیا کی کھلی / زندگی کی رات چھوٹی تھی دراز افسانہ تھا

کھل گئین آنکھین تو صفدر ہمکو یہ روشن ہوا
محفل عالم مین وہ خود شمع خود پروانہ تھا

غزل در نعت

بہت مشتاق ہون یا رب مین احمد کی زیارت کا / ملے بخت ہمایون سے مجھے افسر سعادت کا
ابھی کیا دیکھنا ہے جوش تم دریاے رحمت کا / کوئی قطرہ ٹپکنے دو مرے اشک ندامت کا
کھلا بند نقاب رخ سے احمد کیا قیامت مین / گنہگارون کے منھ پر کھلگیا دروازہ جنت کا
ندامت کی بدولت عاصیون نے آبرو پائی / چمک کر اشک موتی بنگیا تاج شفاعت کا
لیے آتا ہون مین دلمین شبیہ قامت دلکش / نہ ہو بالا نہو جائے کہین عرصہ قیامت کا
تجلی گاہ ہین تیرے ہمارے چشم و دل دونون / وہان عالم ہے جلوت کا یہان عالم ہے خلوت کا
دل پر خوف پہلو مین نہین ای شافع محشر / بغل مین ہم گنہگارونکی محضر ہے شفاعت کا
قیامت ناز کرتی کیون نہ آئے میری تربت پر / تری رفتار کا بسمل ہون کشتہ تیری قامت کا

ترا جلوہ نظر آتا ہے جدھر آنکھ پڑتی ہے — تماشا دیکھتا ہوں عالم کثرت میں وحدت کا
تمنا ہی تمنا ہے ترے پابوس کی مجھکو — الٰہی ہو ترا نقش قدم تعویذ تربت کا
شفاعت تیری آڑے آئے رسوائی سے بچ جائیں — کھلے پردہ نہ محشر میں گنہگاران امت کا
سراپا جرم و عصیاں ہوں نگہ میں جا رہا ہی ہوں — بھروسا حشر کے دن ہے مجھے یاران حضرت کا

دماغ اہل معنی تازہ ہونگے دیکھکر صفدر
کھنچا ہے اس غزل میں عطر گلہائے محبت کا

غزل منقبت

ہمنام خدا کے ہیں یہ رتبا ہے علی کا — بندہ جو خدا کا ہے وہ بندہ ہے علی کا
ہمنام خدا دست خدا شیر خدا ہیں — کیا جانے کوئی مرتبہ کیا کیا ہے علی کا
کعبہ میں ولادت ہوئی مسجد میں شہادت — آغاز بھی انجام بھی اچھا ہے علی کا
اللہ کی بھی ہے نظر لطف اُسی پر — سو جان سے جو عاشق شیدا ہے علی کا

صفدر ہے عیاں گرمی خورشید قیامت
پر خوف ہے کیا سر پہ جو سایا ہے علی کا

پر تو ہوں ایک میں بھی رب غفور تیرا — آنکھوں میں نور تیرا دل میں ظہور تیرا
چار و نطرف جہاں میں پھیلا ہے نور تیرا — اک سنگ آستانہ ہے کوہ طور تیرا
تو رنگ لالہ و گل تو نور ماہ و اختر — پیش نظر ہے جلوہ نزدیک و دور تیرا
کعبہ کہ بتکدہ ہو دونوں مکان میں تیرے — یاں بھی ظہور تیرا واں بھی ظہور تیرا

یہ بھولی بھولی صورت یہ پیاری پیاری طلعت
پائین کہان سے نقشہ غلمان و حور تیرا

سب جانتے ہین عاشق تیرا چھپا نہین ہون
ہمراہ میرے چرچا ہوگا ضرور تیرا

ابکی جو سامنا ہو مین گر پڑون قدم پر
امید ہے کہین وہ بخشا قصور تیرا

اے روز حشر آ بھی مدت گذر گئی ہے
تا چند دیکھین رستہ اہل قبور تیرا

اک بوند بھی کسی کو دیتا نہین کبھی تو
اے چرخ گر کے شیشہ ہو چور چور تیرا

آتے ہین کشور دن سے مشتاق دیکھنے کو
نام خدا ہے شہرا اب دور دور تیرا

آگے نہ خودنمائی اتنی مزاج مین تھی
آئینے نے بڑھایا کبر و غرور تیرا

سمجھا رہا ہے کسکو مین اور ترک الفت
چل بیٹھ جا کے ناصح دیکھا شعور تیرا

عاشق بنا کے مجکو دونون جہان سے کھویا
مین خوب جانتا ہون اے دل فتور تیرا

بدگو ہین غیر کتنے کرتے ہین روز شکوہ
تیرے حضور میرا میرے حضور تیرا

ہر چند وہ خفا ہے صفدر یہ ہے عذر لازم
چل تو معاف کر دے شاید قصور تیرا

آ سے حال معلوم ہو گیا کسی کا
نہ عاشق کسی کا نہ شیدا کسی کا

عیان بیخودی مین تھا جلوا کسی کا
خودی ہو گئی اپنی پروا کسی کا

کبھی زخم ایسا نہ دیکھا کسی کا
بڑا ہاتھ بسمل پر اچھا کسی کا

کیا تو نے پامال کیون دل کو ظالم
ارے تھا یہ نازون کا پالا کسی کا

کلیجا پکڑ کر ابھی بیٹھ جاتے
سنا ہی نہین تم نے نالا کسی کا

ہوئی بلبل وگل مین کیون آج رنجش — چمن مین اگر تھا نہ چرچا کسی کا

عبث دل کو لیتے ہو ایجانِ جان تم — جو میرا نہین کیا یہ ہوگا کسی کا

بتون کو جو دیکھون نہ کر منع واعظ — تماشا ہے انکا تماشا کسی کا

دم نزع پھر جاتی ہین تپلیان تک — کرے کیا پھر انسان بھروسا کسی کا

تماشا ذرا بام پر آکے دیکھو — اٹھا چاہتا ہے جنازا کسی کا

وہ خوش ہو رہے ہین مرے لوٹنے پر — تڑپنا ہے میرا تماشا کسی کا

دل آیا ہے آسپر تو آئے ہمین کیا — مریگا وہی جائیگا کیا کسی کا

وہ مردے کو مٹی بھی دینے نہ آئے — کوئی خاک رکھے بھروسا کسی کا

زمانے مین ہے کیا تلون مزاجی — کبھی ہے کسی کا کبھی تھا کسی کا

شب وصل آنا نہ تھا سوت تجکو — بنا کھیل تونے بگاڑا کسی کا

جو نرگس کو دیکھا مجھے یاد آیا — وہ شرما کے آنکھین جھکانا کسی کا

اٹھالئے جو یہ ناز بیجا تمھارے — ہمارے سوا حوصلہ کیا کسی کا

سنا میرا مرنا تو بولے وہ صفدر
چلو ہوگیا قول پورا کسی کا

شوخی کے ساتھ کچھ رہے پردہ حجاب کا — آغاز ہے ابھی ترے حسن شباب کا

ہے یاد فصل گل مین وہ پینا شراب کا — کھلنا گلون کا اور وہ برسنا سحاب کا

سراب اٹھائیے گوشہ نقاب کا — موقع شب وصال نہین ہے حجاب کا

اتنا غرور حسن پہ لازم نہیں بتو
مہمان چند روزہ ہی عالم شباب کا

جھگڑوں میں تیرے روز جزا ہو گیا تمام
قصہ نہ طی ہوا دل خانہ خراب کا

کس کسطرح تڑپ کے بسر کی شب فراق
پوچھو نہ حال مجھ سے مرے اضطراب کا

چہرے کو تیرے سمجھے ہیں ہم آفتاب حشر
رکھا ہی نام صبح قیامت نقاب کا

ہجر بتان سے مخمصۂ حشر خوب ہی
صدمہ اٹھیگا ہمسے کہاں اس عذاب کا

پروا اگر کی کسکو ہی لا ساقیا شراب
جل جلکے دل مین ہو گیا عالم کباب کا

قطرہ ترے پسینے کا شاید ٹپک گیا
دریا مین ہر حباب ہی شیشہ گلاب کا

دیکھے جو ردیار تو پوچھوں مین شیخ سے
کیا حال ہی جناب تقدس مآب کا

ناصح سے کون بحث کرے کون سر پھرا
یان ہی کسے دماغ سوال و جواب کا

اے شہسوار حسن ذرا روک لے عنان
لے لون مین چشم شوق سے بوسہ رکاب کا

زاہد یہ توبہ تیری سلامت نہ رہ سکے
دین اپنے ہاتھ سے جو وہ ساغر شراب کا

پی لون اگر شراب تو زاہد معاف کر
یہ موسم بہار یہ عالم شباب کا

اب زندگی بھی دیتی ہی قاصد مجھے جواب
کبتک مین منتظر رہون خط کے جواب کا

کیسا پھنسا دیا ہی بلاؤن مین عشق کی
یا رب برا ہو اس دل خانہ خراب کا

دنیا کا حال خاک ہی اپنی نگاہ مین
صفدر رہا تو قصد در بوتراب کا

تھا شکایت کا جو اُنسے حوصلہ جاتا رہا
سامنا جب ہو گیا سارا گلہ جاتا رہا

ہاتھ سے اُن گیسوؤں کا سلسلہ جاتا رہا
کیا جنون کا دل سے میرے ولولہ جاتا رہا

فصل گل میں بیڑیاں کاٹیں عبث حداد نے
تھا جو سر کا بندون سے سلسلہ جاتا رہا

وائے قسمت بیخودی میں کھو گئی تصویر یار
دل کے بہلانے کا یہ بھی مشغلہ جاتا رہا

اسقدر صفدر سے ہمنے بتوں کے عشق میں
دل لگانے کا کسی سے حوصلہ جاتا رہا

ساتھ یار دل کا چھٹایا تو امیدواری گئی
خاک اُڑاتے رہ گئے ہم قافلہ جاتا رہا

برہم و درہم مرالون سے دونون ہوگئے
بیچ سے ارض و سما کا فاصلہ جاتا رہا

طرفہ یہ ہے خود بڑھا ظالم تھا ہم عاشق مزاج
ہاتھ سے دل ہو ہوتے فیصلہ جاتا رہا

تھین وہ ساری وحشتین جوش جنون کی اب کہان
سر سے وہ سودا وہ دل سے ولولہ جاتا رہا

آستین دامن گریبان مین نہین ہے ایک تار
ہاتھ اب بیکار ہین وہ مشغلہ جاتا رہا

جام ٹوٹے اتنے دور چرخ مینا رنگ سے
محتسب کا شکوہ قاضی کا گلہ جاتا رہا

اُٹھ گیا پردہ دوئی کا ایک دونون ہوگئے
شکر ہے اب بیچ سے اُنکے فاصلہ جاتا رہا

ہوگئے مانوس مرغان قفس صیاد سے
دل سے وہ فریاد کا اب حوصلہ جاتا رہا

دوستون کے ہاتھ سے صدمے اُٹھائے اسقدر
دل سے اپنے دشمنون کا بھی گلہ جاتا رہا

عہد پیری مین کہان صفدر جوانی کی ترنگ
وہ بہار آخر ہوئی وہ ولولہ جاتا رہا

وصف واعظ سے سنا کرتے ہین حسن حور کا
کون جانے جھوٹ ہے یا سچ ہے شہرہ دور کا

دیکھکر تیرے سراپا کو یہی سب کا ہے قول
آدمی کا قد پری کا رنگ چہرہ حور کا

پردہ اُٹھا رخ سے آئینے دیکھنے ہوتا ہی کیا
سامنا ہی مثل موسیٰ آج برق طور کا

نالہ وزاری بیتابی و فریاد و فغان
رات دن ہی شغل اب تربت پہ تیرے رنجور کا

سر فرشتے کی زبان پر الامان کی ہی پکار
میرے نالون نے کیا شاید ارادہ دور کا

نالہ کرتا قبر سے اُٹھا جو تیرا نالہ کش
بھو نکنا محشر مین اسرافیل بھولے صور کا

ہو سکا ہرگز نہ درد عشق کا اُن سے علاج
رہ گئے مُنھ دیکھکر عیسیٰ ترے رنجور کا

گوشہ گیرو پوچھتے ہو حال مجھ رنجور کا کیا
دور سے آیا ہون کھنا ہو ارادہ دور کا

سرفروشون کا کبھی صفدر نہین مٹتا ہی نام
ذکر اب تک ہی زبان دار پر منصور کا

جو وہ آ گئے بزم مین رات کو تو عجیب بزم کا حال تھا
کوئی مست تھا کوئی بیخبر کہین وجد تھا کہین حال تھا

ہو فروغ حسن نظر ترا مین ازل سے اُسپہ فدا ہوا
مرے مرغ دل کا تھا آشیان وہی طور پر جو نہال تھا

سو سے غنچہ کا ہے کو دیکھتا مین ترے دہن کا تھا مبتلا
رگ گل سے مجھکو غرض تھی کیا کہ تری کمر کا خیال تھا

رہے جبتلک کہ زمانے مین ہوس وصال بتان رہی
نہ ہوا سے حشمت و جاہ تھی نہ خیال دولت و مال تھا

وہ عجب مزے کا زمانہ تھا کہ جنون سے طبع تھی آشنا

نہ کسی کی تھی مجھے کچھ خبر نہ کسی کو میرا خیال تھا
کبھی بزم عیش مین لطف سے جو وہ دیتے مجکو جگہ کہین
کوئی امر غیر محل نہ تھا انھین سہل مجکو محال تھا
یہ کمال شوق سے بیخبر رہے بزم وصل مین چشم و دل
نہ اُسے کچھ اسکا خیال تھا نہ اِسے کچھ اُسکا خیال تھا
یہ خزان نے آکے غضب کیا کہ فسردہ پھولون کو کردیا
کوئی سبز تھا کوئی زرد تھا کوئی نیلگون کوئی لال تھا
رہے چند روز جہان مین ہم چلے نامراد سوے عدم
یہی زندگی کا نتیجہ تھا یہی اِس جہان کا مآل تھا
کبھی عیش وصل تھا اور ہم نہین اب نصیب سوائے غم
یہی سوچ دل مین ہر دمبدم کہ وہ خواب تھا کہ خیال تھا
نہ پسند آیا انھین کبھی مرا ایک شعر بھی جیتے جی
مین گذر گیا تو یہ کہتے ہین کہ اُسی کے دم سے کمال تھا
کرون صفدر اور تلاش کیا نہین مجکو حرص جہان سوا
جو خدا نے مجکو عطا کیا یہ مرے موافق حال تھا

تصور روز و شب خاطر مین ہے گیسوے جانان کا	دل صد چاک شانہ بن گیا زلف پریشان کا
مقابل پنجۂ رنگین سے ہو کیا منھ ہے مرجان کا	کہ اسکے رشک سے دل خون ہے لعل بدخشان کا

تصور آ گیا قاتل کا جب شوق شہادت مین
رنگین گردن کی دم بھر نے رنگین شمشیر بران کا

بڑی قسمت ہی عالم مین قتیل دست رنگین کی
دعائے مغفرت کرتا ہی اب تک پنجہ مرجان کا

نکل سکتی نہین تا بوسے پریان نام کی صورت
نگین دل پر اپنے نقش ہی مہر سلیمان کا

بلائے آسمانی سے بچایا مین نے عالم کو
ستون آہ سے رد کا ہی گنبد چرخ گردان کا

ازا لیلی کا غل ہی کان رکھکر آبلے سن لین
زبان قیس ہی جو خار ہی نیچے بیابان کا

تمھاری سرخی لب نے اڑایا رنگ ہنس ہنس کر
حنا کا لعل کا یاقوت کا خون شہیدان کا

مری جانب سے ای پیک صبا صیاد سے کہنا
کفن بلبل کو دینا چاہیے گلچین کے دامان کا

ہوا سب بن گئے عاشق جو سبزہ چہرے پر آیا
سبق مرغ چمن بھولے ورق الٹا گلستان کا

اڑے پرزے گریبان کے تو ہنس ہنس کر جنون بولا
وہ شیرازہ کھلا مجموعۂ حال پریشان کا

بجا ہی بلبل خوش لہجہ گر تجکو کہین صفدر
نہین تیری غزل ہی زمزمہ مرغ خوش الحان کا

ترقی پر ہی جوبن آجکل اس ماہ تابان کا
خدا کی مہر سے عالم ہی خورشید درخشان کا

چمن مین آج گل ہنستے ہین غنچے مسکراتے ہین
دم گلگشت پر تو پڑ گیا کس روئے خندان کا

رہے باقی نہ دل کو کچھ ہوائے نغمۂ بلبل
سنو گر زمزمہ کوئی ہمارے طائر جان کا

وہ مومن ہین جو رخ دلدار کو قرآن سمجھا ہون
خط عارض پہ ہی مجکو یقین تفسیر قرآن کا

روانہ تو کیا خط دیکھیے پر یہ شک آتا ہی
کہ قاصد جلکے نظارہ کریگا روئے جانان کا

ہوا تھا اس گل رخسار کا بلبل مین جسدن سے
معلم نے پڑھایا تھا سبق جسدن گلستان کا

ارادہ ہی جلانے کا کوکب بخت سیہ میرا / نہین بیوجہ جاتا آسمان پر آہ سوزانکا

پھری ہستی ہی اپنی مجھ سے رات دن یہ صورت مژگان / تری آنکھو نہین عالم دکھاتا ہی بجز چرخ گردانکا

کھٹکتا تھا برنگ خار میرے غنچۂ دل مین / شب وصل صنم مین بھی تصور روز ہجرانکا

ہوے شوق مین سرمہ بنایا چشم بلبل نے / جہان باد بہاری سے غبار اُٹھا گلستانکا

کہان کی شرم اُٹھو بھی نقاب اب رخ روشن سے / چھپانا ہی عبث فانوس مین شمع شبستانکا

نہ فرصت وصل کی دی رات بھر اس شوخ نے صفدر / کیا حیلہ سحر تک پان کا مسی کا افشان کا

ہوا ہی عشق جب سے ابرو و مژگان دلبر کا / گلا مشتاق ہی تیرے دم شمشیر و خنجر کا

مری زنجیر نے زندان مین ایسا غل مچایا ہی / کہ ہر بار ان دنون ہنگامہ ہی ہنگامہ محشر کا

فقیری سے ہماری آبرو ہی تاج دولت کی / ہماری خاک سے اُٹھتا ہی سودا ان کے سر کا

مزہ ہی حق پرستی کا ہمین بت پرستی مین / صدائے ناقوس کی نعرہ ہی یہان اللہ اکبر کا

مرا مکتوب لیکر اُسکے کوچے مین تو جاتا ہی / پھر آنا جلد قاصد واسطہ تجکو پیمبر کا

طواف کوچۂ محبوب سے فرصت نہین ہمکو / تواب ہو حاجیو تمکو مبارک حج اکبر کا

پسند طبع نازک سادگی ہی دن مین طفلی کے / ابھی پوشاک کا کچھ شوق ہی اُنکو نہ زیور کا

پگھلتے ہی نہین دل عاشقونکی آہ وزاری سے / جگر لوہے کا دل سخت ہین یہ بیرحم پتھر کا

تماشا خاک خوش آئے ہمین سنبل کا گلشن مین / کہ سودا سر مین ہی اُس گل کے گیسوے معنبر کا

خدا کیواسطے اے سخت جانی رحم کر مجھپر / کہ مجھپہ ڈالتا ہی بوجھ اب احسان خنجر کا

نگاہ واپسین دیکھ لون حسرت نہ رہجائے
نہ گھبراؤ ٹھہر جاؤ فقط وقفہ ہی دم بھر کا

اندھیرا کیون نہ چھائے کیون تہ و بالا ہو عالم
ورق پہونچا ہی محشر مین مرے عصیان کے دفتر کا

بلاگردان اگر ہون خانۂ دل کا تو زیبا ہی
اسی گھر سے پتا ملتا ہی صفدر یار کے گھر کا

نظارہ روز و شب رہتا ہی اُسکے روے انور کا
بنا آئینۂ دل اپنا ملا رتبہ سکندر کا

مرا سر کٹ گیا تو کٹ گیا کچھ غم نہین قاتل
بہت اچھا ہوا اُترا تقاضا تیرے خنجر کا

ٹھہر جائیگا دل بیشک وہ آپہونچی وہ آپہونچی
ٹھکانا ہاتھ آیا مجکو اُس کشتی کے لنگر کا

چلے دامن اُٹھا کر ناز سے جب دو قدم وہ گل
اُکھڑ جاے قدم صحن گلستان مین صنوبر کا

سراپا محو ہین ہم دیکھکر اُسکے سراپا کو
خبر ہی پاؤن کی مطلق نہ ہمکو ہوش ہی سر کا

تسلسل بارش باران کا ہی کیا صحن گلشن مین
یہی ہی وقت ساقی جلد کوئی دور ساغر کا

نہین اشک مسلسل یہ لڑی ہی کوئی موتی کی
تن لاغر ہی یا اُن تیون مین رشتہ گوہر کا

وہ بسمل ہون کہ وقت ذبح خون گرم سے میرے
پڑین تلوار مین چھالے تو منھ آجاے خنجر کا

ہمین ساقی سے مطلب ہی نہ مینا کی حاجت ہی
ازل سے مست ہین یان کام کیا مینا و ساغر کا

تری طالع ہوئی معراج کیسی خواب مین مجکو
جنان کو دیکھ آئے ٹھیک نقشہ ہی ترے گھر کا

ہوا سے اُڑ کے کیا گیسو نے وہ چہرہ چھپایا ہی
غضب ہی دست زنگی مین ہی آئینہ سکندر کا

فراق یار مین کوئی تکلف خوش نہین آتا
سپیدی ہی مکان کی یا سپیدہ روز محشر کا

بھلا پھر فکر دین و رنج عقبیٰ کیا رہے اُسکو

جہان حیدر رسا مولا ہے جہان حامی ہو صفدر کا

رسوا اگر جہان مین ہوا پھر کسی کو کیا
اچھا مین قیس سے بھی برا پھر کسی کو کیا

زلفون کو انکی مین نے چھوا پھر کسی کو کیا
خود ہو گیا اسیر بلا پھر کسی کو کیا

احباب منع کرتے ہین کیون مجکو عشق سے
رسوا ہوا خراب ہوا پھر کسی کو کیا

اُس بیوفا کو کچھ تو سمجھکر دیا ہے دل
اچھا کیا کہ ہمنے برا پھر کسی کو کیا

سجدہ کیا بتون کو تو ناصح ہے کیون خفا
مجرم ہوا مین پیش خدا پھر کسی کو کیا

اپنی خوشی سے ہمتو چلے راہ عشق مین
دل خاک مین ملا تو ملا پھر کسی کو کیا

مرکر بھی ہم نہ ہاتھ وفا سے اُٹھائینگے
کرتا ہے وہ جفا پہ جفا پھر کسی کو کیا

کیون روز طعنے دیتے ہین ہمکو خدا پرست
وہ بت اگر نہ ہمسے ملا پھر کسی کو کیا

کرتا ہون وصف حسن تو کہتے ہین ناز سے
جوبن ہے ہم پہ نام خدا پھر کسی کو کیا

ہندو سے کچھ غرض نہ مسلمان سے کچھ غرض
سب سے جدا ہے دین مرا پھر کسی کو کیا

جو ہے جہان مین اُسکے ہین اعمال اُسکے ساتھ
صفدر برا ہے خواہ بھلا پھر کسی کو کیا

خوشا وہ روز کہ دل عشق مین خراب نہ تھا
یہ درد و غم یہ مصیبت یہ اضطراب نہ تھا

قیامت آئی تو فتنون کا کچھ حساب نہ تھا
تمھاری چال کا لیکن کوئی جواب نہ تھا

چھپایا آپ نے چہرہ نقاب مین ناحق
فروغ عارض پرنور کیا حجاب نہ تھا

خوشا وہ دن کہ حیا سے بھی تھی حیا تجکو
حجاب سے بھی ترا حسن بے حجاب نہ تھا

مین کیا کہون جو مزہ اُسکی گالیون نے دیا
کرم تھا لطف تھا احسان تھا عتاب نہ تھا

دکھا رہا ہی عبث آفتاب حشر آنکھین
مجھے تو بادہ پرستی سے اجتناب نہ تھا

پہنکے اُسکو نہ چونکا کوئی قیامت تک
کفن سے بڑھکے زمانے مین رخت خواب نہ تھا

تمام عمر ہی ایک دم مین کیا جاتی
تڑپ تھی دلکی یہ بجلی کا اضطراب نہ تھا

لحد مین کہتی ہی عبرت یہ اہل غفلت سے
خیال گور مین سونے کا وقت خواب نہ تھا

کلیم طور پہ سمجھے تھے تم تجلی ذات
نقاب کی یہ چمک تھی وہ بے حجاب نہ تھا

عجب دماغ مین بو تھی عجب مزاج کا رنگ
وہ دن بہار کے تھے عالم شباب نہ تھا

مین لیکے مفت مین منت پذیر کیون ہوتا
جناب خضر کچھ آب بقا شراب نہ تھا

گنے گئے جو قیامت کے دن ہمارے گناہ
فقط یہ چھیڑ کی باتین تھین کچھ حساب نہ تھا

ہم اُٹھے صور کی آواز سنکے کیون صفدر
یہ تہلکہ تو سزاوار اضطراب نہ تھا

ستم کا نام مٹا ظلم کا نشان نہ رہا
ہمارے بعد انھین لطف امتحان نہ رہا

خزان کے آتے ہی وہ رنگ بوستان نہ رہا
وہ ہمصفیر وہ گلشن وہ آشیان نہ رہا

چراغ کونسی شب گھر مین گلفشان نہ رہا
مگر وہ ماہ کبھی آکے میہمان نہ رہا

چمن مین دشت مین زندان مین کوے جانان مین
شریک حال مرا غم کہان کہان نہ رہا

یہ بیحساب اُٹھائے فراق مین صدمے
فسانہ شب غم قابل بیان نہ رہا

وہی ہین جوش وہی ولولے جوانی کے
دل آجتک ہے جوان گو کہ مین جوان نہ رہا

نہ مدرسہ کوئی چھوٹا نہ بتکدہ مجھ سے / کدھر کدھر نہ گیا مین کہان کہان نہ رہا

فسانہ لیلی و مجنون کا رہ گیا باقی / وہ دشت نجد وہ ناقہ وہ سارباں نہ رہا

لیا جو ایک دل اُس نے تو دو دیے بوسے / ہزار شکر یہ سودا بہت گران نہ رہا

فساد دیر مین دیکھا لڑائی مسجد مین / مقام امن کہین زیر آسمان نہ رہا

نہین سکندر و دارا نہ قیصر و خاقان / کسی کا اوج زمانے مین جاودان نہ رہا

کرون عنایت صیاد کا ادا کیا شکر / قفس مین آکے مجھے یاد آشیان نہ رہا

نقاب مین نظر آیا مجھے وہ نور جمال / فروغ شمع کا فانوس مین نہان نہ رہا

یہ ہمنے سنگ در یار سے جبین رگڑی / کہ نام کو خط تقدیر کا نشان نہ رہا

بتون کی سنگدلی دیکھکر ہمین صفدر / ذرا ابھی حوصلۂ نالہ و فغان نہ رہا

جب رخ سے نقاب اُس گل رعنا نے اٹھایا / کیا لطف تماشا دل شیدا نے اٹھایا

فتنہ عجب اُس زلف چلیپا نے اٹھایا / جس سے نہ کبھی سر شب یلدا نے اٹھایا

اُٹھا نہ فرشتون سے بھی جو بار محبت / وہ بوجھ ترے عاشق شیدا نے اٹھایا

گلشن مین تری نرگس مخمور کے آگے / خجلت سے نہ سر نرگس شہلا نے اٹھایا

دم بھر بھی ٹھہرنے نہ دیا باد فنا نے / سر لاکھ حباب لب دریا نے اٹھایا

دل تھا یہ ہمارا کہ جلے عشق مین برسون / کیا داغ تھا جو لالۂ صحرا نے اٹھایا

میخانے سے وہ مست گیا محتسب آیا / ہمسر یہ بڑا ساغر و مینا نے اٹھایا

نخوت نہین اچھی کہ شہا چشم زدن مین
سر کو جو حباب لب دریا نے اٹھایا

عالم کو یقین ہے کہ قیامت ہوئی برپا
فتنہ یہ عجب اُس قد رعنا نے اُٹھایا

جب سیب زنخدان کا دیا یار نے بوسہ
کیا ذائقہ اپنے دل شیدا نے اُٹھایا

کب بادیہ گردی سے ہے بہتر کوئی نعمت
کانٹون کا مزہ آبلہ پا نے اُٹھایا

بچتا نظر آتا نہین بیمار محبت
مجبور ہوے ہاتھ مسیحا نے اُٹھایا

شاعر تھا مین ایسا کہ پس مرگ بھی صفدر
تابوت مرا میر نے سودا نے اُٹھایا

رونق فزاے باغ جو وہ گلبدن ہوا
بلبل تو کیا نہال چمن کا چمن ہوا

کیا انقلاب حال دل پر محن ہوا
جو تھا خدا کا گھر وہ بتون کا وطن ہوا

کسکی شمیم زلف سے آگاہ کی نسیم نے
مغز سر اپنا نافۂ مشک ختن ہوا

کوچے مین اُسکے خون شہیدان ناز کا
جس سنگ پر گرا وہ عقیق یمن ہوا

رہتا ہے دل جو شانے کے مانند چاک چاک
شاید اسیر زلف شکن در شکن ہوا

جھنکو ابھی لگی کنوئین کسی یوسف لقا کی چاہ
پھر دل ہمارا مائل چاہ ذقن ہوا

پھر فصل گل مین دست درازی جنون کی
پھر گل کی طرح چاک مرا پیرہن ہوا

کعبہ نصیب شیخ کو ہو برہمن کو دیر
مدت سے کوے یار ہمارا وطن ہوا

چوکے تم انجمن سے اُٹھانا نہ تھا مجھے
بدنام کہیے کون سر انجمن ہوا

شعر و سخن مین نکلینگے مضمون نئے نئے
پھر دل کو اپنے شوق شراب کہن ہوا

تا اب خزان مین فصل بہاری مین بادہ کش / سمجھا کوئی جہان مین نہ توبہ شکن ہوا

بوئے چمن جو لائی قفس تک کبھی صبا / بلبل کو اور داغ فراق وطن ہوا

تا صبح منہ مین وصل کی شب وہ زبان ہی / میرا دہن کبھی یار کا گویا دہن ہوا

مجنون کا وہ جنون تھا کہ آہو تھے اسکے گرد / وحشت کو میری دیکھ کے آہو ہرن ہوا

اس قافلے مین طرفہ مین نازک دماغ ہون / سر پھر گیا مرا جو جرس نعرہ زن ہوا

گیسو نے دیکھنے نہ دیا مجکو روئے یار / کعبے کا سنگ راہ یہی برہمن ہوا

لکھا صباحت رخ محبوب کا جو وصف / خامہ ہمارا شاخ گل یاسمن ہوا

العذر سے ضعف تاب نہ آئی خمار کی / اترا جو نشہ چور ہمارا بدن ہوا

صفدر کے دل سے اسکو نکلنا نہ تھا کبھی
نالہ عبث نکلکے غریب الوطن ہوا

نہ گلچین ہی شفیق اپنا نہ مونس باغبان اپنا / پیر دونون ہو گئے دشمن ٹھکانا اب کہان اپنا

بیان کیا تصور سے بھی ہی قصہ نہان اپنا / زبان کا ذکر کیا دل بھی نہین ہے رازدان اپنا

ہزار افسوس مرغ بوستان نے آہ سوزان سے / بہار آمد گل مین جلایا آشیان اپنا

صبا میری طرف سے صاحب محمل سے کہدینا / کسی دن تو بنا قیس حزین کو ساربان اپنا

کیا بسمل مجھے لیکن ابھی وہ ایسے نادان ہین / ہراسان ہو گئے دیکھا جو خنجر خونچکان اپنا

مری آہ و فغان سے نخل ماتم بنگیا اکثر / گلستان مین بنایا جس شجر پر آشیان اپنا

وہ گھبراتے ہین تنہائی سے ہم غم سے تڑپتے ہین / عجب عالم ہی فرقت مین ہان انکا بیان اپنا

رنگ گل ہو کر اسکی تشبیہ سخن باطل ہو
دہن اس گل کا غنچہ ہو غلط ہو یہ گمان اپنا

ہمین کیا کام تھا اس گلشن دنیا مین آنے سے
بچھڑ آیا دانے پانی سے قدیمی آشیان اپنا

اگر وارستگی اچھی نہین صفدر کے مذہب مین
سبب اے دیر و حرم سے کیون بنایا ہو مکان اپنا

تصور جیسے ابرو کا ہو کعبہ ہو مکان اپنا
بجا ہو سجدہ گاہ خلق اگر ہو آستان اپنا

جگر کا داغ گل تک انجمن افروز الفت تھا
بجھایا آج قسمت نے چراغ خانمان اپنا

سراپا حسن وہ اک چوب ناتراشیدہ
کہان سرو چمن قمری کہان سرو روان اپنا

ریاض دہر مین ہو ختم تجھ پر خانہ بردوشی
کر اپنے مشت پر کو جانتا ہون آشیان اپنا

ہمین مطلب نہین کچھ قصر و ایوان مجازی سے
طلبگار حقیقت ہین مکان ہو لامکان اپنا

شب وصلت ہوئی آخر ہم کو ہم کبھی اٹھتے ہین
کہو شمع سحر آگے بڑھے لیکر نشان اپنا

شکر ریزی نہایت ہو سخن مین اپنے اے صفدر
بجا ہو گر لقب ہو طوطی شیرین زبان اپنا

کبھی چہرہ ہم سے چھپا لیا کبھی پردہ اُسنے اُٹھا دیا
کبھی دن کو رات بنا دیا کبھی شب کو روز دکھا دیا

نہ تو صبر ہو نہ قرار ہو شب و روز نالۂ زار ہو
دل بیقرار کو عشق نے یہ کہان کا روگ لگا دیا

کبھی بیڑیون سے جنون مین ہم کبھی خوفناک طوق سے

سرِ انکسار جھکا دیا تو قدم ثبات بڑھا دیا

ترے کوچے میں جو گذار تھا نقطہ ایکدم کا قرار تھا
پر کاہ یہ تن نزار تھا کہ ہوا نے آکے اڑا دیا

ہوا جلسہ شب کو تو کیا ہوا اثر ابھر اور بلا ہوا
نہ ملا شراب میں ذائقہ نہ کباب ہی نے مزا دیا

رہے جبتلک وہ حجاب میں رخ نازنین تھا نقاب میں
جو حجاب دل سے اڑا دیا تو نقاب رخ سے اٹھا دیا

وہ غنی ہوں میں تہ آسمان مجھے حرص سیم و طلا کہاں
جو زمین نے گنج اگل دیا اسے ایکدم میں لٹا دیا

وہ خفا ہوئے تجھے جو نامہ بر کہی تو نے مجھ سے یہ کیوں خبر
ہوئے پاش پاش دل و جگر مرا درد اور بڑھا دیا

عبث آپ کو یہ خیال ہے کہ نظیر آپ کا محال ہے
کہیں اور بھی یہ جمال ہے تمھیں آئنہ تو دکھا دیا

کہیں کیا جنون میں جو حال ہے کسی پیرہن کا خیال ہے
جو کسی نے لا کے پنھا دیا وہیں پرزے پرزے اڑا دیا

مجھے غیر رنج خوشی کہاں کہ فلک ہوا ہے عدوئے جان
کبھی بھول کر جو ہنسا دیا تو ہنسی کے ساتھ رلا دیا

جو دیا خدا نے کسی کو دی جو گدا ہین اُنکی دعا ہین لین
ترے کام آئیگا اے غنی یہی ایک روز لیا دیا

ہوے صفدرا جو وہ مہربان کہ سنے جو شعر کہا کہ ہان
یہ زبان ہے سحر فسون بیان تری شاعری نے مزا دیا

کسی سے کہہ نہین سکتے معاملہ دل کا
اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہین گلہ دل کا

شب وصال ہے رہ جائیگا گلہ دل کا
نکال لینے دو ذرا مجھکو حوصلہ دل کا

یہ کیا ادا ہے لگاتے ہو تیغ رگ رگ پر
بڑھاتے جاتے ہو تم آپ ہی گلہ دل کا

گلے لگاتے ہین اُسکو نہ قتل کرتے ہین
کسی طرح نہین ہوتا ہے فیصلہ دل کا

کوئی یہ نشتر مژگان کو دے مبارکباد
اُبھر چلا ہے کبھی رو رو دن آبلہ دل کا

گئی ہین الفت ابرو مین اپنی تاب و توان
لٹا ہے راہ مین کعبے کی قافلہ دل کا

خرام ناز سے اپنے اسے کر دیا پامال
چلو وہ چال کہ طے ہو یہ مرحلہ دل کا

کمال مجھپہ پریشانیون کا احسان ہے
ملا دیا ترے گیسو سے سلسلہ دل کا

وہ زلف لینے کو آئی ہے ہوش و صبر و قرار
اندھیری رات مین لٹتا ہے قافلہ دل کا

خدا کرے وہ دم نزع دیکھنے آجائین
کہ مرتے مرتے نکلجائے حوصلہ دل کا

بجائے اشک جو آنکھون سے خون آتا ہے
کوئی تو پھوٹ گیا آج آبلہ دل کا

کوئی حسین نظر آیا ہم اُسپہ لوٹ گئے
یہان تو جان کا کھونا ہے مشغلہ دل کا

گلے مین طوق نہ پاؤن مین بیڑیان صفدر

گیا بہار کے ہمراہ ولولہ دل کا

وصل کا آج اُس پری سے ہو کے سامان رہگیا
شرم تیرا مدعا ہوا دونون کو ارمان رہگیا

اُٹھتے اُٹھتے نازکی سے دست جانان رہگیا
تجکو حسرت رہگئی قاتل کو ارمان رہگیا

ایک تیغ قاتل نے دو بوجھ رکھے دو طرف
تیرے سر خون کسیکے میرے سر احسان رہگیا

بڑھ چکا تھا دست وحشت نصف تک آ کے رہگیا
چاک ہوتے ہوتے آج اپنا گریبان رہگیا

ساری دنیا دیکھ آئے ہم نہین دل کا پتا
ہان مگر اک ڈھونڈھنے کو طاق نسیان رہگیا

شکر ہے اپنی تو لذت دشت گردی مین ملی
آبلہ مین نوک خار مغیلان رہگیا

واہ کیا شوق شہادت تھا کہ ہر عضو بدن
اُسکا دم بھرتا تہ شمشیر بران رہگیا

اہل دنیا مین مسافر دار دنیا ہے سرا
ایک شب آئے ایک شب مین میہمان رہگیا

اسقدر چھڑکا نمک سب بھر گئے زخمون کے منہ
ہاتھ مین جلاد کے خالی نمکدان رہگیا

اوج پر بدلت سے وحشت ہے ہماری اے جنون
ماہ نو کا کسطرح ثابت گریبان رہگیا

درد و غم رنج و الم سے کب یا خالی یہ دل
چار دن کی ہو کوئی اسمین مہمان رہگیا

وائے قسمت ہم نہ گلشن کے نہ صحرا کے ہوے
پھول کیا کانٹون سے بھی محروم دامان رہگیا

آدمی رہتا نہین دنیا مین رہتا ہے نشان
ذکر جم باقی رہا نام سلیمان رہگیا

اور تو سب حسرتین نکلین تہ شمشیر ناز
پر نہ شب لوٹنے کا دل مین ارمان رہگیا

ہم رہے کنج قفس مین ہو چکی فصل بہار
حسرت گل رہگئی شوق گلستان رہگیا

اب تو صفدر دل مین ہے اسکو کبھی چلکر دیکھین

سیر کی دنیا کی پر شہر خموشاں رہ گیا

وہ جوبن پر جب آئیں لطف اٹھے زندگانی کا
ابھی گھونگھٹ میں چہرہ ہے عروس نوجوانی کا

دکھا دے دور اے ساقی شراب ارغوانی کا
کہ وقفہ چند روزہ ہے بہار زندگانی کا

نہیں بے امتحاں کچھ لطف دعوے زبانی کا
نزاکت آزما لے زور پہلے ناتوانی کا

ہلال و بدر دونوں میں تری تصویر کے خاکے
وہ صورت ہے لڑکپن کی یہ نقشہ ہے جوانی کا

کرون میں تک مے خواری ذرا اے غنچہ دہن آ کر
یہ فصل گل یہ جوش عشق یہ عالم جوانی کا

نگاہوں میں ہماری قدر کیا ہو لعل و گوہر کی
شرارہ ہے وہ آتش کا یہ اک قطرہ ہے پانی کا

کلیجا منہ کو آجاتا ہے جو فریاد سنتا ہے
مرا ہر نالہ اک مصرع ہے دیوان فغانی کا

جسے برق تجلی جانکر موسی کو غش آیا
تجلی کیسی وہ بھی ناز تھا اک لن ترانی کا

چمن میں حسن نہال سبز کو پھولا پھلا دیکھا
نظر میں پھر گیا عالم تمہاری نوجوانی کا

کہاں داغ جدائی عاشقوں کے دل کا ثانی ہے
دم رخصت جو میں طالب ہوا انسے نشانی کا

بہار آئی ہے گل پھولے ہیں سبزہ لہلہاتا ہے
پلا ساقی کوئی ساغر شراب ارغوانی کا

ہمارے عشق تیرے حسن کا چرچا ہوا ایسا
کہ دفتر مٹ گیا فرہاد و مجنوں کی کہانی کا

سر گردوں منجم کہکشاں جسکو سمجھتا ہے
ہے اک موجہ مری بحر طبیعت کی روانی کا

پر پروانوں کے بھی اب مجھ سے اٹھ نہیں سکتے
بڑھا ہے رفتہ رفتہ زور ایسا ناتوانی کا

مرا اک جام میں کیا ہو گا دریا نوش میکش ہوں
لگا دے منہ سے ساقی خم شراب ارغوانی کا

نہ جا سکتا ہوں میں صفدر نہ آ سکتا ہے وہ یاں تک

نزاکت کا ہے اسکو عذر مجکو ناتوانی کا

وہ گیسو جو مجکو دکھاتا رہیگا | ترے پیچ پہ دل اٹھاتا رہیگا
جو ہنسکر وہ قاتل رُلاتا رہیگا | مرا زخم رو کر ہنساتا رہیگا
مصاحب بناؤ تو تم میرے دل کو | زمانے کے قصے سناتا رہیگا
ہوا شمع و پروانہ سے صاف روشن | جلیگا وہ خود جو جلاتا رہیگا
عدم کو چلین دیر ہوتی ہے ہم کو | جسے ہوگا آنا وہ آتا رہیگا
رہیگا وہی ملک عقبیٰ مین اچھا | جو دنیا مین کھاتا کھلاتا رہیگا
نہ جائیگا قاصد وہان جانتا ہون | فقط جھوٹی باتین بناتا رہیگا
جو ناصح سے مجھسے ملاقات ہوگی | مین اپنی وہ اپنی سی گاتا رہیگا
ملا ہے جو بیتاب دل مجکو خوش ہون | لحد مین یہ ہر دم جگاتا رہیگا
اگر ہنسکے بولیگا تو مجھ گدا سے | ترا بول بالا ہی داتا رہیگا

اگر رہ گیا بزم جانان مین جیسے
بڑے رنگ صفدر رجماتا رہیگا

ان آنکھون نے دنیا مین کیا کیا نہ دیکھا | کسی مین مگر اسکا جلوہ نہ دیکھا
سر راہ پریون کا مجمع نہ دیکھا | کبھی ہم نے ایسا تماشا نہ دیکھا
جو بسمل کا تمنے تڑپنا نہ دیکھا | تو مقتل مین کچھ بھی تماشا نہ دیکھا
نگاہون سے انکے گرا آئنہ بھی | جو دیکھا تو دیکھا نہ دیکھا نہ دیکھا

تڑپتے رہے در پہ بسمل تمہارے
کبھی تمنے آکر تماشا نہ دیکھا

ہوئی ایسی یاروں کو دنیا سے نفرت
کسی نے پھر آکر دوبارہ نہ دیکھا

بہت ماہوش مہروش ہمنے دیکھے
مگر ایک میں اسکا جلوا نہ دیکھا

دکھایا کیے آئنہ دل کا عاشق
پر اس بیمروت نے اصلا نہ دیکھا

دم سیر کس راستے سے وہ گذرے
جہاں فتنۂ حشر برپا نہ دیکھا

زمانہ ہے اس زلف و عارض سے واقف
شب و روز کو کس نے یکجا نہ دیکھا

بہت تیز قدموں کو ہمنے پکارا
کسی نے بھی پھر کر نہ دیکھا نہ دیکھا

وہ بے مثل ہے سب حسینوں میں صفدر
بہت دیکھے محبوب ایسا نہ دیکھا

حرم میں ساتھ نہ ہستی سے جسم زار آیا
لباس عاریتی میں وہیں اتار آیا

حرم میں دیر میں مسجد میں بتکدے میں صنم
کہاں کہاں نہ تجھے جا کے میں پکار آیا

بیمار دل کی تڑپ بعد مرگ بھی نہ گئی
زمیں میں گڑ کے نہ کمبخت کو قرار آیا

ہوا میں حشر میں حاضر تو عفو نے یہ کہا
ہٹو ہٹو کہ ہمارا گناہگار آیا

کیا ہے تنگ گریباں نے اے جنوں مجکو
پہونچ شتاب کہ پھر موسم بہار آیا

نہ انکی بزم میں پوچھا کسی نے کون ہو تم
ہزار بار گیا میں ہزار بار آیا

بس فنا یہ اثر جذب دل نے دکھلایا
جگر کو تھامے لحد پر وہ بیقرار آیا

ہوا سے آئی ہے وہ زلف روئے رنگیں پر
چمن میں جھوم کے یا ابر نو بہار آیا

برنگ آئنہ دیکھی کبھی نہ شکل ملال / مین اور صاف ہوا دل مین جب غبار آیا

مجھے بلایا تھا واعظ نے وعظ سننے کو / مین جا کے شیشۂ مے اسکے سر پہ مار آیا

چھپاؤن راز محبت مین کس طرح صفدر / کہ جا کے نالہ مرا عرش تک پکار آیا

دیوان مین لکھ کے وصف دل داغدار کا / تختہ ورق ورق کو کیا لالہ زار کا

مشہور ہے جو روز قیامت جہان مین / پہلا پہر ہے میری شب انتظار کا

بھولے سے بھی کیا جو کبھی قصد فاتحہ / رستہ بہک گئے وہ ہمارے مزار کا

امسال دیکھنا مری وحشت کے ولولے / آیا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا

شوخی سے بولے وہ جو گیا مین بدلکے بھیس / پوچھو تو رہنے والا ہے یہ کس دیار کا

دشمن سے میرا دل نہ مکدر ہوا کبھی / اس آئنے نے منھ نہیں دیکھا غبار کا

دانتونکا تیرے اسنے بھی شاید کیا تھا وصف / خالق نے موتیون سے بھرا منھ انار کا

مجنون نہ دشت مین ہے نہ فرہاد کوہ پر / باقی رہا نہ کوئی ہمارے دیار کا

پڑھتے ہین رکھکے دست حنائی وہ فاتحہ / روشن ہوا چراغ ہمارے مزار کا

تم ایک بات بھی مری سنتے نہین کبھی / گل کان رکھکے سنتے ہین نالہ ہزار کا

رو رو کے مر گئے ہین جو ہم ہجر یار مین / ہنستا نہین چراغ ہمارے مزار کا

راہ انکی تکتے تکتے یہ مدت گذر گئی / آنکھون کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا

گستاخیون سے یار کو آزردہ کر دیا

صفدر برا ہو میرے دل بیقرار کا

ترے غم مین بدلا یہ نقشہ ہمارا
کہ کوئی نہین اب شناسا ہمارا

بڑھا رفتہ رفتہ یہ سودا ہمارا
کہ پریون مین ہوتا ہی چرچا ہمارا

پرانا ہوا ذکر لیلی و مجنون
نیا اب فسانہ ہی انکا ہمارا

تہ تیغ دو کچھ تڑپنے کی مہلت
اگر دیکھنا ہو تماشا ہمارا

گوارا نہین ہی جنھین بات کرنا
سنینگے وہ کاہیکو قصا ہمارا

گئے گھر کو سب دفن کر کے لحد مین
دیا ساتھ یارون نے اچھا ہمارا

پیام اجل کیون نہو درد فرقت
کہ ہم سے خفا ہی مسیحا ہمارا

غضب ہی جو اب بھی نہ ملنا ہو تم سے
کہ نزدیک ہی گھر تمھارا ہمارا

عیادت کو وہ ساتھ غیرون کے آئے
ہوا درد دل آج دونا ہمارا

کفن کیون ہٹاتے ہین روے سیہ سے
کرین فاش ہمدم نہ پردا ہمارا

بڑی بات یہ ہی کہ قاصد کسی نے
لکھا ہی ہمین خط مین شیدا ہمارا

بھلا دیکھین کسطرح رہتی ہی رنجش
ذرا سامنا تو ہو انکا ہمارا

رہی یون ہی الفت جو زلف سیہ کی
نہ جائیگا صفدر یہ سودا ہمارا

اُمنگ پہ آکے محو زینت کبھی جو وہ گلعذار ہوگا
پسینگے منہدی یہ دل گلون کے چمن مین جشن بہار ہوگا

دم فنا بھی یہی جو دل کو تصور زلف یار ہوگا
ہوا سے پھر کو بکو پریشان یقین ہے میرا غبار ہوگا

نہ مال و دولت نہ جاہ و حشمت نہ دور لیل و نہار ہوگا
فقط ہے یہ چارون کی ہستی ہم اور کنج مزار ہوگا

ادھر ابھی پہلو مین دل تڑپتا ادھر جگر کو ہے بیقراری
یہ دونون لگجائینگے ٹھکانے ترا جو ناوک دوسار ہوگا

چھپا چرا اگر کبھی چھپ بھی لی تو اس سے کیا فائدہ ہے قاضی
نہ میکدے مین جگہ ملیگی نہ میکشون مین شمار ہوگا

فراق گذرا وصال آیا کہو کہ اب حسرتین ہون رخصت
کہ ایک پہلو مین ہوگا ساقی تو ایک پہلو مین یار ہوگا

یہی ہین چالین اگر تمھاری تو دیکھنا مرمٹینگے ہم بھی
جہان پڑیگا قدم تمھارا وہین ہمارا مزار ہوگا

اگر ہے منظور قتل کرنا تو خاک بھی مجھ پہ ڈالدینا
وگرنہ رسوائے خلق ہوگے یہ راز اگر آشکار ہوگا

طواف کرنے کو آئی مرمر مگر نہ لے خون مفت سر پر
مرینگے پروانے سر پٹک کر جو گل چراغ مزار ہوگا

کروگے تم پھر کو نشانہ چلیگا خنجر ہمارے دل پر

کہیں پڑیگا تمھارا ناوک جگر ہمارا فگار ہوگا
جو قتل کرنا ہو آئے قاتل کرے نہ کھوٹی ہماری منزل
مسافران رہ عدم کو کمال ہی انتظار ہوگا
نہ کھینچو تلوار کیا ہو حاجت ہمارا دل ہو شہید ابرو
یہ آپ ہو جائیگا تصدق یہ آپ تم پر نثار ہوگا
بھلا ہوا یہ کہ مٹ گیا میں برنگ نقش قدم جہاں سے
نہ اب اُٹھیگا مرا جنازہ نہ دوش یاران پہ بار ہوگا
یہ رات بھر کے ہیں سارے جلسے جہاں ہوئی صبح پھر تو صفدر
نہ شیشہ ہوگا نہ جام ہوگا نہ شمع ہوگی نہ یار ہوگا

تو اہو دل محبت مبتلا ہر کسی کا
سمجھ تو کوئی کبھی ہوا ہر کسی کا
گذر میرے دل میں ہوا ہر کسی کا
سویدا نہیں نقش پا ہر کسی کا
ذرا بزم سے اُٹھ کے خلوت میں سن لو
خدا جانے کیا مدعا ہر کسی کا
پہونچ جلد جام و سبو لیکے ساقی
گھٹا اُٹھی ہو دل بڑھا ہر کسی کا
عیاں جلوہ طور ہو صاف رخ سے
عجب حسن نام خدا ہر کسی کا
نگاہوں سے شمس و قمر گر گئے ہیں
تصور جو صبح و مسا ہر کسی کا
قیامت ہو برپا ذرا سے چلکے دیکھو
سنا ہو جنازہ اُٹھا ہر کسی کا
نہیں پوچھتا ہو جو کوئی نہ پوچھے
مقدر مرا کیا گلا ہر کسی کا

اگر دشمن جان ہے وہ بت بلا سے ۔ نہیں خوف کیا کچھ خدا ہے کسی کا
توجہ کہاں دردمندون پہ تم کو ۔ کبھی حال تم نے سنا ہے کسی کا
تبسم سے زندہ کیا ایک عالم ۔ لب لعل معجز نما ہے کسی کا
دیا دل تو ہمنے کیا اپنا نقصان ۔ اجارہ کسو ہمین کیا ہے کسی کا
غنیمت ہے جو دم ہے ٹھہرو نہ جاؤ ۔ کہ دو روز مین فیصلا ہے کسی کا
فقط چار دن کا یہ جاہ و حشم ہے ۔ زمانہ کہاں آشنا ہے کسی کا

وہ مستی لبون پہ جمائے ہین صفدر
مگر آج نقشہ جما ہے کسی کا

وہ مزہ ملا تڑپ مین اگر اختیار ہوتا ۔ تو تمام عمر دل کو نہ کبھی قرار ہوتا
جو مری طرح سے زاہد کبھی بادہ خوار ہوتا ۔ تو کسی سے اُسکے دلمین نہ ذرا غبار ہوتا
جو سکون دلکو ہوتا نہ یہ اضطرار ہوتا ۔ جو اُسے قرار ہوتا تو مجھے قرار ہوتا
مجھے یاس اسلیے ہے کہ یہ بت ہین سخت بدظن ۔ جو خدا اسے بھی یہ ملنے مین امیدوار ہوتا
ترے وصل مین تو جیتا ترے ہجر مین نہ جیتا ۔ مجھے مرگ و زندگی مین اگر اختیار ہوتا
جو ہین اس بغل مین حورین تو ہین اُس بغل مین غلمان ۔ ترے در پہ گر نہ گرتے تو نہ یہ وقار ہوتا
تمھین دیکھتی زلیخا تو عزیز مصر کیسا ۔ نہ وہ ذوق شوق ہوتا نہ وہ چاہ پیار ہوتا
نہ اٹھی نقاب جانان رہی آبرو نظر کی ۔ جو وہ بےحجاب ہوتے تو مین شرمسار ہوتا
کوئی عامل ایسا ملتا مجھے نقش لکھ کے دیتا ۔ کہ مین پاس جب نہ ہوتا تو وہ بیقرار ہوتا

مرے بچو نمین آئے تو سبب ہے صاف ظاہر
کہ عدو کو خار ہوتا وہ گلے کا ہار ہوتا

پئے فاتحہ جو آتا وہ مسیح بھول کر بھی
ابھی زندہ پا کے آہٹ مین تہ مزار ہوتا

نہ کسی کا زہد رہتا جو وہ خط و لب دکھاتے
کوئی بنگ نوش ہوتا کوئی بادہ خوار ہوتا

ہو دست غیر بیکر ہوے منکر آپ لیکن
جو زبان نہ لڑکھڑاتی مجھے اعتبار ہوتا

شب ہجر کو گھٹاتا شب وصل کو بڑھاتا
جو فلک کی گردشون مین مجھے اختیار ہوتا

جو ٹوٹا تھا دل تو دیتا وہ جگر کو داغ صفدر
کہ مسافر عدم کا یہی یادگار رہتا

فراق یار مین جھیلین مصیبتین کیا کیا
گذر گئین مرے سر پر قیامتین کیا کیا

نئی نئی نظر آتی ہین صورتین کیا کیا
دکھا رہا ہے وہ صناع صنعتین کیا کیا

لب آنکے لب پہ رہے سینہ انکے سینہ پر
اٹھائین ہمنے شب وصل لذتین کیا کیا

قفس سے چھوٹ کے جاؤن کہین گلستان کو
کہ باغبان سے ہین کہنی حکایتین کیا کیا

حضور یار کوئی بات ہم سے ہو نہ سکی
اگرچہ دلمین بھری تھین شکایتین کیا کیا

کہان کہان نہ گئے ہم کہان کہان نہ پھرے
تلاش یار مین پیش آئین آفتین کیا کیا

ہزار دلکش ہم بدن زیر خاک سوتے ہین
لٹی ہین منزل ہستی مین دولتین کیا کیا

دل اک جہان کا جلاتے ہین گرمیون سے بت
بھری ہین سنگدلون مین شرارتین کیا کیا

رہا خزانہ قارون نہ گنج کیخسرو
ملائین خاک مین گردون نے دولتین کیا کیا

لحد پہ فاتحہ خوانی کو بھی نہ آئے کبھی
جو لوگ رکھتے تھے ہم سے محبتین کیا کیا

نہیں ہے گور غریباں سے کم دل مایوس
کہ ہمیں دفن ہوئیں مرکے حسرتیں کیا کیا

اچھلتے ڈوبتے بہتے تمام عمر کٹی
محیط عشق میں کھینچیں مشقتیں کیا کیا

جو دیکھی گور میں تنہائی مکان صفدر
تو یاد آ گئیں یاروں کی صحبتیں کیا کیا

ہم ہونگے نہ حسن رخ جانانہ رہیگا
عالم میں مگر عشق کا افسانہ رہیگا

میخوار رہینگے نہ یہ میخانہ رہیگا
ساقی کے کرم کا فقط افسانہ رہیگا

شب بھر فقط آرایش محفل ہے سحر کو
یہ شمع رہیگی نہ یہ پروانہ رہیگا

مسجد کیطرف جاتے ہیں تو جائیں نمازی
بندہ تو مقیم در میخانہ رہیگا

رستے میں اگر کوئی پری رو نظر آیا
قابو میں نہ اپنا دل دیوانہ رہیگا

جب تک کہ نہ ہاتھ آئیگی وہ زلف مسلسل
صد چاک دل اپنا صفت شانہ رہیگا

آئینگے جو دن طالب دیدار بتوں کے
محشر لب دیوار صنم خانہ رہیگا

نکو آئینگے خط وہ رخ رنگین کا مقرر
گلزار میں کیا سبزۂ بیگانہ رہیگا

اس دھوم سے آئی ہے اگر فصل بہاری
کب خانۂ زنجیر میں دیوانہ رہیگا

الفت جو یہی زیست میں ہے ہمکو بتوں سے
منھ قبر میں بھی جانب بتخانہ رہیگا

سر خنجر قاتل سے جو کٹجائے تو کٹجائے
شہرہ ترا اے ہمت مردانہ رہیگا

دو روز فقط دور مے عیش ہے ساقی
یہ شیشہ رہیگا نہ یہ پیمانہ رہیگا

زندان میں جو وحشی کو ترے قید کرینگے
منھ خواب میں بھی جانب ویرانہ رہیگا

اے پیر مغان یون ہی سبھی بیٹھے ہین تھک کر — مخمور کہان تک در میخانہ رہیگا

موسیٰ بھی جو دیکھینگے رخ یار کو صفدر
کچھ ہوش انھین وقت تماشا نہ رہیگا

مین جب تک مقیم دیار تھا — یہ بام فلک زیر دیوار تھا
کسی سے نہ جبتک سروکار تھا — بڑے چین سے یہ دل زار تھا
جو انکو نہ حیرت سے دیکھے تجھے — کبھی مین بھی آئینہ رخسار تھا
وہ کاندھا جنازے کو دین کیا عجب — کہ مین بھی کبھی ناز بردار تھا
کیا ہمرہ عشق دل نے نالونکو ضبط — کہ گرم اس سے الفت کا بازار تھا
حسینونکے خواہان ہمین کچھ نہین — کہ یوسف کا عالم خریدار تھا
گرہ کھلتے ہی زلف پیچ کی — جو آزاد تھا وہ گرفتار تھا
گئی بات نکلا نہ کچھ اس سے کام — گلہ بیوفاؤن سے بیکار تھا
کیا اسکی رحمت نے عصیان سے پاک — گنہگار تھا مین سیہ کار تھا

کبھی ہنسنے صفدر کے دیکھے تھے رنگ
جوان سیکڑون مین نمودار تھا

خیال عارض کسیکے پیارا نہوا — کسی آنکھون کا وہ تارا نہوا
ہو گیا دل بھی انھین کیجانب — یہ بھی کمبخت ہمارا نہوا
وصل کا ذکر تو کیا قاتل کو — قتل کرنا بھی گوارا نہوا

یار آیا نہ اجل فرقت مین — ایک بھی کام ہمارا نہوا

تھی قضا تو مرے سر پر موجود — کیا کرے اُنکا اشارا نہوا

کچھ بھی آنسو نہ تھے اپنے کلیم — دور سے بھی تو نظارا نہوا

درد دل اُنکو سناتے شب وصل — ہم کو اتنا بھی گوارا نہوا

ہاے وہ خال رخ ماہ جبین — میری قسمت کا ستارا نہوا

غیر کا دل نہ دُکھایا ہم نے — رنج دشمن بھی گوارا نہوا

ہو رہے تم تو اُسی کے صفدر — وہ نہ ہونا تھا تمھارا نہوا

یا بھول گیا وہ بت خود کام ہمارا — یا شرم سے لیتا نہین اب نام ہمارا

بیدل ہمین کہتا ہے وہ خود کام ہمارا — اس دل کی بدولت یہ ہوا نام ہمارا

ہم دیکھنے والے تھے کسی ایسے کی آنکھین — کچھ کر نہ سکی گردش ایام ہمارا

جی بھر کے نہ دیکھین کبھی آنکھین تری ساقی — اس مے سے نہ لبریز ہوا جام ہمارا

یاد رخ و گیسوے صنم ہے سحر و شام — یہ کفر ہمارا ہے وہ اسلام ہمارا

کیون آنکھ چراتے ہو جو ہے مد نظر دل — یہ شیشہ تمھارا ہے تو وہ جام ہمارا

قاتل جو کہا مین نے تو شرما کے وہ بولے — بس رہ نہ بدنام کرو نام ہمارا

بوسہ ہے نہ دشنام دعا ہے نہ جفا ہے — کچھ تم سے نکلتا نہین اب کام ہمارا

بو کاکل مشکین کی سنگھا دے کبھی آکر — اس گل سے صبا کہدے یہ پیغام ہمارا

متقتل میں جو وہ آے تو بولے ملک الموت
ہم جانتے ہیں اب کچھ نرہا کام ہمارا

یاتذکرۂ زلف ہی یا تذکرہ رخ
ہی کام یہی صبح سے تا شام ہمارا

ہم بوسے لیے جائینگے تم وار لگاؤ
یہ کام تمہارا ہی تو وہ کام ہمارا

اب چین نہیں سینے مین دلکو کسی پہلو
وزدیدہ نگہ لے گئی آرام ہمارا

پہونچا ہی یہ اب ضعف کا رتبہ کہ وہان تک
ہم کیا کہ پہونچتا نہیں پیغام ہمارا

نواب بہادر ہی ہمین کہتے ہین صفدر
پورا کبھی لیتے نہیں وہ نام ہمارا

ہوے دام و قفس مین اسیر جو ہم تو ذرا ہمین لطف چمن نرہا
کرین کس سے بیان کشاکش غم کہ سفر مین خیال وطن نرہا

خبر اپنی نہیں ہی حضور کو کچھ گئے چاہنے والے عیان ہوا خط
کوئی بستۂ زلف دوتا نہ رہا کوئی قیدی چاہ ذقن نہ رہا

تجھے جوان تو بدن مین تھی تاب و توان جو شباب گیا تو وہ لطف کہان
وہ زبان نرہی وہ بیان نرہا وہ دہن نرہا وہ سخن نرہا

مرے گھر سے گیا ہو وہ جان جہان جو حواس ہی اب ہین تاب و توان
ہوئی حبس سے کہ روح نکلکے روان کسی کام کا پھر وہ بدن نرہا

نہ وہ دانت گہر نہ عقیق وہ لب نہ وہ آئنہ رخ نہ وہ مشک سے مو
وہ عدن نرہا وہ یمن نرہا وہ حلب نرہا وہ ختن نرہا

نہ شراب میں ہے کوئی ذائقہ اب نہ کباب میں ہے کوئی ذائقہ اب
وہ فضا نہ رہی وہ ہوا نہ رہی وہ مزہ نہ رہا وہ چمن نہ رہا

جو زبان سے دعوی عشق کیا ہے صفدر اب اسکا خیال ذرا
کوئی یہ نہ کہے کہ یہ مر نہ مٹا اسے پاس و لحاظ سخن نہ رہا

جلوہ گر آئینے میں پرتو ترا کیونکر ہوا
تو تو یکتا تھا یہ پیدا دوسرا کیونکر ہوا

آپ ہی بسمل کیا تیغ نگاہ ناز سے
آپ ہی کہتا ہے وہ یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

ہمنے قاتل سے نہ پوچھا یہ بھی فرط شوق میں
لائق تعزیر بندہ بےخطا کیونکر ہوا

آجتک آئینہ اسکی بزم میں پہونچا نہیں
ہے تعجب خود بخود وہ خود نما کیونکر ہوا

کسطرح سیب ذقن کی یاد میں دل مست ہے
جب ثمر چکھا نہیں حاصل مزا کیونکر ہوا

حال میرا دیکھکر آنسو ٹپک پڑتے ہیں اب
نرم دل اس سنگدل کا اے خدا کیونکر ہوا

سیکھ آیا کس سے تو اے دل عمل تسخیر کا
آشنا ایسا بت نا آشنا کیونکر ہوا

نام تک آیا نہیں لب پر محبت کا کبھی
پھر میں حیران ہوں یہ چرچا جابجا کیونکر ہوا

بھاگتا تھا اپنے سائے سے میں وہ محتاط تھا
انکی زلفوں میں گرفتار بلا کیونکر ہوا

دلکو زندہ کر دیا اسکے خیال خال نے
طفل زنگی عیسی معجز نما کیونکر ہوا

جب کشیدہ تیغ ہو خنجر سے منھ موڑے ہوے
پھر سر و گردن کا قاتل فیصلہ کیونکر ہوا

کیسی ہی فرقت میں اسکی چھیڑ دیں سب لذتیں
کوئی کیا جانے کہ صفدر پارسا کیونکر ہوا

بیٹھکر بزم میں جو یار یہ اصلا اٹھا
ہاں جو اٹھا تو بس مرگ جنازا اٹھا

انکا اٹھنا تھا کہ بیتاب ہوا دل میرا
حشر برپا ہوا لو اور یہ فتنا اٹھا

کبھی رخ کے کبھی بوسے لب جانان کے لیے
کیا کہوں میں کہ مزہ وصل میں کیا کیا اٹھا

ہوں وہ دیوانہ کہ زندان سے میں جیسے نکلا
پہلے تعظیم کو صحرا میں بگولا اٹھا

یہ تو کہیے کہ ملا وصل سے جب صاف جواب
کس سے پھر آپ کا یہ غمزۂ بیجا اٹھا

ہو دور ساغر ہو کوئی جلکے چمن میں ساقی
دیکھ تو ابر دھواندھار ہی کیسا اٹھا

دھوم میخانے کی آخر یہ اڑی عالم میں
شیخ صاحب کا بھی مسجد سے مصلا اٹھا

جمع خلقت تھی سر راہ تماشے کے لیے
دھوم سے آپکے مقتول کا لاشا اٹھا

نہوا جب مرض عشق کا کچھ اس سے علاج
تنگ آ کر مرے بالین سے مسیحا اٹھا

کشتۂ تیغ تغافل تھے نہ آنکھ اپنی کھلی
نہیں معلوم کہ کب حشر کا غوغا اٹھا

آتے ہی گلشن ہستی سے چلے مثل نسیم
ایکدم کے لیے کیا لطف تماشا اٹھا

ترے وحشی نے نہ دی قیس کو تعلیم جنون
جب ملک کان پکڑ کر نہ وہ بیٹھا اٹھا

سنتے ہیں کوچ زمانے سے کیا صفدر نے
ناتوان تھا نہ ترے ہجر کا صدمہ اٹھا

وارد بزم کسی شب جو وہ قاتل ہوتا
اک نگہ میں کوئی زخمی کوئی بسمل ہوتا

مہر عارض سے تمہارے جو مقابل ہوتا
ماہ نو چرخ پر اک رات میں کامل ہوتا

اسکی رسوائی نے کیا کیا نہ کیا مجکو خجل
عرصۂ حشر میں میں یا مرا قاتل ہوتا

پردہ سو بار تماشے کو اٹھاتی لیلے
ساتھ مجنون کے اگر مین پس محمل ہوتا

چہرہ پردے سے ہی وہ کاش مجھے دکھلاتے
دعوی صبر جو مجکو تھا وہ باطل ہوتا

پانوٗن سے کھیل مین اسنے گل بازی جو ملا
آرزو مجکو ہوئی کاش مرا دل ہوتا

اٹھ کے میخانے سے مسجد نہ گئے مست ترے
کسکو پروا تھی کہ واعظ سے مقابل ہوتا

دینے والا ہی زمانے مین خدا ہی سب کا
پھر بلا کیا مین کسی اور سے سائل ہوتا

بیخبر رہتے نہ گل بوے وفا آ جاتی
مین جو گلشن مین ہم آواز عنادل ہوتا

توڑنا تھا اسنے بلبل سے چھپا کر گل کو
نام گلچین کا زمانے مین نہ قاتل ہوتا

شب کو پردہ ترے عارض سے اگر اٹھ جاتا
شمع و پروانہ مین جھگڑا سر محفل ہوتا

خار پامال ہوا اسکی خلش ہی دل کو
کاش مین دشت مین پابند سلاسل ہوتا

زخمی ہوتا تو کہان رسم ستم اٹھ جاتی
بدلے پیکان کے جو ناوک مین مرا دل ہوتا

ہجر مین آئی اجل وصل مین آنا تھا اسے
روح کو تن سے نکلنا تو نہ مشکل ہوتا

کوچہ یار مین ملتی جو جگہ اے صفدر
مین گدا بھی کسی سلطان کے مقابل ہوتا

کیا جانے لائے ان سے قاصد جواب کیا کیا
تڑپا رہا ہے ہمکو یان اضطراب کیا کیا

آ ینگی جوش پر یہ چشم پر آب کیا کیا
خجلت سے پانی پانی ہوگا سحاب کیا کیا

نام خدا اب نکلا جوبن ابھار پر ہے
جلوہ دکھا رہا ہے حسن شباب کیا کیا

کہتا ہے کوئی مفتون کہتا ہے کوئی مجنون
الفت ترے ہی ہمنے پاے خطاب کیا کیا

جھگڑا چکا نہ اکدن یون ہی رہے ہمیشہ — اپنے سوال کیا کیا اُنکے جواب کیا کیا
رخصت تو اُنکو دی ہی صبح شب جدائی — تڑپا رہا ہی ہمکو یہ اضطراب کیا کیا
وہ مست ہین کہ لڑکر ساقی سے ہمنے اکثر — لے لیکے پی لیے ہین جام شراب کیا کیا
وہ حوصلے وہ ہمت وہ ولولے وہ طاقت — ہمراہ لیگیا ہی عہد شباب کیا کیا
ڈر ہی تمام عالم ڈوبے نہ مثل یونان — طوفان اُٹھا رہی ہی چشم پر آب کیا کیا
خاطر کا اُنکے عقدہ ہم سے کھلا نہ ہرگز — ہر چند ہمنے کھولے بند نقاب کیا کیا
جب شام سے بندھا ہی اُس زلف کا تصور — تا صبحدم پریشان دیکھے ہین خواب کیا کیا
جب گیسوون مین اُنکے کرتا ہی عنبر شانہ — کھاتے ہین اپنے دلمین ہم پیچ و تاب کیا کیا
اُس چشم مست کا ہی یہ دور دورا اتنو — پرہیزگار بھی ہین مست و خراب کیا کیا
ہی قلزم جہان مین پاے ثبات کسکو — بنکر بگڑ گئے ہین دم مین حباب کیا کیا
ہشیار تو بڑے ہین دیکھو مگر لڑکین — بوسون کے دینے ہین وہ مجھکو حساب کیا کیا
آغوش مین کبھی کھینچا بوسے کبھی ہم پائے — لوٹے مزے پلا کر اُنکو شراب کیا کیا

ہی اعتبار دولت کیا اس جہان مین صفدر
مٹی مین ملگئے ہین عالی جناب کیا کیا

دکھلاؤ زلف مجکو سودا ہوا تو پھر کیا — وابستہ محبت رسوا ہوا تو پھر کیا
مین جانتا ہون تمکو تم جانتے ہو مجکو — گلیون مین محفلون مین چرچا ہوا تو پھر کیا
جور و جفا کہان تک عہد وفا ہی لازم — مین اور ہی کسی کا شیدا ہوا تو پھر کیا

نازو ادا سے چلیے لیکن ذرا سنبھلکر ہنگامۂ قیامت برپا ہوا تو پھر کیا
اے دل تڑپ نہ اتنا لازم ہے ضبط نالہ عالم مین راز الفت افشا ہوا تو پھر کیا
ایام نوجوانی مہمان ہے چند روزہ اس حسن عارضی کا شہرا ہوا تو پھر کیا
مین نے کبھی جنون مین پھاڑا نہیں گریبان وحشت مین فاش اپنا پردا ہوا تو پھر کیا
بیجا ہے فکر شہرت یہ حسن ہے دو روزہ بالفرض چاردن کو ایسا ہوا تو پھر کیا
ہر جا اگر شبیہیں کھنچکر گئیں تو حاصل چارون طرف تمہارا شہرا ہوا تو پھر کیا
یہ عارضی صفا ہے نکلیگا خط مقدر مسلم کے گھر مین کافر پیدا ہوا تو پھر کیا
آیا ہے دم لبون پر آنا ہو ہو تو آؤ سوے عدم ہمارا جانا ہوا تو پھر کیا
کیا آئے وہ جو آئے مرنے ہی پر دوا کو بعد فنا مقدر سیدھا ہوا تو پھر کیا
کانون تک کھنچکے پہونچے ایسا کمان ابرو اگر دو دن سے پار اپنا نالا ہوا تو پھر کیا

ہے جیتے جی تو صفدر کیا اعتبار دل کا
میرا ہوا تو پھر کیا انکا ہوا تو پھر کیا

قہر ہے آفت ہے یہ آنکھیں لڑانیکی ادا خوب آتی ہے تمہیں فتنے جگانیکی ادا
جب کسی غنچے کو گلشن مین کھلاتی ہے نسیم یاد آتی ہے تمہارے مسکرانیکی ادا
لاتی ہے کس کس طرح شبخون دل عشاق پر پان کھانے کی ادا سے مسی لگانیکی ادا
چلتے ہو مرقد پہ تم دامن اٹھا کر ناز سے کس سے سیکھی خاک مین ہمکو ملانیکی ادا
ٹکڑے ہوتے مین گریبان دیکھکر تیرا حجاب فاش کر دیتی ہے پردہ منہ چھپانیکی ادا

بزم مین لاکھون کے ہوے بسمل ہزارون نیم جان — پھر بھی شب کو تری محفل مین آنیکی ادا

گرمیان کرتے ہو غیرون سے ہمارے سامنے — یہ نئی سیکھی ہے تمنے دل جلانیکی ادا

خون ہوجائینگے لاکھون دیکھنے والون کے دل — رنگ لائیگی نیا مہندی لگانیکی ادا

دیکھیے کس کسکی گردن پر گرے خنجر روان — قاتل عالم تری تیوری چڑھانیکی ادا

بیوفائی کج ادائی ہر گھڑی تازہ ستم — تم بھی کیا سیکھے ہو اس ظالم زمانیکی ادا

یاد ہے صفدر شب وصلت وہ اپنا چھیڑنا
اور وہ انکی شرم سے آنکھین جھکانیکی ادا

صفدر انکا خیال تھا کیا تھا — کل جو چہرہ بحال تھا کیا تھا

غم جو دل کو کمال تھا کیا تھا — ختم روز وصال تھا کیا تھا

دفعتاً مٹ گیا جو عہد شباب — وہم تھا یا خیال تھا کیا تھا

دل شگفتہ مرا کبھی نہ ہوا — سبزۂ پائمال تھا کیا تھا

چار ہی دن مین ہوگیا جو فراق — جان و تن مین ملال تھا کیا تھا

پوچھتے ہین وہ قسمین دیدیکر — شب ترا غیر حال تھا کیا تھا

رات جوبن کو کیون چھپاتے تھے — کیا یہ چوری کا مال تھا کیا تھا

انکے آتے ہی ہم جہان سے گئے — وصل تھا یا وصال تھا کیا تھا

ظلم لاکھون سہے زمانے کے — یہ دل پر ملال تھا کیا تھا

عرش فرسا ہوا جو نالۂ دل — شاعرون کا خیال تھا کیا تھا

مانگتے تھے جو دل کو وہ ستا
کسی مردے کا مال تھا کیا تھا

دہن یار کی ملی نہ مثال
یہ عدیم المثال تھا کیا تھا

تیرے وحشی کو خلق مان گئی
کوئی صاحب کمال تھا کیا تھا

کس سے بگڑی تھی سچ کہو صفدر
کل جو بسمل کا حال تھا کیا تھا

مسجد نہ میکدہ نہ صنمخانہ دیکھنا
اے دل کسی کی نرگس مستانہ دیکھنا

مد نظر ہے جلوۂ جانانہ دیکھنا
منظور کب ہے ہمکو پریخانہ دیکھنا

دلچسپ ہے بہت مری الفت کی داستان
آئینگے وہ بھی سننے کو افسانہ دیکھنا

یون دیکھ بار بار نہ اس چشم مست کو
ساقی گرے نہ ہاتھ سے پیمانہ دیکھنا

کوچے پہ پیرخان مین تو جاتا ہے شاد شاد
برباد ہوگا یہ دل دیوانہ دیکھنا

مستونکو ساقی آج چھکا دے شراب سے
کیا آئی ہے گھٹا سوے میخانہ دیکھنا

ساقی غرض کسیکی تجھے بیخودی سے کیا
ہم تجکو دیکھین تو سوے پیمانہ دیکھنا

افسون پڑھا ہے قلقل مینا نے کچھ مگر
واعظ بھی میکدے مین ہے مستانہ دیکھنا

پھرتا ہے گرد شمع رخون کے دل حزین
جل جائیگا یہ صورت پروانہ دیکھنا

آنکھیں ہین میری لائق دیدار حسن یار
کیا جانئے آئینہ رخ جانانہ دیکھنا

دیکھا تھا اک نظر تو قیامت گذر گئی
اب دیکھیں کیا دکھائے تمہارا نہ دیکھنا

جھکی ہزار بار مرے سر پہ تیغ ظلم
جھپکی نہ آنکھ ہمت مردانہ دیکھنا

عالم میں ان بتوں کا جو صفدر رہی شعور
کعبے کو ایک روز صنمخانہ دیکھنا

کبھی شب کو نہ آیا وہ رشک قمر کبھی جلوۂ نور سحر نہوا
کسی اشک نے دل کی نہ کھولی گرہ کسی آہ میں نگ اثر نہوا
دم سرد سے پیری میں فائدہ کیا کہ فسردہ تو داغ جگر نہ ہوا
چلی تیز ہزار نسیم سحر کبھی گل یہ چراغ سحر نہ ہوا
رہوں پاؤں سے اپنے میں کیوں نہ خفا کہ کسی کی گلی میں نہ اندر وا
مجھے ہاتھ سے اپنے ہو کیوں نہ گلا کہ کسی کا یہ طوق کمر نہ ہوا
نہ گیا کبھی ہجر کا غم نہ گیا کبھی وصل کا ہم کو مزہ نہ ملا
یہی لیل و نہار ہمیشہ رہی یہ زمانہ ادھر سے ادھر نہ ہوا
یہ جنوں میں ترقی ولولہ ہو کہ زمیں پہ چال سے زلزلہ ہو
قدم اپنا پڑا کہو کون سی جا کہ وہ مرحلہ زیر و زبر نہوا
کہو کام پھر آئینگے کون سے دن مرے سینے میں ہے کے یہ قلب و جگر
جو یہ بسمل تیغ مژہ نہ ہوا وہ نشانۂ تیر نظر نہ ہوا
ہمیں مشغلہ رونے کا کیوں نہ رہے جو نہاں ہوں نظر سے وہ رشک قمر
ہے اشک مدام سحاب صفت کبھی خشک یہ دیدۂ تر نہوا
ہمیں روز خوشی جو نصیب ہوئی تو عزیز و رفیق بھی ساتھ رہے

رہ ملک عدم کیطرف جو چلے کوئی اپنا شریک سفر نہوا

یہ فقط مرے داغ کو رتبہ ملا یہ فقط مرے اشک کو اوج ہوا

کوئی ذرہ چمک کے نہ مہر بنا کوئی قطرہ ٹپک کے گہر نہ ہوا

کہین مشک کو جس نے تلاش کیا کہین سعی نمک مین خراب پھرا

جو مزہ ہی سمجھے وہ کسے ہر مزا کوئی مجھ سا بھی خستہ جگر نہوا

کبھی ہمکو یہ لطف وصال ملا کبھی ہجر کا رنج والم نہ گیا

کبھی گریۂ شب نے مزہ نہ دیا کبھی نالۂ دلمین اثر نہوا

جو ریاض جنان سے گرینگے قضا ہمین بادیہ آئیگی خاک فضا

جو نہال امید اُگے بھی تو کیا کہ نصیب کسی سے ثمر نہ ہوا

رہ وادی غم مین نہ چین ملا مجھے صفدر الم ہی ہمیشہ رہا

کہین زیر شجر جو ٹھہر بھی گیا کبھی سایہ فگن وہ شجر نہوا

جلوہ جو اپنے حسن کا اُسنے دکھا دیا
دم مین فروغ شمس و قمر کا مٹا دیا

ہمنے جو اپنے غم کا فسانہ سنا دیا
کچھ اور تو نہ منہ سے کہا مسکرا دیا

اُس مہر نے جو پردہ چمن مین اُٹھا دیا
جوبن گلون کا صورت شبنم اُڑا دیا

سرکا کے زلف اُسنے جو چہرہ دکھا دیا
مہتاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا دیا

جلدی تھی کیا نہ صور سرافیل پھونکتے
سوتا تھا مین ابھی مجھے ناحق جگا دیا

جب جستجو مجھے دل گم گشتہ کی ہوئی
ملک عدم کا اُسکی کمر نے پتا دیا

ساقی بہار بادہ کشی کیا فراق مین
اُٹھکر گھٹا نے دلکو ہمارے بٹھا دیا

تعظیم اغنیا سے ہے کیا فقر مین غرض
کھینچا جو ہاتھ پانؤن کو ہمنے بڑھا دیا

گردون کو مے پلا کے رُلایا مجھے لہو
دیکر کباب اور کلیجا جلا دیا

میرے دلِ دونیم کا تم بھی کرو علاج
دو ٹکڑے کرکے چاند نبی نے ملا دیا

خط آتے ہی رہا نہ رخ یار کا وہ حسن
ابر سیہ نے چاند کو کیسا چھپا دیا

اے آتش فراق کیا تو نے کیا غضب
جنت تھا میرا گھر اُسے دوزخ بنا دیا

کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے
کام آئیگا ترے یہ کسی دن لیا دیا

یارون نے بعد مرنیکے اچھا کیا سلوک
چھاتی پہ رکھکے سنگ زمین مین دبا دیا

بلبل کو نالہ کرکے جو مین نے کیا ذلیل
گل ہنس پڑے تو غنچون نے بھی مسکرا دیا

تیغ جفاے یار بھی صفدر عجیب ہے
مانند زخم مجھ کو ہنسا کر رُلا دیا

جو دل مین ذرا آپکے گھر نہوگا
گذارہ مرا بندہ پرور نہوگا

کوئی گل ترے رخ سے ہمسر نہوگا
کوئی سرو قد کے برابر نہوگا

نزاکت یہی ہے تو اُس فتنہ گر سے
رواں میری گردن پہ خنجر نہوگا

سمجھ لینگے ہم بھی کرو ظلم ہمپر
بپا کیا کسی روز محشر نہوگا

نہ لکھینگے جبتک نہ سمجھے آپ نامہ
کبھی ختم شکوونکا دفتر نہوگا

کٹی فرقت یار مین عمر ساری
کسی کا بھی ایسا مقدر نہوگا

کہو گے تو کیا ضبط فریاد مشکل
کسی بات سے بندہ باہر نہوگا

نہونگا مین قسمت سے جب ہوگا خنجر
ملونگا انھین مین تو خنجر نہوگا

نہ چھڑکو گے جبتک نمک زخم دلپر
مزہ زندگی کا میسر نہ ہوگا

لکھونگا جو احوال دل مین تو نامہ
رسالہ تو ہوگا جو دفتر نہوگا

وہ میکش ہون مینا سے ساغر نہین ہے
اگر ہوگا مینا تو ساغر نہوگا

کہان کوہکن اور کہان وصل شیرین
کرے مخنتین خاک تیتھر نہوگا

اٹھاؤن سر سجدہ اِس آستان سے
یہ مجھسے کبھی بندہ پرور نہوگا

اگر کوے قاتل مین جانا نچھوٹا
بدن پر مرے ایکدن سر نہوگا

لیا خواب مین جسنے چوری سے بوسہ
کوئی اور ہوگا وہ صفدر نہوگا

جو گل تھا باغ مین ترا آئینہ دار تھا
پر تو ترے لباس کا رنگ بہار تھا

قابل ستم کے چرخ نہ مین خاکسار تھا
اُسے سپاجنت مین آپ ہی مشت غبار تھا

کیا بد معاملہ ہو کہ تم پھیرتے نہین
ہمنے جو دل دیا تھا بڑا اعتبار تھا

ہر صبح راہ کوچۂ جانان تھی اور ہم
زندہ تھے جب تلک یہی اپنا شعار تھا

ہمکو بلا کے کیون نہ ملاقات تمنے کی
آنے نہ آنے مین تو تمھین اختیار تھا

دونون طرف سے شوق ملاقات تھا جو کل
عاشق کو تھا قرار نہ انکو قرار تھا

بے پردگی کے خوف سے وہ شب کو پھر گئے
گردش غضب ہوا کہ چراغ مزار تھا

دوڑی جو ایسی پیچھے بگولے کے روح قیس
شاید کہ اسمین جلوۂ محمل سوار تھا

اب کیا کرون سوال کہ پایا جواب صاف
جبتک نہ یاس تھی مجھے امیدوار تھا

مایوس ہو کے موت کے اب ہم ہین منتظر
ابتک تو یار ہم کو ترا انتظار تھا

اللہ ری ضد کہ غیر نے وہ بھی مٹا دیا
اُس کوچے مین مرا جو نشان مزار تھا

اچھا ہوا کہ جلد مین تربت مین گر گیا
یارون کے دوش پر مرا تابوت بار تھا

کشتے کا تیرے اوج کل آیا ہمین نظر
بیدل تھا یا وہ چار کے کاندھے سوار تھا

مٹنے سے داغ کے یہ ہوا غم کہ ہم مٹے
دل جا چکا تھا سینے مین یہ یادگار تھا

اب دوست بھی عدو نظر آتے ہین دہر مین
صفدر گئے وہ روز کہ دشمن بھی یار تھا

یار تھا مقتل تھا شمشیر ادا تھی مین نہ تھا
قتل پر میرے کمر باندھے قضا تھی مین نہ تھا

مطرب و ساقی تھے خالی میری جا تھی مین نہ تھا
رات اُس محفل مین سب خلق خدا تھی مین نہ تھا

اُس نے جب پوچھا کہ تو نے قتل عاشق کو کیا
غمزہ بولا وہ نزاکت تھی ادا تھی مین نہ تھا

کیا ہوا مجھ سے جدا ہو کر جو دلبر تک گیا
دل مرا ساتھی نہ تھا کچھ دل کا ساتھی مین نہ تھا

کہتے ہین وہ رخ کے بوسے جو لیے ہین کس نے لیے
مین یہ کہتا ہون تری زلف رسا تھی مین نہ تھا

جلوہ گاہ خاص تک اے گل گذر میرا کہان
زلف تیری جس نے برہم کی صبا تھی مین نہ تھا

یار نے منھ ہی لگایا مجمع عشاق مین
ساری محفل خوشنگار خونبہا تھی مین نہ تھا

سمجھتا ہون تجھ سے کیون ہمسر نوائے شاخ گل
کی گلون سے جس نے سرگوشی صبا تھی مین نہ تھا

ڈھونڈھتی تھی رات مجھکو بزم میں اُسکی نگاہ
کیا کروں تقدیر میری نارسا تھی میں نہ تھا

کہتے ہیں وہ مجھ سے محرومی کا بیجا ہی گلہ
مانع دیدار تو میری حیا تھی میں نہ تھا

وہ کہینگے حشر میں قاتل کو پوچھونگا اگر
وہ قضا تیری تھی یا میری ادا تھی میں نہ تھا

عرض کرتا سنگدل اتنا نہ اُس بت کو بنا
عالم ایجاد کی جب ابتدا تھی میں نہ تھا

رات اُس محفل میں کیا موقع تھا صفدر کیا کہوں
سرمہ تھا مسّی تھی غازہ تھا حنا تھی میں نہ تھا

انداز نرالا ہی تری جلوہ گری کا
ہی چاند سا چہرہ تو چلن کبک دری کا

لائیگی نہ بو جامۂ محبوب کی جب تک
دامن میں نہ چھوڑونگا نسیم سحری کا

صد شکر کہ صیاد نے تکیہ تو بنایا
کچھ رنج نہیں ہی مجھے بے بال و پری کا

ہر جنبش مژگان سے ہی مقتول زمانہ
کیا تیز ہی خنجر تری بیدادگری کا

اُٹھا ہی یہ کسکے رخ پرنور سے پردہ
خورشید میں عالم ہی چراغ سحری کا

اس عہد میں خاک اہل ہنر جہان سے رہیں
چمکا ہوا اختر ہی فقط بے ہنری کا

گل پاس ہی کیا صدمہ ہی دل پر ترے بلبل
ہی رنگ ترانوں میں ترے نوحہ گری کا

یاد آئی مجھے اپنے دم بازپسیں کی
دم ٹوٹتے دیکھا جو چراغ سحری کا

عشاق کی محفل سے وہ اُٹھے تو یہ کہکر
انسان کی صحبت میں نہیں کام پری کا

تربت پہ غریبوں کے چراغاں نہیں اے گل
بھولا ہی چمن یہ تری بیدادگری کا

کون اُٹھ گیا ہی بزم سے یارب کہ سر شام
ہر شمع پہ عالم ہی چراغ سحری کا

مرپی اگر انجام پہ کچھ تجکو نظر ہی
زاہد سفر آسمان ہی خشکی سے تری کا

اندر کا اکھاڑا ہی چمن موسم گل مین
ہر پھول پہ ہر شاخ پہ عالم ہی پری کا

ہر یاد مجھے وہ شب وصلت کا گذرنا
پروانون سے ملنا وہ چراغ سحری کا

پھر چاک ہوئی گل کی قبا باغ مین صفدر
پھر شوق ہوا دل کو مرے جامہ دری کا

کس سے کس سے مین جا بجا نہ ملا
پر کہین دل کا مدعا نہ ملا

جسکو احمد سا رہنما نہ ملا
ڈھونڈھتا ہی رہا خدا نہ ملا

ربط اس شوخ سے ہوا نہوا
کیا اجارہ ہی دل ملا نہ ملا

ایسے اہل جہان عدم کو گئے
کہ کسی کا کہین پتا نہ ملا

کھولتا جو گرہ مرے دل کی
کوئی ایسا گرہ کشا نہ ملا

ایک حسن و جمال مین تم ہو
تم سا عالم مین دوسرا نہ ملا

دلربا سیکڑون ملے لیکن
کوئی معشوق باوفا نہ ملا

تم نہ جسکو ملے خراب ہوا
کعبے مین بھی گیا خدا نہ ملا

دین و دنیا کی مل گئی دولت
تم جو مجکو ملے تو کیا نہ ملا

فقر مین عرش پر دماغ رہا
بادشاہون سے مین گدا نہ ملا

راہ ہستی مین سب تھے بیگانے
آجتک کوئی آشنا نہ ملا

دل جو سینے سے گم ہوا صفدر

لاکھ ڈھونڈھا کہین پتا نہ ملا

کیا کہون حال ہی جو کچھ دل کا
رقص دیکھا ہی تمنے بسمل کا

ہی عدم کتنی دور ہستی سے
فاصلہ کل ہی ایک منزل کا

شور محشر ہی جسکا نام جنون
شور ہی وہ مری سلاسل کا

اتفاقاً وہ آ گئے ہین ادھر
خوب نکلیگا حوصلہ دل کا

اِی صبا قیس دیکھے لیلے کو
کہین پہ وہ اُلٹ دے محمل کا

ہجر جانان مین مہر وماہ نہین
داغ ہی وہ جگر کا یہ دل کا

نکلے بیٹھے ہین غیر پیر مغان
رنگ بگڑا ہی آکی محفل کا

کون آیا کہ باغ مین ہی خوشی
نغمہ تیہون مین ہی جلاجل کا

وہ اُٹھایا ہی ہجر کا صدمہ
اب کی بچنا محال ہی دل کا

دام صیاد لے کے آیا ہی
اب نگہبان خدا اعنادل کا

مرتے دم وہ مجھے کوئی بوسہ
ہی سوال آخری یہ سائل کا

موئین بسمل کی مشکلین آسان
دم غنیمت ہی تیغ قاتل کا

نزع کہتے ہین جسکو اِی صفدر
فی الحقیقت ہی وقت مشکل کا

صانع نے اُسکو آپ ستمگر بنادیا
ابرو کو قتل کے لیے خنجر بنادیا

مانی نے کھینچین دونون شبیہین لگ لگ
اُسکے قدم پہ کیون نہ مرا سر بنادیا

آنکھوں نے میری وقت نظارہ بہلکے اشک
تار نگہ کو رشتۂ گوہر بنا دیا

فرقت سے دلمین خون ہزار آرزو ہوا
تمنے تو قتلگاہ مرا گھر بنا دیا

جکڑا اُسی نے مجکو سلاسل مین ای جنون
جسنے کہ اُسکو پھولون کا زیور بنا دیا

صدمے دیئے یہ فرقت محبوب مین مجھے
مینا سے دل کو چرخ نے پتھر بنا دیا

سرگشتگی مین عمر ہماری گذر گئی
دور فلک نے پانؤن مین چکر بنا دیا

لکھا تھا ایک بند ہزارون کیے رقم
نامے کو فرط شوق نے دفتر بنا دیا

پردہ اُٹھاتے ہی رخ روشن سے یار نے
ذرون کو آفتاب منور بنا دیا

بخشا جو اُسکو حسن تو مجکو خدا نے عشق
قمری مجھے تو اُسکو صنوبر بنا دیا

پہلے تو ایسے عشوہ و ناز و ادا نہ تھے
معشوق ہمنے یار کو صفدر بنا دیا

سفر مین آکر کبھی ان آنکھون نے روے اہل وطن دیکھا
قفس مین ایسے ہوے مقید کہ خواب مین بھی چمن نہ دیکھا

سوائے رخسار و خال و گیسو کسی کا ہم نے دہن نہ دیکھا
حلب بھی دیکھا حبش بھی دیکھا ختن بھی دیکھا یمن نہ دیکھا

پھرے زمانے مین مدتون ہم رہی حسینون کی ہمکو صحبت
کسی کی ایسی ادا نہ پائی کسی مین یہ بانکپن نہ دیکھا

نگاہ ترچھی کلاہ ترچھی روش ہر ترچھی ادا ہی ترچھی

جو بانکپن ہمنے تم مین دیکھا کسی مین یہ بانکپن نہ دیکھا
دہن ہی غنچہ تو آنکھ نرگس جو زلف سنبل تو سرو قامت
تمھین تو دیکھا بلا سے ہمنے جو فصل گل مین چمن نہ دیکھا
کہین تمھین خوبیون کا مجمع تمھارے عشاق کیا سمجھکر
وفا و الفت کا ذکر کیا ہی کسو نہ دیکھی دہن نہ دیکھا
چلا جو دل سوے زلف جانان پھنسا بلا مین گرا کنوین مین
بنا دیا شوق نے یہ اندھا کہ اسنے چاہِ ذقن نہ دیکھا
جو دیکھین وہ خال زیر ابرو ٹہرتے نہ کیونکر تعجب اپنا
گئے ہین کعبے ہین ہم تو اکثر وہان کوئی برہمن نہ دیکھا
عذاب سے میری لاغری نے مری لحد مین مجھے بچایا
فرشتے آئے جو بہر پرسش تو کچھ سواے کفن نہ دیکھا
ہزار جادو زبان ہی سحبان ہزار معجز بیان ہین لقمان
مگر کسی روز اسکے آگے کسی کو گرم سخن نہ دیکھا
دکھائی قسمت نے وصل کی شب اٹھا و چہرے سے اسنے گیسو
عجب کی جا ہی کہ شب کو ہم کیا کسی نے سورج گہن نہ دیکھا
کمال یارون سے تنگدل تھے عبث گرفتار آب و گل تھے
چلے سفر کو کبھی جو صفدر تو پھر کے سوے وطن نہ دیکھا

کیا ہم سے پھر گئی نگہ یار دیکھنا
تقدیر جو دکھائے وہ ناچار دیکھنا

چہرے پہ اُسکے گیسوے خمدار دیکھنا
کیا باغ پر ہی ابر دھواندھار دیکھنا

گہ میری سمت گاہ سوے غیر ہی نگاہ
کستی ہی دونون باگون پہ تلوار دیکھنا

صیاد دام لیکے تو آئے سوے چمن
ہم سب سے پہلے ہونگے گرفتار دیکھنا

آنکھین تری کہین نہ نکلوا دے باغبان
گل کو سمجھ کے بلبل گلزار دیکھنا

ہم نالہ کرتے ہو نہ پچھے تو بولے وہ غیر سے
کیسا یہ شور ہی پس دیوار دیکھنا

گھر چھوٹنا وہ عالم غربت مین یاد ہی
حسرت سے جانب در و دیوار دیکھنا

دیکھا جو مین نے پیار سے جھنجھلا کے یہ کہا
پھر یون مری طرف نہ خبردار دیکھنا

یوسف تو ہو مگر ہو ابھی خرد سال تم
بارہ برس کے ہوگے تو بازار دیکھنا

دیکھا جو برق طور کو موسی نے غش کیا
آسان نہین ہی جلوۂ دلدار دیکھنا

گستاخ ہوگئے مین نے جو بوسہ طلب کیا
ہنسکر کہا کہ آپ کی گفتار دیکھنا

مدت ہوئی کہ دام و قفس مین ہین اسیر
یارب نصیب ہو ہمین گلزار دیکھنا

صفدر سخن مین بھی ہی اثر سوز عشق کا
کس درجہ گرم ہین مرے اشعار دیکھنا

اب رہا کون آشنا میرا
دل ہی مجھ سے جدا ہوا میرا

ہر نگہ مین ہین سیکڑون زبان
کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا

متردد ہی دل کہون نہ کہون
پوچھتے ہین وہ مدعا میرا

چار ہی دن میں ہوکے تم سے جدا
دیکھو کیا حال ہوگیا میرا

اُس گلی میں گیا تو یہ چاہا
کوئی دیکھے نہ نقش پا میرا

دست رنگین سے اُسنے قتل کیا
ل گیا مجکو خونبہا میرا

صبح پیدا ہوئی جو وصل کی شب
رنگ چہرے سے اُڑگیا میرا

اب میں ملک عدم کو جاتا ہوں
بخشدو تم کہا سنا میرا

پوچھتے کیا ہو بیدلی کا سبب
لیگیا دل وہ دلربا میرا

گر خدا نے دکھائی وصل کی شب
خوب نکلیگا حوصلا میرا

لیے جاتے ہو تم کہاں دل کو
ہے یہ مدت کا آشنا میرا

اُس ستمگر سے دل لگایا ہے
کوئی دیکھے تو حوصلا میرا

چھوڑ کر دل مرا نہ جا اے غم
ساتھ مدت سے ہے ترا میرا

پاس تمکو اگر نہیں تو نہ ہو
ہے تو کیا نہیں خدا میرا

جب بہار آئی باغ میں صفدر
داغ دل ہوگیا سہرا میرا

روے تاباں جسنے دیکھا وقف حیرانی ہوا
مبتلاے زلف پابند پریشانی ہوا

کیا تواضع سے مسخر عالم فانی ہوا
قد پر خم خاتم دست سلیمانی ہوا

اِسقدر سجدے کیے سنگ در محبوب پر
یک قلم معدوم خط لوح پیشانی ہوا

خضر و یوسف دونوں عاشق ہیں ترے اتنا ہے فرق
کوئی زندانی ہوا کوئی بیابانی ہوا

ہون وہ بیکس آئنے سے صفا روشن ہے مجھے
شکل میری دیکھکر پتھر کا دل پانی ہوا

عالم وحشت مین کیا بیداد رفوگر کی ہے
کب پھٹا کب چاک اپنا رخت عریانی ہوا

کسکا غم آیا کہ مے ہے خون لخت دل کباب
خانۂ تن مین مرے سامان مہمانی ہوا

دل نے باندھا دھیان جب اُس گیسو و رخسار کا
ایک شب مین ختم قرآن کیا آسانی ہوا

دو قدم چلکر کیا تمنے زمین کو آسمان
ذرہ ذرہ صورت خورشید نورانی ہوا

اُس حسین کے آئے جبدم باغ ہستی مین قدم
شور اُٹھا ہر سو کہ پیدا یوسف ثانی ہوا

گھٹتے گھٹتے تن کو کیا معراج معدومی ملی
رفتہ رفتہ سایۂ محبوب یزدانی ہوا

قامت آدم سے بالا قد احمد کیون نہو
مصرع اول سے بہتر مصرع ثانی ہوا

مین مسلمان جبتلک تھا ضد سے وہ ہندو رہا
مین جو ہندو ہوگیا وہ شوخ نصرانی ہوا

زینت وحشت عجب کانٹون کے چھدنے سے بڑھی
پاؤن اپنا شانۂ زلف پریشانی ہوا

کھنچ گیا نقشہ مضامین سراپا کا ترے
خامۂ صفدر بھی گویا خامۂ مانی ہوا

جبتلک اپنے دلکو شغل آہ آتشناک تھا
اک بپا ہر روز ہنگامہ تہ افلاک تھا

وصل تمسے ہو ہی یہان ہستی کا قصہ پاک تھا
ربط حسن و عشق ربط شعلہ و خاشاک تھا

اُسکے جاتے ہی گلستان ہوگیا ماتم سرا
نخل ماتم ہر شجر ہر گل گریبان چاک تھا

سرخرو وہ بسملون مین تیرے تھا اے شہسوار
لٹکے سر جھکا یہ گل بستۂ فتراک تھا

غم کبھی میرے دل پرسوز مین ٹھہرا نہ عیش
پڑ گیا ہو آگ مین دم بھر مین جلکر خاک تھا

یا الٰہی عمر بھر بیتاب رہا کیون سر مرا
گرد باد وحشت تھا یا کاسۂ گرکا چاک تھا

کیون کمی تھی قاتل نے کی تلوار روکی کس لیے
گردن سر کا تو اک ضربت مین قصہ پاک تھا

ایکدم مین عرصۂ ہستی کو یہ طی کر گیا
توسن عمر روان چالاک سا چالاک تھا

جب سر دالان تنا پہونچ جاتا فقط ہمت تھی شرط
دور کتنا آستان صاحب لولاک تھا

تھا بڑا مجرم مگر شرم گنہ کام آگئی
آنکھ سے آنسو کا گرنا تھا کہ دامن پاک تھا

پیش عاقل بود و نابود جہان کیون نہ ایک
خاک سے پیدا ہوا جو عاقبت وہ خاک تھا

لوٹ کا کیا کام صفدر ہر طرف تر دامنی
بڑھ کے حسن پاک سے بھی اپنا عشق پاک تھا

ہر پری پیکر کا مین عالم مین دیوانہ ہوا
شمع رو دیکھا جہانمین اسکا پروانہ ہوا

دل جو عشق نرگس مسگون مین دیوانہ ہوا
رفتہ رفتہ عمر کا لبریز پیمانہ ہوا

ہو گیا کیا انقلاب دل بتون کے عشق مین
پیشتر اس سے جو کعبہ تھا وہ بتخانہ ہوا

وصل کی شب ملکے آنکھیں ہمنے کیا لوٹے مزے
پنجۂ مژگان کسی کی زلف کا شانہ ہوا

وے مزے گھر سے گئے کیا دل بھی پہلو سے گیا
ہجر ہوتے ہی جو اپنا تھا وہ بیگانہ ہوا

ذکر مین ذکر آگیا ان صاف دانتون کا اگر
دانہ گوہر ہر اک تسبیح کا دانہ ہوا

آج مہمان ہے الٰہی کون رشک آفتاب
منزل خورشید تابان میرا کاشانہ ہوا

کر گیا ہاے عدم کو کوچ عامل حسن کا
خط رخ یار معزولی کا پروانہ ہوا

ہے یہ رنگ بے ثباتی بزم خالی ہو گئی
جبتلک ساقی لبالب مے سے پیمانہ ہوا

حال اُسکے حسن کا قصہ ہمارے عشق کا | رفتہ رفتہ لیلی و مجنون کا افسانہ ہوا

ہے مری وحشت بھی ای صفدر کوئی تازہ طلسم
چار دن بیٹھا جو میرے پاس دیوانہ ہوا

عبث عاشقی کارگر ہو چکا | جو ہونا تھا ای بیخبر ہو چکا
کرو غصہ موقوف برہم نہ ہو | زمانہ اِدھر سے اُدھر ہو چکا
نشانہ ہو جلد ای دل بیخبر | روانہ وہ تیر نظر ہو چکا
کسی بات پر وہ نہ راضی ہوے | کٹی رات وقت سحر ہو چکا
نہ آیا کبھی رحم اُس شوخ کو | یہی آہ ہے تو اثر ہو چکا
کدورت یہی ہے اگر درمیان | دل یار مین اپنا گھر ہو چکا
صبا کا گذر اُس گلی مین نہین | گذارہ ترا نامہ بر ہو چکا
کسی کے وہ اب دلکو دیکھینگے کیون | کہ آئینہ مد نظر ہو چکا
پھرین کیا سوے دیر کعبے سے ہم | رخ اپنا ادھر سے اُدھر ہو چکا

بہت سجدے اُس در پہ صفدر کیے
چلو بس اُٹھو دردسر ہو چکا

گریۂ مینا سے مرا خندۂ پیمانہ تھا | غور سے دیکھا تو اُسکا جلوۂ مستانہ تھا
قتلگاہ شوق مین معشوق تھا قاتل کہان | تیغ رکھ دینا گلے پر ناز معشوقانہ تھا
پاے قاتل پر جو مینے کاٹ کر سر رکھ دیا | یہ بھی اک ادنی سا جوش ہمت مردانہ تھا

حال واعظ ہمسے پوچھیں اہل مسجد سے کہو
آج ہے منبر نشین کل ساکن میخانہ تھا

میرے مرنیکی خبر پائی تو اسنے یہ کہا
جی رہا تھا مر گیا وہ بھی عجب دیوانہ تھا

کسطرح گلزار مین رہتے کہ قسمت پھر گئی
خانہ صیاد مین اپنا تو آب و دانہ تھا

سنکے وہ حال دل صفدر یہ کہکر سو گئے
فی الحقیقت خوب ہی عجیب یہ افسانہ تھا

الم ہو گیا درد عشق کی شدت فغان سے کیا
صدمہ جو دل پہ ہے وہ کہون مین بیان سے کیا

راحت طلب ہے کون مجھے آسمان سے کیا
اور کار ہو نہین ہے تو منعم کی دکان سے کیا

آئے بہار جا کے خزان تازہ ہون نہال
مین دام مین پھنسا ہون مجھے بوستان سے کیا

بوسے لیے جو گل کے لیے فرط شوق مین
حیران ہون ایک عذر کرون باغبان سے کیا

خلقت ہماری ذکی ہے خلقت جہان مین
فرصت تمام عمر ملیگی فغان سے کیا

ڈرتا ہون کیا پیام کہون نامہ بر سے مین
کیا جانے اسکے سامنے نکلے زبان سے کیا

روے قمر ہے جسکی کف پا سے منفعل
تشبیہ اسکی مانگ کو دون کہکشان سے کیا

تن مین نہین جو روح تو کس کام کا ہے تن
طائر جو اڑ گیا تو غرض آشیان سے کیا

دنیا نظر مین خاک ہے عقبی کی فکر مین
طالب وہان کے ہین ہمین مطلب یہان سے کیا

بہتر نہین ہے دیر و حرم اس مقام سے
جاؤن کہین مین اٹھکے ترے آستان سے کیا

بڑھتا نہین ہے ناقہ لیلی جو نجد سے
مجنون کو اتحاد ہو ساربان سے کیا

دل کھولکر ملونگا اکیلے تو وہ ملین
غائب مین ہے جو انکا کہینگے زبان سے کیا

دیدار دختِ رز کا نہین آجتک نصیب
حاصل ہی مجکو خدمت پیرِ مغان سے کیا

ہر ہر قدم پہ ہین دلِ عشاق پائمال
سیکھی ہی تمنے ظلم کی چال آسمان سے کیا

باتین لڑائی کی ہین لب لعل یار پر
وصلت کی شب ان ملیگی زبان سے کیا

راہ جہان مین مدنظر ہی رہ وارد کی
آگے رون گا پشت توسن عمر روان سے کیا

ہون سرفروش قتل کی صفدر رہی آرزو
سر کٹینگے پائون معرکہ امتحان سے کیا

بیان کرتے ہو تم جو صفدر کہ شب آ کے بے نقاب دیکھا
کہو تو پائی ہی جاگتے مین یہ تمنے دولت کہ خواب دیکھا

جہان فانی خراب پایا یہ بحر ہستی سراب دیکھا
تمام عالم کا کارخانہ برنگ چشم حباب دیکھا

سراے فانی کے میکدے مین ہر اک بشر کو خراب دیکھا
کسی کو مست جمال پایا کسی کو مستِ شراب دیکھا

کہون شب غم کی کیا مصیبت سواے ایذا ہوئی نہ راحت
نہ موت آئی نہ نیند آئی نہ آنکھ جھپکی نہ خواب دیکھا

اگرچہ کعبہ بھی خوب گھر ہی صنمکدہ بھی ہی اچھی محفل
مگر نہ دونون کو ہمنے اپنے مکان دل کا جواب دیکھا

کہین تو میخوار ہنس رہے تھے کہین تھے پرہیزگار گریان

عجیب ہنگامہ اٹھ کے تربت سے ہمنے روز حساب دیکھا
خیال آیا کہ عشق قامت مین پھک رہا ہی جگر ہمارا
جلا بجھا سیخ پر کسی دن جو ہم نے کوئی کباب دیکھا
وہ گردش چشم مست ساقی لگی نظر مین ہماری پھرنے
شرابخانے مین جاکے ہم نے جو دور جام شراب دیکھا
ہوا جو آئینہ بھی مقابل تو عکس سے تم نے منھ چھپایا
تمھاری آنکھون نے بھی نہ تم کو کسی طرح بیحجاب دیکھا
ترقی داغ غم نہ پوچھو فراق جانان مین ہمنشینو
جو شام کو ماہ اسکو پایا تو صبح کو آفتاب دیکھا
کلیم سے کوئی جاکے کہدے کہ تم نے کہنا مرا نہ مانا
رہا ذرا بھی نہ ہوش باقی نہ تاب آئی جناب دیکھا
جسے سمجھتے ہین سب محبت وہ ہی حقیقت مین عین ذلت
کسی کو شید انسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب دیکھا
نہ چین صفدر تھا زندگی مین نہ بعد مرنیکے پائی راحت
یہان بھی ہمنے عذاب دیکھا وہان بھی ہمنے عذاب دیکھا

دل صد چاک اپنا جب کسی گیسو کا شانہ تھا	وہ دن کیا خوب تھے یارب وہ کیا اچھا زمانہ تھا
مرا سر جبتلک تھا اور اسکا آستانہ تھا	موافق دور گردون تھے میرے پہلے پہ زمانہ تھا

اُٹھا تھا جب میں دنیا سے عبث گریاں زمانہ تھا
کہ شور طبل ماتم میرے حق میں شادیانہ تھا

اُسی کی شکل دیکھی ہر طرف جب سیر گلشن کی
ہر اک پتا تھا آئینہ چمن آئینہ خانہ تھا

نکالے کبھی نہ تھے بال و پر اپنے طائر دل نے
کہ تیر ظلم چرخ ناوک افگن کا نشانہ تھا

عبث چین بر جبین ہو تم ہمارا حال دل سنکر
نہ تھی آزردگی کی بات شکوہ دوستانہ تھا

صنمخانے کو پہلے کچھ نہ ہم اے شیخ سمجھے تھے
جو دیکھا کچھ عجب قدرت کا اُسکی کارخانہ تھا

نہ کیونکر شکر کرتے ہم کہ پہونچے اُسکے قدموں تک
مکرر سر جھکانا پاے جانان پر دوگانہ تھا

رہا حسن الٰہی جب تلک موقوف کیا ہمپر
وہ لیلی وش تھا تو مجنون ترا سارا زمانہ تھا

پہ آکر کے جب احباب نے برپا کیا ماتم
گھرا ایسا دھوان نالون کا گویا شامیانہ تھا

بُرا ہو دور گردون کا کہان سے اب کہان پھینکا
ہمارا سر تھا ہر سو اور اُسکا آستانہ تھا

کبھی گلشن مین رہتے تھے قفس مین اب مقید ہین
خطا صیاد کی کیا ہے ہمارا آب و دانہ تھا

مقدر دیکھنا ہمپر ہوئی نیند اور بھی غالب
سحر کو قافلہ جسوقت منزل سے روانہ تھا

پہر وہ کسطرح گاتے نہ خوش ہو ہو کے اے صفدر
ہوا جو شعر موزون اس غزل مین عاشقانہ تھا

دیکھیے انجام کیا ہو بلبل ناشاد کا
رنگ کچھ بگڑا ہوا ہے صحبت صیاد کا

قصد تو روز قیامت تھا بہت فریاد کا
پیار لیکن آ گیا منہ دیکھکر جلاد کا

کچھ نہین کھلتا برا ہو چرخ کی بیداد کا
کس چمن مین آشیان تھا بلبل ناشاد کا

کسقدر شوق اسیری نے کیا ہے بیقرار
پوچھتے پھرتے ہین ہر کوچے مین گھر صیاد کا

دیکھ پایا ہے جو انداز خرام ناز یار
کچھ چلن بگڑا ہوا ہے باغ میں شمشاد کا

سامنے میرے جو کھینچی اسکے مژگان کی شبیہ
تیر بنکر پڑ گیا دل پر قلم بہزاد کا

ہو ابھی آنکھوں میں دم اللہ بھی چہرے سے نقاب
رحم کا یہ وقت ہے موقع نہیں بیداد کا

طرفہ مشت خاک کو اسنے بخشا شرف
دیکھنے آتی ہین پریان حسن آدم زاد کا

ذوق نظارے کا تھا ایسا نہ کچھ ایذا ہوئی
ذبح ہوتے وقت منھ دیکھا کیے جلاد کا

وادی وحشت میں سرگردان ہوا ہوں اسقدر
تھک گیا ہے پاؤں اٹھ سکتا نہیں ہمزاد کا

آئینہ کی بھی ہے تیری تصور کا نہان اے صنم
دیکھ آیا ہوں میں بتخانہ الہ آباد کا

غیر پر چلتی اگر تیغ یا پسیجے گا دل بہت
کچھ نہ کچھ آخر دکھائیگا اثر فریاد کا

یا علی مشکلکشائی کیجیے صفدر کی اب
دیر سے یہ منتظر ہے آپ کی امداد کا

راتوں کو مری سنکر فریاد بہت رویا
دل تھام لیا اپنا صیاد بہت رویا

وہ عاشق پرغم ہون سنکر مرا افسانہ
مجنون نے کیے نالے فرہاد بہت رویا

پردرد وہ افسانے بلبل نے کہے شب بھر
گلچین کے بہے آنسو صیاد بہت رویا

میخانے سے مسجد میں آنے کو تو میں آیا
صحبت کے جلیس اسنے جب یاد بہت رویا

تھا کون غربت میں غمخوار مرا ہوتا
سائے نے کیا ماتم ہمزاد بہت رویا

دل میں یہ ترحم ہے ہون سب کا شریک غم
دریا میں جسے دیکھا برباد بہت رویا

دشمن کو خوشی میری کسطرح پسند آتی
جب زخم ہنسے میرے جلاد بہت رویا

وہ عاشق گریبان ہون کھینچا جو مرا نقشہ
مانی کو ہوئی رقت بہزاد بہت رویا

تھی طوق و سلاسل سے تن کی جو بکجائی
زندان سے ہوا جسدم مین آزاد بہت رویا

ہر بیت مین مضمون تھا پر درد جو اے صفدر
دیکھی جو غزل میری استاد بہت رویا

پھر آج سامنا ہے کسی ماہ عید کا
تارا چمک گیا مرے بخت سعید کا

ارمان ہی رہ گیا ہے قاتل کی دید کا
ابکی ہمین سفر مین ہوا چاند عید کا

حد سے بڑھا ہے درد دل زخمی کا آبلہ
گنبد بنے گا کیا یہ مزار شہید کا

ہمشکل ہو وہ ابروے کمان کی ہزار مین
ممکن نہین جواب کلام مجید کا

قاتل سے کہہ دو دیکھ لے مڑ اک نظر
دنیا سے آج کوچ ہے تیرے شہید کا

سنتے ہین سب کسی نے بھی دیکھا نہین کبھی
عنقا ہے نام اُس دہن ناپدید کا

ڈر ہے نہ آئے آمد جانان مین مجکو موت
انجام ہو بخیر شب روز عید کا

شب کو بنات نعش پہ جب پڑ گئی نظر
سمجھے یہ ہے جنازہ کسی کے شہید کا

انگشتری سے کچھ دہن یار کم نہین
خال سیہ ہے اُس مین نگینہ [illegible] کا

صفدر کہان مراد کا ملنا نصیب مین
ڈھونڈھین جو ہم مزار نہ پائین شہید کا

غنچون مین ہے چرچا تری نازک بدنی کا
پھولون مین ہے شہرہ تری گل [illegible] کا

ٹکڑا ہے لب لعل عقیق یمنی کا
دانتون پہ گمان ہے مجھے [illegible] کا

کافی ہر وہی ہم کو چراغ شب غربت — سینے مین جو ہر داغ غریب الوطنی کا

شاخ گل تر خامہ ہو کاغذ ورق گل — تو وصف لکھون مین تری نازک بدنی کا

انگڑائی ادھر لی کسی مخمور نے بیشک — صدمہ جو ادھر ہر مجھے اعضا شکنی کا

اک جلوے مین موسیٰ ہوے غش طور پہ کیسے — طاقت ہر کہون منہ سے مین کلمہ ارنی کا

دیکھے تو دہان لب لعلین کا کوئی رنگ — خاتم مین نگینہ ہر عقیق یمنی کا

مشہور ختن مین ہر ترا گیسوے مشکین — شہرہ ہر سمرقند مین شیرین دہنی کا

نظرون مین سماتی ہر کہان دولت دنیا
صفدر مین گدا ہون در شاہ مدنی کا

مین گھر سے چلکے بزم دلدار تک نہ پہونچا — بلبل قفس سے چھٹ کر گلزار تک پہونچا

الفت تھی دونون جانب تقدیر نے کمی کی — پہونچا نہ یار مجھ تک مین یار تک نہ پہونچا

دل چاک چاک ہو کر برسون ہا پریشان — لیکن کسی کی زلف خمدار تک نہ پہونچا

چرچا جنون کا پھیلا آفاق مین تو حاصل — قصہ ہمارا گوش دلدار تک نہ پہونچا

قاصد جہان سے گذرا سختی سے منزلونکی — قسمت کا یہ بھی لکھا خط یار تک نہ پہونچا

پردے مین جب مین وہ کس طرح کوئی دیکھے — کیا دھوم ہو کہ یوسف بازار تک نہ پہونچا

قصر فلک تو گرتا پر تھم گئے یہ آنسو — سیلاب خیر گذری دیوار تک نہ پہونچا

تھی فکر سر بھی اونچی سنبر پہ جاے واعظ — رندون کا ہاتھ اسکی دستار تک نہ پہونچا

کچھ بخت کی رسائی کچھ اپنی نارسائی — واعظ فلک تو پہونچا خمار تک نہ پہونچا

اک بوسے سے زیادہ ہرگز دیا نہ اُسنے
دس کیا شمار انکا دو چار تک نہ پہونچا

طائر وہ ہون کہ جسکی قسمت نے کوتہی کی
چھوٹا اگر قفس سے گلزار تک نہ پہونچا

اللہ رے ضبط صفدر فرقت مین عمر گذری
افسانۂ محبت اغیار تک نہ پہونچا

دیکھنے کا ترے ارمان نکلنے نہ دیا
لاکھ سنبھلا دل مضطر نے سنبھلنے نہ دیا

سرو کو بڑھکے قد یار نے چلنے نہ دیا
مین نے قمری کو اطاعت سے نکلنے نہ دیا

شوق نظارۂ گلزار نے مجھ لاغر کو
دوش پر باد صبا کے بھی سنبھلنے نہ دیا

روح پہلے ہی نکل آئی مرے قالب سے
میان سے بھی ترے خنجر کو نکلنے نہ دیا

سب سے بڑھکر ہے ہمین تیری نزاکت سے گلہ
دو قدم ساتھ جنازے کے بھی چلنے نہ دیا

کم جہنم سے نہ تھی آتش عصیان لیکن
آنسوؤن نے مجھے اس آگ مین جلنے نہ دیا

ہو گئی جان ہوا پر نہ چھٹے گیسو سے
مر کے بھی پیچ سے قسمت نے نکلنے نہ دیا

اے فلک سوزش دل معجزہ ہوتی آخر
دست موسیٰ کیطرح کیون اسے جلنے نہ دیا

تیغ مقتل مین کھنچی ہے وہ بلاتے ہین تجھے
یہ پیام آکے کبھی پیک اجل نے نہ دیا

تاب رخ سے ترے آئینہ پگھلتا لیکن
ٹھنڈی سانسون نے مری اُسکو پگھلنے نہ دیا

ایک ہی وار مین صفدر کا ہوا کام تمام
حوصلہ خنجر قاتل نے نکلنے نہ دیا

دنیا مین کچھ سوائے رنج و محن نہ دیکھا
کنج قفس مین ہمنے رنگ چمن نہ دیکھا

یہ غیرت رگ گل غنچے سے وہ سوا ہی — ایسی کمر نہ دیکھی ایسا دہن نہ دیکھا

جو بات منہ سے نکلی گویا نبات تھی وہ — تجھ سا جہان مین ہمنے شیرین سخن نہ دیکھا

اُسکی صدا نہین کچھ آواز طور سے کم — باتین سنی کسی نے لیکن دہن نہ دیکھا

باغ جہان کا ہمنے برسون کیا تماشا — شاداب پھول تجھسا ای گلبدن نہ دیکھا

کی اختیار ہمنے ہر شہر سے چشم پوشی — بہتر جہان مین اِس سے جب پیرہن نہ دیکھا

پایا نہ بتکدون مین جز عالم تحیر — بت کوئی ہمنے گویا ای برہمن نہ دیکھا

رخسار گل نے پایا زلف اُسکی سی نپائی — قد سرو کو ملا پر سیب ذقن نہ دیکھا

جو داغ ہے بدن پر تصویر ہے پری کی — پیارا کسی نے ایسا دیوانہ پن نہ دیکھا

تقدیر کی برائی دیکھو رہے قفس مین — گذری بہار ہمنے روے چمن نہ دیکھا

اہل وطن جو چھوٹے ہمسے تو ایسے چھوٹے — غربت مین آکے ہمنے خواب وطن نہ دیکھا

قبرین کھدین ہزارون مردونکی پر کسی نے — عضو بدن نہ دیکھا تار کفن نہ دیکھا

عالم مین سب سخندان کہتے ہین تجکو صفدر
ہمنے کسی کا ایسا رنگین سخن نہ دیکھا

بجا ہے تڑپ جو طائر دل کو شوق غربت مین ہے وطن کا
قفس مین تقدیر نے پھنسایا خیال بلبل کو ہے چمن کا
بیان ہو کیا وصف اُس بدن کا کہ صاف عالم پہ یاسمن کا
جو حلقہ ہے زلف پُرشکن کا وہ مشک نافہ ہے اک ختن کا

وہ چہرہ گل ہے وہ قد صنوبر وہ زلف سنبل وہ چشم نرگس
نظارہ اُس شوخ گلبدن کا ہوا تماشا ہمین چمن کا

ہماری ہستی کا ہے یہ عالم عدم کی کرتے ہین سیر ہر دم
کبھی تصور ہے اُس کمر کا کبھی تصور ہے اُس دہن کا

آنکھین جو مد نظر ہے زینت ٹہری ہے زیور کی قدر و قیمت
چمک گئی دھگدگی کی قسمت بلند اختر ہے نورتن کا

زوال خوبی کا وقت آیا کرین نہ اب حسن کا وہ دعوی
نمود خط سیہ ہے رخ پر قمر کو دھبا لگا گہن کا

زیادہ جوبن ہے رنگ لایا کہ کفر و اسلام کو ملایا
نہین ہے خال سیاہ رخ پر گذر ہے کعبے مین برہمن کا

یہ خویش و احباب مہربان ہین کہو تو مجھ ناتوان پہ کیسے
کہ بعد مرنے کے بوجھ رکھا ہے میری چھاتی پہ لاکھ من کا

ذرا تو رحم ہجی دست وحشت کہان تلک تیزیان یہ تیری
کوئی تو رہنے دے تار ثابت ہمارے بوسیدہ پیرہن کا

اُداس شمعین ہین شیشے روتے ہین چپ ہے مطرب ملول ساقی
گئے وہ کیا انجمن سے اُٹھکر بدل گیا رنگ انجمن کا

تری نزاکت کا حال کچھ کچھ رقم کیا ہے جو ہنسے اے گل

ورق جو دیوان کا ہے بہار سے وہ ایک تختہ ہے یاسمن کا

اگرچہ مجرم بہت ہون صفدر نہیں ہے کچھ مجھکو خوف محشر

جلائیگا آفتاب کیونکر کہ سر پہ سایہ ہے پنجتن کا

جو گم ہوگا اُسی پردہ میں اک دن عیان ہوگا / نشان بے نشان پائیگا جو خود بے نشان ہوگا

نگاہ ناز سے دل زخمی نوک سنان ہوگا / چلیگا تیر جب ایمائے ابرو کمان ہوگا

عزیز مصر کی ہے حسن خوبی کا بہت شہرہ / تمھیں سا وہ حسین بے شبہ قرآن درمیان ہوگا

خدا نے رنگ گل ہمکو بنایا ہے بو گل تجھکو / جہان تیرا مکان ہوگا وہین اپنا مکان ہوگا

ترا دیوانہ ایسا گھل گیا ہے ناتوانی سے / کہ سر پر سایۂ بال پری کوہ گران ہوگا

مسی ملکر وہ لب پر پان کی سرخی جمائے ہین / گریبان چاک سوسن کیطرح ارغوان ہوگا

ہنسی تنگی ہے بہر دون کو تدبیر وا کیسی / بدن ہوگا جو اپنا زرد شاخ زعفران ہوگا

سنیگا کون طول گفتگو ای زبان چپ ہو / اگر یہ بھی سخن نکلا جو منھ سے داستان ہوگا

خیال قامت جانان اگر یون ہی آیا دل مین / اُٹھیگا نالہ جو سینے سے وہ سرو روان ہوگا

وہ نالان ہون قدم رکھونگا جب صحرائے وحشت مین / وہان نقش پا سے جادہ سرگرم فغان ہوگا

برنگ مرغ بو وہ بلبل نازک طبیعت ہون / کھلیگا پھول جو گلشن مین اپنا آشیان ہوگا

وہ وحشی ہون نہ دیگا ساتھ میرا کوئی فرقت مین / نکلجائیگا پیراہن جو وقت امتحان ہوگا

مین وہ واماندہ ہون ہمراہیون کا ذکر کیا صفدر

مرا سایہ بھی مجھکو چھوڑ کر آگے روان ہوگا

کس کام کا ہے وہ دل جسمین ملال آیا
بیکار اُٹھا ہے جب بیچ میں بال آیا

اسد مہربان ہے رحمت بہانہ جو ہے
مجرم رہا نہ یہ جب انفعال آیا

محفل سے بیٹھے بیٹھے گھبرا کے اٹھ چلا تو
سچ کہہ کہ دل مین تیرے کسکا خیال آیا

وہ خال زیر ابرو دیکھا تو ہم یہ سمجھے
کعبے مین یہ اذان کو شاید بلال آیا

آمد شد آنکے گھر مین کیا کیا بھلی نہ مجکو
خوش خوش گیا چمن مین جو یہ خیال آیا

کیا کفر ہے رہا مین دو دن جو میکدے مین
ارمان مجھسے کے لیکن غلط نکال آیا

بیداد سے بتون کی تنگ آ گیا دل ایسا
بیساختہ زبان پہ یا ذوالجلال آیا

اسکے چہ ذقن مین دلکو عبث پھنسایا
چہ کا کہ مین کنوئین مین قسمت کو ڈال آیا

گھٹنے لگا جو بڑھکر مہتاب ہم یہ سمجھے
پہونچا کمال کو جب آخر زوال آیا

شکر خدا کہ صفدر رنج و غم کی انتہا ہے
فرقت کی رات گذری روز وصال آیا

بگڑے جو بار بار ہوا اُس سے نباہ کیا
ہر روز جو جھانکا کیے کنوئین اُسکی چاہ کیا

محشر مین پوچھے جائینگے جو ہین بڑے بڑے
کیا ہم ضعیف اور ہمارے گناہ کیا

آنکھین جو قدسیون کی جھپکتی ہین عرش سے
ہے عرش سے قریب تری جلوہ گاہ کیا

کیا بات ہے جو مجھسے ہوئے آپ مہربان
کرتے نہین گدا پہ کرم بادشاہ کیا

زاہد بھی تو نشۂ نخوت سے مست ہین
تھوڑی سی ہم جو پیتے بھی پی لی گناہ کیا

نیرنگیان ہین قدرت پروردگار کی
اُس صاف چہرے پر ہوئی زلف سیاہ کیا

کوچے مین اُنکے مین جو گیا ہنسکے یہ کہا
آئے کدھر کو بھول گئے آپ راہ کیا

واعظ یہ کوئی بات خلاف ادب نہین
بوسہ لیا جو مصحف رخ کا گناہ کیا

الفت کا ہو برا ہمین برباد کر دیا
کیا جانتے تھے ہم کہ ہے ترچھی نگاہ کیا

دشمن ہو دین کا جو صنم اُسکے سامنے
آئے زبان پہ اشہدان لاالہ کیا

ساقی خدا کیواسطے لا اب شراب سرخ
گلشن مین گھر کے آیا ہے ابر سیاہ کیا

لکھا ہے خط جو مین نے بڑے اضطراب مین
پھرتا ہے اُس گلی مین کبوتر تباہ کیا

ہوگا اُسی کا داور محشر کو بھی لحاظ
صفدر رہین اُسکا حشر مین دادخواہ کیا

ترا قد قیامت سے بڑھکر بنایا
بنایا جو کچھ اُسنے بہتر بنایا

خدا نے مرے تن پہ جب سر بنایا
جبین پر اُس ابرو کو خنجر بنایا

پسند ایسے آئے وہ ابرو وہ گیسو
کہ صانع نے اُنکو مکرر بنایا

عدو باغبان ہے تو گلچین ہے دشمن
کہان آشیان ہمنے آکر بنایا

جنون مین ترنگ آگئی میکشی کی
سبو توڑ کر ہمنے ساغر بنایا

دکھایا اثر کین نے اعجاز عیسی
جو سر اُسنے پھونکا کبوتر بنایا

نہ خندان نہ گریان ہوا الٹے آزر
بنایا جو بت خاک پتھر بنایا

دہن اُسکا پنہان کمر اُسکی غائب
وہ نقشہ مصور نے کیونکر بنایا

نہ مرتے جو ہم تمکو شہرت نہوتی
تمھین ہمنے ایجان بگڑ کر بنایا

بیابان کو حق نے کیا جیسے پیدا
مرے پاؤں میں پہلے چکر بنایا

نزاکت تمھاری جو ظاہر کی ایجاد
زرگل سے زرگر نے زیور بنایا

حسین دیکھکر خودنما ہو گئے سب
عبث آئنہ اے سکندر بنایا

حسینان عالم کو کیا تمسے نسبت
تمہیں چاند اور ان کو اختر بنایا

نہ دین و دنیا یہ مشکل ہی صفدر
جو یہ گھر بگاڑا تو وہ گھر بنایا

باغ میں جا کر سمجھے وہ گلبدن یاد آگیا
سرو سادہ قد وہ غنچہ سا دہن یاد آگیا

وہ رخ گلگون دم سیر چمن یاد آگیا
چاہ گلشن دیکھکر چاہ ذقن یاد آگیا

سرو سے ہمکو بندھا اس قد موزون کا خیال
دیکھکر غنچہ وہ چھوٹا سا دہن یاد آگیا

جب کیا نظارۂ اوراق نسرین و سمن
گورا گورا یار کا نازک بدن یاد آگیا

دیکھکر نرگس تعشق اسکی انکھون کا بندھا
سنبل تر سے وہ گیسوے پرشکن یاد آگیا

باعث حیرت ہوا کیسا تماشاے چمن
اس گل رعنا کا رنگ انجمن یاد آگیا

سیر صحرا کی تو دردے غربت مجنون پہ ہم
کوہ پر پہونچے تو ہم کو کوہکن یاد آگیا

کیسے کیسے یاد آئے ہمکو یاران وطن
پہونچے غربت میں جو ہم صفدر وطن یاد آگیا

بیخطا تونے جو تن سے کاٹ کر سر رکھدیا
ہمنے انصاف اسکا اے قاتل خدا پر رکھدیا

گردن بسمل پہ جب قاتل نے خنجر رکھدیا
موت نے بڑھکر گلا اپنا برابر رکھدیا

خوبیٔ تقدیر دیکھو آئی جب نوبت مری
رحم آیا ہاتھ سے قاتل نے خنجر رکھ دیا

ناتواں سے میان قبر ہم دب دب گئے
فاتحہ کو جسنے رکھا ہاتھ پتھر رکھ دیا

حشر ہوتا وہ اگر اپنا مقابل دیکھتے
آئنہ اچھا ہوا ہمنے چھپا کر رکھ دیا

کاتب اعمال نے کیا کام محشر مین کیا
غیر کے سر پر مرے عصیان کا دفتر رکھ دیا

حشر مین نکلیگی جو بازیب جانان سے صدا
سبنے نام اُسکا ابھی سے شور محشر رکھ دیا

لیگیا تھا مانگ کر مجھ سے فلک دو داغ دل
نام اُنکا اُسنے ماہ و مہر انور رکھ دیا

وقت پیدایش تو کچھ جور و ستم ظاہر نہ تھے
باخبر تھا جسنے نام اُسکا ستمگر رکھ دیا

جھوٹی قسمون مین مجھی کو کر لیا ہے زیر مشق
ہاتھ جب چاہا اُٹھا کر میرے سر پر رکھ دیا

وہ ہی قسمت ہو نہین جب آگئی نوبت مری
ہاتھ سے ساقی نے میخانہ مین ساغر رکھ دیا

اُسنے یکتائی کا جب دعوی کیا میرے حضور
مین نے آئینہ فقط اُسکو دکھا کر رکھ دیا

ہون وہ تیرہ بخت جب روشن ہوئی شمع مزار
شام ہی سے اُسکو صرصر نے بجھا کر رکھ دیا

دوستون نے دفن کر کے دوستی کیا خوب کی
سیکڑون من کا مرے سینے پہ پتھر رکھ دیا

لخت دل خون جگر حاضر ہے اے مہمان چشم
ما حضر جو تھا وہ مینے آگے لا کر رکھ دیا

حق سے ہم شکوہ کرینگے کاتب اعمال کا
دل مین جو آیا وہ اُن دونون نے لکھکر رکھ دیا

جب شراب ناب دینے مین کمی ساقی نے کی
میرے اشک سرخ نے چھلکا کے ساغر رکھ دیا

کھینچدی ساقی نے اپنی چشم و بینی کی شبیہ
جام کو لا کر جو شیشے کے برابر رکھ دیا

صفدر وارفتہ کو جب قتل وہ کرنے لگے

آرزوؤن نے گلے کو زیر خنجر رکھدیا

وہ پہلو سے جسدم روانہ ہوا — مین تیر قضا کا نشانہ ہوا

ندامت سے یان اپنے آنسو بہے — وہان مغفرت کا بہانہ ہوا

نہ آیا ذرا رحم بیدرد کو — مین تڑپا کیا وہ روانہ ہوا

کمان سے ابھی تیر چھوٹا نہ تھا — کہ دل اپنا جاکر نشانہ ہوا

محبت مین اسدرجہ شہرت ہوئی — کہ حال اپنا آخر فسانہ ہوا

دل بدگمان پیچھے پیچھے چلا — جو قاصد اُدھر کو روانہ ہوا

کہان ہمسے خانہ بدوشون کا گھر — جہان رہ گئے آشیانہ ہوا

ہوا ہوگئی وہ بہار شباب — گئے جوش کے دن زمانہ ہوا

ہمیشہ حسینون پہ مرتا رہا — ازل سے ادا کا نشانہ ہوا

وہ میخوار تھا مین کہ ابر بہار — لحد پر مری شامیانہ ہوا

جگہ برق کو وہ پسند آگئی — ہمارا جہان آشیانہ ہوا

طبیعت ہوئی جب سے وحدت پسند — جو بیگانہ تھا وہ یگانہ ہوا

جفا اسنے چھوڑی نہ مین نے وفا — ادھر سے اُدھر اک زمانہ ہوا

دم قتل چھوڑا مجھے نیم جان — نزاکت کا اُنکو بہانہ ہوا

نہ دیکھا ریاض جہان اک نظر — برنگ صبا مین روانہ ہوا

یہان ہم ہوے خوابمین ہم بغل — نزاکت سے وان دردِ شانہ ہوا

آنکھین قتل صفدر تھا مد نظر
فقط جرم الفت بہانہ ہوا

جو حسین دیکھا کہین مین اُسکا دیوانہ رہا
باغ مین بلبل رہا محفل مین پروانہ رہا

عمر بھر دلمین خیال روے جانانہ رہا
بادۂ گلرنگ سے لبریز پیمانہ رہا

کوئی زینت خوش نہ آئی خاکساری کے سوا
عیش و عشرت مین مزاج اپنا فقیرانہ رہا

یان دل مضطر رہا فرقت مین اُنکی چاک چاک
اور وہان زلف رسا مین رات بھر شانہ رہا

ابتدا مین بادہ کش تھا بن پیر میکدہ
مذہب و مشرب مرا ہر وقت رندانہ رہا

کوئی ہوگا اس خرابات جہان مین ہوشیار
عمر بھر مین تو مے وحدت سے مستانہ رہا

انقلاب دہر سے کوئی جگہ خالی نہین
ایک مدت دیکھ لو کعبہ صنم خانہ رہا

دلمین ہے تھے جوانی تک حسینون کے خیال
یہ خرابہ ایک مدت تک پریخانہ رہا

ساتھ اُسکے ہو لیے ہم جو بلا وحشی مزاج
دشت مین سودائیون سے اپنا یارانہ رہا

منزل آفاق مین تھا مین عجب وحشی مزاج
آشنا تو آشنا اپنون سے بیگانہ رہا

اب نہ ساقی ہے نہ مینا ہے نہ ساغر ہے نہ خم
میکشون کے دم تلک آباد میخانہ رہا

وہ غم فرقت کہ میرے رات بھر سنتے رہے
عاشق و معشوق مین دلچسپ افسانہ رہا

رات بھر بزم حریفان مین عجب ذوق رہی
سرنگون شیشہ رہا گردش مین پیمانہ رہا

خاک بھی اپنی پریشان کو بکو پھرتی رہی
بعد مردن بھی خیال زلف جانانہ رہا

جلوۂ رخسار سے اُس مہر طلعت کے مدام
منزل خورشید تابان میرا کاشانہ رہا

امتحان عشق مین صفدر رہے ثابت قدم
حوصلہ فضل خدا سے اپنا مردانہ رہا

پس فنا ہمین گردون ستائیگا پھر کیا
مٹے ہوون کو یہ ظالم مٹائیگا پھر کیا

ضعیف نالہ دل اُسکا ہلا نہین سکتا
یہ جا کے عرش کا پایہ ہلائیگا پھر کیا

شریک جو نہ ہوا ایکدم کو پھولون مین
وہ پھول آکے لحد پر چڑھائیگا پھر کیا

خدا کو مانو نہ بسمل کو اپنے ذبح کرو
تڑپ کی سیر یہ تمکو دکھائیگا پھر کیا

کہا سُنا جو یہ لوگون سے بخشوا کے چلا
گلی سے یار کی قاصد نہ آئیگا پھر کیا

کہو مصور تقدیر سے کہ خیر تو ہے
بگاڑ کر مرا چہرہ بنائیگا پھر کیا

ہلال بدر بھی ہوتا ہے ایک شب صفدر
گھٹا کے مجکو نہ گردون بڑھائیگا پھر کیا

ردیف باے موحدہ

سیر چمن کو آئیگا وہ گلعذار کب
گھونگھٹ ترا اُٹھیگا عروس بہار کب

روندیگا میری خاک کو وہ شہسوار کب
آئیگا یارب اوج پہ میرا غبار کب

روز فراق و روز وصال ایک حال ہے
تیری تڑپ مٹیگی دل بیقرار کب

بیگانگی کا مین نے جو اُنسے گلہ کیا
بولے بگڑ کے ہمنے بنایا تھا یار کب

تا صبح شوق دید مین آنکھین کھلی رہین
ٹھنڈے ہوے چراغ شب انتظار کب

مدت سے بحر عشق مین کشتی تباہ ہے
بیڑا مرا لگائیگا اے خضر پار کب

مین اپنی دُھن مین حشر کے دن بھی کہا کیا
اسد ہو گی صبح شب انتظار کب

مدت سے قبلگاہ مین ہمین تو سر جھکتا
کرتی ہی التفات مگر تیغ یار کب

گھڑیان شب فراق کی کبتلک گنا کرون
پروردگار آئیگا روز شمار کب

اِنکار صاف صاف وہ کرتے ہین وصل سے
مایوس ہو گا تو دل امیدوار کب

توبہ جو کی شراب سے آئی ندائے غیب
صفدر تمھاری بات کا ہی اعتبار کب

کوئی عالم مین نہین ہی اُس ستمگر کا جواب
ذرہ جسکے در کا ہی خورشید محشر کا جواب

وہ رخ روشن ہی مہر و ماہ انور کا جواب
نکہت گیسو شمیم مشک و عنبر کا جواب

کسکے رخ کی ہی خجالت بال پرواز چمن
رنگ بھی اُڑنے مین ہی بوے گل تر کا جواب

خط کیا تحریر جب اُسکو ہوے شوق مین
بنگیا نامہ مرا بال کبوتر کا جواب

خط کو میرے دیکھکر قاصد سے وہ کہنے لگے
اتنی فرصت کسکو ہی لکھے جو دفتر کا جواب

وہ فلک پر جلوہ گر یہ آسمان حسن پر
عقد پروین ہو سکے کیا اُسکے جھومر کا جواب

خدمت آئینہ داری جسکو دے وہ خوبرو
رتبہ پائے تخت چمکین ہو سکندر کا جواب

دیکھکر افشان جبین صاف پر ثابت ہوا
یار کو مد نظر ہی ماہ و اختر کا جواب

خضر کی حاجت نہین راہ مکان یار مین
نکہت اُس زلف معنبر کی ہی رہبر کا جواب

داغ کھائے اسقدر اُس گلبدن کی یاد مین
جسم لاغر ہو گیا طاؤس کے پر کا جواب

ذبح مین پائی ہی یہ لذت کہ کہتا ہی گلا
تیرے بازو کا ہی اے قاتل نہ خنجر کا جواب

ہوں وہ میکش خانۂ تن ہی مرا میخانہ ہے
دل مرا شیشہ ہے میری آنکھ ساغر کا جواب

نامہ بر کیسا تقاضا ہے یہی گر شوق کا
اپنے کانوں سے سنینگے چلکے دلبر کا جواب

دخت رز مینا نہ شیشہ جام ہے میرے حضور
حور کا فردوس کا طوبیٰ کا کوثر کا جواب

پھر پسند آئی انھیں پوشاک دھانی اندنوں
پھر انھیں مد نظر ہے چرخ اخضر کا جواب

سنکے احوال دل صد چاک خط پرزے کیا
اُسنے قاصد کو دیا صفدر برابر کا جواب

دل میں ہیں رنج و حسرت و ارمان عجب عجب
گھر میں ہمارے آئے ہیں مہمان عجب عجب

سمجھا ہیں خال موج و گل و صبح دیکھکر
ہیں تیرے غم میں چاک گریبان عجب عجب

بکھرے ہیں دو دباغ میں سنبل ختن میں مشک
ہیں مبتلا ے زلف پریشان عجب عجب

دلمیں خیال روے حسینان ہے اندنوں
پریاں ہیں جمع گرد سلیمان عجب عجب

سو سو طرح کی دل کو ہے وحشت بہار میں
لایا ہے رنگ اب کی گلستان عجب عجب

بہکا رہے ہیں میری طرف سے اُسے رقیب
انسان کی صورتوں میں ہیں شیطان عجب عجب

گردن میں طوق حلقۂ زنجیر پاؤں میں
دیتی ہے پیچ زلف پریشان عجب عجب

کونین وقت بادیہ گردی ہیں دو قدم
وحشت دکھا رہی ہے بیابان عجب عجب

ساقی ہے زہرہ مہر ہے ساغر سبو ہے چرخ
اپنی بھی میکشی کے ہیں سامان عجب عجب

ہمسے کبھی کھنچا ہے کبھی ہے رکا ہوا
کرتا ہے بل وہ خنجر بران عجب عجب

رہتا ہے دلمیں خال و خط و زلف کا خیال

صفدر ہمارے گھر مین ہین مہمان عجب عجب

حکم آپکا جو اُس کوچے مین پائے عندلیب
آشیان کو آتش گل سے جلائے عندلیب

باغبان نالے کرے گلچین کلیجا تھام لے
طرز اگر کچھ میرے نالون کے اُڑا لے عندلیب

قدر عاشق اک تمھاری ہی نگاہون مین نہین
دیکھ لو گل سے زیادہ ہے بہائے عندلیب

پھول بنجاتے ہین نقش پا خرام یار سے
ہر قدم خلخال پا مین ہے صدائے عندلیب

صفحہ دیوان پہ ہے اب تختہ گل کا گمان
ہے صریر کلک اپنی یا نوائے عندلیب

قید کرکے دام مین آتا نہین صیاد پاس
داستان کسکو گلستان کی سنائے عندلیب

مین تو کیا ہو جائین عاشق سمجھے ہے گل جانور
سر سے پا تک گل ترے جھلون کے کھائے عندلیب

بدلے رشتون کے اگر تار رگ گل صرف ہون
دام مین خود اڑ کے اے صیاد آئے عندلیب

سیکڑے پر صفا [?] ستونکو ہے گلشن کا گمان
قلقل مینا ہے ساقی یا صدائے عندلیب

ہے گلستان بھی قفس پابندی عشاق کو
موج بوے گل ہوئی زنجیر پائے عندلیب

باغ مین دخل خزان ہے اُڑ گئے سب ہمصفیر
سبزہ بیگانہ ہے اب آشنائے عندلیب

باغبان بیدرد ہے گل بیوفا گلچین رقیب
کون سنتا ہے چمن مین نالہائے عندلیب

ہم بھی اک گل کے تصور مین ہین ہر دم نالہ کش
کون ہے ہمدرد اے صفدر سوائے عندلیب

فرقت مین ہین یہ عیش کے سامان تمام شب
اندوہ و درد و رنج ہین مہمان تمام شب

تھی بسکہ یاد ناوک مژگان تمام شب
دل مین مرے چبھا کیے پیکان تمام شب

۱۰

تیرے مریض ہجر کا غمخوار کون ہے — بالین پہ ایک شمع ہے گریان تمام شب
گیسو کی یاد مین اگر آئی بھی مجکو نیند — دیکھا کیا مین خواب پریشان تمام شب
کھا کھا کے داغ الفت گیسو مین مر گیا — ہوگا مری لحد پہ چراغان تمام شب
جلتا ہے اسلیے کہ ہوئین کشتہ حسرتین — دل ہے چراغ گور غریبان تمام شب
بہر نظارہ پھرتے ہین اُسکے مکان کے گرد — سورج تمام دن مہ تابان تمام شب
آئے وہ شام سے مگر ایسے خفا رہے — نکلا نہ دل سے ایک بھی ارمان تمام شب

صفدر شب وصال جو آئے تو دیکھنا
میرا ہی ہاتھ اُسکا گریبان تمام شب

ردیف بائے فارسی

آئینہ دیکھتے نہین جادو کے ڈر سے آپ — اللہ اتنے بچتے ہین اپنی نظر سے آپ
دنکو نکلتے ہین نہ کبھی شب کو گھر سے آپ — کیا شرم ہے کہ چھپتے ہین شمس و قمر سے آپ
سینے سے میرے ہاتھ اُٹھاتے نہ عمر بھر — واقف نہین ہین لذت درد جگر سے آپ
صحن چمن مین نرگس حیران کو دیکھکر — بولی حیا کہ بچکے نکلیے ادھر سے آپ
رخصت کیوقت مجھ سے کہا ہنسکے یار نے — ابکی خدا کرے نہ پھرین اس سفر سے آپ
آنکھین ملائین دونون کا ہوجاے امتحان — ہم آفتاب حشر سے رو سے قمر سے آپ
خط کے لفافے پر انھین مین نے یہ لکھدیا — پردے مین خط شوق کو لین نامہ بر سے آپ
میرا غریب خانہ تمھارے قدم کہان — آئے ہین اتفاق قضا و قدر سے آپ

آنسو کی طرح خاک مین ملجاؤنگا ابھی ۔ بس بس حضور اب نہ گرائین نظر سے آپ
ہنگامہ دیکھتا ہے یہ برپا جہان کہین ۔ کہتا ہے دل کہ گذرے ہین اس رہگذر سے آپ

محفل مین اُنکے سامنے سو بار ہم گئے
پوچھا نہ یہ بھی آئے ہین صفدر کدھر سے آپ

ردیف تاے قرشت

وہان شانہ اور زلف معنبر تمام رات ۔ یان سر ہے اور بلائین ہین سر پر تمام رات
کیا جانئے کسکو آج وہ ظالم کریگا قتل ۔ دیکھا ہے کھینچ کھینچ کے خنجر تمام رات
آنکھون مین نیند بکھری ہوئی زلف رنگ زرد ۔ جا کر کہین رہے ہو ستمگر تمام رات
پروانہ مین نہین ہون کہ دم بھر مین جل بجھون ۔ گھلتا ہون مثل شمع برابر تمام رات
راضی ہوا نہ وصل پہ ہرگز وہ ماہرو ۔ چمکا کسی طرح نہ مقدر تمام رات
ہر شام ہی سے موت کی ہچکی لگی ہوئی ۔ زندہ رہونگا ہجر مین کیونکر تمام رات
سویا تھا چاندنی مین جو منھ کھولکر وہ مہر ۔ تھا ماہتاب جامے سے باہر تمام رات
اپنی تو یون گذرتی ہے ساقی کی یاد مین ۔ شیشہ بغل مین ہاتھ مین ساغر تمام رات
انجان یہ بھی کوئی جلانے کا طور ہے ۔ انگارون پہ لٹاتے ہو دن بھر تمام رات
اُس بُت کے انتظار مین آغوش کی طرح ۔ گھر کا مرے کشادہ رہا در تمام رات
قدرت خدا کی غیر سے خلوت رہے وہان ۔ ہم خاک پر پڑے رہین باہر تمام رات

فرقت مین حال گریۂ صفدر مین کیا کہون

بستر رہا ہے پانی کی چادر تمام رات

یہ شب بزم جانان مین تھی دلکی صورت
جلا صبح تک شمع محفل کی صورت

نہ آہون مین گرمی نہ نالون مین تیزی
الٰہی یہ کیا ہو گئی دل کی صورت

ہلال و فلک دیکھکر کیون نہ تڑپون
وہ خنجر کی صورت یہ قاتل کی صورت

مین افسردہ ہون تو یہ پژمردہ غم سے
جو صورت ہے میری وہی دل کی صورت

رہی مرتے مرتے بھی بسمل کو حسرت
نہ دیکھی دم ذبح قاتل کی صورت

وہ ابرو ہے خمدار مثل مہ نو
وہ رخسار ہے ماہ کامل کی صورت

رہے دشت غربت مین آوارہ برسون
نہ دیکھی کبھی ہمنے منزل کی صورت

چمن سے چلا جب وہ رشک گلستان
پھڑکنے لگے گل عنادل کی صورت

نہ آرام عاشق نے الفت مین پایا
مسافر نے دیکھی نہ منزل کی صورت

چل اے تیغ دم لے کے گردن پہ میری
ذرا دیکھ لینے دے قاتل کی صورت

جو دیکھا مرقع حسینون کا صفدر
نظر آگئی اسکی محفل کی صورت

ہر چند جسم زار ہوا خاک کوے دوست
باقی ابھی ہے دلمین مگر آرزوے دوست

کیا صحن باغ بھی ہے کوئی جلوہ گاہ حسن
پھولون مین بوے دوست ہے کانٹون مین خوے دوست

نظارہ عجیب تماشا ہے باغ کا
نرگس ہے چشم دوست تو سنبل ہے موے دوست

اسمین سے دیکھے شنوا ایسے ہے گوش
سبکی زبان سے سنتے ہین ہم گفتگوے دوست

کعبہ ہے وہ تو قبلہ نما ہم یہ ہے سبب
رہتا ہے منہ جو آٹھو پہر اپنا سوے دوست

روتا ہون مین تو اور چمکتا ہے رنگ حسن
بڑھتی ہے آنسوؤن سے مرے آبروے دوست

ہمنے غضب کیا اُسے خود بین بنا دیا
رکھتا تھا آئنہ نہ کبھی روبروے دوست

خاک مزار بھی مری ریگ روان بنی
مرنیکے بعد بھی نہ گئی جستجوے دوست

عمر شب وصال زیادہ کرے خدا
صفدر ہمارے ہاتھ مین طوق گلوے دوست

دکھلائی اُسنے دست حنائی تمام رات
مہندی سے دلمین آگ لگائی تمام رات

دلمین جگر مین سینے مین پہلو مین آپ نے
بجلی کہان کہان نہ گرائی تمام رات

اک سلسلہ جو زلف مسلسل سے دلکو تھا
کیا کیا کڑی نہ ہمنے اُٹھائی تمام رات

کسکو خبر ہے برق تجلی کی اے کلیم
آنکھین تھین اور وہ پائے حنائی تمام رات

در پردہ یہ بھی تھا مری تقدیر کا بگاڑ
اُس نازنین نے زلف بنائی تمام رات

رویا کیا ادھر مین اُدھر وہ ہنسا کیا
کیا آنسوؤن نے سیر دکھائی تمام رات

ہم اور شمع جلتے ہین دونون فراق مین
اپنی بیان کرین کہ پرائی تمام رات

وہ خواب مین کبھی آئے تو ہمراہ غیر کے
خوش ہون کہ مجکو نیند نہ آئی تمام رات

بیٹھے جو وہ نکھر کے شب ماہ بام پر
مہتاب نے نہ آنکھ ملائی تمام رات

آنکھ اُسکی آنکھ سے تو زبان زبان سے لڑی
صفدر رہی مزے کی لڑائی تمام رات

ذرا ٹھہرو نہو یاروں سے تم اے جان من رخصت
سحر ہونے تو دو ہو انجمن کی انجمن رخصت

گریباں آستیں دامن ہیں اے دست جنوں ٹکڑے
یہی ہے تیری چالاکی تو ہے سب پیرہن رخصت

بجا ہے بسملوں کے زخم تن سے خون رواں ہیں
لیے جاتا ہے قاتل تیغ ہوتی ہے دلھن رخصت

پھنسے ہم دام میں دکھ کے صبا جاتے ہیں گلشن سے
مقدر نے چھڑایا ہے اے اہل چمن رخصت

سحر کیا آئی آفت کی قیامت کی گھڑی آئی
ہوئی رو رو کے پروانوں سے شمع انجمن رخصت

جدائی جان و تن کی ہجر ہے معشوق و عاشق کا
چھٹی مجنوں سے لیلی یا ہوئی گل سے چمن رخصت

کروں میں قصد کعبے سے جو بتخانے میں آنیکا
یقیں ہے پہلے ہو جا بتوں سے برہمن رخصت

قضا سر پر کھڑی ہے ایک ساعت تھم نہیں سکتے
ضروری ہے سفر جاتے ہیں اے اہل وطن رخصت

کھنچا دل سے جو تیر اسکا کہا حسرت نے رو رو کر
ہوا یعقوب سے کیا یوسف گل پیرہن رخصت

حسینان جہاں میں کم سنی تک دید کے قابل
جہاں سبزہ نکل آیا ہوا سب سادہ پن رخصت

تڑپ کر مر گیا پانی نہ پایا تیغ قاتل سے
وہ بدقسمت ہوں دریا سے ہوا تشنہ دہن رخصت

عزیز احباب سب آئے دم وقت نزع بالیں پر
بدن سے روح جاتی ہے کہ ہوتی ہے دلھن رخصت

چلو صفدر پڑھو گے سامنے اب کسکے شعر اپنے
ہوئی برخاست صحبت ہو گئے اہل سخن رخصت

جنت سے بڑھکے تھی مری محفل تمام رات
پہلو تھا اور وہ حور شمائل تمام رات

اللہ رے اشتیاق شہادت کہ خواب میں
گردن تھی اور خنجر قاتل تمام رات

افسوس بیخودی میں جوانی گذر گئی
رکھا نصیب نے مجھے غافل تمام رات

آئینہ دیکھتے ہین سحر تک وہ شام سے
رہتے ہین آپ اپنے مقابل تمام رات

واماندگی سے شام ہوئی مجکو راہ مین
تکتا رہا مین جانب منزل تمام رات

ہے بسکہ بال بال گرفتار عشق زلف
سر پر بلائین رہتی ہین نازل تمام رات

مست مے شباب ہے وہ شوخ اندنون
رقص و غنا کی رہتی ہے محفل تمام رات

قاتل نے لی نہ خنجر قاتل نے لی خبر
تڑپا تمام روز پہ بسمل تمام رات

مجکو تھا خوف انکو حیا تھی شب وصال
پردہ رہا حجاب کا حائل تمام رات

بجھو لو نکلے ہار اتار کے بولا وہ گلبدن
سونے نہ دیگا شور عنادل تمام رات

صفدر وہ شوخ جب مرے پہلو سے اٹھ گیا
بیٹھا رہا مین تھامے ہوئے دل تمام رات

ردیف تاے ثقیلہ

کچھ تو تڑپ کے اے دل اندوہگین الٹ
آلٹے نہ آسمان جو تجھ سے زمین الٹ

اے آہ درد جان کو دکھا اپنی تیزیان
فرش زمین بساط سپہر برین الٹ

آتا ہے مانہ اے اثر بخت واژگون
سیدھے ہون فتح نام کے نقش نگین الٹ

انسان تو کیا ملک ہے مشتاق دید مین
رخ سے نقاب اے بت زہرہ جبین الٹ

آئے اندھیری شب مین نظر چودھوین کا چاند
چہرے سے زلف بہر خدا اے حسین الٹ

نازک بہت ہے دل نہ الٹ جائے یار کا
چادر ہمارے منھ سے نہ اے ہمنشین الٹ

کب تک بلا کے عرش کو نذر آزمائیگی

صفدر کہو پکار کے آہ حزین الست

ردیف ثاے مثلثہ

آنکھیں چرائے ہمسے ہے وہ دلربا عبث
گوشے میں چھپ کے بیٹھ رہی ہے حیا عبث

جو کچھ کہ ہمنے اس سے کہا سب تھا عبث
سنتا نہیں جو بات ہے اُس سے گلا عبث

آئینہ رکھکے دیکھو کیا چاہتا ہے دل
تم مجھ سے پوچھتے ہو مرا مدعا عبث

شب کو لحاظ ٹوٹ چکا شرم اُٹھ چکی
اب میری جان کرتے ہو مجھسے حیا عبث

جب ہم نہیں تو کون تمھارا ہے قدرداں
مسی عبث ہے سرمہ عبث ہے حنا عبث

خلوت میں کام خیر کا روز وصال کیا
آئی ہے آج ساتھ تمھارے حیا عبث

دکھلائینگے نہ دست حنائی وہ عمر بھر
اے دل ہے اُنسے حوصلۂ خونبہا عبث

تکلیف ہوگی پھر نگہ خشمناک کو
مجکو جلاتے ہیں لب معجز نما عبث

تیر نگہ نے کام مرا کر دیا تمام
اب کھینچتے ہو قتل کو تیغ ادا عبث

رکھتے نہیں وہ پانون زمین پر غرور سے
آنکھیں بچھاؤں کیوں صفت نقش پا عبث

دل سینے میں ہے قاضی حاجات کا مکاں
سوے فلک اُٹھاتے ہیں دست دعا عبث

دل میں ہمارے مثل سویدا مکین ہے تو
آنکھوں کو جستجو ہے تری جا بجا عبث

روز حساب چاہیے اے دل رضاے دوست
خوف سزا عبث ہے امید جزا عبث

آیا نہ زندگی میں ملاقات کو کوئی
گھیرے ہیں اب جنازے کو سب آشنا عبث

لائی نہ زندگی میں کبھی بوے زلف یار
تربت پہ گل چڑھاتی ہے باد صبا عبث

اس بحر مین ہے ہستی موہوم نقش آب
مثل حباب سر مین بھری ہے ہوا عبث

مہمان تن ہے روح بہ رنگ تبسم گل
شوق نظارۂ چمن دلکشا عبث

بوسے تو لیکے رخ کے مزے مین اٹھا چکا
منھ پھیر کے اب وہ بیٹھے ہین مجھ سے خفا عبث

بستر پہ لاغری سے ملینگے نہ ہم کبھی
پھرتی ہے ڈھونڈھتی ہوئی ہمکو قضا عبث

نام وفا وہ غیر جفا جانتا نہین
صفدر ہے اُس صنم سے امید وفا عبث

نظر آتا ہے پژمردہ گل رخسار کیا باعث
پریشان لہرون مین گیسوے خمدار کیا باعث

نہ وہ منھ دیکھنا ہر دم نہ وہ گیسو کی آرایش
خفا آئینے سے شانے سے ہو بیزار کیا باعث

نہ لب پر پان کی سرخی نہ مسی ہے نہ سرمہ ہے
ہوا کیون مہندی ملنے سے تمھین انکار کیا باعث

نہ وہ شوخی کی باتین ہین نہ وہ گرمی طبیعت کی
لبون پر دمبدم ہے آہ آتش بار کیا باعث

رخ نازک جو رشک لالۂ احمر تھا سرخی مین
ہوا کیون زرد مثل نرگس بیمار کیا باعث

بیان کرنے ہو کچھ منھ سے زبان کچھ نکلتا ہے
ہوئی کیون بیخودانہ آپکی گفتار کیا باعث

نہ شوق ساغر مل ہے نہ ذوق لالہ و گل ہے
ہوئی پژمردگی ایسی گلے کا ہار کیا باعث

صدائے قلقل مینا سے کانونکو ہوئی نفرت
یہ اُف اُف ہے لب میگون پہ کیون ہر بار کیا باعث

مسیحا تم تو تھے ایجان ان سارے مریضون کے
نصیب دشمنان کیون ہوگئے بیمار کیا باعث

چھپاتے ہو عبث راز محبت جان رعنا سے
نہین کرتے جو ہمسے حال دل اظہار کیا باعث

جہان سے اٹھ گیا صفدر رسا کیا صاحب وفا کوئی

سینہ پہنے ہو کپڑے مثل ماتمدار کیا باعث

مائل جور ہیں یہ بت جان ندے دلا عبث
جنمیں ذرا وفا نہیں انسے ہے التجا عبث

کب دل و جان فدا نہیں غدر کبھی کیا نہیں
جرم نہیں خطا نہیں ہمسے ہیں وہ خفا عبث

آئینے سے حصول کیا کون ہے منفعت خودنما
سیر جہان سے فائدہ جام جہان نما عبث

جوش جنون اگر ہوا ٹھہرینگے ہم نہ قید مین
فائدہ روک ٹوک سے پہرے ہیں جابجا عبث

عشق کا نام ہے قضا درد یہی ہے لادوا
اس سے بچیگی جان کیا کرتے ہیں سب دوا عبث

دولت اگر ہوئی تو کیا عمر بشر ہے بے بقا
چارہ نہیں بجز فنا خواہش کیمیا عبث

کرتے ہی دفن گور مین جائینگے اپنے اپنے گھر
ساتھ میرے نہ جائینگے آئے ہیں آشنا عبث

ویر مین بت ہیں مست ناز شان خدا ہے بے نیاز
کس سے کہون میں درد دل کس سے کرون گلا عبث

صفدر اگر یہی ہے دل چین نہوگا ایک دن
رکھتے ہو تھام تھام کر صبح عبث مسا عبث

ردیف جیم غزل

صد شکر بے حجاب ہوا مجھ سے یار آج
جی بھر کے پائی لذت بوس و کنار آج

ہونی ہے کل جو حشر مین سارے جہان پر
دکھلا رہی ہے وہ مجھے رفتار یار آج

پہلو مین تھام تھام کے رکھون نہ مین اگر
ٹھہرے نہ ایکدم کبھی دل بیقرار آج

بے لطف ہو گئے تم جو چمن سے چلے گئے
آزردہ ہے بہار سے باد بہار آج

مرنے سے میرے خوش ہے مگر وہ شمع رو
شب بھر ہنسا کیا ہے چراغ مزار آج

کس کس خوشی سے روند رہا ہے وہ شہسوار
چمکا ہوا ہے اختر بخت غبار آج

پھولا سماؤں کیا کہ وہ رشک چمن ہے پاس
مہمان ہے میرے گھر میں عروس بہار آج

صیاد چھوڑتا نہیں آئی ہے فصل گل
کرتی ہے ایک ایک کی منت ہزار آج

جل جلکے دل بھی سینے میں شاید کہ بجھ گیا
ہے کچھ اداس صورت شمع مزار آج

اللہ ری بیقراری دل شوق وصل میں
کاٹی تڑپ تڑپ کے شب انتظار آج

رخسار و زلف دونوں ہیں آمادہ ظلم پر
یکرنگ ہے دورنگی لیل و نہار آج

گنتا ہے پوچھ پوچھ کے قاتل مرے گناہ
ہوتی ہے مجھ سے پرسش روز شمار آج

صفدر رہو بیقرار نہیں ہو فراق میں
کیوں کروٹیں بدلتے ہو تم بار بار آج

ابر آیا گھر کے ساقی پھر سوے میخانہ آج
پھر ہوئی توبہ شکستہ پھر چلے پیمانہ آج

پھر گرج بادل کی تڑپاتی ہے میخواروں کے دل
پھر فلک پر کوندتی ہے برق بیتابانہ آج

باغ میں جھولے پڑے ہیں جھولتے ہیں مہ جبیں
ہر طرف گلزار میں ہے ناز معشوقانہ آج

بلبلوں کے زمزمے کوئل پپیہے کی صدا
ہر روش پر رقص طاؤسوں کا ہے مستانہ آج

شاہد گل کیطرح باد صبا کس شوق سے
ہر قدم پر کر رہی ہے ناز معشوقانہ آج

ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے یار ہے گلزار ہے
بادۂ گلگوں سے چھلکے ساقیا پیمانہ آج

ہر طرف ہے شہر میں ہنگامۂ محشر بپا
اے پری زنداں سے چھوٹا کیا ترا دیوانہ آج

سنتے تھے مدت سے ہم افسانہ برق طور کا
دیکھ آئے شکل موسیٰ جلوۂ جانانہ آج

خودنمائی پھر ہوئی اُس شوخ کو مد نظر
قابل نظارہ ہے پھر جلوۂ جانانہ آج

انبساط نونہالان چمن کا ذکر کیا
لہلہاتا ہے خوشی سے سبزۂ بیگانہ آج

بیخودی میں ہوگئی اتنی خطا کیجے معاف
لے لیے دو چار بوسے ہمنے گستاخانہ آج

بعد مدت خفتگان خاک کے جاگے نصیب
مرقد عشاق پر آئے وہ بیباکانہ آج

یہ دل سوزاں مرا اک شمع رو کی یاد میں
صبح تک جلتا رہا ہے صورت پروانہ آج

عشق کہتا ہے نجانا کوے جاناں سے کہیں
خواہش جوش جنوں ہے چل سوے ویرانہ آج

کل تلک مشہور تھے ہم نازپرورد چمن
دام میں صیاد کے لایا ہے آب و دانہ آج

سب سے پہلے جاکے رکھدے تیغ قاتل پر گلا
حوصلہ دکھلا دے اپنا ہمت مردانہ آج

اُسطرف ہمراہ غیروں کے وہ پیتے ہیں شراب
ہے ادھر لبریز اپنی عمر کا پیمانہ آج

کیوں پریشاں ہو اگر افسانہ گو آیا نہیں
حکم ہو تو میں کہوں اپنا کوئی افسانہ آج

بعد مدت پھر ادھر اُس حور کے آئے قدم
بڑھ گئے باغ خلد سے ہے رونق کاشانہ آج

خانۂ زنداں ہے ویراں بیڑیاں ہیں بے صدا
اے پریرو مر گیا شاید ترا دیوانہ آج

آئے ہیں وہ کھینچکر تلوار بہر امتحاں
جوہر اپنے تو بھی دکھلا ہمت مردانہ آج

کسکی آنکھیں پھر گئیں جو میکدہ ویراں ہوا
چور ہر شیشہ شکستہ ہے ہر اک پیمانہ آج

کس بت کافر کی آنکھوں نے دیا صفدر فریب
کعبہ کل تھا گھر مرا مسکن ہوا بتخانہ آج

مشہور زمانہ ہے تری جلوہ گری آج
دیوانہ ہو کوئی جو کرے فکر پری آج

آیا ہے جو دل مین رخ جانان کا تصور
کیا بند ہوئی ہے مرے شیشے مین پری آج

بیمار محبت کی بھی کچھ تم کو خبر ہے
کل سے بھی زیادہ ہے اُسے بیخبری آج

بیمار ہے صیاد نہین قصد گلستان
مرغان چمن کرتے ہین کیون نوحہ گری آج

صفدر کرے عزم سفر تم کو مبارک
ہو جائینگے ہم پہلے جہان سے سفری آج

آمد ہے مگر صحن گلستان مین خزان کی
ہے مضطرب الحال نسیم سحری آج

بیوجہ نہین درد زیادہ مرے سر مین
سنتا ہون کہ صندل سے ہے مانگ اُسنے بھری آج

کٹتی نظر آتی نہین صفدر شب فرقت
کچھ شام ہی سے ہم ہین چراغ سحری آج

بعد مدت کے ملاقات ہوئی یار سے آج
سامنا عید کا ہے طالع بیدار سے آج

جلوہ فرما ہے کسی یوسف ثانی کا خیال
کم نہین کشور دل مصر کے بازار سے آج

شکر احسان ہمین لازم ہے اسیران قفس
بوے گل لیکے صبا آئی ہے گلزار سے آج

تاک مین بیٹھے ہین قاضی کے سرہ جاسوس
ہم نکلنے کے نہین خانۂ خمار سے آج

قطع امید ہوئی یار گیا غیر کے گھر
سر ٹپکتے کبھی در سے کبھی دیوار سے آج

مرض عشق کی جب ہو نہ سکی کچھ تدبیر
ہاتھ اُٹھا بیٹھے مسیحا ترے بیمار سے آج

سر بازار وہ نکلے ہین کلاہ کج رکھکر
غیر ممکن ہے کہ جھگڑا نہ ہو دو چار سے آج

منتظر لوگ ہین فردا ے قیامت کے عبث
حشر برپا ہے جہان مین تری رفتار سے آج

شاید اس بزم سے تا شام ہے رخصت صفدر

کیا سبب ہے جو وہ ملتے ہین بڑے پیار سے آج

ردیف حاے حطی

حال پر میرے تڑپتا ہے وہ بسمل کیطرح
درد بھی اب داغ دیتا ہے مجھے دل کیطرح

ہر نظر پر دل تڑپ جاتا ہے بسمل کی طرح
دیکھتی ہے چشم جانان مجکو قاتل کی طرح

اے پری حسن جوانی پر نہ کر اتنا غرور
رات بھر کا ہے یہ جلوہ ماہ کامل کیطرح

پھر تمھین بھی درد الفت کا مزہ حاصل ہو کچھ
میرے پہلو مین جو آبیٹھو مرے دل کی طرح

کچھ مرے درد اسیری سے اگر آگاہ ہون
انکے گیسو غل کرین میری سلاسل کیطرح

خونبہا لے لیجیے وہ رنگ گلگون دیکھکر
کیجیے پھولون کا نظارہ عنادل کیطرح

قیس کا دل بھی فروغ حسن سے خالی نہین
جلوۂ لیلی سے ہے پر نور محمل کی طرح

قتلگہ مین آب خنجر بھی نہین مجکو نصیب
پاس ہے دریا مگر پیاسا ہون ساحل کیطرح

اے صنم اک بوسہ لب دے خدا اسکے نام پر
التجا کرنے کو مین آیا ہون سائل کیطرح

اہل محفل نے نہ لی کچھ سوختہ دلکی خبر
جلتے جلتے گھل گیا مین شمع محفل کیطرح

ضعف نے کی راہ مین کیسی مری مٹی خراب
جب اٹھا بٹھلا دیا پھر گرد منزل کیطرح

لیگیا ہے نامہ اے صفدر کبوتر کی ہو خیر
دل پھڑکتا ہے مرے سینے مین بسمل کی طرح

مثل رقیب اس سے صفائی ہو کس طرح
قسمت نصیب ہمکو برائی ہو کس طرح

بڑھتا ہے روز ہمسے دل یار کا غبار
ایسی کدورتون مین صفائی ہو کس طرح

دونون پیسے ہو ہین تری چال ڈھال پر
طاؤس و کبک مین نہ لڑائی ہو کس طرح

خالی نہین تصور جانان سے ایک دم
غیرون کی اپنے دلمین سمائی ہو کسطرح

لکھتا ہون نامہ یار کو رو رو کے اشک خون
قرطاس ہاتھوین نہ حنائی ہو کس طرح

اُس تک خیال کا بھی تو جانا محال ہی
خلوت سرا مین اپنی رسائی ہو کس طرح

مغرب سے بار بار پلٹتا ہی آفتاب
یارب تمام روز جدائی ہو کس طرح

ہوتے ہین ور عشق کے بندے نئے نئے
باطل بھر ان بتون کی خدائی ہو کس طرح

دل سے مین خیر خواہ ہون سارے جہان کا
حق مین کسی کے مجھ سے برائی ہو کسطرح

صفدر ہین سب رقیب شناسا نہین کوئی
بزم پریرخان مین رسائی ہو کسطرح

اُلجھتے ہین گیسو اُدھر بے طرح
اِدھر پیچ ہین پیچ پر بے طرح

قدم رکھ نہ ای فتنہ گر بے طرح
لچکتی ہی تیری کمر بے طرح

یہ بجلی گریگی الٰہی کہان
نظر آتی ہی وہ نظر بے طرح

لکھا خط تو رونے پر آنکھین تلین
برسنے لگا ابر تر بے طرح

نہ پامال ہو جائے سارا جہان
یہ چالین ہین بیداد گر بے طرح

نکلجائے تن سے نہ گھبرا کے روح
ستاتا ہی درد جگر بے طرح

ہوے جمع طالب تو بدلا وہ شوخ
فقیرون نے گھیرا ہی گھر بے طرح

مریض محبت کی یارب ہو خیر
اُڑی ہی کچھ اُسکی خبر بے طرح

فلک مجکو دکھون دکھاتا ہی کیا
کہ صفدر رہی دور قمر بے طرح

ردیف خاے معجمہ

کیا تماشا تھا ہمین اُس ستم ایجاد کا رخ
ذبح کیوقت بھی دیکھا کیے جلاد کا رخ

خیر ہو خیر اسیران قفس کی یارب
آج بدلا ہوا پاتا ہون مین صیاد کا رخ

اے صنم چہرۂ زیبا کا ترے کیا کہنا
نہ سُنا حور کا ایسا نہ پریزاد کا رخ

آپ رکھ دیتا گلا شوق سے زیر خنجر
کچھ بھی پاتا جو ادھر مین کبھی جلاد کا رخ

اور امید تو کیا پر یہ دعا ہی قاتل
نہ پھرے مجھ سے ترے خنجر بیداد کا رخ

ہی یقین شام تلک آج خوشی مین گذرے
دیکھکر صبح اُٹھے ایک پریزاد کا رخ

ہم وہ وحشی ہین جو تصویر ہماری کھینچی
رنگ اُڑا زرد ہوا خوف سے بہزاد کا رخ

دلمین اُس بت کے مری آہ کرے کیا تاثیر
اُڑ گیا رنگ اثر دیکھ کے فریاد کا رخ

نہین معلوم خطا کیا ہوئی ایسی صفدر
پھر گیا ہمسے جو چرخ ستم ایجاد کا رخ

اِس طرح روے یار ہی پیکر شراب سُرخ
ہوتا ہی جیسے وقت طلوع آفتاب سرخ

آب روان ہی سبزہ ہی ابر سیاہ ہی
ساقی مجھے خدا کے لیے دے شراب سرخ

مد نظر ہی قتل کسی کا اُسے ضرور
آیا ہی رخ پہ ڈالکے قاتل نقاب سرخ

موے مژہ پہ صاف ہین یون اپنے لخت دل
ہوتے ہین جیسے سیخ پہ بھُنکر کباب سرخ

مضمون کسی کے دست حنائی کے جو لکھے
مثل بیاض گل ہوئی ساری کتاب سرخ

گلگون ہے سینہ یار کا پستان ہے لالہ فام
کیونکر نہ آب سرخ سے اٹھیں حباب سرخ

شنجرف سے خط اسنے لکھا میں نے خون سے
اچھا یہ میں نے سرخ کا بھیجا جواب سرخ

نازک گلے میں اسکے نہیں پان کا یہ رنگ
مینا سے سبز میں یہ بھری ہے شراب سرخ

تب میکدے میں لطف ہے صفدر شراب کا
زاہد کی ریش میں جو لگے یہ خضاب سرخ

ردیف دال مہملہ

دام الفت میں کوئی دل نہ پھنسا میرے بعد
مختصر ہو گئی وہ زلف رسا میرے بعد

حسن انداز و کرشمہ نہ رہا میرے بعد
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

ہائے اس شوخ نے کی ترک جفا میرے بعد
امتحان غیر کا کچھ بھی نہوا میرے بعد

بلبلیں نوحہ کریں گی مری تربت پہ مدام
برگ گل روز چڑھائیگی صبا میرے بعد

دور عالم میں نہ سمجھا کوئی میخوار رہا
ساغر مے مری مٹی سے بنا میرے بعد

میرے دم تک تھی فقط قلقل مینا کی صدا
ساقیا میکدہ ویران ہوا میرے بعد

وصل اغیار ہے اس رشک چمن کے گھر میں
کیسی بدلی ہے گلستان کی ہوا میرے بعد

مجھ سا جانباز ملیگا نہ مرے قاتل کو
کند ہو جائیگی شمشیر ادا میرے بعد

میرے مرتے ہی نہ تھی گرمی ہنگامہ عشق
باغ میں شور عنادل نہ رہا میرے بعد

بوے کاکل کے عوض جان صبا کو بخشی
ڈھونڈھتی پھرتی ہے اب کسکو قضا میرے بعد

خلش ای خار جنون کوئی نہ باقی رکھنا
پھر نہ آئیگا ادھر آبلہ پا میرے بعد

کشتگان رہ الفت کا مین تھا ماتمدار
بجھ گئی شمع مزار شہدا میرے بعد

دل پہ لالہ کے مرا داغ رہیگا صفدر
خون دل غم مین بہائیگی حنا میرے بعد

نہ پوچھ درد اسیری کی داستان صیاد
سنی نہ جائیگی تجھ سے مری فغان صیاد

فغان کو سُنکے مری تو عبث بگڑتا ہے
مرا گلا ہی مرا منھ مری زبان صیاد

فسانۂ گل و بلبل تو مجھکو یاد نہین
سُنے تو حال کچھ اپنا کرون بیان صیاد

قفس مین آکے مرے بال و پر گرے تو گرے
ہری بھری رہین پھولون کی ڈالیان صیاد

وہ آشنائے قفس ہون دعائین کرتا ہون
خدا کرے کہ نہو تجھ پہ مہربان صیاد

صدا سنا کے پھنساتا ہون ہمصفیرونکو
ملیگا تجھکو نہ مجھ سا مزاجدان صیاد

خوشی سے پھول کے بیٹھا ہون صحن گلشن مین
کہ مجھکو چھوڑے سمجھکر نہ ناتوان صیاد

نہ جاؤ تم مجھے ای ہمصفیرو بتلادو
شکار گاہ ہین کتنے کہان کہان صیاد

فغان کا ضبط ہی اب اختیار سے باہر
کہے مین دل ہی نہ قابو مین ہی زبان صیاد

کبھی تو پوچھ لے کچھ حال ہم اسیرون کا
نہ منھ دکھیگا نہ تھک جائیگی زبان صیاد

چمن سے بڑھکے ملی تیرے گھر مین آسایش
قفس مین بھول گیا ہون مین آشیان صیاد

اسیر تازہ ہی صفدر خفا نہ ہو اتنا
ابھی نہین ہی وہ تیرا مزاجدان صیاد

کب بھولتی ہے چشم بت دلشکن کی یاد | شوخی رہیگی ہم کو غزال ختن کی یاد
بھولی نہ عندلیب کو قفس مین چمن کی یاد | غربت مین ہے غریب کو کتنی وطن کی یاد
پھندے سے نیستی کے نہ چھوٹا کسی طرح | بھولی کمر کی یاد تو آئی دہن کی یاد
مدت ہوئی ہے کعبے مین آئے ہوے مگر | ہین کا و شین ہنوز مجھے برہمن کی یاد
تو بہ تو کی ہے مو سے مگر کیا ہے اعتبار | پھرتی ہے دل مین سانپ تو بہ شکن کی یاد
صحن چمن مین سنبل پیچان کو دیکھکر | آئی کسی کی زلف شکن در شکن کی یاد
مرقد مین بھی خیال نہ احباب کا گیا | خلوت مین ہون مگر ہے مجھے انجمن کی یاد
پایا نیا مکان تو کیا گور کا خیال | پہنا نیا لباس تو آئی کفن کی یاد
مدت سے ہے صفیر د اسیر قفس مین ہم | پھولون کی شکل ہے نہ شباہت چمن کی یاد
صفدر یہی وظیفہ رہے بعد ہر نماز | بھولے نہ پانچ وقت مجھین پنجتن کی یاد

نہ بے خبر ہو اسیرون سے اسقدر صیاد | انھین کے دم سے ہے آباد تیرا گھر صیاد
نہ حال زار سے میرے ہو بے خبر صیاد | اسیر دام مصیبت ہون رحم کر صیاد
مزہ ملا ہے مری فریاد مین کہانی کا | سنا کیا مرے نالون کو رات بھر صیاد
مین آشیانے سے صحن چمن مین کیا اترون | ادھر تو تاک مین ہے باغبان ادھر صیاد
کہان ہے طاقت پرواز ہم اسیرون مین | کہ آب و دانہ کی لیتا نہین خبر صیاد
نظر جب آئیگا خالی قفس بھر آئیگا دل | ملیگا ہاتھ مجھے کھو کے عمر بھر صیاد
پھڑک پھڑک کے قفس ہی مین جان کھو دونگا | نہ جا چمن کی طرف مجکو چھوڑ کر صیاد

فغان سنا چکا پرواز بھی دکھا دونگا
نکل تو آنے دے اچھی طرح سے پر صیاد

پھنسے ہین لفنا ہین دل زلف تیرے شانے سے
لچک نہ جائے کہین بوجھ سے کمر صیاد

قفس مین ہم ہین قفس دام مین ہے اسیر بھی
جکڑ کے باندھ رہا ہے ہمارے پر صیاد

یہ مجھکو شوق اسیری چمن مین تھا صفدر
اُسی طرف کو گیا مین گیا جدھر صیاد

ردیف ذال معجمہ

نہ ملا پر نہ ملا درد جگر کا تعویذ
تیرے بیمار نے کس کس سے نہ مانگا تعویذ

اضطراب دل مضطر نہ گیا پر نہ گیا
اور بیتاب ہوا مین نے جو باندھا تعویذ

وائے قسمت کہ نظر اپنی نہ وانتک پہونچی
اور مرے لوٹے ترے سینے پہ کیا کیا تعویذ

جب کسی طرح کی تاثیر نہ دیکھی مین نے
غرق رو رو کے کیا جلکے جلایا تعویذ

نظر بد کا ہے کیا خوف کہ پہنے ہے وہ شوخ
ہیکلین ناد علی ڈھولنا گنڈا تعویذ

تیری فرقت مین آنکھین چین نہ دم بھر آیا
نہ دیا لکھ کے کسی نے مجھے ایسا تعویذ

غم فرقت وہ مرض ہے کہ نجائے ہرگز
لکھ کے بھیجین جو فلک سے مجھے عیسی تعویذ

درد فرقت نہ کسی طرح سے موقوف ہوا
کبھی بازو پہ جہتن پہ کبھی باندھا تعویذ

کسی تدبیر سے یہ سوزش دل کم نہوئی
لاکھ احباب نے لکھ لکھ کے جلایا تعویذ

قیس و فرہاد جو اس عہد مین زندہ ہوتے
پیتے دھو دھو کے مرے سنگ لحد کا تعویذ

کبھی بازو پہ جگہ ہے تو کبھی سینے پر
لطف اٹھاتا ہے ترے وصل کے کیا کیا تعویذ

لکھ کے عامل نے دیا تھا جو ترے وحشی کو
پھاڑ کر راہ مین دیوانے نے پھینکا تعویذ

مرض عشق کی تدبیر عبث ہی صفدر
فکر بے سود ہی بیکار ہی گنڈا تعویذ

سوز دل سے وہ لکھون جانب دلبر کاغذ
خاک ہو جائے جو ہو بال سمندر کاغذ

جسمین تحریر تھا کچھ حال ہمارے دل کا
وہی ظالم نے کیا خارج دفتر کاغذ

روز و شب اس دل بیتاب کے بہلانے کو
انکی جانب سے لکھا کرتا ہون اکثر کاغذ

صفت خال مین لکھے ہین یہ دفتر ہمنے
کہ نہین اب کہین بازار مین تل بھر کاغذ

کوئی پرچہ تو بھیجئے آپ نے لکھا ہوتا
اسقدر کیا نہین آتا ہی میسر کاغذ

خط لکھیں انکو مگر خط کا لفافہ نہ لکھا
قاصد آوارہ لیے پھرتا ہی گھر گھر کاغذ

یاد آئین جو وہ آنکھین دم تحریر ہمین
اسقدر روئے کہ اشکون سے ہوا تر کاغذ

نہین لیتے ہین وہ اخبار کبھی اس وہم سے اب
اسمین بھیجا نہو عشاق نے رکھکر کاغذ

تیری خوشبو سے بدن کی جو صفت لکھی ہی
شاخ صندل مرا خامہ ہی معطر کاغذ

نامہ اُس قاتل عالم کو لکھون مین کبھی ضرور
ہاتھ آئے جو خطائی مجھے صفدر کاغذ

ردیف رائے مہملہ

خدا اسے عالم رہ رضا مین وہ دل دہ ہمت مجھے عطا کر
چھری کے نیچے گردن مین سجدہ قلم کے مانند سر جھکا کر

کہا تھا بلبل سے حال مین نے ترے ستم کا بہت چھپا کر
یہ کس نے آنکو خبر سنائی کہ ہنس پڑے پھول کھلکھلا کر
کبھی یہ کاوش کبھی کھنچاوٹ کبھی ہے جھڑکی کبھی ہے گالی
بُری بلاؤن مین مبتلا ہون مین ان حسینون سے دل لگا کر
مگر وہ سمجھے ہین شمع مجکو کہ کشتہ کرتے ہین وصل کی شب
جلا جلا کر بجھا بجھا کر رُلا رُلا کر گھُلا گھُلا کر
بلند تیغ نگاہ قاتل ذرا جو ہو جاے قتلگہ مین
زمین پہ خورشید و ماہ لوٹین برنگ بسمل فلک سے آکر
مریض درد فراق ہون مین کمال مرنے کی ہے تمنا
ملے جو کوئی فقیر کامل کہون کہ حق مین مرے دعا کر
مرے جنازے کو اُنکے کوچے مین ناحق احباب لیکے آئے
نگاہ حسرت سے دیکھتے ہین وہ رخ سے پردہ اُٹھا اُٹھا کر
فغان بلکا آہ نالہ زاری یہی رہے شغل روز اے دل
یہ عاشقون کا ہے نیچگانہ قضا نہ کر اسکو تو ادا کر
نماز مین بھی ہے فکر دنیا کدھر ہے تیرا خیال صفدر
خدا پرستی مین بت پرستی خدا خدا کر خدا خدا کر
کہا تھا کیا مجھ سے یاد ہے کچھ یہ کہ کے پھرنا ذرا جا کر

ضرور دل میں فساد ہی کچھ یہ ظلم ظالم خدا خدا کر

عجیب دنیا کا حال دیکھا کہ جسکا جاہ و جلال دیکھا
اسی کو پھر خستہ حال دیکھا بگاڑتے ہیں وہی بنا کر

ہمیشہ کی جنکی خیر خواہی وہی ہوئے درپئے تباہی
مقام انصاف ہی الٰہی بتوں میں اور مجھ میں فیصلا کر

سحر ہی نزدیک شب ہی آخر سرا سے چلتے ہیں ہم مسافر
جنھیں ہو ملنا وہ سب ہوں حاضر جرس سے کہدے کوئی صدا کر

کیا تھا قاصد جو میں نے راہی گذر گئی اُسپہ کیا تباہی
پھرا نہ ابتک وہ یا الٰہی گلی میں اُس فتنہ گر کی جا کر

کڑی اُٹھاتا ہوں بے تکلف نہیں ہی صفدر مجھے تاسف
زباں سے میں کبھی کہوں اُف یہ مجھ سے ہوگا خدا خدا کر

بعد فنا ہیں داغ محبت بہار پر — لالہ کھلا ہوا ہی ہمارے مزار پر

جوبن عجب شباب میں ہی رخ یار پر — فصل بہار میں یہ چمن ہی بہار پر

کھایا ہی زہر سبزۂ رخسار یار پر — چادر کبھی سبز چاہیے میرے مزار پر

نوشاہ کی طرح سے چمن ہی سجا ہوا — کیا جوبن آجکل ہی عروس بہار پر

لاغر ہوئی قفس میں یہانتک تو عندلیب — دو چار استخوان رہے دو تین چار پر

کشتے نگاہ شوخ کے ہیں کچھ عجب نہیں — بجلی جلائے شمع ہمارے مزار پر

منظور تھا جو اسکی سواری کا دیکھنا　　مثل کلیم چڑھ گئے ہم کوہسار پر
اسی چرخ پہ بھی ہے کوئی انصاف کی روش　　یہ بارش بلا مری مشت غبار پر
میں نے کہا جو انسے کہ شب کو یہیں رہو　　آنکھیں جھکا کے بولے کہ کس اعتبار پر
میں نامور ہوں نام کی کافی ہے روشنی　　حاجت نہیں چراغ کی اپنے مزار پر

صفدر گری گی خندہ گل کی اسی پہ برق
بلبل کا آشیانہ ہے جس شاخسار پر

حسینان جہاں مرتے ہیں کیا کیا اسکے جوبن پر　　حیا پر حور قربان ہے پری صدقے ہے چتون پر
یہ کہتا ہے نظر پڑتی ہے جسکی اسکی چتون پر　　یہ بجلی کوندھ کر یارب گری گی کسکے خرمن پر
سراپا سے کسی کے قدرت خالق نمایاں ہے　　ازل سے لوٹ ہے برق تجلی روئے روشن پر
رہی ہے سرخمی قاتل نہ خنجر دست قاتل میں　　قیامت تک مگر احسان ہے بسمل کی گردن پر
میں ایسے صاحب عصمت پری پیکر کا عاشق ہوں　　نمازیں پڑھتی ہیں حوریں ہمیشہ جسکے دامن پر
ہجوم خلق ہے لازم جہاں ہو حسن کا جلوہ　　فدا ہوتے ہیں پروانے ہزاروں شمع روشن پر
جنوں کے جوش میں افسوس اتنا بھی نہ سمجھا میں　　کہ ہاتھ اپنے گریباں پر پڑا یا اسکے دامن پر
الٰہی کون رشک ماہ آئیں جلوہ فرما ہے　　شعاع مہر تاباں کا گماں ہے آج چلمن پر

ہجوم حسرت و یاس و تمنا ہر طرف دیکھا
بہت رو گئے جس وقت ہم صفدر کے مدفن پر

ہوئے دیوانے اہل بزم کیا کیا اسکے جوبن پر　　گریباں چاک تھا کوئی کسی کا ہاتھ دامن پر

گریبان چاک کیا گل نے ہوئے رخسار روشن پر
لپٹی گ حنا کیطرح نرگس اُسکی چتون پر

الٰہی صورت شاخ شکستہ خشک ہو جائے
مزہ جو ہاتھ لوٹے بوجھ ڈالے اُنکی گردن پر

قدم رکھتے ہی وہ بازار کو مقتل بناتا ہے
چھری چلتی ہیں تیغیں کھنچتی ہیں کافر کی چتون پر

بیابان جنون میں تھا میں ایسا کشتۂ بیکس
بگولے بھی نہ آئے خاک اُڑانے میرے مدفن پر

نہ پوچھو کسطرح کاٹی ہے راہ الفت مژگان
اُٹھایا پانؤں نشتر سے تو رکھا میں نے سوزن پر

پس مردن بھی پژمردہ دلی کا ہے اثر اتنا
کہ مرجھا جاتے ہیں گل رکھتے رکھتے میرے مدفن پر

صنمخانہ کی اگلی صحبتیں دلکش جو یاد آئیں
بہت رویا میں رات آواز ناقوس برہمن پر

بلاؤ اے وحشیو صحرا سے اب سیر چمن دیکھو
بہار آمد گل میں عجب عالم ہے گلشن پر

تکلف سے نہیں خالی ہے لٹ اُس زلف مشکین کی
کہ مسکن طائر بو کا ہے صفدر اِس نشیمن پر

رکھدیا سر کو تیغ قاتل پر
ہم گرے بھی تو جا کے منزل پر

آنکھ جب بسملوں میں اونچی ہو
سر گرے کٹ کے پائے قاتل پر

کون واماندہ رہگیا پیچھے
کچھ اُداسی ہے آج منزل پر

ایک دم بھی تڑپ سے چین نہیں
دیکھ لو ہاتھ رکھکے تم دل پر

اور اک تیر تاک کر مارا
رحم آیا اُنہیں جو بسمل پر

اسقدر خاک اُڑا نہ اے مجنون
گرد اُڑ کر پڑے نہ محمل پر

اُنکی ترچھی نگاہیں آفت ہیں
برچھیاں پڑتی ہیں مرے دل پر

تجھپر اے گل نثار ہونے کو ۔ تو لیے بیٹھے ہیں سب عنادل دل
ہم سے وحشی کہاں مانے تھا ۔ ہے گمان زلف کا سلاسل پر
پھول ہنستے ہیں شمع روتی ہے ۔ رات بھر حال اہل محفل پر

جب گذرتے ہیں وہ ادھر صفدر
کیا کہوں کیا گذرتی ہے دل پر

بس گیا دل انکی آرایش کا ساماں دیکھکر ۔ لب پہ مسی دیکھکر ماتھے پہ افشان دیکھکر
ہم کہاں پھر یہ تماشا باغ ہستی کا کہاں ۔ چار دن خوش ہو چلے سیر گلستان دیکھکر
سرو کو دیکھا تو آیا قد موزوں کا خیال ۔ روے جانان یاد آیا گل کو خندان دیکھکر
دیکھتا ہوں جسطرف پاتا ہوں عالم نور کا ۔ آج اٹھا تھا میں کسی کا روے تابان دیکھکر
وصل میں اس دیدہ تر نے بڑا احسان کیا ۔ ہنس پڑے بیساختہ وہ مجھکو گریان دیکھکر
سوز دل چھپا لانہ ڈرایا سے نازکین کہیں ۔ پانوں رکھو میرے سینے پر مری جان دیکھکر
نیند آتی ہے جو گیسو کے تصور میں کبھی ۔ چونک چونک اٹھتے ہیں ہم خواب پریشان دیکھکر
اتفاقاً لیگئی عبرت جو تکیے کی طرف ۔ خواہشیں سب مٹ گئیں گور غریبان دیکھکر
روز محشر کسکے کوچے کی فضا یاد آگئی ۔ پھر پڑا میں دور ہی سے باغ رضوان دیکھکر
پوچھ اے واعظ نہ ہمسے عشق کی افتاد کو ۔ پانوں پھسلا گر پڑے چاہ زنخدان دیکھکر
کیا رفوگر پر ہمارا رعب وحشت چھا گیا ۔ ہاتھ تھرانے لگے چاک گریبان دیکھکر
حوصلے سے حوصلے تھے ولولے سے ولولے ۔ آج وہ سب مٹ گئے گور غریبان دیکھکر

دیر مین کعبے مین کچھ آیا نہ ای صفدر نظر
گھر مین پھر آ بیٹھے ہم یان دیکھکر وان دیکھکر

روز ہنستا ہی ہر رنگ گل مری فریاد پر ایکدن بجلی گریگی خانۂ صیاد پر
باغبان بیرحم گل بیدرد گلچین بیوفا پھٹ پڑا ہی آسمان مجھ خانمان برباد پر
مین جو روتا ہون تو ہنستی ہین سکر یہ کہتا ہی وہ شوخ قہقہے اڑتے ہین ایسی بے اثر فریاد پر
رنج دنیا خوف عقبیٰ جور بت فکر معاش یہ مصیبت ایک مشت خاک بے بنیاد پر
باغ مین آکر قریب سرو یہ رفتار ناز یہ جفائین ای سہی قد بندۂ آزاد پر
زیر خنجر کی نگاہ یاس ایسی وقت قتل تیغ گویا ہمنے رکھدی گردن جلاد پر
ہم تو جب جانین کہ ہو نالے مین تیرے کچھ اثر باغبان کا دل دکھے بلبل تری فریاد پر
آب و دانہ روز دیتا ہی قفس مین بیطلب ختم ہی مہمان نوازی بلبلو صیاد پر
یان جدا سر ہو گیا کھنچنے نہ پائی تیغ وان جلد سے ہم رکھتے احسان گردن جلاد پر
باغبان سنتا نہین نالے تو کیا پروا تجھے کل گریبان چاک ہین بلبل تری فریاد پر
تھک گئے ہین دست نازک تاکجا تیغ افگنی اب ترحم بسملون کو چاہیے جلاد پر
سخت دل کی بعد مرنیکی بھی ہو گی خراب کوئی رونے کو نہ آیا کشتۂ فولاد پر
شوق کہتے ہین اسے اڑجائین وہ بھی سوے باغ پھینکدے جو بلبلون کے کاٹ کر صیاد پر
مدت کو ڈھونڈھا بہت لیکن نپایا کچھ پتا جی مین آتا ہی کہ جا بیٹھون در جلاد پر

مرتے مرتے بھی وہی صفدر رہی نظارہ کا شوق

تیغ گردن پر نظر ہے چہرۂ جلاد پر

ہنستے ہیں اکثر مری بیتابیِ دل دیکھکر
کیا خوشی ہوتی ہے انکو رقصِ بسمل دیکھکر

دم پھڑک جاتا ہے خنجر کا مرا دل دیکھکر
لوٹ جاتا ہے اسے بسمل کو قاتل دیکھکر

شمع وہ اسکو بنایا جس سے روشن ہو جہان
ہمکو پروانہ کیا جلنے کے قابل دیکھکر

خاک جسکی راہ میں ہو وہ کرے مٹی عزیز
جان دینا چاہیے جلاد کا دل دیکھکر

وقت راحت جب پھر آیا مصیبت ڈھل گئی
آگئی کشتی بھنور میں رو کے ساحل دیکھکر

بیچ میں وہ دلربا تھا دونوں پہلو میں رقیب
ہم پھر آئے دور ہی سے رنگِ محفل دیکھکر

سوجھتی ہے مجکو الٹی اشتیاقِ قتل میں
دیکھتا ہوں ماہِ نو شمشیرِ قاتل دیکھکر

رو دیا قاتل نے جب دیکھی مرے دل کی تڑپ
جائے خنجر آہ کھینچی سوئے بسمل دیکھکر

قصد جلنے کا ہے مقتل میں مبارک ہو مگر
اک ذرا اپنا پرایا تیغِ قاتل دیکھکر

یہ دلا کام اول ہی سے تھا وقت پسند
عشق آسنے لے لیا مشکل سے مشکل دیکھکر

غیرِ وحدت عالمِ کثرت نہ تھا مجکو پسند
باغ سے بھاگا میں اب وہ عنادل دیکھکر

قاسمِ روزِ ازل بھی تھا بڑا مردم شناس
عشق صفدر کو دیا مشکل سے مشکل دیکھکر

نظر پڑ جائے سعدی کی جو اسکے روئے تاباں پر
گلستاں بوستاں دونوں کو رکھدیں طاقِ نسیاں پر

ہوا سے آگئے گیسو رخِ رنگین جاناں پر
گھٹائیں کالی کالی چھا گئیں کیسی گلستاں پر

گدا آ در ترے مغرور ہیں یہ اے شہِ خوبی
قدم رکھتے نہیں بھولے سے بھی تختِ سلیماں پر

دل گم گشتہ کا مجکو اگر غم ہی تعجب کیا / گران تھی کسقدر یوسف کی فرقت پیر کنعان پر

زمانہ الحذر مانگے نہ کیونکر میرے رونے سے / تلاطم ہی تلاطم ہی عجب طوفان ہی طوفان پر

ترے جانباز اے قاتل یہ مشتاق شہادت تھے / کہ خود آ کر گلے رکھ رکھدیے شمشیر براں پر

بہت دیوانے ہین لیکن جنون کو ربط ہی مجھسے / اٹھا جو وقت ہاتھ اسکا پڑا میرے گریبان پر

حسینونکی شرارت ہو نہ کیونکر باعث نفرت / نہ دیکھا فاختہ کا آشیان سرو چراغان پر

لگائی آگ کس وحشی کے نالونے یہ صحرا مین / گمان سرو چراغان کا ہی ہر نخل مغیلان پر

ملے جب خاک مین مظلوم تب ظالم کو رحم آیا / چڑھائی چادر مہ چرخ نے گور غریبان پر

بنایا ہی گلستان داغ کی کثرت نے سینے کو / گمان کوچہ گلزار ہی چاک گریبان پر

خبر آئی نہین مدت سے کچھ یاران رفتہ کی / ذرا اے بیکسی لے چل مجھے گور غریبان پر

ملا لعل لب جانان کا بوسہ ہمکو اے صفدر
عمل تقدیر سے اپنا ہوا شہر بدخشان پر

ہجر مین نیند آ کے کیا اے ماہ پیکر رات بھر / تیری دوری سے گنا کرتا ہون اختر رات بھر

زلف و رخ کا یار کے ہر دم جو رہتا ہی خیال / لوٹتا ہی دل مرے سینے مین دن بھر رات بھر

شام سے بھولی نہ اکدم صبح تک مژگان کی یاد / تھا گلا دل کا ہمارے اور خنجر رات بھر

وصل کی شب صبح تک سویا مین کس آرام سے / شکر ہے زانوے جانان پر رہا سر رات بھر

دل فغان کرتا تھا فریادی تھی فرقت مین زبان / میرے گھر پر بارہا محشر سا محشر رات بھر

فرقت ساقی مین کیا بزم طرب برہم رہی / شیشے پر شیشے گرے ساغر پہ ساغر رات بھر

بیٹھنے دیتی تھی کب بیتابی دل ہجر مین
کوسے جانان مین لگائے مین نے چکر رات بھر

کیا کہون کسطرح گذری ہجر کی شب بزم مین
شمع کے ہمراہ مین رویا ہون صفدر رات بھر

عدم کو کیون نہ مین ہستی سے جاؤن سرخرو ہو کر
کہ دل پہونچا ہے تیرے دست حنائی تک لہو ہو کر

مدد لازم ہے ای دست جنون اب جوش وحشت مین
گریبان تنگ کرتا ہے مجھے طوق گلو ہو کر

جو اس مہ کو شب مہتاب مین ہو شوق میخواری
قمر آئے قدح بنکر فلک آئے سبو ہو کر

پڑے احباب اکثر میرے اُنکے درمیان ہمدم
مگر مطلب نہ نکلا رہ گئی کچھ گفتگو ہو کر

نقاب اُٹھوا اگر رخ سے دم گلگشت گلشن مین
تو گل ہون ایسے شرمندہ کہ رنگ اُڑ جائے بو ہو کر

کسیکی بات کب سنتے ہین میکش جوش مستی مین
نصیحت کو جو آنکلا گیا بے آبرو ہو کر

تری آنکھونکی شوخی صاف پھر جاتی ہے نظرون مین
نکلتا ہے کوئی آہو جو میرے روبرو ہو کر

کسی کے ابروے پُرخم کا نظارہ میسر ہو
دعا مسجد مین کرتا ہون یہ اکثر قبلہ رو ہو کر

عبث تکلیف کرتا ہے رفوگر جوش وحشت مین
گریبان چاک ٹک سکتا نہین کیا پھر رفو ہو کر

جگہ حور جنان کو کیا تعجب ہے کہ مل جائے
مرے دلمین اگر آئے کسی کی آرزو ہو کر

ٹھکانا کیا نہین ملتا ہے غم کو دونون عالم مین
کہ میرے دل مین آتا ہے یہ صفدر چارسو ہو کر

آنکھ کس چہرے کو آئی دیکھکر
رو دی ہے جسکو خدائی دیکھکر

شاخ گل نے سر جھکایا شرم سے
آپ کی نازک کلائی دیکھکر

لوٹتی ہے خود بسر تقفل قضا
دست قاتل کی صفائی دیکھکر

کچھ رسا ہوتی چلی ہے اپنی فکر
تیری زلفون کی رسائی دیکھکر

بحر مین ہے دست مرجان آب آب
پنجۂ دست حنائی دیکھکر

ہین تو کیا آئینہ بھی سکتے مین ہے
اُسکے عارض کی صفائی دیکھکر

تم وہ ہو جسکو کہ موسیٰ کی طرح
غش ہوئی ساری خدائی دیکھکر

آئینے مین آپ کا ہمسر بھی ہے
کیجیے اب خود نمائی دیکھکر

کیا کرین صفدر بتون سے اتحاد
بیوفائی کج ادائی دیکھکر

قاتل رکا جو حسرت بسمل کو دیکھکر
بسمل تڑپ گیا رخ قاتل کو دیکھکر

قاتل ہے میرے قتل سے غمناک وقت قتل
مین شاد شاد چہرۂ قاتل کو دیکھکر

رونق ہے مجھ سے بزم کی لیکن برنگ شمع
روتا ہون بے ثباتی محفل کو دیکھکر

رکھا تو پانؤن مین نے رہ عشق مین مگر
جی کانپتا ہے دوری منزل کو دیکھکر

گل کیطرف چمن مین بڑھایا تو مین نے ہاتھ
پھر رک رہا قریب عنادل کو دیکھکر

زندان مین میرے ہو جو گذر قیس کا کبھی
جی چھوٹ جاے طوق و سلاسل کو دیکھکر

قاتل نہ تیرے پانؤن مین پڑ جائین آبلے
سینے پہ رکھو قدم تپش دل کو دیکھکر

شک ہے گدا کے بھیس مین عاشق نہو کوئی
دیتے نہین وہ جواب بھی سائل کو دیکھکر

حسرت سے دونون عشق مین رو دیتے ہین ذرا
دل مجکو دیکھ دیکھ کے مین دل کو دیکھکر

منصور وقت کہتے ہین صفدر کو آپ کیون
انصاف کیجیے حق و باطل کو دیکھکر

صفدر بتون سے چاہ کو مانع نہین کوئی
دل دو مگر کسی کے ذرا دل کو دیکھکر

ردیف راے ثقیلہ

چل عندلیب دام ہین صحن چمن کو چھوڑ
ہی عنقریب فصل خزان اب وطن کو چھوڑ

دنیا و دین حصول ہون دونون محال ہی
ای دل بگاڑ شیخ سے یا برہمن کو چھوڑ

اُلجھے ہوے ہین سیکڑون دل بال بال ہین
آہستہ اپنی زلف شکن در شکن کو چھوڑ

اچھی نہین ہر ایک سخن مین نہین نہین
ہان ہان نہ کہہ بلا سے مگر اِس سخن کو چھوڑ

کر رحم میرے ضعف پر ای پنجۂ جنون
ٹکڑا کوئی لباس مین میرے کفن کو چھوڑ

گیسو سنوار منہدی لگا دیکھ آئینہ
ہان ای پری خدا کے لیے بانکپن کو چھوڑ

منعم کے حق مین دولت دنیا ہی سم مگر
دو وطن فدا ہی کون کہے اِس وطن کو چھوڑ

ہستی بہت خراب ہی غافل عدم ہی خوب
اُس انجمن کا قصد کر اِس انجمن کو چھوڑ

مومن وہی ہی جسمین ہی خلق محمدی
صفدر غرور خوب نہین ما و من کو چھوڑ

ردیف زاے معجمہ

یہ شیشہ یہ سبو ہی یہ پیمانہ چند روز
ہی میہمان رونق میخانہ چند روز

گل پر کبھی فدا ہون کبھی شمع پر نثار
بلبل ہون چند روز تو پروانہ چند روز

اے موسم بہار تو اتنا قیام کر	حسرت نکال لے کوئی دیوانہ چند روز
گیسو پہ تھا فدا کبھی رخسار پر یہ دل	آئینہ چند روز رہا شانہ چند روز
دور فلک رہیگا موافق نہ عمر بھر	ساقی کھلا رہے در میخانہ چند روز
پھڑکا نہ دم جہان میں مرا کس حسین پر	کس شمع پر رہا ہے میں پروانہ چند روز
مہمان ہیں رہو اگر آئے مزاج میں	سمجھو تم اپنا گھر مرا کاشانہ چند روز
یا رب جنون وہ دے کہ رہے تا دم حیات	کیا لطف ہے رہا جو میں دیوانہ چند روز
معلوم برہمن کو ہیں سب بتوں کا حال	ہم بھی رہے ہیں ساکن بتخانہ چند روز
پریوں کے جمگھٹے تھے مرے دل میں تا شباب	یہ گھر بھی رہ چکا ہے پریخانہ چند روز
شیشے کو ہے بقا نہ یہاں جام کو ثبات	چلتا ہے بزم عیش میں پیمانہ چند روز
پھر ہم کہاں یہ دیر کہاں تو ولے کہاں	آباد ان بتوں سے ہے بتخانہ چند روز
ہشیار پا کے ہمکو ستاتے ہیں آشنا	ہر جی میں رہیے آپ سے بیگانہ چند روز

صفدر وہ شوخ کتنا تلون مزاج ہے

اپنا ہے چند روز تو بیگانہ چند روز

کیونکر اٹھا سکے کوئی اس دلربا کے ناز	آفت کے غمزے قہر کے عشوے بلا کے ناز
بلبل کی جان پر ہیں ہزار دن مصیبتیں	گل کے ستم سہے کہ اٹھائے صبا کے ناز
سہہ سہہ کے ظلم اور انھیں کر دیا شریر	پچھتا رہے ہیں بیٹھے ہوئے ہم اٹھا کے ناز
یہ کھنچ کے رک گئی ہے وہ آتی نہیں قریب	غمزے اٹھاؤں تیغ کے میں یا قضا کے ناز

خون شہید ناز کا کیونکر اُٹھائے یار
جس دست نازنین سے نہ اُٹھین حنا کے ناز

ہر چند جان زار ملی اپنی خاک مین
ابتک وہی ہین ناز پہ اُس دلربا کے ناز

بل کر رہا ہی سنبل پیچان جو باغ مین
سیکھے ہین اسنے کبھی تری زلفِ دوتا کے ناز

آگے ترے کرشمون کے ای کعبۂ جمال
بالاے طاق رہگئے ہر دلربا کے ناز

کیا غم گلے پہ رک کے جو چلتی ہی تیغ یار
اہل وفا اُٹھاتے ہین اہل جفا کے ناز

خوش بھی یہی کریگا خفا ہی تو کیا ہوا
آنکھون پہ میری اس دل درد آشنا کے ناز

صفدر کہین وہ پھیر بھی لین مسکرا کے منھ
اُٹھین مزے جو ساتھ ہون شرم و حیا کے ناز

یہ تمنا ہی تڑپیے مثل بسمل چند روز
دیکھیے ناز و ادا سے تیغ قاتل چند روز

پھر بہار آئی جنون پھر سلسلہ جنبان ہوا
پھر رہیگا کو بکو شور سلاسل چند روز

مہوشونکو ہی عبث حسن دو روزہ پر غرور
چرخ پر رہتا ہی اکثر ماہ کامل چند روز

اپنا کچھ اُنکی خبر مجھکو نہ کچھ میری اُنھین
آپ پہ مائل مین رہا وہ مجھپہ مائل چند روز

لون تیون سے مین کبھی خاطر خواہ بدلا ظلم کا
یا خدا اُنکا سا ہو جاے مرا دل چند روز

سر پہ ہی فصل خزان دو چار دن کی ہی بہار
چہچہے کر لین گلستان مین عنادل چند روز

صفحۂ ہستی غلط آخر فنا نقش وجود
ایک کا ہی دوسرا مد مقابل چند روز

چشم جوہر سے بہایا میرے ماتم مین لہو
قتل کرکے روئی مجھکو تیغ قاتل چند روز

قصد ہی اب کوے جانان مین نجانا چاہیے
ہی مناسب امتحانِ طاقت دل چند روز

دور ہی ہر چند کوے یار سے اے شوق دل
اور چلنا چاہیے منزل بمنزل چند روز

آجکل صفدر ہے بت تیغ نگہ کی دھوم پر
ہم بھی ہو کر دیکھ لیں قاتل پہ مائل چند روز

کب مجھے ہے کسی آئنہ رخسار کے انداز
سیکھے ہیں حسینوں نے مرے یار کے انداز

معشوقوں میں بھی سب نہیں رکھتے ہیں سلیقہ
البتہ پسند آتے ہیں دو چار کے انداز

گر آج قضا سے وہ بچا کل نہ بچیگا
بگڑے ہوئے کچھ ہیں ترے بیمار کے انداز

بہکی ہوئی باتیں ہیں جو ہر وقت زبان پر
کیا تمنے اڑائے کسی میخوار کے انداز

تھی کبک کی یہ چال نہ طاؤس کی یہ چال
دونوں نے اڑائے تری رفتار کے انداز

اوروں سے جو ہو گرم سخن ہمکو سنا کر
ہم خوب سمجھتے ہیں یہ گفتار کے انداز

دل خاک لگے قاف وجنان میں مرا صفدر
پریوں میں نہ حوروں میں ہیں مرے یار کے انداز

ردیف سین مہملہ

پہونچوں کہیں میں کس بت غنچہ دہن کے پاس
لیجائے عندلیب کو قسمت چمن کے پاس

شکر خدا کہ سنتے ہیں آواز ہم صفیر
صیاد کا مکان ہے صحن چمن کے پاس

آئینہ سامنے ہے ذرا خوب دیکھیے
ایک اور انجمن بھی ہے اس انجمن کے پاس

جس وقت دونوں گالوں پر اسکے نظر پڑی
سمجھے یہ ہم شگفتہ چمن ہے چمن کے پاس

آئی بکھر کے زلف جو رخسار یار پر
ثابت ہوا ہمیں کہ حلب ہے ختن کے پاس

نازک بہت ہے آپ کو اسکا رہے خیال
دل چھوڑتا ہون زلف شکن در شکن کے پاس

کیسی حیا کہان کا تکلف وصال مین
لب ہو قریب لب کے دہن ہو دہن کے پاس

ایسی ہے زیر خنجر قاتل مجھے خوشی
دولھا ہو شاد جیسے ہو شبکو دلھن کے پاس

دام بلا مین کیون نہ پھنسین عاشقون کے دل
تعویذ جب ہے زلف شکن در شکن کے پاس

صفدر یہی دعا ہے خدا سے کریم سے
تربت ہو میری روضۂ شاہ زمن کے پاس

یارب ہے وصل یار پریزاد کی ہوس
نکلے کبھی تو اس دل ناشاد کی ہوس

اُس گل کے اشتیاق مین آئے عدم سے ہم
کب تھی بہار گلشن ایجاد کی ہوس

آرام سے تجھے کیا ہمین مقتل سے کام تھا
لائی نظارۂ رخ جلاد کی ہوس

بلبل چمن سے اُڑ گئی گل بھی ہوا ہوے
گلچین کی آرزو رہی صیاد کی ہوس

ہم کیا سمجھ کے کوہکنی عشق مین کرین
نکلی کبھی نہ خاطر فرہاد کی ہوس

یاران رفتہ سے ہو ملاقات بعد مرگ
ہے اسلیے ہمین عدم آباد کی ہوس

دلکو ہے شوق قامت و رخسار یار کا
کب ہے نظارۂ گل و شمشاد کی ہوس

نشتر جنون مین خار ہے زنجیر پا ہے ضعف
فصاد کی ہوس ہے نہ حداد کی ہوس

مشکل تو سانس لینی بھی ہے فرط ضعف سے
صفدر رہی ہمکو نالہ و فریاد کی ہوس

داغ وحشت میرے ہوتے ہین نمایان سر برس
گل کھلاتی ہے نئے فصل بہاران سر برس

بیڑیون پر بیڑیان پڑتی ہین اپنے پانون مین
طوق اک منت کا بڑھتا ہو اگر وان ہر برس

فصل گل مین جام دیتے ہین گل غنچے سبو
بادہ خواری کا مرے ہوتا ہو سامان ہر برس

سال جب گذرا مرے دلمین نئے چھالے پڑے
جیسے لاتے ہین ثمر نخل گلستان ہر برس

ہم مین اور نخل گلستان مین فقط اتنا ہو فرق
وہ خزان مین فصل گل مین ہم ہین عریان ہر برس

وہ پہنتے ہین نئی پوشاک سبز و زرد ہین
قتل کا میرے نیا ہوتا ہو سامان ہر برس

عمر بڑھنے سے ہین خوش اتنا نہین دلمین خیال
ہوتے جاتے ہین قریب گور انسان ہر برس

کوچہ قاتل مین یون اپنا گذر ہو گاہ گاہ
عیدگہ مین جاتے ہین جیسے مسلمان ہر برس

سال بھر چلتی ہو تیغ ناز اُس سفاک کی
سیکڑون بنجاتے ہین گنج شہیدان ہر برس

کل تلک سبزہ گل تھا آج یان اُڑتی ہو خاک
رنگ نیرنگی دکھاتا ہو گلستان ہر برس

اس سے کیا بہتر اگر ہر بار تازہ ہو ثواب
چاہیے صفدر غم شاہ شہیدان ہر برس

ردیف شین معجمہ

کبھی تمہاری تو ہوتی نہ تھی زبان خاموش
یہ آج کیا ہو کہ بیٹھے ہو میری جان خاموش

ہو انتہا اسے محبت تجھے تمیز نہین
کہان کلام کرو نہین ہو دل کہان خاموش

یہ بے سبب نہین سنسان خانہ زندان
ہین عشق مین ترے لاغر پانو کی بیڑیان خاموش

چمن سے رخصت فصل بہار ہو شاید
اُداس بیٹھی ہو بلبل تو باغبان خاموش

قضا تو کیا ہو کہ دم مار سکے قاتل سے
زبان تیغ بھی ہو وقت امتحان خاموش

ہمین ہے شہر خموشان فراق مین عالم
زمین ساری ہے سنسان آسمان خاموش

گیا چمن سے الٰہی یہ کون سرو رواں
کہ آج سرد یہ بیٹھی ہین قمریان خاموش

کسی نے لی نہ خبر میری بزم جانان مین
تمام رات جلا ہون مین شمع سان خاموش

کیا جو قصد کہ قاتل سے کچھ کہے دم قتل
تڑپ کے دل نے صدا دی کہ اے زبان خاموش

یہ دیکھنا ہے وہ قاتل کہ سرفروش ہے کون
کھڑا ہے تیغ لیے پھر امتحان خاموش

شب وصال کی صحبت بھی بزم حیرت تھی
مین بے زبان تو چپ تھا وہ بیدہان خاموش

یہ اضطراب و قلق نالہ و فغان کب تک
ٹھہر بس اے دل بیتاب اے زبان خاموش

چمک کے چپ ہوا صفدر تو بولے روح الامین
مین سن رہا ہون نہ ہو میرے خوش بیان خاموش

یار کو ہے شراب کی خواہش
مہ کو ہے آفتاب کی خواہش

ہے رخ بے نقاب کی خواہش
کیا کرون آفتاب کی خواہش

ایک دن خاک مین ملائیگی
دل خانہ خراب کی خواہش

وصل مین چھیڑتے ہین ہم انکو
لطف مین ہے عتاب کی خواہش

مجکو شوق نظارۂ رخسار
آپ کو ہے نقاب کی خواہش

آئے آغوش مین سمٹ کر بحر
ہے یہ ہر دم حباب کی خواہش

دختر رز کو تاکتے ہے شیخ
پیر کو ہے شباب کی خواہش

پردے پردے مین قتل ہو عالم
ہے یہ انکے نقاب کی خواہش

مجکو تڑپا کے مار ڈالے گی
دل پر اضطراب کی خواہش

پھیر بھی دیجیے دل بیتاب
دیکھ لی بس جناب کی خواہش

یہی دو خواہشین ملی ہین ہمین
مے کی خواہش کباب کی خواہش

نامہ اس شوخ کو پہونچ جاے
نہین ہم کو جواب کی خواہش

دل سوزان مرا تو حاضر ہی
کیون ہی تم کو کباب کی خواہش

دیکھ سکتا ہی کون صورت مہر
کیون ہی انکو نقاب کی خواہش

مست ہون یاد چشم ساقی مین
نہین جام شراب کی خواہش

بوسہ مانگا تو بولے وہ ہنسکر
بس یہی تھی جناب کی خواہش

لے اڑیگی نجف کو ای صفدر
روضۂ بوتراب کی خواہش

ہوئی اک خلق تم کو دیکھکر غش
ادھر مومن ہین غش کافر ادھر غش

پس دیوار جانان مثل سایہ
پڑے رہتے ہین ہم دو دو پہر غش

تم آئے بلبل و گل کی بن آئی
ادھر صیاد ہی گلچین ادھر غش

جو برق چہرۂ جانان کو دیکھین
ابھی موسی کرین بار دگر غش

تپ فرقت سے یان تک بڑھگیا ضعف
ہمین رہنے لگا آٹھون پہر غش

لب و دندان پہ عاشق لعل و گوہر
رخ و گیسو پہ ہین شام و سحر غش

جواب نامہ لاسکے کون صفدر

اُسے دیکھا ہوا خود نامہ بر غش

ردیف صاد مہملہ

کسطرح کہون وصل کی تدبیر ہی ناقص
قسمت مری برگشتہ ہی تقدیر ہی ناقص

کچھ کند ہی ایسی کہ گلا کٹ نہین سکتا
ای قاتل عالم تری شمشیر ہی ناقص

وحشی ترا توڑیگا فقط زور جنون سے
یہ طوق ہی کمزور یہ زنجیر ہی ناقص

دن وصل کا آتا نہین جاتی نہین فرقت
گردش تری کیا ای فلک پیر ہی ناقص

کیا شعر کہے سست جو ہو شاعر کامل
ہی نقص مصور کا جو تصویر ہی ناقص

اکثر مرے گھر آکے وہ پھر جاتے ہین اُلٹے
شاید کچھ ابھی آہ کی تاثیر ہی ناقص

رک رک کے کہا حال دل اُنسے تو وہ بولے
لکنت ہی زبان مین تری تقریر ہی ناقص

زاہد نہ عبادت پہ ابھی ناز کر اتنا
سجدہ ترا ناقص تری تکبیر ہی ناقص

نامے کو مرے دیکھ کے قاصد سے وہ بولے
کیا خاک پڑھون مین کہ یہ تحریر ہی ناقص

ہر روز رلاتا ہی جوان خاک مین کیا کیا
کس درجہ مزاج فلک پیر ہی ناقص

بلبل نہین پھنسنے کی کوئی دام مین تیرے
صیاد ترے خواب کی تعبیر ہی ناقص

نفرت ہی مرے اشک مری آہ سے تجکو
یہ آب دہوا کیا بت بے پیر ہی ناقص

صفدر رخ خط رخسارۂ جانان نہین اچھا
آئینے مین طوطی کی یہ تصویر ہی ناقص

کرتا ہی کام سارے جہان کا تمام رقص
رکھا ہی تمنے حشر خرامی کا نام رقص

دیکھین ترا جو ای صنم لالہ فام رقص / ہرگز کہین نہ اہل شریعت حرام رقص

قاتل کے دلمین شوق تماشے کا ہے وہی / بسمل ہوا تمام رہا ناتمام رقص

کس مست بادہ نوش کے آنیکی ہے خوشی / پھر پھر کے بزم مین جو کرتا ہے جام رقص

ایسی ہے آکے خانۂ صیاد مین خوشی / طاؤس وار کرتے ہین مرغان دام رقص

ٹھنڈی ہوا ہے لطف شب ماہتاب ہے / کچھ دیر چلکے کیجیے بالاے بام رقص

دیکھیگا کون تیرا تماشا فراق مین / اے دل تڑپ تڑپ کے نہ کر صبح و شام رقص

صفدر ہزار شکر کہ گا کر مری غزل
کرتا ہے ناز سے وہ بت خوشخرام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کہین گوشۂ عزلت ہون کیا جہان سے غرض / زمین سے مجکو نہ مطلب نہ آسمان سے غرض

حرم سے دیر سے مسجد سے میکدے سے صنم / تری طلب مین اُٹھا دی کہان کہان سے غرض

سجود کعبہ و بتخانہ سے ہے کیا مطلب / ہمارے سر کو ہے اُس سنگ آستان سے غرض

فقط تفاوت شاہ و گدا ہے حاجت سے / سب ایک سے ہین جو اُٹھ جاے درمیان سے غرض

ہین اب تو خانۂ صیاد مین اسیر قفس / رہی نہ ہمکو چمن سے نہ آشیان سے غرض

نسیم کوچۂ جانان ہون کہدو رضوان سے / یہین بہشت ہے کیا گلشن جنان سے غرض

شب فراق مین سنتا ہون داستان دلکی / فسانہ گو کی نہ حاجت نہ قصہ خوان سے غرض

کوئی خفا کوئی آزردہ ہو مگر دل کو / تڑپ سے آہ سے فریاد سے فغان سے غرض

کوئی یہ پوچھے کہ مقتل مین آئے کیون اغیار
فقط انھین تو ہی صفدر کے امتحان سے غرض

تم دوپٹے مین چھپاتے ہو جو ایجان عارض
صاف بنتے ہین چراغ تہ داماں عارض

دیکھئے اس بت کا اگر مہر درخشان عارض
شکل آئینہ رہے دیکھ کے حیران عارض

حق یہ ہے آپ سے کس کسکی دوا چاہون مین
سو مرض مین مجھے اے عیسیٔ دوران عارض

دو مہ نو مین یہ دو ابروے خمدار نہین
کیون نہو چاند سے رتبے مین دو چندان عارض

دم الجھتا ہے مرا دیر سے تاریکی مین
چاند سا مجکو دکھا دو شب ہجران عارض

شمع کا نور بھی فانوس مین چھپتا ہے کہین
کیا چھپاتے ہو حیا سے تہ داماں عارض

چشم بد دور نہین باغ سے کم باغ جمال
سرو قد زلف ہے سنبل گل خندان عارض

ہے یقین سعدی شیراز بھی دیکھین تو کہین
بوستان ایک ہے اور ایک گلستان عارض

روز روشن ہے شب تار نظر مین صفدر
کس ستمگر نے کیا زلف مین پنہان عارض

ردیف طاے مہملہ

یہ کہکے پھیر دیتا ہے قاصد کو یار خط
تو لگا جو ایک مین وہ لکھینگے ہزار خط

سمجھو لگا میرے خط کا جواب اُسنے اب لکھا
اعمال کا ملیگا جو روز شمار خط

مضمون لکھے ہین عارض گلرنگ یار کے
دکھلائے کس طرح نہ چمن کی بہار خط

مکتوب ایک ہو تو وہ نازک دماغ پڑھے
آتے ہین روز چار طرف سے ہزار خط

ٹکڑے ہیں میرے نامے کے میں جانتا ہوں خوب
قاصد نے مجکو لاکے دیے ہیں جو چار خط

سر پر میں اپنے رکھوں کہ آنکھوں پہ دوں جگہ
لایا ہے نامہ بر جو بس انتظار خط

جبریل بنکے آئے کہیں اسکا نامہ بر
نازل ہو مثل رحمت پروردگار خط

قاصد نے میرے خلق میں رسوا کیا مجھے
گھر گھر لیے پھرا صفت اشتہار خط

مضمون اشتیاق جو کچھ بھی رقم ہوا
دم بھر نہ لیگا ہاتھ میں میرے قرار خط

اسواسطے کہ ایک تو پہونچیگا یار تک
ڈالے ہیں لکھکے ڈاک میں میں نے ہزار خط

امید خط یار کی ہو کس طرح سے مجھے
لکھتا ہے کب گدا کو کوئی شہریار خط

صفدر رہے یہ بھی اک مری تقدیر کا لکھا
پڑھتے نہیں وہ دیکھتے ہیں بار بار خط

کیونکر بڑھاؤں اس بت نامہرباں سے ربط
مجھ سے بگاڑ اسکو ہے سارے جہاں سے ربط

مجھ زار کو ہے یار کے موے میاں سے ربط
ہو جیسے ناتوان کو کسی ناتواں سے ربط

گلشن میں عندلیب کا حافظ ہے اب خدا
صیاد کو زیادہ ہوا باغباں سے ربط

پائیں کسی طرح تو جگہ کوے یار میں
درباں سے دوستی ہو بڑھے پاسباں سے ربط

دلکو ہے میرے رشتۂ جان اسلیے عزیز
ہے اسکو کچھ نہ کچھ ترے مو میاں سے ربط

کیا پیر خانقاہ سے حاجت روا ہوئی
دل میں ہے اب بڑھائیے پیر مغاں سے ربط

نفرت ہے اک ہمیں سے ہمیں ہیں گناہگار
ملتے ہیں سب انکو ہے سارے جہاں سے ربط

گردن میں طوق بنکے وہ شمشیر رہ گئی
حیران ہو نہیں یہ دونوں میں آیا کہاں سے ربط

صفدر شب وصال مین کیا کیا مزے اُٹھے
لب کو تھا اُسکے لب سے زبانکو زبان سے ربط

ردیف ظاے معجمہ

صحبت بادہ ہی اسوقت کہان یار لحاظ
مست ہم نشہ مین تم اُنکو ہی دشوار لحاظ

شوق کہتا ہی شب وصل اُٹھا دو پردہ
ناز کہتا ہی کہ ٹوٹے نہ خبردار لحاظ

کونسی ہی وہ ادا جسمین نہین ہمکو حجاب
دم رفتار رہا ہی دم گفتار لحاظ

ابر ہی باغ ہی سبزہ ہی مے گلگون ہی
آج رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ

ہاتھ پھیلا کے لپٹتے تو لپٹ ہی جاتے
سہل سی بات کو کر دیتا ہی دشوار لحاظ

کیا عجب پیر مغان کا بھی ادب کچھ نہ کرین
نئی صحبت ہی ابھی کرتے ہین میخوار لحاظ

آپ کی چال سے پامال ہوے جاتے ہین
اپنے کشتون کا بھی رکھیے دم رفتار لحاظ

بڑھکے مقتل مین گلے سے جو لپٹ جاتی ہی
کچھ قضا کا بھی نہین کرتی ہی تلوار لحاظ

پوچھ مجھسے سر محفل نہ تمنا میری
شرم کی بات ہی آئیگا تجھے یار لحاظ

خوش جو پاتا اُسے سب حال مرا کہدیتا
نامہ بر وقت پہ کرتا نہ خبردار لحاظ

آگے ہی عرش پلٹ پھونک چکی گردونکو
کچھ خدا کا بھی کر اے آہ شرربار لحاظ

حال دل یار سے سب کھلکے کہو اے صفدر
اپنے عیسی سے نہین کرتے ہین بیمار لحاظ

چلا جو مین نہ کسی نے کہا خدا حافظ
سفر مین بھول گئے آشنا خدا حافظ

ابھی تم آئے ابھی کہتے ہو کہ جاتے ہین / درست ٹھیک مناسب بجا خدا حافظ

چمن سے رخصت بلبل ہے گل ہین پژمردہ / چٹک کے دیتے ہین غنچے صدا خدا حافظ

دل اُسکے زلف کیجانب چلا تو ہمنے کہا / بلا کے منھ مین جو جاتا ہے جا خدا حافظ

جو آئے بھی مری بالین پہ وہ یہ کہکے گئے / بری بلا مین ہو تم مبتلا خدا حافظ

سوائے ترک ملاقات کیا مآل اِسکا / یہی جفا ہے تو اے بیوفا خدا حافظ

ہزار بار ہوئے ہونگے تم سے ہم رخصت / کبھی نہ چھوٹ کے تمنے کہا خدا حافظ

یقین ہے چھوٹ کے ہم قافلے سے رہ جائین / قدم قدم پہ ہے بانگ درا خدا حافظ

مٹا ہوا ہے عبث خوش قدونکی جانون پر / یہی چلن ہے تو صفدر ترا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

وہی نظر وہی چتون وہی ہے ساری وضع / اڑا لی قامت مین پریون نے تمہاری وضع

مین ٹھیک ٹھیک سمجھتا اسکا دل ہے تجھے قاصد / جو بھولی بھولی ہین باتین تو پیاری پیاری وضع

مین تمکو دیکھکے یوسف کو آج دیکھ آیا / یہی ہے شکل یہی دھج یہی ہے ساری وضع

کہان ہے ہمسا وفادار کوئی دنیا مین / ہمین پہ ختم ہے جو کچھ کہ ہے ہماری وضع

بدن چرا کے نکلتے ہین اب لجاتے ہوئے / ہزار شکر کہ کچھ آپنے سنواری وضع

تمام فتنے اٹھائے ہوئے ہین تیور ان کے / نہ یہ روش ہے ہماری نہ یہ تمہاری وضع

شراب خانے مین مے پی کے شیخ مست ہوئے / گیا وہ زہد مٹا اتقا سدھاری وضع

شراب رات کو پی دنکو روزہ دار رہے
خدا کا شکر کہ اچھی نبھی ہماری وضع

شرابخوار ہو چاہے بنے نماز گذار
ہر ایک شخص کی صفدر ہے اختیاری وضع

رکھتی ہے شاید کہ عشق عارض جانانہ شمع
سوز غم سے جل رہی ہے صورت پروانہ شمع

داغ کھاتے ہین ترے دلسوز جا کے ہین جہان
جلتی ہے یکسان میان کعبہ و بتخانہ شمع

ہون وہ میکش کچھ نہ سوجھا جوش مستی مین مجھے
جا کے مسجد سے اٹھا لایا سوے میخانہ شمع

ہے سحر نزدیک کر لے اب تو پروانون سے ربط
ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

یون کبھی عاشق سے کوئی معشوق کرتا ہے سلوک
مرگ پروانہ ہے تیرا ناز معشوقانہ شمع

خستہ جانون کا کہان رہتا ہے تجھ کو خیال
کون لاتا ہے جلا کر جانب ویرانہ شمع

خط نکلنے سے کہان باقی رہا اب وہ فروغ
یاد آیا ہم کہ تھا وہ چہرہ بے پروانہ شمع

دل جلون کا ہے وہی ہمدرد جو ہے دل جلا
تو مرا سن مین ترا شب بھر سنون افسانہ شمع

یاد رکھتا ہے کسی کو کون صفدر بعد مرگ
لائیگا اپنا نہ میری قبر پر بیگانہ شمع

ردیف غین معجمہ

سینے سے کیون نہ آئے صدا ہائے ہائے داغ
داغ آشنائے دل ہے تو درد آشنا داغ

پہلو مین بعد وصل جو خالی ہے جائے داغ
دل لوٹتا ہے سینے مین کہ کھلکے ہائے داغ

کیا بیکسون سے پوچھتے ہو ماجرائے داغ
اب کوئی دلنواز نہین ہے سوائے داغ

لالے سے جا کے باغ مین ہمنے ملائے داغ
کیا موسم بہار مین یان کام آئے داغ

سینے کو میرے حق نے بنایا برائے داغ
کہتے ہین دل جسے وہ ہے دولت سرائے داغ

دلکو مرے پسند ہے ایسی جفائے داغ
پھوٹا جو آبلہ ہوئی آواز ہائے داغ

اٹھتی نہین ہے اب مرے دل سے جفائے داغ
انگارہ آگ کا کوئی رکھدے بجائے داغ

ای سوز عشق دے یہ مرے دل کو روشنی
مہتاب و آفتاب سے آنکھین ملائے داغ

دل سے کبھی تہدل کی محبت نہ جائیگی
پتھر کا نقش ہے کوئی کیونکر مٹائے داغ

شدت ہوئی جو پیاس کی خون جگر پیا
بچھڑ کے ہم سے تو فرقت جانان مین کھائے داغ

تسکین دل جو ہجر مین کچھ بھی اسی سے ہے
سینے سے میرے ہاتھ نہ یارب اٹھائے داغ

دو چار داغ لالۂ گلشن کو بھی ملے
باقی رہی نہ جب مرے سینے مین جائے داغ

دھرائے گل سمجھ کے مرے دل پہ یار ہاتھ
چھوڑے نیا شگوفہ نیا گل کھلائے داغ

سمجھو ار جان زار جگر ہے نہ دل مرا
ہے آشنائے درد ہے وہ آشنائے داغ

بوسے ملے رقیب کو ہم جل کے رہ گئے
پھول اسکو ہاتھ آئے ہمین ہاتھ آئے داغ

بعد فنا بھی حق رفاقت ادا کیا
صفدر ہمیشہ یاد رہے گی وفائے داغ

پروا نہین جو عرش پہ ہے یار کا دماغ
ہے عرش سے بلند دل زار کا دماغ

ویسے ہین بیدماغ وہ سنکر سوال وصل
اقرار کا دماغ نہ انکار کا دماغ

یون تیز تیز چل نہ گلستان مین اے نسیم
نازک بہت ہے بلبل گلزار کا دماغ

ای منکر و نکیر ہٹو میری قبر سے
بچتو تم اُس سے جسکو ہو تکرار کا دماغ

منھ سے لگا لئے تخیر کے جھوٹی شراب کو
ایسا نہین ہی آپ کے میخوار کا دماغ

پھولون کے ڈھیر گرد ہین مطلق نظر نہین
دیکھو قفس مین مرغ گرفتار کا دماغ

چپکے سے نبض دیکھ کے اُٹھ جائین چارہ گر
کہدو بہت ضعیف ہی بیمار کا دماغ

دربار مین نہ یاد کیا کیجیے مجھے
مین خاکسار عرش پہ سرکار کا دماغ

یوسف کو کھوٹے دامون بھی لیتا نہین ہی مول
پہونچا کہان تمھارے خریدار کا دماغ

صفدر رہین مدح ساقی کوثر سے مست ہون
کس کو ہی وصف بادہ و خمار کا دماغ

حاصل ہی ہمکو کنج قفس مین فضاے باغ
دل باغ آہ سرد ہی اپنی ہواے باغ

مے بھی پیے جو سرد چلی ہی ہواے باغ
ساقی گلابیون مین دکھا دے فضاے باغ

قسمت ملی ہی سبزہ بیگانہ کی مجھے
باغ آشنا ہی مجھ سے نہ ہین آشناے باغ

سر روز کوے یار مین جاؤن نہ کس طرح
بلبل کا دل کہین نہین لگتا سواے باغ

مدت ہوئی کہ دام قفس مین پھنسے ہین ہم
اللہ ہی کہ پھر ہمین قسمت دکھاے باغ

لگتی ہی دل پہ تیر سی آواز عندلیب
مقتل ترے بغیر نظر کیون نہ آے باغ

آئے کبھی جو سیر چمن کو وہ رشک گل
ہو اسقدر خوشی کہ نہ پھولے سماے باغ

جو شیشہ ہی وہ سرو ہی جو جام ہی وہ گل
گلزار میکدہ ہی ہمین کوے جاے باغ

آنکھون سے خون بہا کے کھلاتے ہین تازہ گل
ڈالی ہی قید خانہ مین ہمنے بناے باغ

صیاد ایک شب نہیں سنتا ہے داستاں
بلبل بیاں کسیسے کرے ماجرائے باغ

پھونکا ہے باغبانوں نے بلبل کا آشیاں
صفدر کہیں نہ آہ سے وہ بھی جلا ہے باغ

ردیف فا

ہم جان دینے جاتے ہیں لو ان بزم جاناں کیطرف
پروانہ آجسطرح اڑکر چراغاں کیطرف

تونے پکھڑ سا یا قید میں پروانکو اے بیخودی
جانے تھے گلشن کیطرف آنکلے زنداں کیطرف

بلبل ترے نالوں میں ہے آسنا تو وحشت کا اثر
گلچیں گریباں پھاڑکر جائے بیاباں کیطرف

مجھ عشق مشرب کیطرف اے جان کوئی نہیں
گیسوے ہندو کیطرف عارض مسلماں کیطرف

آنکھیں اشارے کرتی ہیں ہم مارلیں تو باندھ لے
دلکو ہمارے دیکھکر اُس زلف پیچاں کیطرف

ڈرتا ہوں میں یہ زمیں مرد نہ سنکر نیچے ہوں
تکبیر جاکر کہتے ہو گور غریباں کیطرف

نظارہ جسا رسے رویا جو میں مجبور تھا
آنکھیں بھرآئیں دیکھکر خورشید تاباں کیطرف

فریاد میری ایک تو سنتا نہیں اے گلبدن
ورنہ گلوں کے کان ہیں مرغ خوش الحاں کیطرف

آنکھوں کی الفت نے مجھے رہ اجل دکھلادیا
آہو لگا کر لیگئے شیر نیستاں کی طرف

فصل گل آئی گل کھلے سنکر قفس میں یہ خبر
ہوش اُڑگئے دل کھنچ گیا اپنا گلستاں کیطرف

بھولینگے صفدر خواب میں کوچہ نہ قاتل کا کبھی
جو مرد میں سوتے ہیں وہ منھ کرکے میداں کیطرف

چھپنے دو باغباں ہر جو صیاد کیطرف
پھولوں کے کان ہیں مری فریاد کیطرف

پہونچی جو روح خلد مین کچھ دیکھ بھالکر
پھر آئی وان سے کوچہ جلاد کیطرف

اُس گل کے دیکھنے کا تھا جو اشتیاق
آتا نہ کوئی گلشن ایجاد کی طرف

آنکھیں تو سوے برق تجلی ہین طور پر
دل ہی تمھارے حسن خداداد کیطرف

مشکل یہ ہی کہ قمری و بلبل مین بحث ہی
گل کیطرف ہین دونون کہ شمشاد کیطرف

عیسی کے اشتیاق مین نکلے تھے گھر سے ہم
تقدیر لائی کوچہ جلاد کی طرف

مشتاق ہو نہین قامت و رخسار یار کا
دیکھون نہ بھولکر گل و شمشاد کیطرف

مانع ہی ضبط ورنہ ارادہ اگر کرون
آجاے خود اثر مری فریاد کیطرف

غم ہو الم ہو درد ہو حسرت ہو یاس ہو
صفدر ہو کوئی اس دل ناشاد کیطرف

حال سے میرے تم ہو کیا واقف
آپ تو خوب ہی خدا واقف

کوچہ عشق شاہراہ نہین
کوئی واقف ہی کوئی ناواقف

حال گلشن چھپا نہین گلچین
پتے پتے سے ہی صبا واقف

میرے درد دل و جگر سے ہی
تیرا غمزہ تری ادا واقف

یاد اُس زلف کی لگا لائی
میرے گھر سے نہ تھی بلا واقف

ایک مین راز دار الفت ہون
کچھ نہین اس سے دوسرا واقف

دست وحشت ہی ضعف سے مجبور
چاک سے خاک ہو قبا واقف

تم نہین میرے بند بند تو ہین
درد دل سے جدا جدا واقف

تھک گئی ہجر مین زبان صفدر
نہ اثر سے ہوئی دعا واقف

ردیف قاف

ہزار ہونگے اگر تم پہ جان جان عاشق
ملیگا ایک نہ مجھ سا مزاجدان عاشق

تلاش حسن مین کس شہر مین گذر نہ کیا
کیا نہ دل نے ہمارے کہان کہان عاشق

بشر تو کیا ہی جہان دم ہم کا گذر مشکل
کیا ہی مجکو مرے بخت نے وہان عاشق

تمھارے ظلم و ستم سے خیال آتا ہی
کہ تم پہ کیون نہ ہوے بعد امتحان عاشق

جو عاشقون پہ گذرتی ہی تمکو کیا معلوم
خدا کرے کہین تم بھی ہو مہربان عاشق

جو آدھی بات کا بھی اُنسے مین ہوا طالب
کہا کہ تم سے ہزارون ہین ہمچنان عاشق

تمھارے سایے سے بھی اتہو شک گذرتا ہی
نہ دیکھے ہونگے کہین ہمسے بدگمان عاشق

قدم جنون مین نکلتا نہین جو زندان سے
ہمارے پانؤن کی شاہد ہین بیڑیان عاشق

تمھین سناتے ہو سب کچھ وہ کچھ نہین کہتا
نہ پاؤگے کہین صفدر سا بیزبان عاشق

وصل ہوتا نہین سواے فراق
دیکھیے کب ہو انتہاے فراق

کہہ چکا لاکھ داستانین مین
ابھی باقی ہی ماجراے فراق

کبھی یہ بھی ہو انقلاب ای چرخ
میرے گھر وصل آئے جاے فراق

ہم کو اللہ سے ہی خواہش وصل
وہ کیا کرتے ہین دعاے فراق

ای موذن اذان دی شب وصل
کان مین آتی ہی صدائے فراق

بیقراری یہ ای دل بے صبر
ابھی نادان ہی ابتدائے فراق

خواب مین اُنکو دیکھ لیتا ہون
خوب سوجھی مجھے دوائے فراق

جس نے لکھا مرا خط تقدیر
وصل لکھا نہ کیون بجائے فراق

انجم ای چرخ کیا دکھاتا ہی
اور چمکین گے داغہائے فراق

صبر بگڑ یگا مجھسے ای صفدر
مُنہ سے کیونکر کہون کہ ہائے فراق

ردیف کاف عربی

یہ شرمگین آنکھ میری دل سے حیاسے مُنھ پر نقاب کب تک
رہیگی دوطھا سے روز صحبت دُلھن کریگی حجاب کب تک

ہمارے دلمین ضرور آؤ نہ باتین ہر روز تم بناؤ
یہ بستی اُجڑی ہوئی بساؤ رہیے یہ کشور خراب کب تک

غرور ہر دم ستم پیاپے جفا کی آخر کچھ انتہا ہی
یہ ظلم کب تک یہ جور تا کی رہیگا ہم پر عتاب کب تک

خزان ہی آخر بہار دنیا بقا ہی اس مین ہوا کا جھونکا
غرور اتنا نہین ہی اچھا بھلا یہ حسن شباب کب تک

مین مرگیا اور غش سمجھکر یہ روکے کہتا ہی ماہ پیکر

کہ انکی غفلت تو ہی برابر بھلا مین چھڑکون گلاب کب تک

وہ بت عنایت پہ جلد آئے خدا کرے منہ سے منہ ملائے
تکلف اُٹھے لحاظ جائے کریگا شرم و حجاب کب تک

کہین وہ خونریز مہربان ہو کہ تن سے بسمل کی جان وان ہو
کہان تلک خاک پر طپان ہو کرے غریب اضطراب کب تک

یہان ہر جینے کا کیا بھروسا کہ حادثون سے بھری ہی دنیا
یہی جو ہر موج کا تماشا تو پھر قیام حباب کب تک

ضرور آفاق سے سفر ہے یہ ویران قابل حذر ہے
مقام عبرت یہ خشک و تر ہے شراب کب تک کباب کب تک

چھپا جو لیتا ہی ابر گھر کر تو پھر نکلتا ہی مہر انور
حجاب سے تم بھی آؤ باہر رہیگی منہ پر نقاب کب تک

خفا نہ صفدر رہو مانو کہنا تغافل اتنا نہین ہی اچھا
سحر ہوئی آفتاب چمکا اب آنکھ کھولو یہ خواب کب تک

حوصلہ ہو جانیکا خاک بزم جانان تک
اسقدر رہی دلتنگی بس گئے ہین لب زبان تک

ضعف مین چلدون کیونکر ای جنون بیابان تک
اب تو جا نہین سکتا ہاتھ بھی گریبان تک

کسطرح رسائی ہو اپنی بزم جانان تک
اہل بزم ہین دشمن پھر گیا ہی دربان تک

ایک دل نہین قاتل کٹتی ہی رگ جان تک
نوک بانکپن کی ہی اس نکیلی مژگان تک

فصل گل قریب آئی ای جنون مبارک ہو
ہاتھ پھر لگا جانے خود بخود گریبان تک

خاک مین ملایا ہی چرخ نے تو کیا پروا
گرد بنکے پہونچینگے ہم کسی کے دامان تک

یہ تو کہ نہین سکتا چھوڑ دے مجھے صیاد
چل مرا قفس لیکر ایکدن گلستان تک

حال مو بمو کہنا میرے دم الجھنے کا
ای صبا اگر جانا اُسکی زلف پیچان تک

مجھ مین طاقت اُٹھنے کی ضعف سے کہان صیاد
پر ہی سیر کہ پہونچینگے اُڑکے اب گلستان تک

یا وہ زور وحشت تھا توڑتے تھے زنجیرین
چاک ہو نہین سکتا ہمسے اب گریبان تک

حال گریہ صفدر کیا بیان کرون ہمدم
موجزن ہی اک دریا شہر سے بیابان تک

لایا تو ہی نصیب ہمین کوے یار تک
دیکھین گذر ہو یا نہو اُس گلعذار تک

تو بہ تو مدت سے کی مگر آتا ہی یہ خیال
دیکھین کہ کس طرف ہو طبیعت بہار تک

سر سے گئی نہ بعد فنا بھی ہوا ے زلف
ہم خاک ہین مگر ہی پریشان غبار تک

بوسے لیے زیادہ تو بولے وہ ناز سے
بس بس مضایقہ نہین دو تین چار تک

اتنے ہین میرے جرم فرشتے اگر لکھین
ہرگز نہ لکھ سکین انھین روز شمار تک

احسان یہ ہو گا بعد فنا ہم پہ ای صبا
پہونچانا مشت خاک کو اُس شہسوار تک

دامن پہ ہے تو گل کو سمجھتے ہین جو غبار
ای دل وہ خاک آئینگے مجھ خاکسار تک

بوسہ تو ایک اور ہی لینگے شب وصال
سرکار سے پر اذن رہے پانچ چار تک

صفدر غم فراق مین جینا محال ہی

اپنی تو زندگی ہے فقط وصل یار تک

ردیف کاف فارسی

چمک گیا یہ جوانی میں روئے یار کا رنگ
کہ جسکو دیکھ کے صاف اُڑ گیا بہار کا رنگ

ہوا فراق سے دونا دوبالا یار کا رنگ
خزان نے اور بڑھایا مرے بہار کا رنگ

چمن میں گریہ بلبل پہ پھول ہنستے ہیں
بدل گیا ہے عجب باغ روزگار کا رنگ

میں کسکے دست حنائی کا کشتہ ہوں یارو
کہ بعد مرگ ہے گلگون مرے غبار کا رنگ

نسیم لائی ہے اُس گلبدن کی بو شاید
چمن میں اور ہے کچھ آجکل بہار کا رنگ

ادائیں حور کی جنت میں کیا خوش آئینگی
نظر میں اپنے سمایا ہے حسن یار کا رنگ

گلوں کو ہنسنے دے بلبل کو نالے کرنے دے
کہ چند روز ہے اے باغبان بہار کا رنگ

ہمارا سینہ پر داغ دیکھیے آکر
تھوڑا گا اس سے کبھی بڑھکے لالہ زار کا رنگ

لکھے ہیں وصف جو ابروئے یار کے صفدر
ہر ایک شعر میں اپنے ہے ذوالفقار کا رنگ

رخسار یار پر ہیں جو یہ تل الگ الگ
ہر ایک مانگتا ہے مراد دل الگ الگ

کس نے چمن میں آکے یہ ڈالا ہے تفرقہ
پھولوں سے ہیں جو آج عنادل الگ الگ

جا کر ہمارے سینے سے گیسوئے یار میں
کیا کیا مزے اڑاتا ہے یہ دل الگ الگ

کاکل کے پیچوں کو اُلجھنے نہ دیجیے
گتھ جائینگے تو ہونگے بمشکل الگ الگ

ہے اک نگاہ میری طرف ایک سوئے غیر
دونوں کے اب وہ دیکھتے ہیں دل الگ الگ

اعضا کے ارتباط کا کیا اختیار ہے
سب ہونگے زیر خنجر قاتل الگ الگ

عقدے ہیں کیوں یہ آپکے گیسو میں جابجا
باندھے ہیں عاشقوں کے مگر دل الگ الگ

غیروں کو مجکو ایک نظر سے نہ دیکھیے
ایجان چاہیے حق و باطل الگ الگ

کس بُت کے انتظار میں ہیں گرم جستجو
آنکھیں جدا جدا جگر و دل الگ الگ

ہوتا جو تجھ میں زور کچھ ای پنجۂ جنون
کرتا نہ حلقہائے سلاسل الگ الگ

جب چاہتا ہون جاکے پھرون ہالہ وار گرد
کہتا ہی مجھ سے وہ مہ کامل الگ الگ

منزل ہی ایک پہونچینگے صفدر سب ہین
بلکر چلین کہ رہرو منزل الگ الگ

ردیف لام

لیے پھرتا ہی مجکو جابجا دل
مرا بیچین میرا چلبلا دل

وہ شوخ فتنہ گر جب بیچلا دل
بہت لوٹا بہت تڑپا مرا دل

نہ تھا منظور مجکو پھیرنا دل
فقط میں دیکھتا تھا آپکا دل

ملایا خاک میں کیوں اسکو توڑے
بہت نازوں کا پالا تھا مرا دل

ہزاروں حسرتوں کا خون ہوگا
ارے ظالم نہ مٹی میں ملا دل

پھر آیا دیکھکر دیر و حرم کو
کہین پاتا نہیں تیرا پتا دل

مرا دل لیکے مٹھی مین وہ بولے
بھلا تم لے تو لو مجھ سے مرا دل

ابھی تک یہ نہیں معلوم ہمکو
ہوا کیا ہاے کسنے لے لیا دل

بنا پروانہ ہر شمع رو کا — جسے دیکھا اُسی پر مٹ گیا دل
ذرا سیدھی نظر سے دیکھ لو تم — نہیں کہنے کا پھر تمنے لیا دل
نظر ملتی ہے اُنسے انجمن مین — ہر اک کہتا تھا میرا کھو گیا دل
ملا روز ازل عالم کو سب کچھ — ہمین آفت رسیدہ اک ملا دل
اُٹھاتا کیون تہونکے ناز بیجا — اگر ہوتا مرے بس مین مرا دل
ادا و ناز جانان کی دہائی — گیا دل ہاتھ سے میرے گیا دل
ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا — ارے او بے مروت بیوفا دل
گلی سے اُنکے گھر تک آتے جاتے — مچلکر سو جگہ رہ رہ گیا دل
اِسی نے مجکو آفت مین پھنسایا — محبت کرتا ہے اب مجھ سے گلا دل
تری فرقت کے صدمے سہتے سہتے — مری جان ہو گیا ہے آبلہ دل

خوشی ہو غم ہو کچھ ہو ہمنے صفدر
بس اتنا اک صنم کو دیدیا دل

کیا پوچھتے ہو کتنا ہے عالی وقار دل — عرش خدا ہے کعبۂ پروردگار دل
ہے وجہ نزہت چمن روزگار دل — یارب ہے بوے گل کہ نسیم بہار دل
بجلی شرار شعلہ سمندر ہزار دل — المختصر ہے قدرت پروردگار دل
قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہے خوشی — سر پیشکش ہے جان فدا ہے نثار دل
ہوتا ہے بیقرار حسینون کو دیکھکر — ایسا دیا تھا کیون مجھے پروردگار دل

افلاک ہل کے تہ و بالا ہوا جہان
تا چند یہ تڑپ ٹھہر ای بیقرار دل

جاتا نہین خیال کبھی چشم یار کا
ہر مبتلائے گردش لیل و نہار دل

الفت نے اسکو خاک مین آخر ملا دیا
تھا ورنہ یہ کبھی گہر آبدار دل

سودائے زلف یار مین رکھتا ہی کیا دماغ
سونگھے نہ بوئے نافۂ مشک تتار دل

ممکن نہین ہی فرقت جانان مین ضبط آہ
طاقت کہان کہ جبر کرے اختیار دل

وعدہ وفا ہو وصل کا ہرگز یقین نہین
کتنا تری طرف سے ہی بے اعتبار دل

اندوہ و یاس و حسرت و ارمان کا ہی ہجوم
آباد ہی انھین سے مرا داغدار دل

صفدر مدار زیست تڑپنے پہ ہی مرا
مرجاؤن ایک دم جو نہو بیقرار دل

آبداری پر ہی پھر شمشیر بران آجکل
پھر تڑپتے ہین پڑے بسمل پہ بسمل آجکل

پھر بہار آئی چٹکتے ہین عنادل آجکل
ہی فضائے باغ نظارے کے قابل آجکل

تیسرے دن انکی عادت ہی کہ ملجاتے ہین آپ
صبر کرنا چاہیے ہر طرح ای دل آجکل

پھر ہوا سودا کسی کے زلف پیچان کا ہمین
پھر ہمین درکار ہین طوق و سلاسل آجکل

خم کے خم لٹے پڑے ہین میکدے مین چار سو
قابل نظارہ ہی مستون کی محفل آجکل

قیس نے بگولون سے اپنی صاف کی ہین منزلین
شاید آئیگا ادھر لیلی کا محمل آجکل

شوخ ایسا تو نہ تھا پہلے تری مہندی کا رنگ
ہو گیا ہی خون کس بسمل کا شامل آجکل

یا دعا جن مین ہی قرآن کی تلاوت کا ہی شوق
روز پڑھ لیتا ہون مین اک آدھ منزل آجکل

باغبان گلشن مین ہے کس گل کے آنیکی خوشی　　پھولے بیٹھے ہین گلستانمین عنادل آجکل
دو گھڑی گلشن مین چلکر سیر سنبل دیکھیے　　یاد گیسو مین پریشان ہے بہت دل آجکل

ٹھنڈی سانسین کیون ہین لب پر کچھ تو آخر صفدر کہو
کس پری پیکر پہ ہوے ہین آپ مائل آجکل

بلبل نہو بہار مین آتو آشناے گل　　انگارون پر نہ باغ مین تجکو لٹائے گل
پروا نہین جو قبر پہ کوئی نہ لائے گل　　باد صبا نے لاکے چمن سے چڑھائے گل
سمجھے مجھے کہ وحشی نازک مزاج ہون　　لڑکون نے جاے سنگ بدن پر لگائے گل
جان اُنکی رخ پہ صدقے ہے قد پہ ہے دل نثار　　اک آشناے سرو ہے اک آشناے گل
جو آپکو پسند ہو کہیے وہی کہون　　افسانہ عندلیب کا یا ماجراے گل
مدت کے بعد آئی مری قبر پر جو شمع　　وہ بھی ہوئی ہوا کی شرارت سے ہاے گل
یون فصل گل مین حق محبت ادا کیا　　مرقد پہ عندلیب کے ہنسنے چڑھائے گل
نیرنگیان دکھائے اگر عشق حسن کو　　پانو ن مین عندلیب کے مہندی لگائے گل
صیاد عندلیب کا ملتا نہین دماغ　　کیا آگئی قفس مین چمن سے ہواے گل
کھلا کے پھول خاک مین ملجائینگے ابھی　　بلبل خدا کیواسطے کہتا نہ ہاے گل
انصاف ہاتھ سے نہ دیا کھیل مین کبھی　　بلبل کے پر تراش کے ہنسنے بناے گل
باد خزان نے خاک مین آخر ملا دیا　　اللہ کیا بہار پہ تھی ابتداے گل
ماتم سرا ہے قمری و بلبل سے بوستان　　اک سمت ہاے سرو ہے اک سمت ہاے گل

کاوش عدو کے ساتھ بھی مدنظر نہین | کانٹے نہین ہمارے چمن مین سوائے گل

صفدر وہ گل جو آئے چمن مین تو مثل بو
شادی سے پیرہن مین نہ پھولے سمائے گل

رقیبون مین منہدی لگانے سے حاصل | جلے دل کو میرے جلانے سے حاصل
یہ ہین فتنہ پرداز عالم ہی چتون | پھر آنکھون مین سرمہ لگانے سے حاصل
جو چوری ہی مدنظر دل ہی حاضر | مری جان آنکھین چرانے سے حاصل
جو ہنستا ہی تم کو ہنسو بے تکلف | یہ منہ پھیر کر مسکرانے سے حاصل
جگہ دل مین تیرے کسی کی نہین ہی | بناوٹ کی باتین بنانے سے حاصل
جو چورنگ کرتا ہی تلوار کھینچو | غریبون پہ تیوری چڑھانے سے حاصل
ہر اک وعدہ ہوتا ہی سچا تمھارا | قسم تم کو ای جان کھانے سے حاصل
جنازے پہ میرے کہا اسنے ہنسکر | بس اٹھ بیٹھو اب دم چرانے سے حاصل
نہ میری سنو کچھ نہ اپنی کہو کچھ | پھر آنے سے حاصل بلانے سے حاصل
نہ لو چٹکیان غیر کا ذکر کرکے | دکھے دل کو میرے دکھانے سے حاصل

نکلتے ہی گھر سے نہین ہین وہ صفدر
سر راہ آنکھین بچھانے سے حاصل

مرا گھر کہان انکے آنے کے قابل | بلاؤن اگر ہون بلانے کے قابل
غرض دیر سے ہی نہ کعبے سے ہمکو | یہ سر ہی ترے آستانے کے قابل

کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے
چلو تم نہیں منہ لگانے کے قابل

ہنسا مین تو ہنسکر کہا اُسنے مجھ سے
ہوے آپ بھی مسکرانیکے قابل

مرے خون سے سرخ کر ہاتھ قاتل
یہ تازہ حنا ہے لگانے کے قابل

کہا بزم مین یاد غیرون کو اُسنے
ہمین کو نہ سمجھا بلانیکے قابل

در یار پر نقش پا بنکے بیٹھے
کہان ضعف سے ہم اُٹھانیکے قابل

جنازے پہ میرے کہا سبنے اُنسے ق
مسیحا ہو تم یہ جلانے کے قابل

کہا سوچکر اُسنے کچھ اپنے دلمین
یہ فتنہ نہین ہے جگانے کے قابل

کہا کچھ جو مین نے وہ بولے بگڑ کر
ہوے تم بھی باتین بنانیکے قابل

پڑھونگا وہان اس غزل کو مین صفدر
جہان جمع ہونگے زمانے کے قابل

قفس مین پھول رکھنے سے ستم ایجاد کیا حاصل
اگر نشتر دل کے تڑپانے سے اے صیاد کیا حاصل

مرے دلبر جفا ایجاد ستم ایجاد کیا حاصل
کسی کا گھر اگر تو نے کیا برباد کیا حاصل

کرو مین آسمان سے شکوہ بیداد کیا حاصل
شکایت ظلم کی پیش ستم ایجاد کیا حاصل

شکایت دور انجم کی بھلا کب چرخ سنتا ہے
برہمن سے بتون کے ہم کرین فریاد کیا حاصل

خزان آئی چمن مین خاک اے صیاد اُڑتی ہے
قفس سے اب جو کرتا ہے مجھے آزاد کیا حاصل

نہین ہون ذبح کے قابل کہ مشت استخوان ہون مین
پھنساتا ہے جو مجھکو دام مین صیاد کیا حاصل

ہے خنجر جو کہتا ہون اُٹھا رخ سے ذرا پردہ
تو کس اغماض سے کہتا ہے وہ جلاد کیا حاصل

جو کچھ کبھی نیم رکھتا ہو در شیرین پہ سر پھوڑے
اُٹھاتا ہی جو سختی کوہ پر فرہاد کیا حاصل

جُھکا لیتا ہی سر اُس قد کے آگے کچھ نہین چلتی
اکڑنے سے تجھے گلشن مین ای شمشاد کیا حاصل

رہی شب بھر تو صحبت عیش و عشرت کی رقیبون سے
ہوئی ہی صبح کرتے ہو مجھے اب یاد کیا حاصل

عبث ہی پیش زاہد ساغر لبریز لیجانا
اگر ونمین دختِ رز کی آبرو برباد کیا حاصل

کوئی سنتا نہین ہمدردہین سب قافلے والے
کہے کوئی جرس سے بے اثر فریاد کیا حاصل

سناؤن حال لوگوں کو معنی روشن مین کیا صفدر
جلانا شمع پیش کور مادر زاد کیا حاصل

کھینچکر تیغ جو آیا سوے بسمل قاتل
وہ ادا کی کہ قضا بول اُٹھی قاتل قاتل

جس طرف جاتا ہی سب کہتے ہین قاتل قاتل
قتل سے میرے ہوا یہ تجھے حاصل قاتل

کون ہی قابل رحمت کوئی پوچھیگا اگر
صاف محشر مین یہ کہدونگا کہ قاتل قاتل

ذبح کیوقت نہ آتا دل بیتاب تڑپ
ایسے صدمونکا نہ ہوگا متحمل قاتل

دم رخصت ترے خنجر سے گلے ملتا ہون
کہ عدم کی مجھے درپیش ہی منزل قاتل

جس طرف دیکھ لیا لوٹ لیا مار لیا
آنکھ رہزن ہی تری آنکھ کا ہی تل قاتل

مر گیا رشک سے مین تیغ عدو پر جو پڑی
ہو گیا حق مین مرے آپ کا بسمل قاتل

آب خنجر نے ترے زندۂ جاوید کیا
خضر کی عمر ہوئی اب مجھے حاصل قاتل

محفل عیش ہی یہ گنج شہیدان نہ سمجھ
رقص کرتے ہین خوشی سے ترے بسمل قاتل

مرغ بسمل کیطرح نجد مین بیتاب ہی قیس
ہو گئی کیا نگہ صاحب محمل قاتل

قید ہستی سے اگر مجھکو رہا کرتا ہی
کاٹ دی الفت گیسو کی سلاسل قاتل

کیا تکلف ہی جو دم بھرتے ہین بسمل تیرا
بات جب ہی کہ مسیحا کہے قاتل قاتل

یون تو خونریز ہین عالم مین ہزارون لیکن
کوئی بیدرد نہین تیرے مقابل قاتل

لوگ دیوانے ہین جو ڈھونڈھ رہے ہین صفدر
قتل کرکے مجھے پہونچا گئے منزل قاتل

کیا ترقی پر ہی حسن سہی جانان آجکل
جھپتا ہی چرخ پر مہر درخشان آجکل

کیا جنون انگیز ہی فصل بہاران آجکل
بڑھ چلا ہی میرے دامن سے گریبان آجکل

میرے گھر مین وہ پری پیکر ہی مہمان آجکل
خوب نکلینگے دل شیدا کے ارمان آجکل

لب ہین اُنکے غیرت لعل بدخشان آجکل
پنجۂ رنگین ہی رشک شاخ مرجان آجکل

دھوم یہ ڈالی ہی دیوانے نے تیرے ای پری
قاف سے اُڑتے چلی آتی ہین پریان آجکل

کس قیامت کی بہار آئی ہی اب کی ای جنون
ہاتھ مین بلبل کے ہی گل کا گریبان آجکل

تیغ ابرو تیر مژگان دونون ہین مصروف قتل
کیا نکلتے ہین ترے بسمل کے دربان آجکل

خاک اُڑاؤن کھو لکر جی چل اب ایسی جگہ
وحشت دل تنگ ہی مجھپر بیابان آجکل

کس خوشی سے کٹ رہے ہین گردنین عشاق کی
کیا مر قاتل کے گھر ہی عید قربان آجکل

بسملون کے قتل مین کیا کیا کرشمے کر گئین
شوخیون سے ہین وہ آنکھون کے پشیمان آجکل

منھ دی ملنے کا ہوا ہی شوق پھر کس شوخ کو
رنگ لایا ہی نیا خون شہیدان آجکل

دیکھیے کسکو جلا کے کس کو پھونکے خیر ہو
گرمیان دکھلا رہی ہی آہ سوزان آجکل

یان مسی سرمہ کاجل غازہ منھدی آئینہ
جمع دان کیا کیا ہین آرایش کے سامان آجکل

پھر کہان یہ فصل گل یہ جوش یہ دست جنون
رہ نہ جائے حسرت چاک گریبان آجکل

پانون مین اُنکے ملا جاتا ہی منھدی کے عوض
صرف ہوتا ہی بجا خون شہیدان آجکل

یان شب تاریک مین اخترشماری ہی ہمین
وان چنی جاتی ہی پیشانی پر افشان آجکل

اک صنم کے عشق نے دلمین ہمارے کی جگہ
بت ہوا ہی خانۂ کعبہ مین مہمان آجکل

برق لرزان ہی تڑپ سے اس دل بیتاب کے
چھپتا ہی چشم تر سے ابر نیسان آجکل

لہلہاتا سبزہ نہرین جنت ٹھنڈھی ہوا
قابل نظارہ ہی صحن گلستان آجکل

آگیا ہی پھر کسی کمسن کے زلفون کا خیال
پھر ہوا ہی یہ دل نادان پریشان آجکل

کہہ دو مشتاقون سے جلدی کیا ہی ملجائیگا جلد
لکھ گیا چھپنے کو ہی صفدر کا دیوان آجکل

ردیف میم

نسرین مین تم ہو بیلے مین تم یاسمن مین تم
گویا برنگ بو ہو سرایک پیرہن مین تم

طاقت دل و جگر مین زبان و دہن مین تم
مین ہون کہ بولتے ہو مرے پیرہن مین تم

مسجد مین بیکدے مین کلیسا مین دیر مین
دیکھا تو تھے چراغ ہر اک انجمن مین تم

گل مین شمیم نشہ مے لالہ فام مین
ہوتی مین آب رنگ عقیق یمن مین تم

موئے میان نازک مہ طلعتان مین دل
خم گلرخون کی زلف شکن در شکن مین تم

نیرنگی جمال مین سو رنگ حسن و عشق
شمشاد و فاختہ گل و بلبل چمن مین تم

ہم عیش میں امیر کے بیت السرور میں
ہمدرد ہر فقیر کے بیت الحزن میں تم

وجہ صفائے چہرۂ آئینۂ حلب
خوشبو لباس نافۂ مشک ختن میں تم

بل کر گدن کی شاخ میں جیتے کے تن میں داغ
جرأت مزاج شیر میں شوخی ہرن میں تم

زینت کے وقت زانوے شیرین پر آئینہ
ہنگام جہد تیشۂ کوہکن میں تم

کہتے تھے کیا زبان سے کیا کچھ نکل گیا
صفدر کمال آج تو بہکے سخن میں تم

جانے کو گھر اسکے جائینگے ہم
دل روز کہاں سے لائینگے ہم

پہلو میں جو تم ہو حضرت دل
اک دم کبھی نہ چین پائینگے ہم

پرسش جو ہوئی تو حشر کے دن
تصویر تری دکھائینگے ہم

بگڑیگا جو میکدے میں زاہد
مسجد میں اسے بنائینگے ہم

ہنستے ہوے آئے اس چمن میں
روتے ہوے یاں سے جائینگے ہم

کیوں خاک میں ہو ہمیں ملاتے
دیکھو تمھیں یاد آئینگے ہم

جی بھر کے کرینگے دل کا ماتم
چھوٹی سی لحد بنائینگے ہم

صفدر اک روز وصل ہوگا
کب تک صدمے اٹھائینگے ہم

کسی کو اسکے دہن کا نشان نہیں معلوم
سوا خدا کے یہ راز نہاں نہیں معلوم

گلی میں یار کے یا وادی جنون کیطرف
گیا ہے یہ دل وحشی کہاں نہیں معلوم

تمھارا دل جو کہین آئیگا تو سمجھو گے
ہماری قدر ابھی جان جان نہین معلوم

نہ پوچھ خانہ بدوشون کا کچھ پتہ صیاد
کدھر چمن تھا کدھر آشیان نہین معلوم

کبھی تو پیک صبا آئے بھول کر یارب
قفس مین کچھ خبر بوستان نہین معلوم

چلی جو ہجر مین آندھی ہمارے نالون کی
کدھر کو اُڑ کے گیا آسمان نہین معلوم

کبھی وہ میلون مین یا محفلو نمین ملتے ہین
اُنھین مرا مجھے اُنکا مکان نہین معلوم

عبث بہار دو روزہ پہ ناز کرتا ہے
خزان کا حال تجھے باغبان نہین معلوم

عدم کو لوگ چلے جاتے ہین جو ہستی سے
یہان سے کیا ہے زیادہ وہان نہین معلوم

رہے وہ گور غریبان مین یا گئے سوے خلد
مسافران عدم کا نشان نہین معلوم

عبث بگڑتا ہے صیاد آہ صفدر سے
اسیر تازہ ہے طرز فغان نہین معلوم

دل دیکے تمھین بتو چلے ہم
کیا مفت یہ مال کھو چلے ہم

اس باغ مین مثل شبنم و گل
ہنستے ہوے آئے رو چلے ہم

کیا خاک اس انجمن مین دیکھا
بس کھلتے ہی آنکھ سو چلے ہم

اب جلد لگا دے منھ سے ساغر
ساقی ہشیار ہو چلے ہم

اے عشق جو آبرو تھی باقی
اب اس سے بھی ہاتھ دھو چلے ہم

اس چاہ ذقن پہ دل کو لاکر
یوسف کی طرح ڈبو چلے ہم

تنگ آگئی جان سختیون سے
لو دیر سے اے بتو چلے ہم

وہ بت نہ ملا یہاں بھی اے شیخ — کعبے میں بھی آج ہو چلے ہم

اے دل تجھے دیکھے ایک گل کو — کانٹے ترے غم میں بو چلے ہم

ہم دفن ہوئے تو روح بولی — کشتی اپنی ڈبو چلے ہم

یاں شمع کی طرح آکے صفدر
احوال پر اپنے رو چلے ہم

صفدر کمال تنگ ہیں جور و جفا سے ہم — فریاد ان بتوں کی کرینگے خدا سے ہم

دل کو خیال گیسوے پیچاں نہیں رہا — اچھا ہوا کہ چھوٹ گئے اس بلا سے ہم

چھلا چرا کے ایک تو دست یار کا — کہتے ہیں ہاتھ جوڑ کے دزد حنا سے ہم

جس جا کبھی ہوا نہ فرشتے کا بھی گذر — پہونچے وہاں رسائی بخت رسا سے ہم

دعوی اگر کرینگے حشر میں کیا تجھ سے خون کا — قربان تجھپہ ہوتے ہیں اپنی رضا سے ہم

ایسی دماغ کو ہے تمنائے بوے گل — گلشن میں اڑ جاتے ہیں پہلے صبا سے ہم

سینہ فگار ہو کے جسکو چاک چاک ہو — موڑینگے منھ نہ یار کی تیغ جفا سے ہم

کی شوق نے جو راہ محبت میں ہمرہی — دو چار گام بڑھکے چلینگے ہوا سے ہم

پوچھا مزاج جسنے تو بولے کہ شکر ہے — اچھے ہیں آجتک تو تمھاری دعا سے ہم

نفرت ہے دلکو دولت دنیا سے اسقدر — چلتے ہیں بچکے سایہ بال ہما سے ہم

صفدر ہمارا دل جو پریشان یوہیں رہا
کھینچینگے ہاتھ الفت زلف دوتا سے ہم

وہ شیرین ہے پرویز دوران ہین ہم
وہ بلقیس ہے تو سلیمان ہین ہم

نشانہ پئے تیر مژگان ہین ہم
وہ ابرو کمان ہے تو قربان ہین ہم

فقیری ہماری نقیصہ ہی نہین
سکندر ہین قیصر ہین خاقان ہین ہم

بظاہر ہین کوچے مین اُسکے گدا
حقیقت مین دیکھو تو سلطان ہین ہم

نہ آنے نظر لاغری سے تجھے
اجل سخت تجھ سے پشیمان ہین ہم

دکھا دو کبھی پھول سا رخ ہمین
کہ مشتاق سیر گلستان ہین ہم

بنایا ہمین غنچہ کس فکر نے
کہ مدت سے سر در گریبان ہین ہم

اجل سر پہ ہے وقت رحلت قریب
خبر لو کہ دو دن کے مہمان ہین ہم

جو سرو خرامان ہے صفدر وہ گل
تو داغون سے سرو چراغان ہین ہم

نہ رہے اپنے اختیار مین ہم
اور کچھ ہو گئے بہار مین ہم

قید کر ہم کو یار ہا صیاد
اب تو ہین تیرے اختیار مین ہم

گل کو کہنے لگے ترا عارض
ایسے اندھے ہوئے بہار مین ہم

پی چکے ہین ہزار خُم لیکن
ساقیا ہین ابھی خمار مین ہم

اب خزان آئی ہوشیار رہو
مست تھے ساقیا بہار مین ہم

کوئی پہچانتا نہین ہم کو
یا خدا آ گئے کس دیار مین ہم

واعظو بس زبان بند کرو
ایسی سنتے نہین بہار مین ہم

شور محشر نے کیا قیامت کی	سو گئے تھے ابھی مزار میں ہم

نیند آئی نہ رات بھر صفدر
تھے کسی کے جو انتظار میں ہم

ردیف نون

کیف مے کہن ہون مین بوے گل وسمن ہون مین
لالہ ہر چمن ہون مین شمع ہر انجمن ہون مین
میکدے مین مین بادہ نوش مدرسی مین تمام ہوش
کعبے مین شیخ جبہ پوش دیر مین برہمن ہون مین
رنگ رخ خجل ہون مین حسرت منفعل ہون مین
گریۂ چشم و دل ہون مین خندۂ زخم تن ہون مین
سایۂ ہر شجر ہون مین لذت ہر ثمر ہون مین
آتش لعل تر ہون مین آب در عدن ہون مین
ساکن بے مکان ہون مین بسمل بے سنان ہون مین
نالۂ بے زبان ہون مین خندۂ بے دہن ہون مین
بلبل نالہ کش ہون مین پھولون کی بوے غش ہون مین
طوطی خضر وش ہون مین آئینۂ چمن ہون مین
گریۂ آبشار مین تازگی بہار مین

سبزی سبزہ زار ہین زردی یاسمن ہون مین

صفدر اگر ہو سر عیان حشر مین بہر عاصیان
سایۂ رب دو جہان رحمت ذو المنن ہون مین

کوئی کیا جانے مجکو مرکز عالم مین کیا ہون مین
محیط نصفت لیہار آسمان اعتلا ہون مین

شہیدونکو دیت مطلوب ہو تو خونبہا ہون مین
حسینونکو جو زینت کا خیال آئے حنا ہون مین

اگر سرمہ بھی ہون تو سرمۂ چشم بصیرت ہون
اگر شبنم بھی ہون تو شبنم باغ صفا ہون مین

تشکر وحی سے سو سو رنگ عالم مین بدلتا ہون
سمن ہون یاسمن ہون نکہت گل ہون صبا ہون مین

تعلّی پر اگر آؤن فروغ تازہ دکھلاؤن
قمر ہون مشتری ہون مہر تابان ہون سہا ہون مین

مری فریاد سے زندہ ہو عالم ہو اگر مردہ
صدائے صور ہون ہنگامۂ روز جزا ہون مین

کوئی بھٹکے کسی صحرا مین خضر راہ ہون اسکا
کوئی کشتی بہے دریا مین اسکا ناخدا ہون مین

کیا ہے شہرۂ آفاق مجکو گنج عزلت نے
مکین ہون ایکجا عالم مین لیکن جابجا ہون مین

ہر روز قحط تاثیر دعاے احمد مرسل
دم پیکار زور بازوے مشکلکشا ہون مین

کبھی برق تجلی ہون کبھی نور رخ یوسف
کہین بدر الدجیٰ ہون مین کہین شمس الضحیٰ ہون مین

مداوا درد کے حق مین ہون مرہم داغ کے حق مین
غریبون کا سہارا ہون مریضونکی شفا ہون مین

نہ چھوٹے شغل جس سے ہر خون میرا تیغ قاتل سے
بناے مہر الفت پاس ناموس وفا ہون مین

عتاب لطف دونون لیکے بیٹھا ہون ذات مین میری
دم آب بقا ہون جرعۂ زہر فنا ہون مین

تماشا اس چمن کا کیا سمائے میری نظر مین
دل بے آرزو ہون تارک برگ و نوا ہون مین

مقابل مجھ سے ہوکر کون بچ سکتا ہی ای صفدر
نشانہ سامنے آئے تو تیر بے خطا ہون مین

تہیدستونکو دولتمند کردون وہ گدا ہون مین
سیہ بختی مین مثل سایۂ بال ہما ہون مین

پسند طبع عالم خاک ہو میری سیہ بختی
مسی لیدہ لبون مین نہ چشم سرمہ سان ہون مین

برنگ گل بسر کرتا ہون مین اوقات کانٹون مین
سراپا غرق خون ہون گرچہ لعل بے بہا ہون مین

پریشان خاک کی صورت شناسا ہان آب کی صورت
حرارت مین ہون آتش تیز جلنے مین ہوا ہون مین

جدا ہی میری خلقت سب سے اس گلزار ہستی مین
نہ ہمچ سبزۂ مخمل نہ ہمچ بوریا ہون مین

خجل رکھتی ہی مجکو خود مرے طالع کی کوتاہی
حجاب آستین مین مثل دست نارسا ہون مین

قدم ثابت ہی میرا غم مین جلکر خاک ہونے پر
سپند سوختہ کی طرح آتش زیر پا ہون مین

نہ طاقت مجکو جنبش کی نہ قدرت دفع دشمن کی
الٰہی پای خوابیدہ کہ دست بے عصا ہون مین

کسی کا کام اس منزل مین مجھ سے کب نکلتا ہی
نہ نقش پای رہبر ہون نہ آواز درا ہون مین

جو ظاہر مین ہین یہ دم تو نہین کب اسسے ملتا ہون
یہ جبتک سامنے ہین انسے صورت آشنا ہون مین

بشکل آئنہ وارفتہ چشم عنایت ہون
جو مجکو دیکھتا ہی بس اسی کو دیکھتا ہون مین

اسی کی سمت پھرتا ہون اسی جانب ہی رخ میرا
خبر ہی ذات رب صفدر ضمیر مبتدا ہون مین

کس شان سے گھر مین وہ مرے آئے ہوئے ہین
سہمے ہوئے چھپے ہوئے شرمائے ہوئے ہین

پھر ہاتھ نہ آئیگا جو لیتا ہی تو لے لو
ابتک دل بیتاب کو ٹھہرائے ہوئے ہین

ہر صبح شبِ وصل بھی کس لطف کی صحبت
ہم چھیڑ پر آمادہ وہ شرمائے ہوئے ہین

خلوت مین بھی اظہار تمنا نہین ممکن
انداز و ادا یار کے ساتھ آئے ہوئے ہین

خنجر کو نہ آئی تھی کھنچا دشنہ رکاوٹ
قاتل یہ چلین سب سے سر سکھلائے ہوئے ہین

کیا جانیے بیمار محبت کا ہے کیا حال
جو دیکھ کے آئے ہین وہ گھبرائے ہوئے ہین

آکر وہ مری لاش پہ کس ناز سے بولے
اب پاؤن نہ پھیلائیے ہم آئے ہوئے ہین

کہدی مرے مرنے کی خبر اُنسے کسی نے
کچھ سوچ مین بیٹھے ہین وہ گھبرائے ہوئے ہین

صرصر سے کہو جلد چراغ آکے بجھا دے
تربت پہ کوئی پردہ نشین آئے ہوئے ہین

کرتا دل بیتاب قیامت گر اب تک
روکے ہوئے تھامے ہوئے بہلائے ہوئے ہین

حورون کو کبھی منہ نہ لگائینگے وہ صفدر
جو یار کے بوسون کا مزہ پائے ہوئے ہین

ہمیشہ مجھکو حسرت سے ستمگر یاد کرتے ہین
تاسف خون ناحق کا مرے جلاد کرتے ہین

نہو برہم جو عاشق شکوۂ بیداد کرتے ہین
سمجھتے ہین یہ تمھاری ظلم کی فریاد کرتے ہین

ٹھہر جا کوئی ساعت اور اے تیغ قضا دم لے
ابھی بسمل تماشاے رخ جلاد کرتے ہین

ہوئی ہے ترک میخواری مگر کچھ ربط باقی ہے
صراحی ہچکیان لیتی ہے جب ہم یاد کرتے ہین

چمن پر آجکل جوبن ہے فصل گل کی آمد ہے
عنادل باغ مین شور مبارکباد کرتے ہین

یہ الفت ہے جو اُٹھتے ہین بگولے خاک شیرین سے
وہ اب بھی طوف گرد تربت فرہاد کرتے ہین

چہکنا ہمصفیران چمن سب بھول جاتے ہین
تڑپ کر جب اسیران قفس فریاد کرتے ہین

سوال وصل پر لازم نہین ہین گالیان دینی
ہماری عرض کیا ہی آپ کیا ارشاد کرتے ہین

ابھی مشتاق ہی عالم نہو قصر سخن صفدر
غزل ایک اِس زمین مین اور ہم بنیاد کرتے ہین

صنم کا ذکر کرتے ہین نہ حق کی یاد کرتے ہین
ہم اِس عمر دو روزہ کو عبث برباد کرتے ہین

خدا سمجھے یہ بت طرز ستم ایجاد کرتے ہین
نرالے ظلم کرتے ہین نئی بیداد کرتے ہین

سحر کو طایران خوشنوا کس کس فصاحت سے
ثنائے باغبان گلشن ایجاد کرتے ہین

نظر ہمسے چرا کر غیر سے آنکھین لڑاتے ہین
کسی کو رنج دیتے ہین کسی کو شاد کرتے ہین

نہین یہ نزع کی ہچکی ذرا دم لے قضا شاید
ہین خنجر جان دیتا ہون وہ مجکو یاد کرتے ہین

تری تیغ نگہ سے حال ہی ایسا مرے دل کا
کہ توبہ توبہ جسکو دیکھکر جلاد کرتے ہین

تصدق کرکے اک محبوب کے فرق مبارک پر
قفس سے مرغ جان کو اپنے ہم آزاد کرتے ہین

تصور آجکل پھر دلمین آیا خوبرویون کا
پھر اُس اُجڑی ہوئی بستی کو ہم آباد کرتے ہین

یہ کس محبوب کی تصویر ہی آئینہ دل مین
کہ صفدر رشک جس سے مانی و بہزاد کرتے ہین

حیا کیا چھوگئی ہی آپ کیون شرمائے جاتے ہین
گل عارض نصیب دشمنان کمھلائے جاتے ہین

گیا ہی قاصد شوق شہادت اُنکے لینے کو
اجل اتنا توقف کر کہ وہ بھی آئے جاتے ہین

ذرا مقتل مین چل کھینچ کھینچکے دم لیکے پیار کرکے
قیامت ہی یہ غمزے تیغ کو سکھلائے جاتے ہین

بڑھا ہی شوق دل دست ہوس لپٹا ہی جانان پر
یہ پھل شمشاد قامت سے ابھی ہاتھ آئے جاتے ہین

جہانمین رہ نجائے نام الفت تا کہین باقی
نشاں تنہا کے مزار عاشقان مٹوائے جاتے ہین

کوئی کہدے کہ جلدی کیا ہے دم بھر تو ٹھہر جائین
فقط اک دم کا مین مہمان ہون کیون گھبرائے جاتے ہین

نظر آتی ہے شان کبریا اس بت کی محفل مین
بٹھائے جاتے ہین اغیار ہم اٹھوائے جاتے ہین

الٰہی خیر ہو اب دیکھیے کیا پیچ پڑتا ہے
الجھتا ہے مرا دل بال ان سلجھائے جاتے ہین

وہ مست حسن دونون ہین کسی کی بھی نہین سنتا
عبث شیخ و برہمن اپنی اپنی گائے جاتے ہین

دکھا کر آب تیغ تیز وہ سفاک کہتا ہے
جو ہم پر مرتے ہین اس گھاٹ وہ نہلائے جاتے ہین

بھلا صفدر مین انکو راہ پر کس طرح سے لاؤن
کھچے جاتے ہین رونے لگتے ہین شرمائے جاتے ہین

کبھی سبزہ لب نہر ہون کبھی اس چمن مین نسیم ہون
کبھی رخت لالہ مین داغ ہون کبھی جیب گل مین شمیم ہون

نئے حال مین ہون مین ہر نفس کم و بیش پر مجھے دسترس
جو گھٹون تو تحت ثری ہون جو بڑھون تو عرش عظیم ہون

نہ نکل سکون نہ سنبھل سکون نہ ٹھہر سکون نہ تہ فلک
کوئی کشتی جیسے بھنور مین ہو انھین گردشون مین مقیم ہون

جو ستائے مجکو کوئی ذرا وہ عذاب مین رہے مبتلا
نہین سہل کچھ مجھے چھیڑنا اثر سرشک یتیم ہون

مرے رنج کی نہ کچھ ابتدا نہ مرے خوشی کی ہے انتہا

جو جلوں تو نار جحیم ہوں جو ہنسوں تو باغ نعیم ہوں
نہ سفر میں کوئی رفیق ہے نہ وطن میں کوئی شفیق ہے
نہ غبار دامن راہرو نہ عبیر جیب نسیم ہوں
نہ کرم سے ہے مجھے کچھ خبر نہ ستم سے ہے مجھے کچھ ضرر
نہ نگاہ چشم امید ہوں نہ میں خار دامن بیم ہوں
یہ لرز رہا ہے بلا سے دل جو کروں ثواب بھی ہوں خجل
عرق خجالت بے خطا نم انفعال کریم ہوں
نہ ہوا نصیب بجز الم نہ ملا سرور سوائے غم
کہ ہمیشہ تلخی دہر سے مزہ دہان سقیم ہوں
نہ حیات پر ہے نظر مجھے نہ ممات سے ہے خطر مجھے
زر دولت دو جہان ملے تری تیغ سے جو دو نیم ہوں
نہیں اِس جہان پہ نظر مجھے کہ مآل سے ہے خبر مجھے
نہ ہوائے لعل و گہر مجھے نہ میں طالب زر و سیم ہوں
نہ مجھے کسی سے ہے التجا نہ کسی کا مجھ سے ہے مدعا
لب خشک کاسۂ فقیر ہوں نہ سحاب دست کریم ہوں
ہو جلا ہے آتش عشق کا وہی آگ ہوگی اُسے دوا
نہیں احتیاج حکیم کی کہ میں آپ اپنا حکیم ہوں

غم عشق تیری ترقیان ترے زیر حکم ہو سب جہان
مجھے بھی قدم سے نہ کر جدا مین ترا رفیق قدیم ہون

نہ کرون مین صفدر خستہ جان جو رجوع اُس سے یہ دل کہان
وہ طبیب ہی مین مریض ہون وہ حکیم ہی مین سقیم ہون

شہرہ ہی تیرے حسن کا جانان کہان کہان
ہی نور آفتاب درخشان کہان کہان

سونچا نہ تیرے حسن کا فرمان کہان کہان
بندے ہوے نہ گبر و مسلمان کہان کہان

شمعو نہین آسکا نور ہی پھولو نہین آسکا رنگ
دیکھا ہی ہمنے جلوہ جانان کہان کہان

جاتا ہی کوئی سوے حرم کوئی سوے دیر
پھرتے ہین ڈھونڈھتے تجھے انسان کہان کہان

مرغوب طبع ہی جو زمانے مین ہی حسین
اک دل ہی اُسکو کیجیے قربان کہان کہان

دل ناگہان جو گیسوے خمدار مین گیا
بولا یہ تھا نہ ہوکے پریشان کہان کہان

کرسی و عرش کیا کہ یہ دیکھو آسکے لامکان
پہونچے مکان سے حضرت انسان کہان کہان

پاتا نہین جو گھر کسی شب مین آنکھو
سب کہتے آپ جاتے ہین مہمان کہان کہان

وہ زلف و رخ یہ کہتے ہین تاراج کرکے دین
ہندو کہان کہان ہین مسلمان کہان کہان

دریا مین موج باغ مین گل جادہ دشت مین
پھیلے ہین تیرے چاک گریبان کہان کہان

پہلے یہ پوچھا تھا نے کیے حبس دیار مین
یارو یہان ہی مجمع خوبان کہان کہان

صفدر جو اسکا نامہ نہ لایا جو نامہ بر
کیا جانے پھر رہا ہی پریشان کہان کہان

چمن میں کی ہے پھر پھر کر تمہاری جستجو برسون
کسی گل میں نہ پائی پر یہ بھینی بھینی بو برسون

چھپا ہر چمن میں ہمنے رنگ جستجو برسون
گلی میں شرگ گل کے پھرا مانند بو برسون

کسی کی یاد نے بخشا ہے ایسا ذوق خاموشی
کہ بت بنکر رہے ہیں ہم خدا کے روبرو برسون

پھڑکے کبھی جو میرے درد کی الصاف سے دم بھر
تو بجلی کیطرح تڑپا کرے ای تیغ تو برسون

یہ کسکے خون کی سنہدی الہی ملکے آئی تھی
کہ آئی تیغ قاتل سے دلھن کی مجکو بو برسون

تہ محراب ابرو حکم تب تا ہے سجدے کا
جب آب تیغ سے جانباز کرتے ہیں وضو برسون

ولا ہو حرص بیجا اگر دم کی زندگانی میں
جہان میں ہنسے آیا ہو نہ میں سونہ تو برسون

لحد پر بھی وہ مجھ ناشاد کے آیا نہ مدت تک
مرے پر بھی نہ میرے دلسے نکلی آرزو برسون

رہی کیا صبح اسیری میں بھی ساقی تیرے مستون کی
کہ حلقہ گردن خم کا رہا طوق گلو برسون

نہ کچھ عقدہ کھلا اپنے مرے حال پریشان کا
کہان کی زلف پیچان حال میرا مو بمو برسون

زبان حال سے اظہار درد دل کیا صفدر
لب خاموش سے کرتے رہے ہم گفتگو برسون

عالم تباہ ہو جو میں آفت رسیدہ ہون
طوفان نوح آسکے اگر آبدیدہ ہون

رفعت ہو ساتھ اگرچہ بخاک رسیدہ ہون
سایہ بھی ہون تو سایہ مرغ پریدہ ہون

شکوہ نہیں جو یار رہا مجھ سے بےخبر
میں حرف مدعا بلب نارسیدہ ہون

پھولا کبھی نہ غنچہ صفت تنگدل رہا
یارب میں کس چمن کا گل نودمیدہ ہون

جاتا ہون جسطرف وہ چھپاتا ہے جیسے آنکھ
آشوب گاہ دیدۂ خاک پریدہ ہون

پائی ہے مین نے خاک مین ملنے سے آبرو
اس غمکدے مین صورت اشک چکیدہ ہون

وہ اپنے گھر مین خوش رہین مین اپنے گھر مین خوش
مجھ سے جو وہ خفا ہین تو مین بھی کشیدہ ہون

ممکن نہین کہ چھوٹ سکون دام سے کبھی
باغ جہان مین طائر شہپر بریدہ ہون

مین کیا تباہ ہون کہ زمانہ تباہ ہے
بحر جہان مین کشتی طوفان رسیدہ ہون

کیونکہ جھکین نہ آگے مرے اک جہان کے سر
محراب وار مین ترے در پر خمیدہ ہون

موے مژہ پہ ہے یہ مرے اشک کا کلام
مین نخل عشق مین ثمر نو رسیدہ ہون

صیاد کا نہ خوف نہ ڈر مجھکو دام کا
مین اس چمن مین طائر رنگ پریدہ ہون

وحشت کی دیتی ہے مرے افتاد کی خبر
صحرا مین نقش پاے غزال رمیدہ ہون

پروانہ مین نہین کہ جلون شمع بزم پر
بلبل نہین جو نکہت گل پر طپیدہ ہون

صفدر مین بوستان جہان مین قبول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غم فن آفت رسیدہ ہون

ستاتے ہین یہ گیسو والے ہمین
خدا اس بلا سے نکالے ہمین

چمن سے نہ گلچین نکالے ہمین
کہ رو رو کے بھرتے ہین تھالے ہمین

نہ دیوانے ہین ہم نہ وحشی ہین ہم
جو چاہین کہین کہنے والے ہمین

کسی کی ہمین یاد آئی ہے چال
کہو ہمنشین اب سنبھالے ہمین

نہ جائینگے ہم بزم دلدار سے
نہین مانگ جو وہ نکالے ہمین

سلامت یہ پیر مغان خم کی خیر
دیے مے سے بھر کر پیالے ہمین

تری زلف پیچان سے ڈرتے ہین ہم ۔ کہین پیچ مین یہ نہ ڈالے ہمین
جدائی کے اب پیچ اٹھتے نہین ۔ الٰہی جہان سے اٹھا لے ہمین
ستم گلرخون کی جدائی ہوئی ۔ پڑے اپنے جینے کے لالے ہمین
نہ شکوہ کرینگے خدائی قسم ۔ وہ بت جتنا چاہے ستائے ہمین
لحد تک سب آکر گئے اپنے گھر ۔ کیا ہے خدا کے حوالے ہمین
بہت مضطرب ہے دل بیقرار ۔ کبھی تو گلے سے لگالے ہمین

گلے مین مرے ہاتھ وہ ڈال کر
یہ کہتے ہین صفدر منالے ہمین

رہی ہے کعبہ و بتخانہ مین قید مکان برسون ۔ رہے ہم یہان برسون بسر کی ہے وہان برسون
نہین کچھ آج نالے نے مری تاثیر دکھلائی ۔ رہے ہین برہم و درہم زمین و آسمان برسون
شب وصلت کبھی بوسہ جو اسکے لب کا پایا تھا ۔ جدائی مین مزا کیا کیا اڑایا کی زبان برسون
گلستان کو نہ آکر خانۂ صیاد مین بھولے ۔ رہا ہمکو قفس مین بھی خیال آشیان برسون
نہین پایا ہے اس ظالم نے مجھسا صابر کامل ۔ حسینون آزمایا ہے کیا ہے امتحان برسون
کسی دن چہرۂ گل کو جو گستاخی سے دیکھا تھا ۔ ہوئی سید صحن بلبل سے نگاہ باغبان برسون
نہین استاد مجھسا کوئی علم خوش بیانی مین ۔ پڑھی ہے بلبلون نے آکے مجھسے بوستان برسون
کبھی ہمنے نہ دیکھا روز وصلت جز شب فرقت ۔ رہا برگشتہ بے تقصیر ہمسے آسمان برسون
وہ رہرو ہون نہ ہرگز منزل مقصود تک پہونچا ۔ رہا ریگ روان کیطرح صحرا مین دوان برسون

ہمارے دل کا کیا احوال کیفیت سے خالی ہے
کبھی سیری نہو سینے اگر یہ داستان برسون

عجب اک عالم وحشت تھا آغاز محبت مین
رہا مین خانمان برباد بے نام و نشان برسون

اجازت دے مجھے صیاد اتنا ہو ایک نالے کی
زبان دل کی ہے مدت تک کیا ضبط فغان برسون

چھوا تھا اسکے کو فقط اس جرم پر صفدر
رہے زندان مین ہم محبوس پہنین بیڑیان برسون

غم دل جو آپسے عیان نہین تو کچھ اسکی وجہ نہان نہین
مرے لب پہ شور و فغان نہین مرے اشک چشم روان نہین

وہ شجر ہون جس مین ثمر نہین وہ صدف ہون جسمین گہر نہین
وہ سخن ہون جسمین اثر نہین وہ دہن ہون جسمین زبان نہین

تری مدح ہمسے ہو جانجان کبھی اپنے دل کو نہین گمان
وہ دہن کہان وہ زبان کہان وہ سخن نہین وہ بیان نہین

جسے ذوق الفت یار ہے اسے سب طرح سے قرار ہے
عجب اس چمن کی بہار ہے کبھی جسکو خوف خزان نہین

اسی بت کے در پہ رہے جبین مری زندگی ہو بسر وہین
وہی باغ ہے وہی گلزمین ہوس ریاض جنان نہین

شب وصل مرغ جو بول اٹھا مجھے صدمہ حد سے سوا ہوا
کہو بے محل نہ کرے صدا مرے دلکو تاب فغان نہین

جنھین زندگی پہ غرور ہو انھین عقل ہو نہ شعور ہو
سفر اِس سرا سے ضرور ہو کہ قیام عمر رواں نہین
جنھین ناز جاہ و حشم پہ تھا جنھین کبر گنج و درم پہ تھا
جنھین فخر طبل و علم پہ تھا کہین آج اُنکا نشان نہین
غزل اور صفدر خوش بیان کہو خوش ہو جس سے دل جہان
نہ رُکے قلم نہ تھمے زبان ابھی بند طبع رواں نہین
یہ گل ہمیشہ بہار ہو مرے دل مین داغ عیان نہین
صفت گل چمن جنان کبھی اُسکو خوف خزان نہین
وہی سبزۂ لب نہر ہو وہی آبشارون کا شور ہو
وہی قمریون کا ہجوم ہو مگر اپنا سرو روان نہین
ابھی تیغ غمزہ کھنچی نہین ابھی تیر عشوہ چلا نہین
ابھی اُسمین ناز و ادا نہین ابھی طفل ہو وہ جوان نہین
مرے شور پر نہو خندہ زن ترا ادر حال ہو فاختہ
ترا سرو تجھ سے خفا نہین ترا طوق اتنا گران نہین
مجھے ذوق لذت زخم ہو اُسے ناپسند ہو بانکپن
مجھے آرزو کہ ہدف ہو نہین اُسے شوق تیر و کمان نہین
وہی کعبہ ہو وہی دیر ہو وہی خانقہ وہی میکدہ

جو دوئی کا پردہ اُٹھا دیا تو خدا کا جلوہ کہان نہین

کہا اُسنے صفدر نیمجان نگر اِس جہان سے گذر گیا
کہ ہمارے کوچے مین دیر سے وہ صدائے آہ و فغان نہین

کچھ دھیان ہجر کا نہ رہا وصل یار مین
بھولا خزان کو مرغ خوش الحان بہار مین

کشمیر مین ختن مین حلب مین تتار مین
شہرہ تمہارے حسن کا ہر ہر دیار مین

جائین بہشت کو کہ چلین کوے یار مین
کیا کیا خیال آتے ہین ہمکو مزار مین

اِس درجہ ناتوان ہوا ہجر یار مین
بنتے ہین سو لباس سے مرا ایک تار مین

دیکھا نہ ایک مین سے ثمر عارض کا ہمنے رنگ
پھولے ہزار گل چمن روزگار مین

معشوق آپ کو سمجھے عاشق بنا دیا
کیا دخل ہے مشیت پروردگار مین

گستاخیون سے میرے وہ آزردہ ہو گئے
سوجھا نہ خاک لذت بوس و کنار مین

کیونکر نہ بوسے لون لب میگون کے وصل مین
سچ ہے کہ لطف بادہ کشی ہے بہار مین

روز فراق ہو نہ شب وصل کے سوا
گردش فلک کی ہو جو مرے اختیار مین

جنت سے بھیج اب تو کوئی حور اے خدا
دی جان ہمنے حسرت بوس و کنار مین

پاس رقیب سے اِدھر آتا نہین وہ شوخ
اُلجھا ہوا ہے دامن گل نوک خار مین

مستونکو آسنے وادی جنت دکھا دیا
انگڑائی لی جو ہاتھ اُٹھا کر خمار مین

پھر ہے کسی کے چشم فسونگر کا انتظار
پھر مبتلا ہون گردش لیل و نہار مین

صفدر ہے آنسو دو نین مرا جسم زار یون

رشتۂ ہو جسطرح گہرا بدا رہین

خاک دیکھی سیر ہمنے گلشن ایجاد مین
پر نہ نکلے تھے کہ آئے خانۂ صیاد مین

کیا اثر تھا بلبلون کے نالہ و فریاد مین
گر پڑی بجلی تڑپ کر خانۂ صیاد مین

عمر بھر نالان رہا اک شاخ گل کی یاد مین
پھل یہ پایا مین نے آکر گلشن ایجاد مین

لیلی و عذرا و شیرین مین نہین اوصاف تیرے
تذکرے میرے ہین قیس و وامق و فرہاد مین

چاہتا ہون زیر خنجر حشر تک گردن رہے
کیا کہون قاتل جو لذت ہے تری بیداد مین

سرو کی الفت مین قمری شوق گل مین عندلیب
مین ترا مشتاق آیا گلشن ایجاد مین

ہون وہ سودائی ذرا چکھا جو میرا خون گرم
پڑ گئے چھالے زبان نشتر فصاد مین

کیا سمجھکر بلبلین کرتی ہین مجھسے سامنا
اِنکے نالون مین اثر ہے یا مری فریاد مین

تھا فرشتونکو بڑا دعوی عبادت کا مگر
پھنس گئے آکر فریب حسن آدم زاد مین

ذبح ہونے وقت کی وہ یاس کی ہمنے نگاہ
گر پڑا خنجر ہوا رعشہ تن جلاد مین

غیرت سے آزردہ ہوکر میرے گھر آئے وہ جب
یا خدا ہو یہ اثر پیدا مری فریاد مین

ہمصفیرون کی جدائی کا نہ اٹھا مجھسے غم
جان دی آخر تڑپ کر خانۂ صیاد مین

رہگئے بسمل ہمین مشتاق شہادت بیجان
ہے نزاکت سے نزاکت بازوے جلاد مین

ہے سکندر کا نہ دارا کا نہ قیصر کا نشان
چار دن سب ٹھہرگئے اس قصر بے بنیاد مین

حسرت و یاس و غم و رنج و الم کا ہے ہجوم
آگئی وسعت کہان سے اس دل ناشاد مین

ٹھوکرین کھائین بہت ہمنے بتون کے عشق مین
زندگی باقی بسر ہو اب خدا کی یاد مین

دخل دیتے ہی نہین ہین کچھ بھی تحسین کے سوا
کیا غزل بھیجون مین صفدر رہین منت استاد ہین

اب کہتے ہو کہ تم مری محفل مین آئے کیون
کہنا یہ ہو تو کوئی کسی کو بلائے کیون

کہتا ہون صاف صاف کہ مرتا ہون آپ پر
ظاہر جو بات ہو اُسے کوئی چھپائے کیون

مین نے جو آہ کی تو کہا ہنسکے یار نے
ایسے جو ناتوان تھے تو پھر ناز اُٹھائے کیون

اے دل اگر کسی کی نہ تھی تجھکو جستجو
قلابے آسمان و زمین کے ملائے کیون

ہستی مین نیستی سے تو آنے کو آئے ہم
لیکن بہت ہین دلمین پشیمان کہ آئے کیون

سنکر جو میرا نام چڑھاتا تھا تیوریان
دو پھول وہ مزار پہ لاکر چڑھائے کیون

اہل نظر کو طاقت دیدار جب نہ ہو
پردہ اُٹھا کے رخ سے وہ جلوہ دکھائے کیون

اُس شوخ بیوفا کا اشارہ نہ ہو اگر
دے چرخ مجکو رنج زمانہ ستائے کیون

فرماتے تھے کہ آہ مین تیرے اثر نہین
بیتاب ہو کے آپ مرے گھر پھر آئے کیون

جب اُسکو التفات نہو حال زار پر
پھر کوئی اپنے درد کا قصہ سنائے کیون

کافی تھی تیرے داغ جگر ہی کی روشنی
لاکر چراغ میری لحد پر جلائے کیون

عبرت کا ہی مقام تماشا نہین ہے یہ
لاشے پہ میرے جمع ہین اپنے پرائے کیون

محراب بہر سجدہ ہو جب ابروئے بتان
صفدر دیار ہند سے کعبے کو جائے کیون

کہون کیا مین تمسے کہ کیا چاہتا ہون
جفا ہو چکی اب وفا چاہتا ہون

نہ صلت سے مطلب نہ فرقت سے مطلب
فقط مین تمھاری رضا چاہتا ہون

دل آئینہ ہے اُس سے معلوم ہوگا
نہین چاہتا تمکو یا چاہتا ہون

بہت آشنا ہین زمانے مین لیکن
کوئی دوست درد آشنا چاہتا ہون

دم نزع تو آکے صورت دکھا دو
نہین دیر رخصت ہوا چاہتا ہون

غم ہجر سے تنگ آیا ہون ایسا
کہ مرنے کی تمسے دعا چاہتا ہون

چمن مین تو آیا ہون ساقی کو لیکر
اُٹھے ابر ٹھنڈی ہوا چاہتا ہون

کسی گل کی بو مجکو لاکر سنگھا دے
یہی تجھ سے باد صبا چاہتا ہون

غرض کوئی مجکو نہو ان بتون سے
دل بے غرض یا خدا چاہتا ہون

خدا دوست کو میرے مجھسے چھڑا دے
جو دشمن کا بھی مین بُرا چاہتا ہون

وہ عیسیٰ ملے تو کہون اُس سے صفدر
کہ مین درد دل کی دوا چاہتا ہون

دل و جگر خون ہو چکے ہین حواس تک اپنے جا چکے ہین
وہی محبت کا حوصلہ ہے ہزار صدمے اُٹھا چکے ہین

یقین ہے اب رحم یہ وہ آئین ستم کیے ہین کمال مجھ پر
ستا چکے ہین رولا چکے ہین دل و جگر کو جلا چکے ہین

کبھی ندامت تھو گی واعظ شراب گلگون کی میکشون سے
زبان سے اُسکو بُرا کہین کیا جسے کہ ہم منہ لگا چکے ہین

ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سختی کوئی گراں ہو
کسی کا اب اور امتحان ہو ہمیں تو آپ آزما چکے ہیں

لگا کے خنجر بجھائینگے کیا وہ پیاس میری سنا ہے میں نے
مری طرف سے رقیب انکو لگا چکے ہیں بجھا چکے ہیں

مقدر اپنا ہے خفتہ کب سے کہاں ہے امید اب کہ چونکے
تڑپ کے چلا کے شور کر کے بہت اسے ہم جگا چکے ہیں

چمن سے گل توڑنا تو کیسا یہی ہے ہم کو بہت غنیمت
کہ دامن الجھا جو خار سے تھا بمشکل اسکو چھڑا چکے ہیں

مشاعرے کا ہے قصد صفدر کہ شعر اچھے ہیں چلکے پڑھیے
مگر یہ ہوتا ہے یاد ہم کو کہ یہ غزل ہم سنا چکے ہیں

ہوئے الفت کے جب پابند تو کب قاضی سے ڈرتے ہیں
خدا کے سامنے کہہ دینگے اے بت تجھ پہ مرتے ہیں

جہاں دیکھا کسی کو بس حضرت اسپہ مرتے ہیں
حسینوں سے نہیں ڈرتے ہم اپنے دل سے ڈرتے ہیں

طلب ہے آئینے کی گیسو میں شانہ کرتے ہیں
الٰہی خیر ہو پھر وہ بکھرتے ہیں سنورتے ہیں

کہا مجھکو اجل نے دیکھکر مقتل میں قاتل سے
میں حاضر اسکو جلدی آپ کیوں پھر دیر کرتے ہیں

زیادہ اس سے شوخی اور کیا ہوگی قیامت کی
لیے بیٹھے ہیں مٹھی میں مرا دل درگزرتے ہیں

اُدھر جوش جوانی ہے اِدھر جوش جنوں ہر دم
وہاں جوبن ابھرتا ہے یہاں چھالے ابھرتے ہیں

اُڑاتے ہیں چمن سے بلبلوں کو باغبان گلچیں
بہار آئی عروس باغ کے صدقے اترتے ہیں

رہا جاتا نہیں ہر یہ کہے دلمیں جو حسرت ہر
نہیں سنتے ہیں وہ کچھ بھی مگر ہم کہہ گذرتے ہیں

یہ خود بینی کہاں تک آئینے کو اب کرو رخصت
ادھر بھی اک نظر ہم بھی تو تمکو پیار کرتے ہیں

کہیں کیا زندگی کیونکر بسر ہوتی ہو فرقت میں
تڑپتے ہیں سسکتے ہیں نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں

تری اس بیوفائی پر وفا داری کرتا ہر
نہیں تم سے مگر ہیں تجھپر ہمتو اپنے دلپہ مرتے ہیں

ہماری خاک دامنگیر ہو جانے نہ ای صفدر
اُٹھا لیتے ہیں دامن جس گلی سے وہ گذرتے ہیں

تعلق سے رہا آزاد سیر دشت گلشن میں
نہ گل میرے گریباں میں نہ کانٹا میرے دامن میں

میں یکتا عشق میں ہوں تم اگر ہو حسن میں کامل
نہ مجھ سا خار صحرا میں نہ تجھ سا پھول گلشن میں

نہ کوئی غیر کعبے میں نہ بتخانے میں بیگانہ
زبردستی کا جھگڑا پڑ گیا شیخ و برہمن میں

وہ میکش ہیں کہ ای زاہد ہمارے ہاتھ رہتے ہیں
کبھی شیشے کی گردنمیں کبھی ساقی کی گردنمیں

نہ ہو وحشت سے خالی ای رفوگر چارہ سازی بھی
گریباں پھاڑ کر پیوند کرنا میرے دامن میں

دوشالے اوڑھکر کل بستر گل پر جو سوتے تھے
پڑے ہیں منہ لپیٹے آج وہ چادر بدفن میں

کسی کے دل کے دکھنے پر ترس کھاتا نہیں کوئی
گھٹائیں گر رہی ہیں ہنس رہی ہی برق دامن میں

تمھارا ایک جلوہ ہر جگہ نیرنگ رکھتا ہر
صنم چشم مسلماں میں صنم چشم برہمن میں

مضامیں منتخب میری غزلیں کیوں نہ ہوں صفدر
میں گلہائے مضموں کو چن کر پھول چن لیتا ہوں دامن میں

پڑ گیا کیا زخم تیغ عشق کاری اندنوں
مرغ بسمل کی تڑپ ہو بیقراری اندنوں

واہ کیا جوبن پہ ہے حسن عروسان چمن
ناز کرتی پھرتی ہے باد بہاری اندنون

فصل گل پھر آئی پھر جوش جنون تازہ ہوا
رنگ لائی پھر نیا وحشت ہماری اندنون

لہلہاتا سبزہ نہرین موجزن ٹھنڈی ہوا
کیا گلستانین ہے لطف بادہ خواری اندنون

پاسے خم پر غیر رندوا ہی کوٹے ہین اہل زہد
جا کے سر پھوڑے کہان پرہیزگاری اندنون

عندلیبو تم بھی اُسکے ساتھ گلشن سے چلو
لیچلی ہے بوے گل باد بہاری اندنون

تھا یہ رند بادہ کش کوئی کہ جسکی خاک پر
ابر رحمت کر رہا ہے اشکباری اندنون

فرقت دلدار مین رخصت ہوے ہوش و حواس
درد اک کرتا ہے دلکی غمگساری اندنون

فرقت جانان مین دل نے بھی ہمارے چھوڑ دی
ہمنشینی غمگساری دوستداری اندنون

واہ کیا جوبن دکھاتی ہین تمھاری چھاتیان
اُبھری اُبھری گوری گوری پیاری پیاری اندنون

فصل گل مین توڑی توبہ رہا جاتا نہین
کیا کرین صفدر کہ ہے بے اختیاری اندنون

کم سن ہین آئینہ ابھی پیش نظر نہین
کیا لین مری خبر انھین اپنی خبر نہین

کچھ بات معتبر تری اے حیلہ گر نہین
تا نصف شب تھی ہان اُنکی پچھلے پہر نہین

ہمدم کہان رفیق کہان ہجر یار مین
پہلو نشین سواے دل نوحہ گر نہین

لیتا ہون ایک گال کے بوسے جو چار پانچ
کس ناز سے وہ کہتے ہین بس اب ادھر نہین

اٹھ اٹھ کے میرے دلکو کرین آپ پائمال
مین دیکھون بیٹھے بیٹھے یہ میرا جگر نہین

کیا بیکدہ بھی شہر خموشان ہے ساقیا
غافل ہین سب کسی کو کسی کی خبر نہین

مسودے مین لطف یار کے لکھتا ہون رات بھر
یہ وہ شب فراق ہی جسکی سحر نہین

تسکین کو میرے دلسے بنائی ہی تونے بات
پیغام اسکے منہ کا یہ ای نامہ بر نہین

ملتی نہین ہی آنکھ کبھی بوسے کا ذکر کیا
اگلی سی وہ صفدر کی ہم پر نظر نہین

میری تمھاری بات تو نمین نقصان ہین ایک سے
وہ معتبر نہین ہین تو انمین اثر نہین

آنا ہی ای مسیح تو جلد آکے دیکھ جا
تیرے مریض غم کو امید سحر نہین

پامال کوئی ہو کوئی ٹھوکر سے جی اٹھے
مستانہ اسکی چال ہی اسکو خبر نہین

صفدر کہین چھپائے سے چھپتا ہی درد دل
بیتاب کیون ہین آپ محبت اگر نہین

ہم آئے تھے گھڑی بھر غم غلط کرنیکو یارون مین
وہ سب ہمسے سوا نکلے تمھارے دستہ دارون مین

مین توبہ کرکے آبیٹھا تو ہون پرہیزگارون مین
کوئی کھینچے لیے جاتا ہی دلکو بادہ خوارون مین

نہ میرا عشق مین ثانی نہ تیرا حسن مین ثانی
یہی ہون لاکھون مین یکتا منتخب ہی تو ہزارون مین

نہین آرام اسکو ایکدم مثل دل عاشق
نگاہ ناز بھی ہی کیا تمھارے بیقرارون مین

تمھاری چھاگلین آوازہ کستی ہین مسیحا پر
کہ جب چلتے ہو تم جی اٹھتے ہین مردے مزارون مین

نکالے رنگ اچھے خضر زاہد نے ان دونون
کہ دن بھر روزہ دارون مین شب بھر بادہ خوارون مین

ہمین ہی جستجو ہر بزم مین معشوق کمسن کی
تمنا لالۂ بیداغ کی ہی لالہ زارون مین

نہ عاشق ہی کوئی مجھسا نہ ظالم ہی کوئی تجھسا
وفا میری جفا تیری چھپی ہی اشتہارون مین

اڑاتے ہین مزے در پردہ سارے قاضی و مفتی
ملے راتونکو اکثر وقت رند پرہیزگارون مین

جھکایا مے سے اک عالم کو ساقی تونے محفل مین
ادھر بھی کوئی ساغر ہم کبھی ہین امیدوار دو نمین

کہو یہ برق سے لذت تڑپنے کی اگر چاہے
رہے دو چار دن آکر تمھارے بیقرار دو نمین

شب فرقت مرا نالہ صدائے صور تھا شاید
زمین جنبش مین آئی مردے اٹھو بیٹھے مزار دو نمین

بھلا رکھتے ہین صفدر اور شاعر مجھ سے کیا نسبت
مین ہون شاہ سخن یہ لوگ ہین جاگیر دار دو نمین

کوئی بات منھ سے نکل گئی جو خلاف وصلت یار مین
تو یہ عذر اُس سے کرونگا مین کہ جنون ہے مجکو بہار مین

مرے دل کی کچھ ہے نئی فغان الم جدائی یار مین
نہ جرس کے نالہ ہین درد یہ نہ اثر یہ صوت ہزار مین

نہ وہ ناز اٹھانے کے حوصلے نہ وہ شوق ہے نہ وہ ولولے
نہین طاقت اب دل زار مین نہین تاب جان نزار مین

ترے رحم حد سے کہین سوا مرے جرم کی نہین انتہا
نہ وہ آسکینگے حساب مین نہ یہ آسکینگے شمار مین

وہ کھڑے ہوے ہین سر لحد مرے اقربا سے کہے کوئی
آنکھیں اور دیکھ لون کوئی دم ابھی تنگ دین مزار مین

دم وصل ایسا لحاظ تھا نہ زبان سے کچھ بھی مجھے کہا
مگر آنکھیں شرم سے بند کین نئی سوجھی بوس و کنار مین

شب وصل غلبۂ شوق ہے یہ خیال بھی ہے مگر مجھے
کہ بگڑ نہ جاے وہ تند خو کہین مجھ سے چاہ مین پیار مین

عجب انقلاب زمانہ ہے وہ ہوے جوان ہوے پیر ہم
ہمین سیر باغ کا لطف کیا کہ خزان ہے اپنی بہار مین

مرا شہرہ سارے جہان مین ہے مرا ذکر کون مکان مین ہے
نہین غم اگر نہین جانتا کوئی مجکو میرے دیار مین

چمن جہان مین مین پھر چکا نہین تم سا گل کوئی دوسرا
فقط ایک بلبل زار کیا جو کہو تو کہدون ہزار مین

دل تنگ کا تو الم نہین مجھے صفدر اتنا خیال ہے
مرے دل مین غم ہے جو یار کا وہ بڑا ہے طرفہ فشار مین

مذکور اُس دہن کا جو دم سنا چمن مین
موتی بکھیر گئی شبنم سر غنچے کے دہن مین

بیگانہ مثل سبزہ اکثر رہے وطن مین
کیا لطف سیر ہمکو حاصل ہوا چمن مین

سمجھے چمن مین پہونچے آئے جو انجمن مین
کیا عطر کی مہک ہے اُس گل کے پیرہن مین

وحشت نئی ہماری ہے وادی سخن مین
کانٹے کبھی ہین زبان پر چبھے ہین باتین مین

ٹکڑے ہوے ہین لاکھون دل اسمین عاشقون کے
کنگھی کرو سمجھکر گیسوے پرشکن مین

نکلے صنمکدے سے ہوکر جو وہ مکدر
جھنجھلا کے خاک ڈالین بت چشم برہمن مین

ٹھوکر نہ یون لگاؤ تیرون کو ناز سے تم
مردے اچھل پڑینگے بیساختہ کفن مین

ای باغبان کچھ ہم پر سون نسیم آسا
آئی نہ ایک گل سے بوے وفا چمن مین

معشوق جس جگہ ہی عشاق بھی وہین ہین
ہمراہ شمع دیکھے پروانے انجمن مین

گم گشتہ دل ہمارا تم سے جدا نہ ہوگا
چاہ ذقن مین ہوگا یا زلف پرشکن مین

گلگشت باغ کو وہ شاید ہین آنیوالے
پھرتی ہی کیسی مضطرب باد صبا چمن مین

حیرت سے تیغ قاتل مقتول نے نہ دیکھی
پردہ یہ آئنہ ہی دولھا مین اور دولھن مین

یہ سرو قامتون سے ایذا اٹھائی ہم نے
گلگشت کو نجائین اُن سرو جس چمن مین

اسواسطے ہی خواہش ملک عدم کی صفدر
بچھڑے ہوے احبا ملجائینگے وطن مین

شرم آنکھ مین ہی آنکھ ہی پنہان نقاب مین
رہتا ہی اب حجاب بھی اُنکا حجاب مین

پیدا ہوا ہی کچھ تو اثر اضطراب مین
شبکو کبھی کبھی جو وہ آتے ہین خواب مین

آنکھون سے میرے ہی رخ جانان حجاب مین
ای برق حسن آگ لگا دے نقاب مین

اللہ رے شوق پوچھتے ہین نامہ بر سے ہم
کچھ تو بتا دے کیا وہ لکھینگے جواب مین

ہم میکدہ کی راہ سے پہونچینگے یار تک
واعظ پڑے رہینگے عذاب و ثواب مین

قاصد بھی اُسکو دیکھ کے بیتاب ہوگیا
کیا جانے کیا زبان سے کہا اضطراب مین

گنتی کے بوسے لینے کی ٹھہری ہی اُنسے جب
دھوکا ہی مین نے ڈالدیا ہی حساب مین

کعبے کو مین گیا تو وہ بت ہوگیا خفا
چلکر رہ ثواب پڑا کس عذاب مین

یہ خوف تھا سمجھے کہ یہان بھی نہو رقیب
مطلب کی بات کہہ نہ سکا اُنسے خواب مین

کم سن ہین وہ ابھی سے شرارت ہے اسقدر
بجلی چمک دمک کے بھبھکتے شباب مین

پردہ رو کے مثل برق تڑپتا ہون بار بار
اسکے دردِ دل کی چمک اضطراب مین

وہ کچھ لکھا کہ دلکو مرے یاس ہو گئی
اس سے تو کاش کچھ وہ نہ لکھتے جواب مین

رنج فراق حضرت ناصح سے روز بحث
صفدر کی ایک جان ہے کس کس عذاب مین

گالیون پر بھی ترے حق مین دعا کرتے ہین
ہم وہ کرتے ہین جو ارباب وفا کرتے ہین

دل مرا پانون کے نیچے وہ ملا کرتے ہین
دھیان آتا نہین اتنا کہ یہ کیا کرتے ہین

تیری بو سے مہکنے کو چاہیے اے یار دماغ
کیا سمجھ کر گلہ باد صبا کرتے ہین

کوئی اتنا تو بتا دے کہ حسینان جہان
دل جو لیجاتے ہین عشاق کا کیا کرتے ہین

دھیان کب اسکی کمر کا نہین آتا ہمکو
سفر ملک عدم روز کیا کرتے ہین

گالیان دینے لگے کیسی وہ برہم ہو کر
ہمنے اتنا ہی کہا تھا کہ دعا کرتے ہین

بسملونکو جو ہوئی دولت دیدار نصیب
سجدۂ شکر تہ تیغ ادا کرتے ہین

صاف ہے بید ہنی انکی اسی سے ثابت
ہم جو کہتے ہین وہ خاموش سنا کرتے ہین

سرو کو دیکھیے کیا اس قد موزون سے نسبت
ایسے بندے تو وہ آزاد کیا کرتے ہین

بار شاہی نہ اٹھیگا ترے دردیشون سے
وہ بھلا کب طلب ظل ہما کرتے ہین

کی جو صفدر نے شکایت تو شکایت کیا ہے
دوستو دل ہی کا تو احباب گلہ کرتے ہین

رہتا ہون رات دن جو کسیکے خیال مین
کیا احتیاط ہو انھین مجھ سے وصال مین

آٹھ آٹھ کے درد دل ہو تجھے چھیڑنے سے کام
اللہ کیا مقام ہو میدان عشق بھی

دل بھاگتا ہو اتنو تصور سے یار کے
کس گل کی سیر باغ کو آئی ہو اے صبا

سو بار حسب خواہش اُدھر سے ملا جواب
کیا مجکو قتل کرکے پشیمان ہوے ہین وہ

وہ اور جواب میرے سوالونکا نامہ بر
باقی نہین تمیز فراق و وصال مین

آتے ہین ساتھ لیکے کسی کو خیال مین
کیا جانئے تو کہ بیٹھے ہین ہم کس خیال مین

قائل جو وجد مین ہو تو بسمل ہو حال مین
کمبخت غیر آتا ہو پہلے خیال مین

پھولے نہین سماتے ہین کلیان نہال مین
ہم کچھ کسی کی سنتے ہین فوق سوال مین

بیٹھے ہین سر جھکائے ہوے انفعال مین
وہ بات کہ کہ آئے کسی کے خیال مین

صفدر غضب ہو جان پہ عاشق کے ہر طرح
گرمی جلال مین ہو تو شوخی جمال مین

مین اگرچہ زار و نزار ہون مگر اُسکا شکر گذار ہون
نہ کسی کی آنکھ مین خار ہون نہ کسی کے دل کا غبار ہون

نہ کسی کی چوٹی کا پھول ہون نہ کسی گلے کا مین ہار ہون
یہ ہجوم داغ ہو جسم پر کہ مین آپ باغ و بہار ہون

نہ کسی کے سینے کا داغ مین نہ کسی کا لالہ باغ مین
نہ کسی کے گھر کا چراغ مین نہ کسی کا شمع مزار ہون

نہ شمار مین نہ قطار مین نہ کرور مین نہ ہزار مین
غم بیکسی کے دیار مین فقط ایک مشت غبار ہون
مجھے میرا گوشۂ انزوا مرے حق مین ہر سبب بقا
جو ذرا جہان کی لگی ہوا تو فنا برنگ شرار ہون
مرا سر قدم سے اُٹھائیے مجھے اب گلے سے لگائیے
بہت آنکھین اب نہ دکھائیے کہ ہزار دل سے نثار ہون
یہ ہوس صفدر خستہ جان کہ سوے مدینہ ہونمین رواں
کرے خاک بھی جو یہ آسمان اُسی کوچے کا مین غبار ہون

خوابین آنیکا اقرار ہی پر خواب کہان
خواب بھی آئے تو پھر دیکھنے کی تاب کہان

یار آزردہ مخل غیر مخالف دربان
کھینچ لایا ہر مجھے یہ دل بیتاب کہان

وشت غربت مین وطن سے ہمین لائی قسمت
اب وہ ہم بزم وہ غمخوار وہ احباب کہان

خشک کانٹے ہین فقط باغ مین آئی ہر خزان
گل شاداب کہان لالۂ سیراب کہان

بیقراری سے مرے دلکی نہین ہو واقف
تمنے دیکھی طپش ماہی بے آب کہان

ابروے یار مین اے دل ہوا سجدۂ شکر
پھر نظر آئیگی ایسی تجھے محراب کہان

کشتی ٹوٹی ہوئی گرتا ہوا اپن جوش یہ بحر
کتنا غافل ہون کہ آیا ہر مجھے خواب کہان

عہد پیری مین گیا حسن جوانی صفدر
ہو گئی صبح عیان جلوۂ مہتاب کہان

سخت بیمار درد فرقت ہون　　آئیے جلد ورنہ رخصت ہون

صاف باطن ہون پاک طینت ہون　　شکل آئینہ بے کدورت ہون

رنج فرقت سے دے نجات مجھے　　موت کا مین رہین منت ہون

کیون ہین افسردہ ہمنشین میرے　　پاس ہون مین نہ کوئی حسرت ہون

دور ساغر ہی اسطرف بھی ضرور　　ساقیا لائق عنایت ہون

زلف کہتی ہی آنکی مین ہون بلا　　قد کا ہی قول مین قیامت ہون

راز عالم ہی سب عیان مجھپر　　لوح محفوظ و کلک قدرت ہون

سایۂ عاقبت کہان مجھمین　　شجر خشک دشت وحشت ہون

میرے اشکون سے سبز ہی یہ چمن　　حق مین عالم کے ابر رحمت ہون

مین جدھر ہون اُدھر ہی اک عالم　　ای جنون کیا مین کوئی دولت ہون

پیشرو سب کا ہو مرا پیرو　　خضر سر منزل حقیقت ہون

اُنکے سر پہ اُدھر ہی خون مرا　　مین اِدھر زیر بار منت ہون

غم کے آثار رخسے روشن ہین　　کیا کسی کا چراغ تربت ہون

مثل سبزہ ریاض عالم مین　　پائمال ریاض غفلت ہون

قیس و فرہاد ونل جہانسے گئے　　عشقبازی مین مین غنیمت ہون

کیا بنائی ہی نور کی صورت　　مین تو قربان دست قدرت ہون

دل کا ارمان آج نکلے گا　　اک پری وش سے گرم صحبت ہون

عشق مجھ پر تمام ہو صفدر
پیرو خاتم رسالت ہوں

روئے ہیں ابر تر کے نقشے مٹا دیئے ہیں
ہم جب ابل پڑے ہیں دریا بہا دیئے ہیں

وہ تیغ جب چلی ہو جوہر دکھا دیئے ہیں
مقتل میں چار جانب تودے لگا دیئے ہیں

دانتوں کی یاد میں جب آنسو گرا دیئے ہیں
فرش زمیں پہ ہمنے موتی بچھا دیئے ہیں

نالوں سے ل ہلینگے کیونکر نہ ان بتوں کے
عرش بریں کے پائے اکثر ہلا دیئے ہیں

حسن و جمال کا کب چار دانگ تھا شہرہ
یہ چار چاند ہمنے تمکو لگا دیئے ہیں

کیا منہ ہمارے آگے کھولے زبان جو بلبل
دو نالے کر کے ہمنے چھکے چھڑا دیئے ہیں

اس گلکے گیسوؤں تک جاتا ہو بے تکلف
شانے کو کیا خدا نے بخت رسا دیئے ہیں

صحرا چمن بنا ہو کانٹے لہو سے گلگون
چھالوں نے وحشیوں کے کیا گل کھلا دیئے ہیں

ہو پیش دست رنگیں کیا قدر لالہ و گل
رنگ آنکے چٹکیوں میں اسنے اڑا دیئے ہیں

اے میکشو بگاڑا کیا محتسب کا تم نے
کیوں خم کے خم زمیں پر ناحق لنڈھا دیئے ہیں

بیٹھے ہیں اسکے در پر عزت ہو یا ہو ذلت
یہ وسوسے تو دل سے ہمنے اٹھا دیئے ہیں

احسان نسیم گلشن رکھتی ہو کیا لحد پر
کس دن چمن سے لا کر دو گل چڑھا دیئے ہیں

کچھ نقشبند امکان کھلتا نہیں ہو پردا
کیا کیا بنا بنا کر نقشے مٹا دیئے ہیں

اے شوخ تیرے بسمل تڑپے ہیں جب یہیں پر
گردوں کی قد سیوں نے پردے اٹھا دیئے ہیں

الفت نے روگ کیا کیا صفدر لگائے ہین

رقیب ان نگاہون سے کم دیکھتے ہین / تمھین جس محبت سے ہم دیکھتے ہین

رہ عشق نے دل نے بھی ساتھ چھوڑا / وفادار دنیا ہین کم دیکھتے ہین

شگفتہ ہو گلزار لبریز ساغر / تری راہ ابر کرم دیکھتے ہین

وہ میکش ہین اک جام مے پی کے ساقی / تماشا دو عالم کا ہم دیکھتے ہین

دم نزع ہو سامنے سے نجاؤ / تمھین اور ہم کوئی دم دیکھتے ہین

تری زلف پیچان کے سنبل ہین اور گل / نہ بو دیکھتے ہین نہ خم دیکھتے ہین

بتون مین بھی جلوہ خدا کا ہے موسی / جو تم دیکھتے ہو وہ ہم دیکھتے ہین

بتا کر وہ مجھکو جلیسون سے بولے / مجھی کو یہ کیون دمبدم دیکھتے ہین

نگاہون سے ہے قصد قتل دو عالم / ارادے بڑے انکے ہم دیکھتے ہین

گلی مین ترے آکے گبر و مسلمان / تماشاے دیر و حرم دیکھتے ہین

بھلا اپنی ہستی بھی ہستی ہے کوئی / ادھر بھی ادھر بھی عدم دیکھتے ہین

وہ صابر ہین خاموش بیٹھے ہین صفدر / جفا دیکھتے ہین ستم دیکھتے ہین

اُس کوچے مین ہم پہونچے تدبیر اسے کہتے ہین / وہ گھر سے نکل آئے تقدیر اسے کہتے ہین

سر اُسکے قدم پر ہو نام اُسکا زبان پہ ہو / سجدہ اسے کہتے ہین تکبیر اسے کہتے ہین

گھبرا کے چلے آئے وہ آپ مرے گھر مین / اے نالۂ دل تحسین تاثیر اسے کہتے ہین

پیغام مرا سنکر خط پڑھکے کہا اُسنے
تقریر اِسے کہتے ہین تحریر اِسے کہتے ہین

وحشت مین تماشے کو کیا کیا نہ حسین آئے
پریون کو کیا تابع تسخیر اِسے کہتے ہین

دل زلف مین جب لائین آکے کہان اُلجھا
شانے نے کہا نادان زنجیر اِسے کہتے ہین

نقشہ تری صورت کا آیا جو تصور مین
بیساختہ دل بولا تصویر اِسے کہتے ہین

محفل مین جو ہم بیٹھے تعظیم کو وہ اُٹھے
عزت کے معنی ہین توقیر اِسے کہتے ہین

خاک قدم جانان ہاتھ آئے ہمین صفدر
کیا خوب ملی دولت اکسیر اِسے کہتے ہین

ماتم کشتہ فراق آج ہی بزم یار مین
موت خزان مین آ گئی تھی پھول ہو بہار مین

آئیے سیر کیجیے داغ ہین جسم زار مین
دیکھیے یہ نئی بہار پھول کھلے بہار مین

حسن مین تم لاجواب عشق مین ہم ہین انتخاب
فرد ہو سیکڑون مین تم ایک ہین ہم ہزار مین

گیسوے و روے یار کی ایسی ہی ہم کو جستجو
ایک قدم طلب مین ہی ایک قدم تتار مین

فکر لباس کی ہمین جوشِ جنون مین کچھ نہین
بیٹھے ہین ہم برنگ گل جامۂ تار تار مین

آتا ہون مین مدام اگر پاس ترے خفا نہ ہو
عذر ہی قابل قبول دل نہین اختیار مین

واہ رے لطف میکشی میکدہ اور دختِ رز
باغ جنان ہی روبرو حور ہے کنار مین

نور نگاہ اُڑ گیا صاف برنگ آئنہ
آنکھین سفید ہو گئین صدمۂ انتظار مین

قید مین بال بال ہین سیکڑون بیکسو دل
شانہ سمجھ کے کیجیے گیسوے مشکبار مین

رشک تڑپ کا ہو برا جسنے ہمین جگا دیا
سونے نہ پائے چین سے چار گھڑی مزار مین

مالک کوثر وجنان روز جزا ہین مرتضی
ذکر یہی ہی صحبت صفدر بادہ خوار مین

جب سے مہمان ہوا ہی تو دل مین
نہ رہی کوئی آرزو دل مین

جب سے ساقی بسا ہی تو دل مین
جام آنکھو نمین ہی سبو دل مین

حسرت آنکھو نمین ڈھونڈھتی ہی اُسے
ورد کرتا ہی جستجو دل مین

جب اُٹھا جان پر ہوا صدمہ
درد کی طرح سے ہی تو دل مین

نہین آتی ہی شرم سے باہر
یہ وُطن ہی کہ آرزو دل مین

بیوفا یہ بھی ہو گیا کمبخت
آگئی ہی تمھاری خو دل مین

پھر نکلنے کا نام تو نہ کبھی
تم رہو مثل آرزو دل مین

اُٹھ کے پہلو سے تم گئے باہر
ڈھونڈھتا ہون مین چار سو دل مین

بیوفا دلربا کو کہتے ہین
اور مجکو ہی گفتگو دل مین

بت خدا اِس سے کچھ نہین باہر
کیجیے سب کی جستجو دل مین

وصل سو بار ہو چکا صفدر
آرزو سی ہی آرزو دل مین

مین کب جنس دل رایگان بیچتا ہون
خریدار تم ہو تو ہان بیچتا ہون

فقط ایک بوسے پہ دیتا ہون دل کو
نہ سمجھو کہ سوداگران بیچتا ہون

جو تملو ار تم سنے کوئی مول لی ہی
مین سر اپنا ای جان جان بیچتا ہون

تمھین جو پسند آ سکے حاضر ہے لے لو
دل و دین و نام و نشان بیچتا ہون

خریدار ہون اک بت نازنین کا
محبت مین دونون جہان بیچتا ہون

وہ مکتب مین جبدم گئے مین بھی پہونچا
کہ سعدی کی مین بوستان بیچتا ہون

نئی جوش مستی مین سوجھی ہے مجھکو
کہ پیر مغان کی دکان بیچتا ہون

بتون کو جو دیتا ہون مین کعبۂ دل
نہین دھیان کسکا مکان بیچتا ہون

ابھی دیکھے دل مول لیتا ہون تو
وہ اتنا تو کہدین کہ ہان بیچتا ہون

گلی مول لیتا ہون اُس گل کی صفدر
تماشا ہے باغ جنان بیچتا ہون

لگائے زخمکاری جسنے قاتل اسکو کہتے ہین
ہنسے کیا کیا نہ اپنے زخم لب بسمل اسکو کہتے ہین

نہین نادان بڑا ہوشیار ہے دل اسکو کہتے ہین
زمانے مین جو عاقل ہین وہ عاقل اسکو کہتے ہین

قدم رکھکر جو کوے یار مین مینے نشان چھوڑا تو
صدا غیب سے آئی کوے قاتل اسکو کہتے ہین

نہ اسکو تیغ کا ڈر ہے نہ اندیشہ ہے خنجر کا
تری الفت مین کھیلا جان پر دل اسکو کہتے ہین

بڑے جو چلنے والے تھے تھکے راہ محبت مین
کبھی طے نہین ہوتی ہے منزل اسکو کہتے ہین

نہ چھوٹا پھنسگیا جو اسکے گیسوے مسلسل مین
بلا کی الجھنین پڑتی ہین سلاسل اسکو کہتے ہین

وہ جسدم آئینہ خانہ مین آ سکے یہ کہا ہنسکر
عجب جلسہ حسینونکا ہے محفل اسکو کہتے ہین

تری تمثیل مین نے شمع جیسا نور یا مین دیکھی
گمان گذرا کہ یہ لیلی ہے محمل اسکو کہتے ہین

کوئی کہتا ہے غنچہ اُس دہن کو اور کوئی نقطہ
یہ عقدہ حل نہین ہوتا ہے مشکل اسکو کہتے ہین

انا الحق سے غرض منصور کی تھی عین ذات حق
بڑے ناسمجھ ہین جو قول باطل اسکو کہتے ہین

نہ تڑپا زخم کھا کر زیر خنجر بھی جو بین صفدر
کہا قاتل نے ہنسکر واہ بسمل اسکو کہتے ہین

پھر نظر آ گئے وہ گیسوئے خمدار کہین
پھر گرفتار ہوا آج دل زار کہین

دل تڑپتا ہے بہت آج قفس مین صیاد
کوئی آزاد ہوا تازہ گرفتار کہین

آ گئی آہ زبان تک تو کہان چرخ کی خیر
کھنچ گئی میان سے اب رکھتے ہین تلوار کہین

اتنی سی بات پہ ہوتے ہین عبث آپ خفا
ایک بوسے پہ یہ دیکھی نہین تکرار کہین

فرش پر اُسکا نشان ہے نہ سر عرش پتا
ہاتھ آتا نہین نقش قدم یار کہین

وہ تصور مین بھی آتے ہین تو یہ ڈرتے ہین
پرچہ عفت کو لگا دین نہ خبردار کہین

باغبان دیکھ زیادہ نہ ستا بلبل کو
پھونک دے نالہ سوزان سے نہ گلزار کہین

وقفہ ہستی مین نہین عمر روان کو ہرگز
راہ مین دم نہین لیتا ہے یہ رہوار کہین

سر بازار نہ یون ناز و ادا سے چلیے
آپکی چال پہ چل جائے نہ تلوار کہین

اس ادا سے نہ قدم وقت تماشا رکھیے
ہو نہ ہنگامہ محشر سر بازار کہین

صاف چہرے سے تمھارے یہ عیان ہے صفدر
دام الفت مین کسی کے ہو گرفتار کہین

طلب دین کی یا فکر دنیا کرین
حیات دو روزہ مین کیا کیا کرین

اطبا نہ میرا مداوا کرین
اگر دستکش ہون تو اچھا کرین

ستمگر نے چھوڑا ہمین نیم جان
یہ مدنظر ہی کہ تڑپا کرین

بہت دکھے ہاتھون سے مجبور ہین
نہ آئے ہمین صبر تو کیا کرین

کہان تاب نظارہ ای شوق دل
کرین آنکھون سے اسکا تماشا کرین

یہ چالین حسینون کی اچھی نہین
یقین ہی کوئی فتنہ برپا کرین

عجب غنچو مین ہی دریا دل
یہ چاہین تو قطرے کو دریا کرین

وہ دل لیکے پھیرین یہ ممکن نہین
کہان تک ہم انسے تقاضا کرین

زمانے مین رسم مروت نہین
کہان سننے والا کہ شکوا کرین

زمین مین بھی مردہ مرا گڑ چکا
قدم رنجہ اب کیا مسیحا کرین

بس اتنا ارادہ ہی صفدر یہی
محبت کسی سے نہ اصلا کرین

طور نرالا تم نے نکالا تم سا کوئی خود کام نہین
سب سے ہین راہین سب پہ نگاہین ہمسے سلام و پیام نہین

ظلم ہین لاکھون جور ہزارون مہر و وفا کا نام نہین
خیر یہی ہین طور تو بہتر تم سے ہمین کچھ کام نہین

منھ سے تمھارے ہان کبھی نکلے ایسی بھی کوئی ساعت ہی
دن کو نہین ہی شب کو نہین ہی صبح نہین ہی شام نہین

حال دل اپنا کیا کہون ہمدم کیسی گذرتی ہی شب غم

صبر نہین ہر تاب نہین ہر چین نہین آرام نہین
اپنا جہان سے عزم سفر ہر آنکھ نہ پھیر و رحم کرو
ہجر کا ہمسے وقت نہین ہر ترک کا یہ ہنگام نہین
تم نے جو خط کے پرزے اُڑائے نامہ رسانکو قتل کیا
تھا یہ مرا تقدیر کا لکھا تم پہ کوئی الزام نہین
وجہ نہین کچھ کھلتی اِسکے طائر دل کیون پھنستے ہین
آپ تو کچھ صیاد نہین ہین کاکل پیچان دام نہین
بادہ کشی سے ہوگئی نفرت جبسے جدا ہین یار سے ہم
دل مین ہین چھالے آنکھ ہر پر خون شیشہ نہین ہر جام نہین
کیسی تسلی کیسی تسکین دل کو ہر اپنے یاس رہی
لایا ہر ایسا نامہ قاصد جس مین کسی کا نام نہین
صبح جو اُسکے در پہ گئے ہم ہو کے خفا دربان نے کہا
ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھارو آجکی صحبت تمام نہین
خوف خدا بھی چاہیے اے بت ہو کے مسلمان سجدہ بت
یہ تو نیا ہر کوئی طریقہ دین نہین اسلام نہین
ہر جو ہجوم اغیار کا ہر سو کوچے مین اُسکے خوف ہر کیا
اُنکی صفون کو مین جو نہ توڑون صفدر میرا نام نہین

یہ کون آتا ہی رنگا پھول جھڑ عنبر فشانین
صبا اترائی پھرتی ہی جوانان وزردن گلستانین

وہ وحشی ہون کہ جب رکھا قدم مین نے بیابانین
سنا مین نے کہین کانٹون نے سر نخل مغیلانین

جو تڑپاتا ہی تو اچھی طرح تڑپا مجھے قاتل
کوئی چٹکی نمک کی رہ نہ جائے اب نمکدانین

کہین اب جلد لیچل اے جنون مجھکو آبلہ پا کو
ہوئی ہی دیر کانٹے راہ تکتے ہین بیابانین

حیا کا رنگ چھایا جب شب وصل انکی آنکھون سے
تو شوخی خوف سے جا کر چھپی چشم غزالانین

دکھا دو جلوہ زلفین کھولکر چہرے تابان کے
کوئی جھگڑا نہ پھر باقی رہے گبر و مسلمانین

خرام ناز تم گور غریبان پر جو فرماؤ
تو شور حشر برپا ہو ابھی شہر خموشانین

روانی بڑھ گئی چلنے لگی اب سارے عالم پہ
ہمارے قتل سے دم آ گیا شمشیر بران مین

مگر فصل بہاری آ گئی نزدیک اے صفدر
کہ پھر کچھ ربط باہم ہو چلا دست گریبانین

محبت کا مزا ہی اور مین ہون
دل درد آشنا ہی اور مین ہون

مسیحا در ترا ہی اور مین ہون
یہی دار الشفا ہی اور مین ہون

تری زلف دوتا ہی اور مین ہون
یہی کالی بلا ہی اور مین ہون

وہ بت ہی اور اک عالم کا مجمع
یہان میرا خدا ہی اور مین ہون

شب فرقت بسر ہو الٰہی
سحر تک یہ دعا ہی اور مین ہون

نشانہ ہی نگاہ ناز کا دل
یہ تیر بے خطا ہی اور مین ہون

جوانی جا چکی پیری بھی آئی
بس اب آگے قضا ہی اور مین ہون

خط آتے ہی روانہ ہو گئے سب
بس اب وہ مہ لقا ہے اور میں ہوں

اسی نے نقد دل میرا اڑایا
ترا دزدِ حنا ہے اور میں ہوں

کبھی اُس گل کی بو مجھ تک نہ آئی
اب آئی تو صبا ہے اور میں ہوں

خوشی ہے خرمی ہے اور ہیں وہ
مصیبت ہے بلا ہے اور میں ہوں

دم عیسیٰ نہیں درکار صفدر
وہ شمشیر ادا ہے اور میں ہوں

الٰہی دے اثر ایسا مرے بیتابیٔ دل میں
چلے آئیں کلیجا تھام کر وہ میری محفل میں

طلب غیر ذکی ہوتی ہے بلا کر مجھکو محفل میں
خدا جانے ارادہ کیا ہے اُس عیار کے دل میں

خیال لب میں غمزے نے ترے عشاق کو مارا
مریضوں کو لگا لایا مسیحا کوئے قاتل میں

جدائی میں کسے خواہش سیر لالہ و گل کی
ہزاروں داغ ہیں سینے میں لاکھوں زخم ہیں دل میں

اٹھاتے سر بھی زانو سے نہیں تم بولنا کیسا
حجاب شرم کی کچھ حد بھی ہے یاروں کی محفل میں

ہمیں اور غیر کو وہ بیخبر یکساں سمجھتا ہے
ابھی تک فرق کچھ اُسکو نہیں ہے حق و باطل میں

وہ مجنوں ہوں نہیں ہے حسن سے خالی مری وحشت
یہ حلقے قفلے ہیں یا لوگ آنکھیں ہیں سلاسل میں

تمہارے خال رخ کو دیکھنے یہ لوگ آئے ہیں
کہ قاتل نے کھنچنے کی حیا باقی نہیں تیغ سے محفل میں

مزہ یہ ہے کہ مقتل میں نگاہ کی تیغ ہنس ہنسکر
نمک بھر بھر کے قاتل نے ہرا اک زخم بسمل میں

اڑی ہیں دھجیاں ننھے کی قبر و شہید و
ہوا لٹکا ہی ہے اشک حسرت پایہ قاتل میں

علی مرتضیٰ سے ہوا اعانت خواہ اے صفدر

وہی مشکلکشا ہین کام آجاتے ہین مشکل مین

ہوئی ایسی کشش پیدا کمند نالہ دل مین
حسینان جہان کھنچ کھنچ کے آئے اپنی محفل مین

اسے منظور میرا قتل مین آمادہ مرنے پر
وہی ہے میرے دل مین بھی جو کچھ ہے یار کے دل مین

بہار آئی ہے کب سے نہ انجمن مین وحشی ٹھہرتا ہون
گلے مین طوق ڈالو یا مجھے جکڑو سلاسل مین

خود آیا سوے مقتل عذر سر دینے مین کسکو ہے
کشیدہ ہے عبث شمشیر مجھ سے دست قاتل مین

ترے چاہ زنخدان کا یہ ادنیٰ سا کرشمہ ہے
دیے غوطے فرشتونکو پھنسایا چاہ بابل مین

اثر نالے دکھلاتے گلون کے کان کھل جاتے
اگر ہوتا دل نالان بھی انبوہ عنادل مین

لب جان بخش و تیغ ابروے جانان کا دھیان آیا
مسیحا سے ملاقات اپنی ٹھہرے کوے قاتل مین

نپوچھو کیون اٹھا صفدر تمھاری بزم نازان سے
نہین معلوم کیا تھے دلولے کمبخت دل مین

لطف میخواری ہے پھولا ہے چمن برسات مین
اے دل مشتاق ہو توبہ شکن برسات مین

ہر پری وش آجکل اک نور کی تصویر ہے
ہے مرقع گلرخون سے انجمن برسات مین

واہ کیا جلسہ ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہے کیا فضا
ہین خرامان سیکڑون گل پیرہن برسات مین

بلبلو دیکھو تماشا شاہد گل ہر طرف
نکلی ہین خوشنما سے بن بنکر دلہن برسات مین

چار جانب چھائی ہے گلزار پر کالی گھٹا
ہو مقرر میکشی کی انجمن برسات مین

پی کہان باغون مین کہتا ہے پپیہا باربار
بلبل شیدا کہین ہے نعرہ زن برسات مین

دلکو تڑپاتی ہے بادل مین کہین کوئل کی کوک
اور کہین رقصان ہے طاؤس چمن برسات مین

فصل گل سے بھی زیادہ آجکل ہی کچھ فضا　سر سے پا تک ہر شجر ہی گلبدن برسات مین
یہ شفق یہ برق یہ قوس قزح یہ کہکشان　رنگ لایا ہی نیا چرخ کہن برسات مین
ہر طرف گلزار مین شور مبارکباد ہی　سیر کو آتا ہی وہ رشک چمن برسات مین
سیر گلشن کو وہ جاتے ہین تو کہتی ہی نسیم　لطف ہی تجھکو لئے ای گل پیرہن برسات مین
ہر روش گلشن مین فرش گل بچھا ای باغبان　سیر کو آتا ہی وہ نازکبدن برسات مین

ہی شراب و ساقی و مینا و ساغر راتدن
کیا ہی بگڑا ہی ترا صفدر رحلن برسات مین

سیر گلشن چاہیے ای گلبدن برسات مین　سنتے ہین سرسبز ہوتا ہی چمن برسات مین
آجکل یہ سادہ پن ای جانجان اچھا نہین　کچھ تکلف چاہیے کچھ بانکپن برسات مین
زعفرانی صندلی دھانی بسنتی شربتی　اک نیا ہر روز بدلو پیرہن برسات مین
ہاتھ مین رنگ حنا ماتھے پہ افشان چاہیے　دوش پہ لہرائے زلف پرشکن برسات مین
مجھسے نامہربان ساقی خفا بیٹھا نہ بند　کیا سمجھکر مین ہوا توبہ شکن برسات مین
ملکے مسی غنچۂ سوسن کو شرمندہ کرو　کچھ ادا ہت چاہیے زیب دہن برسات مین
دل بھر آیا ہجر ساقی مین گھٹائین دیکھکر　ہو گیا دریائے الفت موجزن برسات مین
جب کہین غربت مین دیکھی محفل عیش و نشاط　یاد آئے ہمکو یاران وطن برسات مین
رونے مین یاد آئی یون شکل حنائی یار کی　جسطرح دو طہا کے گھر آئے دلہن برسات مین
مجھکو گریان دیکھکر بیساختہ وہ ہنس پڑے　کھل گئے یا غنچہ ہاے یاسمن برسات مین

مے پرستی کے سوا مذہب کوئی باقی نہین
ہوگئے ہین ایک شیخ و برہمن برسات مین

لطف بے ہمدرد کے کچھ نالہ کرنے مین نہین
کو بلبلین کو کہین تو ہین ہون نعرہ زن برسات مین

حکم دو ساقی کو سامان لیچلے اُٹھی گھٹا
میکشی کو چاہیے صحن چمن برسات مین

ہر طرف جھولے پڑے ہون جھولتے ہون مہ جبین
طائفے حاضر ہون بھر انجمن برسات مین

غزل

آئی بہار تازہ گلستان ہے اندنون
باغ جہان بھی روضۂ رضوان ہے اندنون

ہنسے جدا جو وہ گل خندان ہے اندنون
اپنی نظر مین خار گلستان ہے اندنون

صحن چمن مین دور ہو جام شراب کا
ساقی ہوا کے سرد ہے باران ہے اندنون

فرش زمردین ہے زمین پر بچھا ہوا
سبزی سے طرفہ سبز بیابان ہے اندنون

جز بوے گل نہین ہے زمین پر کہین غبار
ہر گرد باد سرو خرامان ہے اندنون

بلبل ہے شاخ گل پہ صنوبر پہ فاختہ
کیا مجمع طیور خوش الحان ہے اندنون

مستی مین آج حضرت واعظ کو مار لو
مستو یہی ہے گوے میدان ہے اندنون

لطف و کرم سے مطرب و ساقی ہین قدردان
جو ہے وہ اپنا بندۂ احسان ہے اندنون

ساقی کے ایک جام سے یہ مرتبہ ملا
جمشید اپنا تابع فرمان ہے اندنون

دور شراب و گردش ساغر ہے اور ہم
کسکو خیال گردش دوران ہے اندنون

جلسے پری رخون کے ہین دور شراب ہے
صفدر بھی مرتبے مین سلیمان ہے اندنون

قتل کو خنجر ادا دور سے کیوں دکھا کہ یوں
طفل تھا طور ذبح کی جانتا تھا وہ کیا کہ یوں
آگے دوراہے ہیں پھنسے فکر ہے کس طرف چلیں
شوق یہ دلکو جب ہوا شکل فنا کی دیکھیے
در پہ ترے گذر تو ہو پھر نہ اٹھونگا بیٹھکر
چاک دل و جگر ہیں جب اُس گل تر کو شک ہوا
واہ ری بد خلافیاں ضد رہی بات بات میں
فکر دل گرفتہ تھی ہوگا شگفتہ کس طرح
مینے کہا کہ تمنے ہم غیر کو دی تھی کسطرح

کچھ میں لپٹ نہ جاؤنگا آکے مجھے بتا کہ یوں
صید پہ پھیر کر چھری غیر نے کہہ دیا کہ یوں
رند بتاتے ہیں کہ یوں کہتے ہیں پارسا کہ یوں
شک کے حباب نے مجھے نقشہ دکھا دیا کہ یوں
راہ بتائیگا مجھے خود مرا نقش پا کہ یوں
غنچہ نو شگفتہ ایک ہمنے دکھا دیا کہ یوں
کہنے لگا وہ شوخ دوں مینے اگر کہا کہ یوں
غنچہ نے ہنس کے صبحدم کان میں کہدیا کہ یوں
اُسنے منگا کے جام زہر مجھکو پلا دیا کہ یوں

غیر نے پوچھا یار سے عشق میں کس طرح رہوں
صفدر جان بلب کا حال اُسنے سنا دیا کہ یوں

دل کے ہمراہ پھنسی روح تن انسان میں
کیا ہوا ذکر اگر غیر کا ہے دیوان میں
ہوں میں وحشی مجھے نسرین و سمن سے کیا کام
وائے قسمت نہ میں جنت نہ جہنم کا ہوا
قدر سلطان ہے وہی تیرے گدا کے آگے
ذبح کرتا ہے جو منظور سنبھالو پوشاک

ساتھ دیوانے کے ہے قید پری زنداں میں
جا بجا نام ہے ابلیس کا بھی قرآن میں
ٹکڑے ہیں میرے گریبان کے مرے داماں میں
چشم مالک میں جگہ ہے نہ دل رضواں میں
آبرو ہے جو گدا کی نظر سلطان میں
جا تمھیں خون کے دھبے نہ لگیں داماں میں

بڑھ گئی خط کے نکلنے سے بہار عارض
جیسے اعراب سے رونق ہو سوا قرآن مین

راہرو آئے گئے میری طرف سے کتنے
مین وہ کانٹا ہون جو الجھا نہ کسی دامان مین

حور کا حال ہے یہ بزم بتان مین صفدر
جسطرح کوئی طفیلی ہو صف مہمان مین

فصل گل آئی ہوا عشرت کا سامان باغ مین
نغمہ زن ہین بلبلین طاؤس رقصان باغ مین

ہر روش پر سرو و مینا جام گل غنچے سبو
میکشی کا غیب سے کیا کیا ہے سامان باغ مین

نغمۂ مطرب ہے کلیون کے چٹکنے کی صدا
چہچہے کرتے ہین مرغان خوش الحان باغ مین

دل گرفتہ جتنے تھے سب ہو گئے اب باغ باغ
ایک بھی غنچہ نہین سر در گریبان باغ مین

کیون نہ دریا نوش مستی مین گھٹائین جھک کے جھوم
ہر طرح کا جب ہے لطف برق و باران باغ مین

جوش ہے ہر دل مین ایسا چاہتا ہے سرو باغ
کبک کے مانند ہون مین بھی خرامان باغ مین

جھوم کر پڑھتے ہین گلبن طفل مکتب کیطرح
دفتر گل ہے کہ سعدی کی گلستان باغ مین

باغبان ہے خواب مین جلدی جگا دے اے نسیم
پھول چنکر بھر لیا گلچین نے دامان باغ مین

بزم مین پڑھکر غزل خاموش صفدر ہو گیا
یا چہک کر چپ ہوا مرغ خوش الحان باغ مین

ہم تو ہزار بار تری جستجو کرین
پر دل نہین رہا ہو تو خاک آرزو کرین

جب پاکدامنی مین تری گفتگو کرین
کوثر سے چاہیے کہ فرشتے وضو کرین

اک دل تھا وہ بھی عشق مین برباد ہو گیا
لائین کہان سے دل کہ تری آرزو کرین

دامن ہی چاک چاک گریبان ہی تار تار
پرزے ہی سب لباس کہاں تک رفو کرین

کھلجاے انکو دعوی یکتائیے جمال
ہی دل مین آج آئنہ ہم روبرو کرین

مرغان دام پر ہو جو صیاد مہربان
ممکن نہین کہ باغ کی پھر آرزو کرین

محراب تیغ یار مین سجدے کا ہو جو قصد
واجب ہی پہلے آب بقا سے وضو کرین

کوے بتان مین شہر مین صحرا مین باغ مین
دل کی کدھر تلاش کہان جستجو کرین

صفدر یہ آرزو ہی کہ تنہا جو وہ ملین
کچھ روئین کچھ گلہ کرین کچھ گفتگو کرین

اک قیامت ہی انکی چال نہین
کسکا دل ہی جو پائمال نہین

ہم تو ذرے اُس آفتاب کے ہین
جسکو اندیشۂ زوال نہین

ایک بوسے کا تمسے طالب ہون
اور کوئی مرا سوال نہین

نزع مین دیکھتا ہون جلوۂ یار
وصل کا روز ہی وصال نہین

رخ پر نور ہی کہ شعلۂ طور
قدرت حق ہی وہ جمال نہین

وعدۂ وصل ہو وفا اُنسے
یہ کسیطرح احتمال نہین

خون صفدر یہ رنگ لایا ہی
ہاتھ منھدی سے اُنکے لال نہین

ہستی مین ہم عدم کی منزل کو ڈھونڈھتے ہین
گردن پہ بار ہی سر قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

یون سر فروش کوے قاتل کو ڈھونڈھتے ہین
گم کردہ راہ جیسے منزل کو ڈھونڈھتے ہین

الفت مین تیر دونون گم ہوگئے ہین ایسے
دل ہمکو ڈھونڈھتا ہی ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

صحراے معرفت مین کیا راستہ بتائین
یان خضر آپ گم ہین منزل کو ڈھونڈھتے ہین

سیر چمن سے ہمکو کیون باغبان ہی مانع
غنچون سے کیا ہی مطلب ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

کہدو ابھی نہ کھولے باب بہشت رضوان
میدان حشر مین ہم قاتل کو ڈھونڈھتے ہین

دشت جنون مین ہوگا یا کوچۂ بتان مین
پہلو مین اپنے ناحق ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

آوارہ پھر رہے ہین ہم گرد باد آسا
مدت گذر گئی ہی منزلکو ڈھونڈھتے ہین

پھرتے ہین اُس گلی مین جب سے چھٹا ہی دربان
کہتے ہین گر پڑا ہی ہم دلکو ڈھونڈھتے ہین

رہتا تھا ساتھ جنکا گذرے وہ سب جہان سے
صفدر عبث ہم انکی محفل کو ڈھونڈھتے ہین

کیا کیا فضا دکھاتا ہی گلشن بہار مین
پھولون پہ کیسے کیسے ہین جوبن بہار مین

دکھلا رہے ہین رنگ سب اپنے جدا جدا
نسرین و لالہ و گل و سوسن بہار مین

لالہ ہی کی فقط نہین تیور نئے نئے
نرگس کی بھی کچھ اور ہی چتون بہار مین

بیہوش باغ سے کبھی گھر کو نجائینگے
گذریگا جبتلک کہ نہ ساون بہار مین

اپنی تو ہی صلاح کہ گلشن مین آ رہین
دیر و حرم سے شیخ و برہمن بہار مین

دست سبو ہی دست جنون کیطرح دراز
کیونکر بچیگا زہد کا دامن بہار مین

ہر شعر اس غزل مین ہی صفدر برنگ گل
گویا بھرا ہی پھولون سے دامن بہار مین

یہان ہمارے سوالونکا کچھ حساب نہین
وہان جواب یہی ہی کہ کچھ جواب نہین

وہ ولولے نہین وہ عالم شباب نہین
چمک وہ درد کی وہ رنگ اضطراب نہین

دہن ہی غنچہ تو سنبل ہی زلف گل عارض
بہار باغ سے کم عالم شباب نہین

وہ ذبح کرتے ہین یان آنکھ اٹھ نہین سکتی
مجھے حجاب ہی الٹا انھین حجاب نہین

فراق یار مین گھبرا نہ اسقدر اے دل
مقام صبر ہی کچھ جاے اضطراب نہین

شرابخانہ عرفان ہی میکدے سے جدا
بھرے جو شیشہ و خم مین یہ وہ شراب نہین

نہ آئے نیند کبھی ہو جو فرش مخمل بھی
شب فراق مین ہمکو خیال خواب نہین

جہان حسینون سے خالی ہو غیر ممکن ہی
ہی ماہتاب فلک پر جو آفتاب نہین

وہ رخ نظر نہین آتا عجب تماشا ہی
کوئی حجاب نہین ہی کوئی نقاب نہین

تڑپ تڑپ کے یہ موجین بیان کرتی ہین
کسی کا دیدۂ پر آب ہی حباب نہین

وہ بیدہن ہین تو ہم بھی زبان نہین رکھتے
ادھر سوال نہین ہی ادھر جواب نہین

بنا مزار پس مرگ کوے جانان مین
ہزار شکر کہ مٹی مری خراب نہین

شرف وہی ہی نہ پوچھے کوئی تو کیا صفدر
امام سبحہ ہون گو داخل حساب نہین

ردیف واو

برا ہو صیاد کا الٰہی نکال کر آشیان سے ہمکو
قفس مین پھینکا بلا مین ڈالا کہان سے لایا کہان ہمکو

تمھارے عاشق تمھین سے الفت تمھین کو جانین تمھین کو سمجھین
سوا تمھارے نہین ہو مطلب جہان و اہل جہان سے ہمکو

نہ شکوہ مُنہ سے مرے نکلتا نہ رنگ اُس شوخ کا بدلتا
کیا ہو دونون کو سخت نادم گلہ ہو اپنی زبان سے ہمکو

یقین کامل ہو راستے مین ملینگے وہ اب ضرور ہم سے
کہ جذب دل نے کیا روانہ وہان سے اُنکو یہان سے ہمکو

چمن مین ہم سیر کو تو آئے مگر ہو کھٹکا سا ایک دل کو
نہ دوست اپنا یہان ہو گلچین نہ راہ ہو باغبان سے ہمکو

عجب ہو نیرنگہائے الفت خبر نہین بیخودی سے ابتک
ہمارے دردِ نہان سے تمکو تمھارے دردِ نہان سے ہمکو

ہوا ہو مدت مین وصل جانان عجیب راحت سے سو رہے ہین
ابھی تو ہو رات اے موذن جگا نہ شور اذان سے ہم کو

قضا کے مشتاق دیر سے ہین وبال گردن ہو سر ہمارا
ہزار شمشیر ناز چمکے نہین خطر امتحان سے ہم کو

پس فنا بھی نظر مین ابتک وہی ہین جمگھٹ وہی ہین جلسے
اگرچہ اِس عمر بے بقا نے چھڑا دیا کاروان سے ہمکو

یہان تھے جلسے پریرخون کے وہان ہین صحبت مین حور و غلمان

خدا نے داخل کیا جنان مین اگر نکالا جہان سے ہم کو
یہ شیخ و واعظ سے جاکے کہدو کہ آپ بھی تہنیت کو آئین
شرابخانے مین آج بیعت ہوئی ہے پیر مغان سے ہمکو
ہوا ہے الفت مین ایک گل کے ہوے ہین ہم ایسے محو حیرت
کہ اب نہ حسرت بہار کی ہے نہ خوف فصل خزان سے ہمکو
وہ توڑ کر چوڑیون کو اپنے یہ بولے میرے کفن مین رکھکر
کہ صحن محشر مین ڈھونڈھ لینا کسی جگہ اس نشان سے ہمکو
کمال احسان ہے جوش وحشت اگر دکھائے تو اور عالم
غبار ہے اس زمین سے ہم کو ملال اس آسمان سے ہمکو
یہ صور محشر سے کہدو صفدر کہ خاکسارون سے کیا کدورت
لحد مین راحت سے سو رہے ہین جگا نہ شور فغان سے ہمکو

موسم گل ہو باغ ہو ہم ہون وہ گلعذار ہو — لطف اٹھے بہار مین اور نئی بہار ہو
صحن چمن مین ہر جگہ رنگ جمے نشاط کا — نہرین وان ہون جابجا جوش پر آبشار ہو
برق کی بیقراریان ابر کی اشکباریان — خندۂ گل ہو ہر طرف زمزمۂ ہزار ہو
ایک طرف ہو جام مے ایکطرف ہو بانگ نے — ایک بغل مین شیشہ ہو ایک بغل مین یار ہو
پاس آ سے بٹھاؤن مین ساغر مے پلاؤن مین — دل مین سرور وصل ہو آنکھون مین کچھ خمار ہو
جوش مے نشاط مین اسکی کمر مین ایک ہاتھ — دوسرے ہاتھ مین مرے گیسوے مشکبار ہو

سینہ بسینہ لب بہ لب جسم بدن لگی نکلیں سب
اُس سے میں ہمکنار ہوں مجھ سے وہ ہمکنار ہو

اُسکے گلے میں میرا ہاتھ میرے گلے میں اُسکے ہاتھ
دونوں طرف سے چاہ ہو دونوں طرف سے پیار ہو

وہ کہے دم تو لو ذرا وصل کی تمام شب
میں کہوں کہ کسکو تاب ہے دل پہ بھی اختیار ہو

صدقے ہیں گل پہ بلبلیں سرو پہ قمریاں فدا
دل مرا لاکھ جان سے تم پہ نہ کیوں نثار ہو

میری وہ گرمجوشیاں اُسکی وہ بیقراریاں
آتش تیز نہو وصل اگر ہزار ہو

چہرہ بحال ہو ادھر شرم سے سرنگوں اُدھر
صبح کو چھیڑ چھاڑ ہو آنکھ اگر دوچار ہو

جان سے شوق کا سخن اُسکی ادا پہ ہو فدا
دل سے کلام آرزو ناز پہ تو نثار ہو

بسمل تیغ ناز ہو یا ہو اسیر دام زلف
طائر دل کہاں کہاں صید بنے شکار ہو

صفدر امیدوار ہے اُسکی بر آئے آرزو
ایسی بھی اے خدا کبھی گردش روزگار ہو

آجکل دھن یہ بندھی ہے سر دیوانے کو
چلکے آباد کروں اب کسی ویرانے کو

وصل میں دور کرو آئنے کو شانے کو
اور راتیں ہیں بہت زلف کے سلجھانے کو

دیکھکر در پہ خفا ہوتے ہو کیوں جاتا ہوں
تھم گیا تھا دل بیتاب کے ٹھہرانے کو

فرقت یار میں کس کس کو بھلاؤں دل سے
ناز کو غمزے کو انداز کو شرمانے کو

دل دُکھے یا نہ دکھے رحم کریں یا نہ کریں
کاش اکبار وہ سن لیں مرے افسانے کو

سخت حیراں ہوں کس کس کی سنوں وحشت میں
غول یاروں کے چلے آتے ہیں سمجھانے کو

موت اُسکی ہے جو ہو تیغ ادا کا چورنگ
یوں تو سب خلق میں مرجاتے ہیں مرجانے کو

ایسے آنے سے تو ہم کاش نہ آئے ہوتے
چار دن گلشن ہستی کی ہوا کھانے کو

وائے قسمت نہ کہیں جلوۂ جانان دیکھا
کبھی کعبے کو گیا مین کبھی بتخانے کو

کوے جانان کے سوا مین کہیں جا گیر لون
شمع پر پھونک دون فردوس کے پروانے کو

اپنی آنکھونکو ذرا جان جہان سمجھا دے
چھیڑتی ہین یہی پریان ترے دیوانے کو

مین تو مسجد کیطرف جاتا ہون واعظ بخدا
دل مجھے کھینچے لیے جاتا ہی میخانے کو

باغبان مجکو ہی گلگشت چمن سے کیا کام
آ گیا ہون دل بیمار کے بہلانے کو

پھر گئی صاف نگاہو نمین وہ چشم میگون
آنکھ بھر آئی مری دیکھ کے پیمانے کو

کبھی منھ سے کبھی افشان کبھی کنگھی چوٹی
خوب چیلے تمھین آتے ہین یہان آنے کو

دل جگر آنکھین مری ساتھ لیے جاتا صد
کچھ کھلونے رہین اس طفل کے بہلانے کو

پاس خاطر سے کہے شعر یہ مین نے صفدر
اک پری مجھ سے غزل مانگتی تھی گانے کو

صفدر زبان سے راز محبت عیان نہو
دل آشنائے درد ہو لب پر فغان نہ ہو

مجھ نالہ کش کے ساتھ جو گرم فغان نہو
فریاد عادت جرس کاروان نہ ہو

تنگ آ کے جور چرخ سے کہتا ہی مجھ سے دل
اس سرزمین پہ چلیے جہان آسمان نہ ہو

زنجیر کیا ہی نیچہ وحشت کے سامنے
ٹکڑے کرے قدم جو مرا درمیان نہ ہو

باتین بھی چھیڑ چھاڑ کی کیجیے شب وصال
بوسے کا لطف کیا جو دہن مین زبان نہ ہو

شام و سحر دعا ہی یہی عندلیب کی
یا رب کبھی بہار چمن کو خزان نہ ہو

کہلائین مست توبہ بھی ہم رند اگر کرین
قاضی پئین شراب تو اُنپر گمان نہ ہو

تاثیر عشق ہوتی ہی دونون طرف ضرور ممکن نہین کہ شوق یہان ہو وہان نہ ہو

کیا خوف برق کا تمھین گلچین باغبان تم پر تو جب گرے کہ مرا آشیان نہ ہو

وہ مہربان اگر ہو تو عالم ہو مہربان وہ مہربان نہو تو کوئی مہربان نہ ہو

کھٹکا ہی بار بار یہی عندلیب کو صیاد کا عزیز کہین باغبان نہ ہو

جوہر دکھا رہے ہین وہ شمشیر ناز کے مد نظر کسی کا انھین امتحان نہ ہو

لاغر ہوا ہون فرقت جانان مین اسقدر دوش صبا پہ بھی مرا مردہ گران نہ ہو

ہم اس جہان سے درد و غم و یاس لیچلے پروا نہین جو ساتھ کوئی کاروان نہ ہو

تن سے نکلکے روح پریشان ہی کسقدر طائر کوئی زمانے مین بے آشیان نہ ہو

ہر چند ہی یہ جنس گران نشہ جام جم پر کیا کرین جو دل کا کوئی قدردان نہ ہو

صفدر کبھی مین نام محبت نہ لون اگر
یہ دل نہو یہ آنکھ نہ ہو یہ زبان نہ ہو

بیچین کر رہا ہی کیا دل و جگر کو ہر دم کسی کا کہنا جاتے ہین ہم تو گھر کو

کب تک یہ طول فرقت تاثیر دے الٰہی اس آہ نارسا کو اس اشک بے اثر کو

ہر ایک ناز انکا بیچین کر رہا ہی کیونکر کوئی سنبھالے اپنے دل و جگر کو

ہر بار کون مانگے ساقی سے ساغر مے اپنی خبر نہین ہی مجھ مست بے خبر کو

راہ طلب مین مجھپر چھائی ہی ایسی غفلت خود بھی نہین ہون واقف جاتا ہون مین کدھر کو

عاشق ہون مین قفس کا مشتاق دام کا ہون صیاد کاٹتا ہی کیون میرے بال و پر کو

آئے نہ آئے قاتل اب ہے یہی ارادہ
پھینک آؤں کاٹ کر میں اُسکے قدم پہ سر کو

بوسے وہ وصل کی شب گیسو اٹھا کے لیتے
ہے صبح ٹھنڈی ٹھنڈی جاؤ سدھارو گھر کو

پھرتا ہوں مثل سایہ ہمراہ اُسکے ہر دم
جاتا ہے وہ جدھر کو جاتا ہوں میں اُدھر کو

اے باغباں وہ طائر ہوں گلشن جہاں میں
سیر چمن دکھاؤں جھاڑوں جو بال و پر کو

بیٹھا بیاں نہ سمجھا کچھ بھی وہ ناوک افگن
پیکاں کے ساتھ کھینچا میرے دل و جگر کو

زنداں سے جب میں نکلا زنجیر نے کیا غل
آباد پھر بھی کرنا آکر اس اُجڑے گھر کو

جب قافلہ چلیگا سوئے دیار جاناں
پہلے چلینگے سب سے ہم باندھکر کمر کو

ہر بات میں ہے رونا ہر گام پر ہے نالہ
مشکل ہے ساتھ میرا ہر ایک ہمسفر کو

اُس بت نے درد میرا صفدر کبھی نہ پوچھا
کسدن نہیں گیا میں تھامے ہوئے جگر کو

نظر آتا ہے گل آزردہ دشمن باغباں مجھکو
بنانا ہی نہ تھا ایسے چمن میں آشیاں مجھکو

دہن تیرا دکھاتا ہے فضائے لامکاں مجھکو
کمر تیری بتاتی ہے نشان بے نشاں مجھکو

فراہم اپنے بیگانے ہیں ضبط آہ لازم ہے
خدا کے واسطے رسوا نکرنا اے زباں مجھکو

مقیم محفل عشرت تھا اب صحرا میں پھرتا ہوں
کہاں تھا میں کہاں لایا یہ دور آسماں مجھکو

کیا ہے عہد دل سے کوئے جاناں میں نہ جاؤنگا
کہ اپنے صبر کا مدنظر ہے امتحاں مجھکو

تصور جب سے دامنگیر ہے اک رشک یوسف کا
بیاباں میں پھراتی ہے تلاش کارواں مجھکو

نہ دکھلائے اثر جذب محبت غیر ممکن ہے
تڑپ جائے دل اُنکا ہو جو بیتابی یہاں مجھکو

بنایا ہی خدا نے شمع تمکو مجکو پروانہ
جہان جلوہ تمھارا ہی رسائی ہی وہان مجکو

اُتر منبر سے اے واعظ کہ مین ہشیار مسکین ہون
نہین ممکن کہ دھوکا دے تری دیکھی دکان مجکو

بشکل نقش پا کر رہ گیا مین ناتوان پیچھے
کریگا یاد منزل پر پہونچکر کاروان مجکو

برنگ گل شگفتہ رہتے ہین داغ جگر ہر دم
ملی ہی باغ الفت مین بہار بیخزان مجکو

جگہ دی تھی غم الفت کو دلمین یہ نہ سمجھا تھا
کریگا قتل قابو پاکے میرا میہمان مجکو

مرا دل کھو کے قاتل مین پہونچکر تجھ سے کہتا ہی
کہ یہ تو ہی شہادتگاہ تو لایا کہان مجکو

اگر فرصت ملی مسجد مین بھی آجاؤنگا زاہد
ابھی کرلینے دے چندے خدمت پیر مغان مجکو

مین اے صفدر پڑھون اشعار کیا نا قدر دانون مین
بہار طبع دکھلاتا جو ملتا قدردان مجکو

شادی وصل مین آیا جو تبسم مجکو
غم فرقت نے کہا بھول گئے تم مجکو

خندہ گل ہی کسی گل کا تبسم مجکو
نغمۂ بلبل شیدا ہی ترنم مجکو

حسن و انداز و ادا تمکو ملے روز ازل
درد و غم رنج و الم یاس و توہم مجکو

ہائے یاد آتی ہین کیا کیا وہ ادائین اُسکی
آنکھ مین شرم تکلم مین تبسم مجکو

غیر جو رشک سے جلتے ہین جلین کیا پروا
مین تمھین چاہتا ہون چاہتے ہو تم مجکو

رونق گلشن الفت ہی مرے اشکون سے
صفت قطرۂ شبنم نہ کرو گم مجکو

وہ پری ناز و ادا سے ہوا اگر گرم سخن
پھر سلیمان سے نہو ذوق تکلم مجکو

وہ موحد ہون ملے ہین مجھے گوش شنوا
خندہ گل بھی ہی بلبل کا ترنم مجکو

بار خاطر تھا شب وصل ہوا کا بھی گذر
بدگمانی انھین ہوتی تھی توہم مجھکو

دان جواب ایک نہین اور یہان لاکھ سوال
خاموشی انکو پسند آئی تکلم مجھکو

یاد ہی خواب مین صفدر وہ کسی کا کہنا
سچ کہو یاد بھی کرتے ہو کبھی تم مجھکو

پیار سے دیکھ لو اکبار اگر تم مجھکو
اپنی آنکھو نمین جگہ دین ابھی مردم مجھکو

کیا کہون کسکے تصور مین زمانہ چھوٹا
کسکی تصویر خیالی نے کیا گم مجھکو

جسکی تقدیر مین جو تھا وہ ملا روز ازل
لیلی مجنون کو ملی نل کو دمن تم مجھکو

جب گلستا نمین شگفتہ کوئی غنچہ دیکھا
آگیا یاد کسی گل کا تبسم مجھکو

تو نے ای زہرہ جبین مانگ مین افشان چھڑکی
نظر آئے شب تاریک مین انجم مجھکو

کوچہ یار مین بھیجا تو ہی قاصد لیکن
دل مین سو طرح کے آتے ہین توہم مجھکو

پھر بہار آئی ہوئی پھر وہی مستی کی ترنگ
لیچلا پھر دل بیتاب سوے خم مجھکو

راہ الفت مین کچھ ایسے ہو دونون بیخود
دلکو گم مین نے کیا دل نے کیا گم مجھکو

یاس سر پیٹتی ہی روتی ہی حسرت صفدر
بیکسی کہتی ہی کیون چھوڑ گئے تم مجھکو

تب لطف زندگی ہی جب ابر ہو چمن ہو
پیش نظر ہو ساقی پہلو مین گلبدن ہو

لبریز بادہ شیشے دور شراب گلگون
معشوق نوجوان ہو جام می کہن ہو

گلچین لگائے ڈالی پھولونکی پیش مسند
نرگس ہو یا سمن ہو نسرین ہو نسترن ہو

مجمع مصاحبون کا یاران بے تکلف — جلسے کہ ربط باطن مانند روح و تن ہو
مینا سے صاف تر ہو ہر ایک کی طبیعت — آئینے سے زیادہ ہر جبہہ بے شکن ہو
مذکور حسن لیلی تقریر ناز شیرین — گہ داستان مجنون گہ ذکر کوہکن ہو
بزم طرب مہیا جلسہ پریرخون کا — آغوش مین وہ دلبر جو زیب انجمن ہو
گہ رخ ہو اسکے رخ پر گہ لب ہون اسکے لب پر — آب بقا نصیب کام و لب و دہن ہو
زانو پر اسکے زانو بازو پر اسکے بازو — ہاتھون مین اسکے گیسو لب پر مرا دہن ہو
طوق کمر کسی دم یہ دست شوق اپنا — طوق گلو کسی دم وہ زلف پرشکن ہو
ہنگام وصل جانان ایسا ہو ربط باہم — وہ روح مین بدن ہون مین روح وہ بدن ہو

صفدر یہ عیش تجھکو ہر روز ہین میسر
کیونکر ادا ہے شکر الطاف ذوالمنن ہو

وہ مزہ وصال کی رات کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی شرم تھی کبھی ناز تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ زمانہ جوش شباب کا وہ مزہ سرور شراب کا
کبھی گریہ تھا کبھی قہقہہ تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ ہمارا وصل مین چھیڑنا وہ تمھارا شرم سے جھینپنا
کبھی نتین کبھی التجا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی گریبان کبھی شوخیان کبھی ٹھنڈی سانسین کبھی فغان

کبھی نیچی نظروں سے دیکھنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم سے تم سے وہ ربط تھا کہ ہمیشہ رہتے تھے ایکجا

کبھی خواب میں بھی نہ تھے جدا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئے اپنے غیروں سے آشنا ہمیں صاف دل سے بھلا دیا

کہو ہم سے تم نے کہا تھا کیا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

نہ یہ چھیڑ چھاڑ کا ڈھنگ تھا نہ یہ دیکھ بھال کا رنگ تھا

نہ یہ غمزہ تھا نہ کرشمہ تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

نہ لبوں کو مسّی سے کام تھا نہ تھا سرمہ آنکھوں سے آشنا

نہ حنا سے سرخ تھے دست و پا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ یاد کرو ذرا کہ نہ ہوش تھا تمھیں مہ لقا

ہمیں اک تمھارے تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

نہ یہ دلبری کا سلیقہ تھا نہ ستمگری کا طریقہ تھا

نہ یہ شوخیاں تھیں نہ یہ جفا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

نہ یہ گیسوؤں کا سنگار تھا نہ یہ بناؤ کا ابھار تھا

نہ یہ آن تھا نہ یہ شان تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہ نئی ادائیں یہ شوخیاں تو اب آگئیں تمھیں جانِ جاں

کبھی آئنے سے بھی تھی حیا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

یہ لکھا تھا میرے نصیب کا کبھی عاشقوں کو اگر گنا
مرا نام لکھ کے مٹا دیا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی تم بھی صفدر باوفا کسی بیوفا پہ تھے مبتلا
وہ کلیجہ ہاتھوں سے تھامنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جہان کے اچھے برے کی خبر نہیں ہمکو
کسی سے نفع کسی سے ضرر نہیں ہمکو
کبھی کے عشق میں ایسی ہوا ہے بیخبری
کہ چند روز سے اپنی خبر نہیں ہمکو
نصیب خفتہ زمانہ عدو فلک دشمن
کبھی دعا سے امید اثر نہیں ہمکو
ہزار بار ریاض جنان پھلے پھولے
نہال عشق سے حاصل ثمر نہیں ہمکو
بہار عارض جانان کی آئنہ لوٹے
کسی طرح سے یہ مد نظر نہیں ہمکو
بتوں سے رسم وہ عاشقی نبھے کیونکر
ادھر تو چشم نہیں صبر ادھر نہیں ہمکو
ہجوم غم نے کیا دلکو اسقدر مایوس
شب فراق امید سحر نہیں ہمکو
ہر ایک ذرے سے پیدا ہے جلوۂ خورشید
نظارہ خاک ہو تاب نظر نہیں ہمکو
وہ ہنس کے بولے سنگھایا جو عطر صندل کا
تمھارے سر کی قسم درد سر نہیں ہمکو
یہ بار بار الجھتا ہے کیوں دل مضطر
ہوائے زلف پریشان اگر نہیں ہمکو
لحد میں بعد فنا بیکسوں پہ کیا گذری
مسافران عدم کی خبر نہیں ہمکو
وہ شاخ ہیں کہ نہ ہرگز کبھی پھلے پھولے
وہ نخل ہیں کہ امید ثمر نہیں ہمکو

وہ سرفروش ہیں میدان عشق میں صفدر

کسی سے خوف کسی سے خطر نہین ہمکو

جبسے ہی عشق رخ و زلف پریشان مجکو — کوئی کافر کوئی کہتا ہو مسلمان مجکو

حاجی کعبہ اُس ابرو کے تصور مین ہوا — یاد عارض نے کیا حافظ قرآن مجکو

حور کی دلکو تمنا نہ پری کی خواہش — مل گئے تم نہ رہا اب کوئی ارمان مجکو

مین کہان عشق کہان دعوی الفت کیسا — جان نثارو نہین سمجھے ہین تمسے قربان مجکو

جان ملب ہون تری آنکھونکی قسم فرقت مین — پیار سے دیکھ لے اکبار مری جان مجکو

مین وہ آئینہ ہون اس انجمن ہستی مین — دیکھکر آئینہ رو ہوگئے حیران مجکو

صبح تک شام سے کیا کیا ہین عذاب فرقت — کم نہین روز جزا سے شب ہجران مجکو

جلد اے خضر جنون وسعت صحرا دکھلا — تنگ کرتا ہو بہت خانۂ زندان مجکو

مین کہان اور ہوس کوچۂ دلدار کہان — لیے جاتا ہی عبث یہ دل نادان مجکو

زلف شبگون کے تصور مین جو سوتا ہون کبھی — خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان مجکو

لطف صیاد سے وہ قید مین راحت پائی — ہوگیا کنج قفس صحن گلستان مجکو

تو سلامت ہے مرے دشمن ہون قضا کے ممنون — مار ڈالیگی تری جنبش مژگان مجکو

کسکی تصویر خیالی نظر آئی صفدر
کر دیا حسن خداداد نے حیران مجکو

کیا آزاد قید زندگی سے اپنے بسمل کو — الٰہی زور بازو دے زیادہ میرے قاتل کو

ابھی قاتل نہین سمجھا مری بیتابی دلکو — ہمیشہ رقص کی تعلیم دی ہے اُسنے بسمل کو

ہین آوارہ وہ سودائی ہین سرگردان دیوانے
نہ کچھ دلکی خبر مجکو نہ کچھ میری خبر دلکو

خدا جانے کہ کیا لذت ملی دونونکو مقتل مین
ادھر حیرت ہے بسمل کو ادھر سکتا ہے قاتل کو

سبک رویونکو اندیشہ نہین کچھ ظلم ظالم سے
کیا زندانیمین کسنے قید آواز سلاسل کو

ہمارا انجمن سے کیا اٹھانا ہم تو جب جانین
اٹھادین آپ اگر آئینے سے اپنے مقابل کو

کسی کے روئے روشن پر سحر تک تھی بلا گردان
جلایا رات پروانون نے کیا کیا شمع محفل کو

اگر عیسیٰ جلا سکتے ہین جلائین شوق سے ہمکو
مگر اتنا مناسب ہے بلالین پہلے قاتل کو

وصال یار سے اے دل نہو مایوس فرقت مین
خدا آسان کردیتا ہے ہر بندے کی مشکل کو

قریب کوئے جانان جب مین واماندہ پہنچا ہون
رقابت سے فرشتے دور کردیتے ہین منزل کو

تمنا یاس حسرت درد کیا کیا اسمین رہتے ہین
عجب وسعت خدا نے دی ہے صفدر میرے دلکو

رہِ سفر مین نہ جی رہرو کو چرائے چلو
عدم کی دور ہے منزل قدم اٹھائے چلو

جو عزم کوچۂ قاتل ہے تم کو جانبازو
طلسم ہستی فانی یہین مٹائے چلو

مزار پر جو ہمارے گذر ہوا انکا
کہا یہ ناز سے دامن ذرا اٹھائے چلو

خرام ناز کے ہم بھی ہین دیکھنے والے
حسینو ہم سے بھی آنکھین ذرا ملائے چلو

کہین سفر مین نہ حاجت پڑے قدح نوشو
کمر مین چاہیے بوتل کوئی لگائے چلو

ہم اسکی بزم سے اٹھے تو شوق نے یہ کہا
کسی کے زیر قدم چشم و دل بچھائے چلو

زبان خار مغیلان ہے خشک صحرا مین
کہو یہ چھالون سے آنسو ذرا بہائے چلو

اگر ہے مذاق سیرِ منزلِ تسلیم
رہِ رضائے الٰہی میں سر جھکائے چلو

قدم کا قصد جو ہم رہِ سیاہ کرتے ہیں
حیا یہ کہتی ہے چادر سے منہ چھپائے چلو

قریب کوچۂ قاتل یہ دل نے مجھ سے کہا
وہ آئی سامنے منزل قدم بڑھائے چلو

جو عزم کعبۂ مقصد ہے دل میں اے صفدر
ضرور ہے کہ رہِ میکدہ دبائے چلو

بہار آئی ہے دیوانو چلو صحرا سے گلشن کو
لگا وہ شوق سے دیکھو عروسِ گل کے جوبن کو

بہار اگر آئی ہے تو کر دے بہار گلشن کو
بھڑک کر آتشِ گل پھونک دے گلچیں کے دامن کو

وہ چلتے ہیں کہ کر شکل مستی میں کہتے ہیں
نہیں کچھ پاس چوری کا چھپاؤ کیوں نہ چتون کو

تمنا ہے بٹھا کر سامنے دیکھا کروں ہر دم
تری اس بھولی صورت کو تری اس پیاری چتون کو

بہارِ گل میں لے کر کس حسرت سے تکتا ہوں
کبھی ساقی کے چہرے کو کبھی شیشے کی گردن کو

ترے گھر سے اگر نکلے تو پھر یا تو نہیں اپنا
کر و نہیں قطع ہاتھوں کو جو چھوڑیں تیرے دامن کو

نہیں کچھ پہلے مقتل میں یا جماعت شہادت کا
خدا کا شکر وہ پہچانتے ہیں دوست دشمن کو

جو مشتاق نظارہ ہے یہ شرم و حیا کب تک
اٹھا دو رخ سے پردہ دکھا دو روئے روشن کو

جو آئی کو حسینانِ جہاں سب پیار کرتے ہیں
لگائے رکھتے ہیں چھاتی سے اپنے اپنے جوبن کو

تکلف سے ہے نفرت عاشقوں کو بعد مرنے کے بھی
اٹھا دو چادرِ گل کو بجھا دو شمعِ مدفن کو

وہ بلبل ہوں کہ سیرِ باغ گھر بیٹھے میسر ہے
مرے داغوں نے گلدستہ بنایا ہے نشیمن کو

نہاں کب تک رہے وہ حسنِ عالم سوز پردے میں
جلا دے شعلۂ برقِ تجلی اس کی چلمن کو

جھٹکے جو ایسے لازم ہی جھکنا اُس سے ای صفدر
تہ شمشیر قاتل مین جھکاؤن کیون نہ گردن کو

چمن مین مے کا مزہ ہی جو پاس یار بھی ہو ہواے سرد بھی ہو نغمۂ بہار بھی ہو
نجاؤن آپکی گلی مین مگر قرار بھی ہو سنبھالون خاک جگر دل پہ اختیار بھی ہو
سوال وصل مین لازم ہی بیقراری دل دعا قبول ہو شامل جو اضطرار بھی ہو
دیا تھا دل تمھین کس کس امید پر مین نے نہ جانتا تھا کہ ایسے ستم شعار بھی ہو
شب وصال بسر ہوگی آج گلشن مین صداے چنگ بھی ہو نغمۂ ہزار بھی ہو
ہزار دعوی الفت پہ مین قسم کھاؤن حضور جب مری قسمون کا اعتبار بھی ہو
نہ اٹھین کوچۂ جانان مین بیٹھکر یارب یہین ہمین اجل آئے یہین مزار بھی ہو
چمن مین بزم مین منظور ہو جہان چلیے مگر یہ شرط ہی ہمراہ جان نثار بھی ہو
وہ لاکھ وعدے کرین ہمکو تاب صبر کہان کچھ اختیار ہو دل پر تو اضطرار بھی ہو
سحر قریب ہی بیٹھو گے بزم مین کب تک چلو پلنگ پہ عاشق سے ہمکنار بھی ہو

شب وصال کا جب لطف اٹھے ای صفدر
چمن مین جام بھی مینا بھی مے بھی یار بھی ہو

فرقت مین ستاتی ہی شب تار کسی کو دکھلا دو ذرا چاند سا رخسار کسی کو
شکوون پہ مرے ہے یہ اس شوخ کا کہنا معشوق بھی ملتا ہی وفادار کسی کو
کہتے ہین وہ عشاق کے احوال کو سنکر کیون مرتے ہین کیون کرتے ہین پیار کسی کو

کچھ دل سے جو کہتا ہون تو کہہ دیتا ہو یہ بھی
کرنا نہ خبر اُسکی خبردار کسی کو

بل کھا کے نزاکت سے یہ کہتی ہے کلائی
زیور نہین پھولون کا سزاوار کسی کو

احباب نے کی میری سفارش تو وہ بولے
دشمن ہے کیا کرنے لگے پیار کسی کو

تابوت مرا دھوم سے یارو نہ اُٹھاؤ
رسوا نہ کرو یون سر بازار کسی کو

کس منہ سے ہے پھر آپکو دعوے سخاوت
کب آپ نے بوسے دیے دو چار کسی کو

سمجھا دل نادان کہ یہ عاشق ہے مقرر
دیکھا جو کہین جہان سے بیزار کسی کو

آکر مری میت پہ وہ کس یاس سے بولے
دیکھا نہ زمانے مین وفادار کسی کو

بالین پہ مرے کہتے ہین گھبرا کے مسیحا
اس درد کا دیکھا نہین بیمار کسی کو

آغوش مین کھینچا تو کہا اسنے بگڑ کر
اسطرح بھی کرتا ہے کوئی پیار کسی کو

بیچین ہین بے صبر ہین بیتاب ہین صفدر
دیکھا ہے مقرر سر بازار کسی کو

بادۂ عشق گلرخان ہمنے پیا جو ہو سو ہو
صوم و صلوٰۃ و اتقا چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

دل اُسے جوش عشق مین ہمنے دیا جو ہو سو ہو
لطف و کرم وفا و مہر جور و جفا جو ہو سو ہو

باغ مین کوئی مست ناز سویا ہے آج بیخبر
رخ سے نقاب اُٹھا بھی دی باد صبا جو ہو سو ہو

کس کو ہے فکر عاقبت بعد فنا جو ہو سو ہو

صفدر خستہ جان کا دل پھر کہین مبتلا ہوا
تھا جو جنون ذرا ذرا پھر وہ بڑھا جو ہو سو ہو

دیتے دعائین حشر تلک کوے یار کو
تھوڑی زمین ہمین بھی جو ملتی مزار کو

توفیق دے خدا یہ ہمارے غبار کو
دامن پکڑ کے روک لے اُس شہسوار کو

آئی جو موج نکہت گیسوے یار کو
مٹی کیا تتار مین مشک تتار کو

دکھلا کے باغ مین گل رخسار یار کو
انگارون پر لٹائینگے اک دن ہزار کو

افسوس تم ہو غیر کے گھر اور ہم یہان
کاٹین تڑپ تڑپ کے شب انتظار کو

زائل نمود خط نے کیا روے حسن یار
آخر خزان نے کھو دیا لطف بہار کو

وہ چشم مست ساغر مے ہے تو کیا کرین
خوش بھی کبھی کیا ہے کسی بادہ خوار کو

جوش جنون مین بھی وہی باقی رہے تمیز
دیتا ہون آبلے مین جگہ نوک خار کو

دل نے تڑپ تڑپ کے لحد مین ہزار بار
پھینکا ہے آسمان پہ سنگ مزار کو

کیا جانیے کہان کی کدورت صبا کو تھی
برباد کر دیا مرے مشت غبار کو

کس کس کو یاد کیجیے صفدر فراق مین
ہم کو چمن کو یار کو یاد بہار کو

گیا مین جیسے اُس محفل مین لاغر ہو تو ایسا ہو
نہ دیکھا مجکو دربان نے مقدر ہو تو ایسا ہو

ہمارے دل سے منہ پھیرا نہ اُس شمشیر ابرو سے
بہادر ہو تو ایسا ہو دلاور ہو تو ایسا ہو

بحر عرفاں سے دم بھر چشم و دل خالی نہیں ہوتے
جو شیشہ ہو تو ایسا ہو جو ساغر ہو تو ایسا ہو

قضا بولی جو زیر تیغ قاتل سر جھکا میرا
نمازی مرتے دم اللہ اکبر ہو تو ایسا ہو

بچاؤنگا جو سب کو گرمی خورشید محشر سے
کہینگے اہل تقوی دامن تر ہو تو ایسا ہو

ہمیشہ خواب میں پھرتا ہوں مثل روح سیارہ
جنوں کے جوش میں جامے سے باہر ہو تو ایسا ہو

لب جاں بخش کی خواہش میں ہمکو خط نظر آیا
قریب آب حیواں خضر رہبر ہو تو ایسا ہو

تڑپنے سے ہمارے کوہ پانی ہو گئے لاکھوں
پسیجا دل نہ اُس قاتل کا پتھر ہو تو ایسا ہو

سر بسمل حباب آسا جو گذرا بحر ہستی سے
قضا بولی کہ کیا کہنا شناور ہو تو ایسا ہو

خدا نے ہمکو صفدر دل دیا اور دلکو الفت دی
کرم کہتے ہیں اسکو بندہ پرور ہو تو ایسا ہو

میں اک بت کی طلب میں چھوڑ بیٹھا دین و ایمانکو
وفور شوق دیوانہ بنا دیتا ہے انسان کو

بیاباں چھوڑ کر کیوں جاؤں میں سیر گلستاں کو
خدا سر سبز رکھے اے جنوں نخل مغیلاں کو

کہاں تک زور وحشت اب تو اے ہمدرد جنوں دم لے
بہت بے پرزے کیا دامن بہت پھاڑا گریباں کو

کیا نرگس کو حیراں آپکی چشم خماری نے
پریشاں کر دیا زلف دوتا نے سنبلستاں کو

پریشاں خاطروں کا حال تیرے کان میں کہدے
خدا توفیق دے اتنی تری زلف پریشاں کو

چمن میں خاک اُڑتی ہے اسیکی آہ سوزاں سے
جو سچ پوچھو تو بلبل نے اجاڑا ہے گلستاں کو

مہ کامل نظر آتا ہے جب برقع اٹھاتے ہیں
چمک جاتے ہیں تارے جب چھڑکتے ہیں وہ افشاں کو

حسیں ہمسے تواضع کرتے ہیں تو کیا تعجب ہے
کہ پریاں بھی تو مجرا جھک کے کرتی ہیں سلیماں کو

بچا کے دل اسے پہلو میں لازم ہے چھپا رکھوں
مقرر ڈھونڈھنے آئیگا قاتل اپنے پیکان کو

نئی تدبیر سے اے دل شب وصلت بڑھا دینگے
کرینگے یاد زلفوں کی طرح شبہائے ہجران کو

نہ گل توڑے کبھی گلچین نہ لوٹے کا باغبان شاخیں
کبھی بلبل کی آنکھوں سے اگر دیکھے گلستان کو

کسی محفل میں ہمکو کب ملی جمعیت خاطر
کہ ہر مجمع میں ہمکو پایا د اُس زلف پریشان کو

خزان میں ہوش کسکو ہے اٹھائے ہاتھ کون اسیر
بہار آئی تو صفدر دیکھ لینگے ہم گریبان کو

یوں مرے دلکو ہے اُس گل پیرہن کی آرزو
جسطرح دو لھا کو ہوتی ہے دلھن کی آرزو

ایسی بلبل کو قفس میں ہے چمن کی آرزو
جیسے غربت میں مسافر کو وطن کی آرزو

ہمکو اے صیاد اب بہر خدا آزاد کر
فصل گل آخر ہے اور دل میں چمن کی آرزو

آستین دامن گریبان اندنوں بیکار ہیں
کسکو ہے جوش جنون میں پیرہن کی آرزو

دور گردوں سے بیابان مرگ ہم وحشی ہوے
جب تلاش پیرہن تھی اب کفن کی آرزو

آگئی فصل خزان رخصت ہوئی فصل بہار
اب قفس میں کیا کرے بلبل چمن کی آرزو

وہ نہ آئے کچھ لکر بھی دیر و کعبہ میں کبھی
ایک بھی نکلی نہ شیخ و برہمن کی آرزو

آنکھیں ہی کچھ طالب دیدار فرقت میں نہیں
اپنے کانوں کو بھی ہے اُسکے سخن کی آرزو

ہمکو غربت میں اجل آئی بڑا افسوس ہے
رہ گئی دیدار یاران وطن کی آرزو

شاخ گلبن میں کبھی صیاد لٹکا دے قفس
بلبل نالان کو ہے سیر چمن کی آرزو

کاش صفدر اپنا جانا ہو مدینے کیطرف

ہے طواف روضۂ شاہ زمن کی آرزو

دیوانہ بنایا ترے جلوے نے پری کو
رفتار نے پامال کیا کبک دری کو

مرتا ہوں خبر تک نہیں اُس رشک پری کو
اے آہ میں کیا روؤں تری بے اثری کو

اُس شوخ نے سینے پہ مرے ہاتھ تو رکھا
اللہ جزا دے مرے درد جگری کو

وہ آنکھ کہاں ہے جو رخ عیش کو دیکھیں
وہ کان کہاں ہیں جو سُنیں خوشخبری کو

یاران عدم کا نہ پتا ہے نہ نشان ہے
بھیجوں میں کہاں پیک نسیم سحری کو

مرغان قفس کی کبھی سنتا نہیں فریاد
صیاد لگے آگ تری بے خبری کو

یاد آتی ہے اُس ابروئے خمدار کی محراب
جس وقت میں پڑھتا ہوں نماز سحری کو

وہ تیر کہاں سینہ کہاں یہ بھی مقدر
شیشے میں اُتارا ہے مرے دل نے پری کو

پیری میں گرایا مجھے محفل کی نظر سے
پوچھا نہ کسی نے کبھی چراغ سحری کو

ہم مرتے تھے زندہ کیا پھر آپ نے آکر
کیا روک لیا ملک عدم کی سفری کو

اُس زلف کی بو لائی ہے جس طرح ہو صفدر
ٹھہرالو کوئی دم تو نسیم سحری کو

ردیف ہائے ہوز

کہا دل نے جو دیکھی نرگس مخمور جانانہ
کہ حسن جوانی سے لبالب ہے یہ پیمانہ

ہمیں دونوں سے بڑھکر ہے زمیں کوئے جانانہ
مبارک شیخ کو کعبہ برہمن کو صنمخانہ

حسینو تم کہیں ہمیں خدا جانے نہیں عالم ہے دیوانہ
فدا ہے گل پہ بلبل شمع پر قربان ہے پروانہ

ہمیشہ دلمین بسا ہی خیال روے جانانہ
پری ہی میرے شیشے مین مین عاقل ہون کہ دیوانہ

کھنچا ہی خنجر قاتل تو اپنا سر بھی حاضر ہی
وہان تیغ آزمائی ہی یہان ہمت ہی مردانہ

انا لیلی کی ابتک ہر طرف آواز آتی ہی
مرقع عالم وحدت کا ہی مجنون کا ویرانہ

ہزارون درد حسرت یاس ارمان دلمین مہمان ہین
کہان اٹھین کہان بیٹھین ذرا سا ہی یہ کاشانہ

دکھایا انقلاب دہر نے کیا عالم حسرت
جہان جمگھٹ تھے پریونکے وہان ہی آج ویرانہ

غنیمت ہی وہ سمجھا تو جو کچھ سمجھا بجا سمجھا
مین آوارہ مین سودائی مین سرگردان مین دیوانہ

سر مو فرق کچھ آپین نہین تشبیہ کامل ہی
کسی زلف پریشان کا دل صدچاک ہی شانہ

تماشا ہی دل نادان کسی کے ساتھ جاتا ہی
قیامت ہی ہمارا آشنا ہوتا ہی بیگانہ

غرض طوبی و کوثر سے نہ پروا حور جنت کی
وہ مینا ہو وہ ساغر ہو وہ ساقی ہو وہ میخانہ

عیان ہی نور وحدت بزم عالم مین دوئی کیسی
اسی کا ہر جگہ جلوہ ہی کعبہ ہو کہ بتخانہ

کبھی تو ماجرے عاشقان زار بھی سن لو
عجب دلچسپ قصہ ہی عجب دلسوز افسانہ

تمھاری شوخیون سے بیمار کیون تنگ آئے ہین
کرینگے اب کسی پردہ نشین کم سن سے یارانہ

ادائین انکی دیتی ہین خبر جوش جوانی کی
نگاہین شرم آگین شوخ چتون چال مستانہ

جہان سے اٹھتے ہی صفدر کے برہم ہو گئی صحبت
نہ شیشہ ہی نہ مطرب ہی نہ ساقی ہی نہ پیمانہ

پری پیکر آدمی کا دل نہو کسطرح دیوانہ
تری بہکی بہکی باتین تری چالین ہین مستانہ

خرابات جہان مین رہ گیا مستونکا افسانہ
نہ وہ ساقی نہ وہ مطرب وہ شیشہ نہ پیمانہ

ترقی پر ہی ان روزون بہار حسن جانانہ
ہوے شوق مین اس کے اک عالم ہی دیوانہ

وہ دل کیا ہے نہو جسمین تصور اپنے دلبر کا — وہ سر کیا ہے نہو جسمین ہوائے زلف جانانہ

غضب آیا کہ آیا محتسب میخانہ مین ساقی — فلک ٹوٹا سبو پر بھر چکا شیشہ کا پیمانہ

کبھی جس دل مین رہتے تھے تصور مہ جبینون کے — وہی دل گردش افلاک سے ہے آج ویرانہ

چھپا تھا عشق کے پردے مین اسکے حسن کا جلوہ — جسے سمجھے تھے داغ دل وہی تھا شمع کاشانہ

محبت نے کیا ہیچ کہے جو جسکا جی چاہے — نہ آوارہ نہ سودائی نہ وحشی ہون نہ دیوانہ

دراز فرصت نہین ملتی ہے انکو زیب و زینت سے — کبھی سرمہ کبھی مسی کبھی غازہ کبھی شانہ

کسی کا آشنا مین ہون نہ کوئی آشنا میرا — جنون تیری بدولت ہو گیا عالم سے بیگانہ

جوانان چمن اپنا نہ سمجھے آجتک مجکو — رہا باغ جہان مین مثل سبزہ سب سے بیگانہ

خرابات جہان برباد ہو جائے تو ہو جائے — رہے ساقی سلامت خم کی خیر آباد میخانہ

بدلتا ہے مرا دل رنگ کیا کیا عشقبازی مین — کبھی بلبل ہے گلشن مین کبھی محفل مین پروانہ

ابھی اٹھ جاؤنگا مجھ سے عبث اتنا بگڑتا ہے — بہت نزدیک ہے اے شیخ کعبے سے صنم خانہ

لکھون دفتر مین تیرے حسن اپنے عشق کا کوئی — پرانا ہو گیا ہے لیلی و مجنون کا افسانہ

مجھے مطلب نہین آئین ہفتاد و دو ملت سے — مرا مذہب فقیرانہ مرا مشرب ہے رندانہ

دل اغیار کو صفدر ہمارے دلسے کیا نسبت — یہ مسجد ہے وہ میخانہ یہ کعبہ ہے وہ بتخانہ

سودا کرینگے دل کا کسی دلربا کے ہاتھ — اس بے وفا کو بیچینگے اک بیوفا کے ہاتھ

کشتہ تمھاری زلف کا جنت مین جب گیا — حورین بلائین لینے کو دوڑین بڑھا کے ہاتھ

گھر گھر پھری تمام زمانے مین دخت رز — یارب مگر نہ آئی کسی پارسا کے ہاتھ

گھونگھٹ الٹ کے اسنے شب وصل یہ کہا
کچھ بک نہین گئے مرے دشمن حیا کے ہاتھ

بجلی چمک کے رہ گئی آنکھون کے سامنے
منھ پر کسی نے رکھ جو لیا مسکرا کے ہاتھ

اتنا رہے لحاظ کہ رسوا نہ ہو کوئی
ہر عاشقون کی شرم تمھاری حیا کے ہاتھ

تیغ جفائے یار یہ چمکی ہر آجکل
تھرا رہے ہین اٹھ نہین سکتے قضا کے ہاتھ

صفدر ہمارے دل کی آتش قدر خاک ہو
آیا ہر مال مفت یہ زلف رسا کے ہاتھ

لین مین نے وصل مین جو بلائین بڑھا کے ہاتھ
گردن مین اسنے ڈالدیے مسکرا کے ہاتھ

اب کچھ خیال دولت دنیا نہین رہا
پھیلائے پانون ہمنے جہان سے اٹھا کے ہاتھ

ہوگی دعائے وصل مین تاثیر اب ضرور
دامن اثر کا آگیا آہ رسا کے ہاتھ

مے سے تمام بزم کو تونے چھکا دیا
ساقی ادھر بھی دے کوئی ساغر بڑھا کے ہاتھ

قدرت خدا کی یار کے مہندی لگائے غیر
ہون آشنا کے پانون پہ آشنا کے ہاتھ

مقتل مین آج جمع ہین سامان نئے نئے
شمشیر ناز گردن بسمل قضا کے ہاتھ

دو دو قدم وہ رقص مین چلتا کسی کا ہائے
دامن پکڑ کے پانون بڑھا کر اٹھا کے ہاتھ

سنتے ہی نام وصل وہ پہلو سے اٹھ گئے
جھنجھلا کے طیش کھا کے بگڑ کے چھڑا کے ہاتھ

قاصد ہر تیز رو نہ کبوتر ہر تیز پر
اس گل کو نامہ بھیجیے پیک صبا کے ہاتھ

صفدر ہر خوف کیا مجھے روز حساب کا
ہر شرم میری داور روز جزا کے ہاتھ

ہی عشق خط کبھی لفت زلف دوتا کے ساتھ — کیونکر بچیگی جان بلا ہی بلا کے ساتھ
جو آپکی ادا ہی وہ ہی اک ادا کے ساتھ — غمزہ جفا کے ساتھ ہی عشوہ حیا کے ساتھ
طرز نگہ نے چھین لیے قدسیون کے دل — آنکھین جو آنکی اُٹھ گئین سمت دعا کے ساتھ
اک روز دیکھنا جو یہی اضطراب ہی — منھ سے نکل پڑیگا کلیجا صدا کے ساتھ
کہتے ہین شوخ اس کف رنگین کو دیکھکر — اُڑ جائین ہم بھی طائر رنگ حنا کے ساتھ
تو مجکو قتل کرین سمجھے مرحبا کہون — میری چلے زبان تری تیغ جفا کے ساتھ
روشن چراغ زیست ہے کیا جہان مین — دشت عدم سے آئے ہین جھونکے فنا کے ساتھ
کچھ انتہا ہی وہم کی اس درجہ احتیاط — آتے ہین خواب مین بھی وہ ناز و ادا کے ساتھ
ہو کر شہید ناز یہ پایا ہی مرتبہ — خلق خدا ہی آج ترے مبتلا کے ساتھ
خوشبو سے آج صحن گلستان مہک گیا — بیشک ہی بوے زلف رسا بھی صبا کے ساتھ
تھم پھیرنا کسی کا وہ شرما کے ناز سے — اور پھر سنبھالنا وہ دوپٹا ادا کے ساتھ
معلوم تمکو جب ہو ہماری وفا کا حال — الفت تمھین بھی ہو جو کسی بیوفا کے ساتھ
رخصت ہی دلکی روتی ہین مل ملکے حسرتین — جاتا ہی آشنا کسی ناآشنا کے ساتھ
حسرت دم اخیر نہ دیدار کی رہی — شکر خدا کہ آپ بھی آئے قضا کے ساتھ

صفدر نہین ہی تم کو محبت تو یہ کہو
کیون دلکو تھامے جاتے ہو اہل وفا کے ساتھ

وہ تیغ ناز ہو یارب رواں آہستہ آہستہ — مزہ لے لیکے تڑپین نیم جان آہستہ آہستہ

جہان سے چل بسے پیر و جوان آہستہ آہستہ
روانہ ہو گئے سب کاروان آہستہ آہستہ

خفا بھی وہ ہو بگڑے بھی برہم بھی ہو لیکن
سنا دی ہمنے ساری داستان آہستہ آہستہ

کہیں دل بلبلونکے پس نجائیں ساتھ پھولون کے
قدم رکھو باغ مین اے باغبان آہستہ آہستہ

نہ ایوان یدون ہے نہ جام جم رہا باقی
مٹے شاہان عالم کے نشان آہستہ آہستہ

کہیں گھبرا نہ جانا رعب سے اُس شوخ کے قاصد
ہمارا حال سب کرنا بیان آہستہ آہستہ

نہ رکھا عشق نے عشاق کا نام و نشان باقی
کیے برباد لاکھون خانمان آہستہ آہستہ

خرام ناز کے مشتاق ہین جانباز برسون سے
چلو گلشن مین اے سرو روان آہستہ آہستہ

کسی کے ابرو و مژگان نے ہمکو نیمجان چھوڑا
چلی شمشیر رک رک کر سنان آہستہ آہستہ

لگا دی ایک ٹھوکر جب وہ آئے فاتحہ پڑھنے
مٹا یا قبر عاشق کا نشان آہستہ آہستہ

ہمارے حال دل سے اور تو واقف نہین کوئی
صبا کچھ ہو گئی ہے رازدان آہستہ آہستہ

تری آواز وحشتناک سُنکر وہ نہ اُٹھ جائین
شب وصل اے موذن دے اذان آہستہ آہستہ

کوئی رسوا نہو کچھ پاس بھی اسکا رہے صفدر
شب فرقت مین لازم ہے فغان آہستہ آہستہ

کیا صدمون نے ہم کو ناتوان آہستہ آہستہ
بہار باغ پر چھائی خزان آہستہ آہستہ

شب وصل صنم ہے صبح ہونے مین نکر جلدی
روان ہو آج تو اے آسمان آہستہ آہستہ

پسینا آنہ جائے تیز چلنے مین کہین تم کو
کمر نازک ہے چلو اے جانجان آہستہ آہستہ

نہین پروا اگر منزل پہ پہونچے تیز رو پہلے
پہونچ جائینگے ہمسے ناتوان آہستہ آہستہ

وفور ضعف سے اب بات کرنے مین تکلف ہی
دہن مین اپنے پھرتی ہی زبان آہستہ آہستہ

ٹھکانا بلبلونکو اب نہین ملتا ٹھہرنے کا
اُجاڑے باغبان نے آشیان آہستہ آہستہ

مکان تاریک شل پردۂ ظلمات ہی سارا
ہوا یہ جمع نالونکا دھوان آہستہ آہستہ

نظارہ سے رُخ لیلی کا تو کرلے نجد مین مجنون
روان ناقے کو کراہی ساربان آہستہ آہستہ

ابھی جلدی ہی کیا صیاد فصل گل تو آنے دے
سنا دونگا تجھے سب داستان آہستہ آہستہ

نہ پایا آجتک ظالم نے مجھ سا صبر مین کامل
ہوے سب عاشقون کے امتحان آہستہ آہستہ

جگہ ایمن ہی دلکی جان مین اور دلمین حسرت ہی
نکالو میرے پہلو سے سنان آہستہ آہستہ

گل عارض پر اُنکے رفتہ رفتہ خط نکل آیا
ہوا حرف خزان یہ بوستان آہستہ آہستہ

اُٹھے یہ دوستا اپنے منزل ہستی سے ای صفدر
کہ خالی ہوگیا سارا جہان آہستہ آہستہ

خوش کرتی ہی دل دختر رز آکے ہمیشہ
رہتی ہی دُلھن پاس یہ دولھا کے ہمیشہ

قیدی ہین ہم اُس زلف چلیپا کے ہمیشہ
بیمار ہین اِک نرگس شہلا کے ہمیشہ

لب نے جو جلایا تو تری آنکھ نے مارا
قاتل بھی رہا ساتھ مسیحا کے ہمیشہ

پردہ نہ اُٹھایا کبھی چہرہ نہ دکھایا
مشتاق رہے ہم رخ زیبا کے ہمیشہ

غیرون کو دیے بوسہ لب یار سے آگے
ہم رہ گئے مُنھ دیکھ کے للچا کے ہمیشہ

جمشید نہین اب جو مراد و رہی ساقی
تا حشر مزے ہین یہی دنیا کے ہمیشہ

معشوق ازل سامنے رکھتا ہی بصد شوق
آئینہ ترے حسن کا چمکا کے ہمیشہ

اللہ ری حیا وصل میں سو جاتے ہیں ہر وقت
وہ چھپ کے منھ پھیر کے شرما کے ہمیشہ

سودائی کبھی تھا کبھی عاشق کبھی مجنون
کیا جوش رہے اس دل شیدا کے ہمیشہ

میخانے میں پھر رند دن کے چلیئے ہیں ہر روز
پھر دور چلیں ساغر صہبا کے ہمیشہ

وان غیر دن کے ہمراہ وہ مے پیتے ہیں ہر روز
یان کٹتی ہے شب خون جگر کھا کے ہمیشہ

کیا صاحب اقبال ہیں جو وصل میں اسکے
خوش ہوتے ہیں بوسوں کا مزا پا کے ہمیشہ

کس ناز سے اٹھ جاتا ہے وہ برق تجلی
بجلی کی طرح سے مجھے تڑپا کے ہمیشہ

دن کو ہے اگر مہر تو شب کو وہ قمر ہے
جلوے ہیں نئے اس بت رعنا کے ہمیشہ

دو دن ہمیں جینے کا بھروسا نہیں صفدر
چرچے تو رہینگے یہی دنیا کے ہمیشہ

وہ عارض گلگون ہے گل تر سے زیادہ
وہ قامت موزون ہے صنوبر سے زیادہ

ہیں زخم مرے دل کے گل تر سے زیادہ
ہر داغ جگر لالہ احمر سے زیادہ

ٹوٹا جو حباب لب جو آئی یہ آواز
وقفہ نہیں اس بحر میں دم بھر سے زیادہ

نکلیگا نہ اب کوچۂ گیسو سے مرا دل
آرام ملا اسکو یہان گھر سے زیادہ

بیفائدہ سب سعی ہے بیکار ہے کوشش
ملتا نہیں انسان کو مقدر سے زیادہ

اتنا بھی نہ سمجھے کہ اسے کون پڑھیگا
خط ہمنے لکھا یار کو دفتر سے زیادہ

روشن ہے مکان پرتو رخسار سے کسکے
ہر ذرہ ہے خورشید منور سے زیادہ

کوچے میں ترے کون یہ فریاد کو آیا
ہنگامہ ہے ہنگامۂ محشر سے زیادہ

صدمہ اُٹھیں پہونچے نہ کہیں دلکی تڑپ سے
سینے سے لگاتا نہیں اِس ڈر سے زیادہ

میری خلشِ دل مین اگر کچھ نہین تاثیر
بیتاب ہو تم کیون دلِ مضطر سے زیادہ

جاکر حرم و دیر مین کیا سجدہ کرون مین
در کون ہے عالم مین ترے در سے زیادہ

پہلو مین کھٹکتا نہین کب خار کی صورت
دشمن ہے مرا دل مرے دلبر سے زیادہ

بے قدر نہ سمجھو اسے بیقدر نہ سمجھو
پاؤگے وفادار نہ صفدر سے زیادہ

بدلتا ہے صفدر کچھ ایسا زمانہ
کہ ہے آج اسکا کل اُسکا زمانہ

حباب لب جو تھے ہم اُس چمن مین
کھلی آنکھ اپنی تو گذرا زمانہ

لڑکپن تھا جبتک نہ تھی فکر کوئی
بہت یاد آتا ہے پچھلا زمانہ

دیا دل جسے ہوگیا جی کا دشمن
حقیقت مین کتنا ہے اُلٹا زمانہ

بہت مہربان تھا وہ بیمہر مجھ پر
ہوا ہے ابھی اسکو تھوڑا زمانہ

کٹین ہجر کے دن شبِ وصل آئے
الٰہی کبھی آئے ایسا زمانہ

کبھی دشت گلشن کبھی باغ صحرا
دکھاتا ہے نیرنگ کیا کیا زمانہ

وہ فرقت مین کی آہ پرشور مین نے
جلا مین جلا مین پکارا زمانہ

جو ہے قتل مدنظر سر ہے حاضر
مگر یہ کہو کیا کہیگا زمانہ

جو وہ مہربان ہون تو کل مہربان ہو
پھرین وہ تو پھر جائے سارا زمانہ

کیا ذکر اگر اگلی صحبت کا اُن سے
کہا پھیر کر منھ وہ گذرا زمانہ

مری طرح تیرا ہو بتیا اب یہ بچی	ابھی کروٹین لیگا کیا کیسا زمانہ

ہوا وصل اُس سے جدائی تھی جس سے
ہر ان روزون صفدر تمہارا زمانہ

ردیف یاے تحتانی

کسے زندگی کی امید ہو کہ خبر ہو فرقت یار کی
یہی دن ہو اپنے وصال کا یہی شب ہو اپنے مزار کی
گئے تھے چمن سے گلی مین کیا کسی شوخ لالہ عذار کے
ترے پیرہن مین ہو ای صبا جو مہک عروس بہار کی
نہین چین دام مین ایک دم یہ تڑپ ہو بلبل زار کی
کوئی صحن باغ سے ہو نہو خبر آئی فصل بہار کی
مین وہ بادہ خوار ہون ساقیا کہ خدا سے ہو یہ مری دعا
جو قضا کرون تو مزار پر چڑھے چادر ابر بہار کی
کہون کیا مجھے جو ملال ہو شب ہجر نیند محال ہو
کہ اُچھل رہے ہین دل و جگر نہین شکل کوئی قرار کی
وہ چھپا کے چہرے کو زلف سے چلے سیر آئین سر لحد
کوئی گردش ایسی ہو اے فلک مرے بعد لیل و نہار کی
یہ دعا خدا سے ہو ہر زمان کہ ملے لحد مین مجھے امان

بدن نحیف ہے ناتوان نہین تاب مجھکو فشار کی
رہے زندگی مین جو مجھسے پس مرگ سائے وہ طرح ہوے
نہ طلب ہے دولت وزر کی اب نہ خبر ہے یار ودیار کی
جو عیان ہے چہرے پہ تیرے خط تو لکھونگا وصف مین نمط ہے
مگر اب ضرور ہے کچھ نہ کچھ مجھے مشق خط غبار کی
پس مرگ پھر نہ رہی ہوس چمن جنان کی کسی طرح
ترے کوچے مین جو زمین ملی ہے دفن مجکو مزار کی
ہمین پیرہن سے ہے کام کیا کہ جنون سے طبع ہے آشنا
جو قبا ہے تن پہ تو گرد ہے جو ردا ہے تو ہے غبار کی
نہین کوئی شاہ فقیر ہون مجھے بوریا ہی سریر ہے
نہ تلاش قصر و مکان کی ہے نہ ہوس ہے نقش و نگار کی
جو ہوا سے گرد کہین اُڑی تو سفر مین مجکو گمان ہوا
نظر آئی شکل جو ار کی خبر آئی اُجڑے دیار کی
ہون وہ مردہ دل مرا حال بھی کبھی لکھے کوئی تو یون لکھے
کہ قلم ہو شمع مزار کا تو ہو لوح سنگ مزار کی
مین اخیر وقت مین صفدر اب کہون کس سے حال شباب کا
وہ سرور نشہ بادہ تھا یہ بلا ہے رنج خمار کی

دل رہے یا نہ رہے وہ ستم ایجاد رہے / سر رہے یا نہ رہے خنجر جلاد رہے

مشق غم ہجر میں یہ اے دل ناشاد رہے / سانس لینے میں بھی کیفیت فریاد رہے

آہ بلبل بھی کہ ہم نگہت گل تجھے کیا سمجھے / کہ رہے جب تلک اس باغ میں برباد رہے

نہ کھنچا پر نہ کھنچا تیرے دہن کا نقشہ / مدتوں فکر میں گم مانی و بہزاد رہے

جب کیا قصد فغاں ضبط پکارا کہ خموش / دل ہی میں حوصلۂ نالہ و فریاد رہے

دیکھ تو لیجیے کاشانۂ دل کی صورت / کیسے آباد ہو فرمائیے برباد رہے

آہ حسرت مری ہوتی ہے غضب تخم اثر / ڈر ہے اسکا کہ کہیں کھیت نہ جلا د رہے

کون ایوان ہے نہیں جسکے لیے بربادی / خانۂ گور ہے جو حشر تک آباد رہے

کبھی فرقت میں بھی آنے نہ دیا رنج کو پاس / شادی وصل کی امید پہ ہم شاد رہے

شب فرقت میں ہمیں بھول گئے سب اپنے / یار تو یار اجل کو بھی نہ ہم یاد رہے

الفت قید تھی مرغان قفس کو ایسی / چھوٹ جانے پہ بھی گرد سر صیاد رہے

تار موے کمر یار سے زنجیر بنے / پاس کچھ میرے نقاہت کا بھی حداد رہے

شانہ زلفوں میں جو کرنا تو سمجھ کر کرنا / دل بھی الجھا ہے کسی کا یہ ذرا یاد رہے

دل وہ دل ہے جو رہے تیغ جفا کا خوگر / سر وہ سر ہے جو تہ خنجر بیداد رہے

جوش وحشت میں بھی صفدر یہ رہی یاد نہ تھا / خانۂ دل میں مرے جمع پری زاد رہے

اڑ گیا ہے ستاروں نے چمکنا انکی ہیکل سے / چمک کر منہ چھپانا برق نے سیکھا ہے چھلبل سے

نہ بھولونگا شب وصلت میں سوتے لگنا اپنا / لجا کر مسکرا کر منہ چھپانا انکا آنچل سے

مجھے محروم رکھا وصل میں بھی تیرہ بختی نے
ملی فرصت نہ انکو رات بھر مسی سے کاجل سے

گرانی بوے گل سے آج کچھ تازہ نہیں مجکو
خدا نے بخشی ہے نازک دماغی روز اول سے

بہار آئی ہے پھر مستی ہماری رنگ لائیگی
ہوا پھر عشق ساقی سے بڑھا پھر ربط بوتل سے

غضب ہے آپکا اس ناز اس انداز سے چلنا
ہزاروں فتنے برپا ہر قدم ہوتے ہیں چھاگل سے

براے خواب ہمکو سوزنی کانٹوں کی کافی ہے
نہ خواہش بستر گل کی نہ مطلب فرش مخمل سے

ہوا ہے چشم لیلی کا اثر ہے خاک مجنوں میں
ابھی تک اک غبار سرمہ گوں اٹھتا ہے جنگل سے

کیا تیغ ادا نے یاد کس مظلوم کو یارب
قضا آئی ہے گھبرائی ہوئی کچھ آج مقتل سے

یہ بدلا رنگ عالم آسمان کے ایک گردش نے
نہ وہ صحبت رہی باقی نہ وہ احباب کے جلسے

اگر ہو چشم روشن فرق کیا گبر و مسلماں میں
چراغ دیر و کعبہ مشتعل ہے ایک مشعل سے

پریشاں ہونا بل کھانا بکھرنا پیچ میں لانا
یہ ٹلکے سیکھ لے کوئی تری زلف مسلسل سے

لطافت میں نزاکت میں صفا میں بو میں اے صفدر
وہ بہتر ہے صبا سے گل سے آئینے سے صندل سے

تمھاری سادگی پر دم فدا ہے روز اول سے
علاقہ ہے نہ مہندی سے نہ سرمے سے نہ کاجل سے

علاج دردسر ممکن نہیں نازک دماغوں کا
ہماری سرگرانی بڑھ گئی خوشبوے صندل سے

صفاے دل ہو مشق ریاضت کے سبب حاصل
گیا ہے دور ہمنے آئنے کا زنگ صیقل سے

کھلونے کھیلتا تھا لیلی و مجنوں کی طفلی میں
پڑی ہے ای جنون وحشت مری طینت میں اول سے

ہوا دیوانہ سرمست سایہ پڑ گیا جس پر
یہ دخت رز ہے ساقی یا پری نکلی ہے بوتل سے

جو مینکش مین نہین کچھ احتیاج انکو تکلف کی
بیاض گردن مینا کو ہی کیا کام جدول سے

بنانا دوستو تعویذ میری قبر کا اسکو
کوئی تعویذ ملجائے جو تمکو اسکی ہیکل سے

ابھی تک حسرت دیدار قاتل لیلین باقی ہی
صدا اسر دم شہید ناز کی آتی ہی مقتل سے

یہی وہ ہون عاشق ابرو کہ جب ماہ صیام آیا
کیا افطار مین نے روز روزہ تیغ کے پھل سے

بجھیگی پیاس وقت قتل مشتاق شہادت کی
کہ چھالا تیغ کا کچھ کم نہین پانی کی چھاگل سے

غنیمت جان اس دم کو کہان پھر صحبت ساقی
یہی آتی رہی شب بھر مجھے آواز بوتل سے

چمک کر آسمان پر ابر مین جب چھپ گئی بجلی
تمھارا چھا کنایا یاد آگیا پردے کی اوجھل سے

جنون کا جوش مین نازک طبیعت فصل گل سی ہی
کہو فصاد سے لے فصد شاخ گل کی کونپل سے

جو کھولا اسنے جوڑا تو خورشید ابر مین آیا
اٹھائی زلف چہرے سے تو نکلا چاند بادل سے

خدا جانے بنے گی آج کیونکر ہمسے اے صفدر
مزاج انکا نظر آتا ہی کچھ بگڑا ہوا کل سے

پری نے حور نے انسان نے کب یہ شکل پائی ہی
خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہی

یہ فصل گل مین سب پر بیخودی گلشن مین چھائی ہی
صبا بھی جب چلی ہی ہر قدم پر لڑکھڑائی ہی

عبث گھبراتی اے روح تو اس جسم خاکی مین
یہ زندان چند روزہ ہی قیامت تک رہائی ہی

سیہ تل سے روے آتش رنگ پر دیکھا تو یہ سمجھے
پرستش کے لیے یہ آگ ہندو نے جلائی ہی

کوئی ناشاد کوئی شاد اپنی اپنی ہی قسمت
وہ بگڑے ہین جو ہمسے کیسے غیرونکی بن آئی ہی

ہوا جو کچھ ہوا قاتل سے کچھ شکوہ نہین ہمکو
جنازے پر ہمارے جمع کیون ساری خدائی ہی

یہ ہو جاتے ہیں بے خود ہم کہ مطلق حس نہیں رہتی
جدائی اسکی ہم سے روح و قالب کی جدائی ہے

قفس میں کیوں نہ اے صیاد مرغان قفس پھڑکیں
خبر یک صبا نے موسم گل کی سنائی ہے

جدا ہم یار سے ہیں غیر ہیں ہر دم تب پاس اسکے
خداوند جہان کیا تیری شان کبریائی ہے

دم رفتار ہر ٹھوکر سے اسکے مردے جیتے ہیں
کہو عیسی سے دیکھیں یہ نئی معجز نمائی ہے

یقیں ہے اب دل بیتاب سینے میں نہ تڑپے گا
اٹھا کر یار کی تصویر سینے سے لگائی ہے

پڑھا کر یا تہ جھاڑی گرد دامن سے اگر سمٹے
مکدر رہیں بھلا کیوں آپ کیا ایسی برائی ہے

غنیمت ہے دلا جو دم ہے امید بقا کیسی
عناصر میں بھی باہم چار دن کی آشنائی ہے

تفاوت مہر و مہ کا صاف آتا ہے نظر ہمکو
تری تصویر جب تصویر یوسف سے ملائی ہے

ضیائے شمع ہو جیسے کسی فانوس سے ظاہر
نمایاں آستیں میں یوں تن سی گوری کلائی ہے

جو کہتا ہوں کہ کوئی جام مجکو بھی عنایت ہو
تو کہتے ہیں فرنگستان سے مے ہمنے منگائی ہے

بنا ہوں بلبل تصویر اس گلزار میں صفدر
مرے نزدیک سب یکساں اسیری و رہائی ہے

جہاں اس گلشن عالم میں رنگ آشنائی ہے
وہاں دیکھا تو اسکے ساتھ بوئے بیوفائی ہے

یہ وقت نزع شوق دید نے صورت دکھائی ہے
سمٹ کر جان سارے جسم کی آنکھوں میں آئی ہے

لباس آبی نہیں یہ جوش پر ہے حسن کا دریا
جواب پنجۂ مرجان ترا دست حنائی ہے

بھری جب آہ ہمنے بدلی وہ رنگ اثر کیسا
نشانہ کیا اڑائیگا کہ یہ تیر ہوائی ہے

فراق و وصل کی میں لوٹتا ہوں لذتیں کیا کیا
کبھی آنسے صفائی ہے کبھی انسے لڑائی ہے

نہ دل ہی اپنے قابو مین نہ آنکھین اپنی کہنے مین
جسے کہتے ہین روز حشر وہ روز جدائی ہی

نہین شرمائی ای بت آنکھ تیری وصل کی شب مین
دلھن بنکہ ہماری جان لینے موت آئی ہی

رہا جو زیست بھر عریان حسینونکی محبت مین
لحد پر اسکے یارون نے عبث چادر چڑھائی ہی

نہ کنگھی ہی نہ چوٹی ہی نہ سرمہ ہی نہ مسی ہی
یہ وضع سادہ تمکو سچ بتاؤ کب سے بھائی ہی

کشش کرتا ہی دلکی کھینچتا ہی جب یہ پہلو مین
تمھارے تیر کو کس درجہ ذوق دلربائی ہی

نہ تجھ مین یہ رکاوٹ تھی نہ تجھ مین یہ کھنچاوٹ تھی
تری شمشیر نے یہ چال کیا تجکو بتائی ہی

عبث ہوتے ہو برہم تم ذرا سیدھی طرح بولو
مجھی پر ختم کیا صاحب تمھاری کج ادائی ہی

ذرا ای آفتاب حشر برقع ڈال کر آنا
ارے ظالم خدا سے ڈر یہ روز خود نمائی ہی

نہ ہم واقف کسی سے ہین کوئی ہمسے واقف ہی
فقط آئینہ سان لوگون سے صورت آشنائی ہی

مقابل سارے عالم سے کیا غربت نے ہم ای صفدر
ادھر ہون مین تن تنہا ادھر ساری خدائی ہی

بسکہ ہی عشق قد یار مین شہرت میری
منتظر مین ہون قیامت کا قیامت میری

کبھی ہون بلبل گلشن کبھی پروانہ بزم
بھیس بدلے ہوے پھرتی ہی محبت میری

اس نظر سے جو گرا سب کی نگاہون سے گرا
آنکھ کیا اسکی پھری پھر گئی قسمت میری

دل حسینونکو دیا جان اجل کو بخشی
وہ سخی ہون کہان تا حر مین ہمت میری

تم جسے چاہتے ہو اسکی قسم صاف کہو
ہم تمھین غیر سے الفت کہ محبت میری

نوحہ گر کوئی جو مرقد پہ نہین کیا پروا
بیکسی روئیگی سر پیٹیگی حسرت میری

پاس میرا نہ سہی اپنی طرف دھیان کرو
تمکو غیروں سے مناسب ہی شکایت میری

مجھ سے کہتی ہی جوانی کہ بسر عیش مین کر
چند روزہ ہی ملاقات غنیمت میری

گردش چرخ سے صفدر ہون حباب دریا
بن کے ہر لحظہ بگڑ جاتی ہی صورت میری

نہ ہوئی صبح کسی دن شب فرقت میری
آسمان نے نہ نکالی کبھی حسرت میری

سو رہے رات وہ سر رکھکے مرے زانو پر
بخت بیدار ہوے جاگ اٹھی قسمت میری

پھر دم حشر نہوگا کسی مجرم سے حساب
پہلے آئی جو گنہگارون نوبت میری

دل تڑپ کر مجھے لیجائیگا حورون مین ضرور
بیقراری ہی کلید در جنت میری

ہون وہ برگشتہ مقدر کہ نہایت رویا
کی رقم کاتب قدرت نے جو قسمت میری

ہون رہا قید تعلق سے تو دیکھون اسکو
پردہ چہرہ مقصود ہی غفلت میری

کس نے کس نے مرے مضمون نہ لیے ای صفدر
جب سے دیوان چھپا لٹ گئی دولت میری

کہو آکے ہم سے وہ پوچھ لے جسے شرب مے مین کلام ہی
جو وصال ہی تو حلال ہی جو فراق ہی تو حرام ہی

نہ ہوائے نزہت باغ ہی نہ خیال گردش جام ہی
کسے اب نشاط سے کام ہی کہ حیات اپنی تمام ہی

نہ ملینگے ہم نہ ملینگے ہم کبھی آبرو کو نہ دینگے ہم

جو رقیب سے کبھی پیام ہو تو ہمین سے اُنکو سلام ہو
نہ وہ آتے ہین نہ بلاتے ہین ہمین باتون ہی مین لگاتے ہین
وہی ابتدا سے ہو آجکل وہی صبح ہو وہی شام ہو
وہ مے نشاط سے مست ہین شب و روز جام بدست ہین
اُنھین کیا خبر اُنھین کیا غرض جو کسی کا کام تمام ہو
جو شراب نوش تھے ہر سحر وہ لحد مین سوتے ہین بیخبر
نہ ہوائے سبزہ و باغ ہو نہ تلاش شیشہ و جام ہو
کبھی بزم مین جو کیا گذر تو وہ بولے تیغ کو کھینچکر
کہ جو بڑھکے سب سے کٹائے سر وہی صف مین پیش امام ہو
جو تمھارا عاشق زار تھا وہ تڑپ کے رات کو مر گیا
ہو یقین کہ تمنے بھی ہو سنا یہ خبر زمانے مین عام ہو
نہ کیا لحاظ ذرا صنم کہ کہا پیمبر حسن بھی
تجھے اب بڑھاؤن کہان تلک کہ خدا کا آگے تو نام ہو
جو نکھر کے آئے وہ سامنے تو اجل نگاہون مین پھر گئی
تن و پیرہن پہ گمان ہوا کہ یہ تیغ ہو وہ نیام ہو
جو گڑے زمین مین تو پھر کہان یہ جلیس اور یہ صحبتین
وہ جہان خلوت خاص ہو یہ جہان محفل عام ہو

کبھی لے گیا جو زمین سے سر چرخ نشہ شراب کا
تو یقین ہوا مجھے ساقیا یہ سمند برق خرام ہی
یہ غضب کے طرز کبھی ہی نئی مجھے کچھ سرور ہی ایسی کبھی
تری آنکھ مجھ سے جو پھر گئی یہی مجکو گردش جام ہی
دم حشر صفدر خستہ جان وہی دیگا ہمکو خط امان
جو ذبیح ہی جو قتیل ہی جو شہید ہی جو امام ہی

وحشت فزا ہوا ہی کچھ ایسی بہار کی
پھولا جو پھول اُسنے قبا تار تار کی

لیجائے کاش آگے ہوا کوے یار کی
مٹی خراب ہو نہ ہمارے غبار کی

بجلی سے کم نہین یہ تڑپ مین کسی طرح
پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بیقرار کی

کھولی ہی کس نے کاکل مشکین یہ ای صبا
آتی ہی بو دماغ مین مشک تتار کی

اب ترک عشق وضع سے اپنے خلاف ہی
ناصح ہر دم کے ساتھ جو بات اختیار کی

اُس سنگدل کا دل نہ پسیجا کسی طرح
ہمنے تو اپنی جان تلک بھی نثار کی

آنکھیں لڑا لڑا کے دکھاتے ہین جنگجو
شکل انجمن مین معرکہ کارزار کی

دن رات اُسکی نرگس سبکو نکو فکر ہی
توبہ شکستہ ہو کسی پرہیزگار کی

دورے دکھا کے نشہ کے دلکو پھنسا لیا
صیاد چشم یار نے بلبل شکار کی

اللہ رے طول روز قیامت بھی ہو چکا
لیکن ہوئی نہ صبح شب انتظار کی

بارش یہ آنسوؤنکی ہی یا بارش سحاب
بجلی ہی یا تڑپ ہی دل بیقرار کی

بے روئے یار اگر رگ گل پر پڑی نظر
یہ غم ہوا کہ دلمین چبھی نوک خار کی

ہوتا خیال یار سے اس دل کا سامنا
ٹٹی جو درمیان مین نہ ہوتی غبار کی

جل جل کے مرگیا ہون کسی گل کے ہجر مین
بھر جو یہ مین ہون شاخین چنار کی

قاصد تو کیا فرشتے کا اُسکو یقین نہین
صفدر دوا ہو کیا دل بے اعتبار کی

ہر وقت گریہ یاد جو دندان یار کی
اشکون مین ہر چمک گہر آبدار کی

حالت یہ ضعف سے ہوئی ہر جسم زار کی
بیڑی گران ہے پانو مین اشکونکے تار کی

تقلید کرکے میرے دل داغدار کی
طاؤس نے اُڑائی ہے رنگت بہار کی

کیا تیرہ بختیان ہین دل بیقرار کی
دن ہجر کا گیا تو شب آئی بہار کی

کتنی چمک ہے ہستی ناپائدار کی
ہو آنکھ تو نمود ہے گویا شرار کی

آئے وہ خط نکال کے رخ پر ہمارے پاس
پنہان جو تھی کدورت دل آشکار کی

عشرت نصیب ہین جو مے عشق سے ہین مست
اس نشہ مین نہین ہے اذیت خمار کی

رنگین کمال تیر فگن کا مزاج ہے
مہندی پسند کیون نہو خون شکار کی

صحرا کو چھوڑتا ہون تو روتے ہین آبلے
لذت ملی ہے کیا خلش نوک خار کی

ہمسے کدورتین ہین رقیبون سے صحبتین
ہے طرفہ شان قدرت پروردگار کی

نرگس کی آنکھ کیون نہ چمن مین کھلی رہے
تصویر بن گئی ہے ترے انتظار کی

بجلی سے کم نہین یہ تڑپ مین کسی طرح
پوچھو نہ مجھ سے میرے دل بیقرار کی

دیکھو ہمارے سینہ پر داغ کی طرف / گھبرائے جی تو سیر کرو لالہ زار کی
سو ٹکڑے کس طرح نہ قفس میں ہو دل مرا / آواز آرہی ہے چمن سے ہزار کی
پہونچا دے اسکو یار کے دامن تک اے صبا / مٹی خراب کر نہ ہمارے غبار کی

صفدر شراب پینے سے توبہ تو کی مگر
مجبور ہوں کہ فصل پھر آئی بہار کی

سیر دیکھو بلبل اک گل کا وہ گلزار ہے / لالہ شاداب جو تھا نرگس بیمار ہے
طرۂ طرار جسکا دام تھا سب کے لیے / دام اب اسکو کسی کا طرۂ طرار ہے
جسکے جنس حسن کا ہے اک زمانہ مشتری / مشتری وہ اور یوسف کا سر بازار ہے
جس گل بیخار کی الفت کا ہے سر دلمیں خار / خار زار عشق میں اب وہ گل بیخار ہے
جو گل خندان تھا گریان ہے وہ شبنم کیطرح / عین فصل گل میں پامال خزان گلزار ہے
ہیں خجل جسکے خرام ناز سے طاوس و کبک / کیا تماشا ہے وہ خود وارفتہ رفتار ہے
جسکی ہے شیرینی گفتار عالم کو پسند / خود وہ محو لذت شیرینی گفتار ہے
مثل موسیقار جسکے غم میں ہیں نالہ کش / نالہ کش وہ آپ ہر دم مثل موسیقار ہے
طالب دیدار ہیں سب جسکے موسی کیطرح / اب وہ برق تجلی طالب دیدار ہے
گریۂ عشاق پر ہنستا تھا جو دریاے حسن / ابر نیسان کیطرح اب خود وہ گوہر بار ہے
مہر طلعت غش میں ہیں جسکے سایۂ دیوار سے / اب وہ خود مانند سایۂ غش پس دیوار ہے
کنگھی چوٹی سے نہ اب مطلب نہ آرائش سے کام / کس پریشانی میں مثل گیسوے خمدار ہے

سرمہ آنکھون مین نہ ہونٹون پر وہ مسی کی دھڑی
کام شانے سے نہین کچھ آئنہ بیکار رہی

گرم و سرد عشق کا اب حال ظالم کو کھلا
اشک آنکھون مین ہین لب پر آہ آتشبار رہی

اڑ گئی سرخی وہ سب کیا غم سے زردی چھا گئی
پیش ازین لالہ جو تھا صد برگ وہ رخسار رہی

خشک لب ہین وہ مسیحائی کا دعوی کیا ہوا
ہو کے عیسی اپنی آنکھون کی طرح بیمار رہی

جی مین آتا ہی جو لکھا جائے گردن جھک کر سلام
ہنس کے پوچھون کہیے کیا حال دل افگار رہی

درد دل عاشق کا اپنے اب تو سمجھے ہو کچھ
یاد ہی کبر جوانی ہر وہی پندار رہی

مہربان ہو جائے شاید رحم کی آ جائے موج
ہی خدا مالک غریبون کا بھی بیڑا پار رہی

دل کے سمجھانیکی یہ باتین ہین صفدر ورنہ وہ
ایسی باتون مین کب آتا ہی بڑا عیار رہی

تاب نظر ہی شرط رخ یار کے لیے
چشم کلیم چاہیے دیدار کے لیے

برسون نہ پوچھنا مجھے اغیار کے لیے
ظالم یہ جور و ظلم وفادار کے لیے

گیسو سنوارتے ہین جو وہ میرے سامنے
بنتی ہین بیڑیان یہ گنہگار کے لیے

منظور شہرہ حسن کا ہی جانتا ہون مین
پازیب تمنے پہنی ہی جھنکار کے لیے

بہکانے سے رقیب کے توڑو نہ دل مرا
مسجد نہ ڈھاؤ خاطر خمار کے لیے

جی ڈوب ڈوب جاتا ہی دانتون کے عشق مین
غوطے یہ غوطے ہین در شہوار کے لیے

بیکار خون دل کو ہمارے نہ جانیے
غازہ بنائیے اسے رخسار کے لیے

بوسہ تو کیا بگڑتے ہین وہ بات بات پر
حیلے نئے نکالے ہین تکرار کے لیے

صحبت نصیب ہو جو گذر جائے جان سے
عیسی اجل ہی عشق کے بیمار کے لیے

شاید وہ آئین میرے جنازے پہ دوستو
آنکھین کھلی رہین مرے دیدار کے لیے

زندان سے نکلے ہین جو مقتل مین مجکو لوگ
شاید ہی حکم قتل گنہگار کے لیے

گریان ہون کیون نہ دیکھکے ہم روے یار کو
نہر روان ضرور ہی گلزار کے لیے

تکو ہی ہمسے پردہ تو ہم بھی جاتے ہین
موسی کے ساتھ طور پہ دیدار کے لیے

کیا کیا مزے اُٹھے نہ شب وصل یار مین
بوسے کبھی جبین کبھی رخسار کے لیے

مدت گذر گئی نہین دیکھا جمال پاک
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیے

حل کر شتاب جتنے ہین صفدر کی مشکلین
رب کریم احمد مختار کے لیے

صدمہ جو ہجر کا ہی تو اغیار کے لیے
ہی یار میرے واسطے مین یار کے لیے

آرایشین جہان کی ہین کفار کے لیے
نقش و نگار ہین در و دیوار کے لیے

باغ جہان مین تو ہی وہ گل جسکی خاک پا
سرمہ ہی چشم نرگس بیمار کے لیے

مدت ہوئی کہ آپکا عاشق مریض ہی
آؤ کبھی عیادت بیمار کے لیے

دل چاک چاک ہوکے جو سینے مین شانہ ہی
بھیجو نگا نذر طرۂ طرار کے لیے

عاشق کی تیرے در پہ نہ کیونکر رہے جبین
کعبہ بنا ہی سجدہ وشیدار کے لیے

رونق زیادہ ہوتی ہین کرے پہ اتنو روز
چلمن اٹھاکے گرمی بازار کے لیے

کافی ہین درد و غم ہمین جائین تو رو عیش
یارون سے کیون نگاڑ لیے اغیار کے لیے

دامن سے اشک پونچھ رہا ہی وہ بحر حسن
کیا مرتبے ہین چشم گہربار کے لیے

کھلا نہ جا سے صدمہ نہوا اِس لحاظ سے / بوسے نہ اُنکے پھول سے رخسار کے لیے
دریا و دشت و گلشن و بتخانہ و حرم / کس جا کہاں کہاں نہ پھرے یار کے لیے
کچھ سر نہیں پھرا ہی کہ عزلت نشین ہوے ہین ہم / اللہ نے قدم دیے رفتار کے لیے
تیرے کلام سننے کو پائے ہین گل نے گوش / نرگس کی آنکھیں ہین ترے دیدار کے لیے

تازہ رہینگے پھول مضامین کے حشر تک
صفدر خزان نہین ہے مرے گلزار کے لیے

جمال یار دیکھا ہمنے فیض چشم پرنم سے / نظر آیا ہمین خورشید عالمتاب شبنم سے
مرے داغ جگر کو فائدہ کیا ہوگا مرہم سے / کبھی چھوٹا نہ دھبا داغ مین لالے کا شبنم سے
عجب ویرانہ ہی جسدن سے دل خالی ہوا غم سے / اِس اُجڑے گھر کی آبادی تھی اسکے دم سے
کبھی انسے ہوئی وحشت کبھی اُنسے ہوئی الفت / جو ہم مین گئے جنت سے جنت مین جہنم سے
عجب نیرنگ دکھلایا ہی ہمکو جوش وحشت نے / نئے عالم مین پہونچے ہین نکلکر دونون عالم سے
ہوا آخر ہمین چھوڑین دین کہ ہون تاریخ دنیا / مسلمان ہوکے بت پوجین یہ کیونکر ہوسکے ہم سے
ہزارون ختم کھاکر تیغ ابرو کا لیا بوسہ / کیا وہ کام ہمنے جو کبھی ہوتا نہ رستم سے
بخوبی ہم مآل کار دونون کے واقف ہین / خوشی سے غم ہمین ہوتا ہی ہوتی ہی خوشی غم سے
وہ بیکس ہین ہمین دنیا نے چھوڑا ہمنے دنیا کو / نہ عالم ہمسے واقف ہی نہ ہم واقف ہین عالم سے
ترنگ آئی کسی دن جوش مستی مین تو سن لینا / خم افلاطون سے چھینا جام ہمنے لیا جم سے
غم الفت جو پایا ہے مزے کیسے اٹھائے ہین / ہمارے دل سے پوچھے قدر اسکی پاکوئی ہم سے

محبت ہو نہ کیونکر قید ہین زنجیر سے ہمکو
کہ اسکو سلسلہ ہے کچھ ترے گیسوے پرخم سے

مقدر مین یہ لکھا تھا کہ لینے کے پڑے دینے
کرین وہ چاک خط انعام مانگے نامہ بر ہم سے

جسے تھی وصل سے نفرت اسی نے میرے مرقد پر
چراغ آکر جلایا روغن بادام توام سے

ہوئی تقدیر الٹی جسقدر تدبیر کی صفدر
دوا سے درد دل چمکا اٹھایا داغ مرہم سے

قفس مین یا الٰہی ہو گویا زبان میری
کلیجا تھام لے صیاد سنکر داستان میری

بہار آئی ہے مین دیوانہ نازک طبیعت ہون
کہو گلچین رگ گل سے بنا بیڑیان میری

لیا تھا خواب مین بوسہ کبھی لبہاے شیرین کا
مزہ اُس ورد سے بھولی نہین اتبک زبان میری

گلون کو توڑتا ہے شاخ گل کو قطع کرتا ہے
خدا سمجھے نہین فریاد سنتا باغبان میری

یہ رویا ہون خیال چشم مین اُس بحر خوبی کے
کہ رشک مردم آبی بنی ہین پتلیان میری

نہ انکو ہوش اپنا ہے نہ مجھکو ہے خبر اپنی
عجب حالت ہے فرقت مین وہان انکی یہان میری

شگفتہ داغ دل رہتے ہین آہ شعلہ افشان سے
مرے گلشن کو تازہ رکھتی ہے باد خزان میری

سلیمان زمان ہین اپنے وقت کا ہین علم عامین
پریرو یونکے منہ مین رہتی ہے شب بھر زبان میری

اس اندیشے سے رکھکر ہاتھ وہ سینے پہ سوتے ہین
شب مہتاب مین دیکھے نہ کوئی چھاتیان میری

یہ کہنا وصل مین اس بت کی دشمن کا یاد ہے صفدر
بڑھا دو طوق گردن کا اتار و بجلیان میری

بجھیگی جام سے کیا پیاس اے پیر مغان میری
صراحی کے دہن مین لگا کر رکھدے زبان میری

یہ بیطاقت ہوئی ہی غم سے جان ناتوان میری
کہ میرے کان تک بھی نہین آتی فغان میری

کسی پر حال میرے غنچۂ دل کا نہین افشا
صبا کچھ رفتہ رفتہ ہوگئی ہی رازدان میری

کڑی منزل ہی مقتل سامنا ہی تیغ قاتل کا
الٰہی آبرو رہجاے وقت امتحان میری

جو خط لائیگا بھی قاصد تو ہوگا غیر کا لکھا
نوشتہ انکا دیکھون ایسی قسمت ہی کہان میری

ہوا یون لب بلب تو کیا مزہ ہوتا اگر ہوتی
مرے منھ مین زبان تیری ترے منھ مین زبان میری

غبار قیس سے آئی صدا ناقے کو ٹھہرا لے
ٹھکانے خاک لگجاے ذرا اے ساربان میری

متاع دل لیے بیٹھا ہون بازار محبت مین
خریدار آگئے ہو تم تو چمک جاے دکان میری

بیان کرتا ہون اکثر وصف گل رویان جو اے صفدر
ہوئی ہی برگ گل سے بھی سوا نازک زبان میری

وہ بت جلوہ آرا ہوا چاہتا ہی
خدا جانے اب کیا ہوا چاہتا ہی

تڑپ دل مین ہی دیدۂ شوق تر ہی
وہ بجلی یہ دریا ہوا چاہتا ہی

دکھا کر وہ تلوار کہتے ہین مجھ سے
خبر ہی تمھین کیا ہوا چاہتا ہی

وہ اٹکھیلی کی چال چلنے لگے ہین
کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہی

وہ رخسار پر ملنے والے ہین غازہ
یہ قرآن مطلا ہوا چاہتا ہی

مرے قتل کرنے کو آتا ہی قاتل
تمام آج قصہ ہوا چاہتا ہی

چھڑک دے نمک تو ہی اے شور بختی
مرا زخم اچھا ہوا چاہتا ہی

وہ بے پردہ کوٹھے پہ ہین آنیوالے
یہ خورشید ذرا ہوا چاہتا ہی

جنون تو سلامت ہین کیون پانون توڑ رو
مرا گھر ہی صحرا ہوا اچھا ہتا ہی

مرے دلکو الفت مین قطرہ نہ سمجھو
کہ یہ بڑھکے دریا ہوا اچھا ہتا ہی

بہت تیز ہی آجکل تیر مژگان
کوئی دل نشانہ ہوا اچھا ہتا ہی

چمک موتیون کی یہ کہتی ہی آنسے
کہ جھمکا ثریا ہوا اچھا ہتا ہی

بہت اسکو ایذا ہی پہلو مین میرے
یہ دل اب کسی کا ہوا اچھا ہتا ہی

سحاب آگیا ہونگے اب مور رقصان
چمن مین تماشا ہوا اچھا ہتا ہی

پے سیر آتے ہین وہ بال کھولے
درختون کو سایہ ہوا اچھا ہتا ہی

مرے گھر مین آمد ہی اس رشک مہ کی
موافق ستارا ہوا اچھا ہتا ہی

بلائین جو لین زلف کی ہنسکے بولے
کہ صفدر کو سودا ہوا اچھا ہتا ہی

آنکی رخصت کے شب وصل جو سامان ہونگے
صبح کے ساتھ ہی ہم چاک گریبان ہونگے

دو قدم ناز سے جسدم وہ خرامان ہونگے
فتنے اٹھینگے نئے حشر کے سامان ہونگے

بزم ہو باغ ہو مسجد ہو صنم خانہ ہو
تو جہان ہوگا وہین سب ترے خواہان ہونگے

سونگھنے والے ہین جو لوگ تری زلفون کے
نکہت گل سے دماغ انکے پریشان ہونگے

تیغ و بازو کی صفت ایک جہان کرتا ہی
قتل کرکے مجھے وہ خاک پشیمان ہونگے

ایک ہم ہین کہ بجز غم نہین کچھ ہمکو نصیب
ایک وہ ہین کہ وہان عیش کے سامان ہونگے

سر پہ جسنے کہ لیا روز ازل عشق کا بوجھ
اور کوئی نہین وہ حضرت انسان ہونگے

اُنکی محفل مین گذر ہوگا جو اپنا صفدر
کبھی گریان کبھی خندان کبھی حیران ہونگے

اُٹھے لطف جبتک کہ طالع رسا تھے
ہم اُنپر تصدق وہ ہمپر فدا تھے

نہ تھا چین جبتک کہ اُنسے جدا تھے
وہ آزردہ ہم زندگی سے خفا تھے

نہ تھا عشق مین پاس اخفائے الفت
کہ نالے زبان پر مرے بے صدا تھے

یہ انداز یہ ناز کس دن تھے دلکش
یہ غمزے یہ عشوے کہان دلربا تھے

وہ بیگانے ہین آج بیگانے ہین سب
جو وہ آشنا تھے تو سب آشنا تھے

جُھکایا جو محراب شمشیر مین سر
ادا ہوگئے جتنے سجدے قضا تھے

نہ پوچھو جوانی مین پیری کا قصہ
وہ دن اور کچھ تھے وہ عالم جدا تھے

عدم مین کہینگے یہ ہستی سے جاکر
کہین کیا کہ کس رنج مین مبتلا تھے

تہ خاک کی سیر ہمنے جو صفدر
وہی مہر طلعت وہی مہ لقا تھے

مصاحب ان روزون آئنہ ہے سنگار کا انکو مشغلا ہے
کبھی ہے سرمہ کبھی ہے مسی کبھی ہے غازہ کبھی حنا ہے
وہ طور ہے جسلوہ گاہ تیری کہ جسکی تنویر جابجا ہے
وہی ہے خورشید آسمان پر زمین پہ تیرا جو نقش پا ہے
بہار آئی چمن مین ساقی کہ بادہ خواری کا دور آیا

کھڑی ہی ساغر بدست نرگس درخت جو ہی وہ جھومتا ہی

گیا جو آغوش مین لحد کی کیا قیام اُسنے تا قیامت
یہان سے جاتا نہین مسافر عجیب دلچسپ یہ سرا ہی

گلی ہی اُس سنگدل کی محشر ہجوم فریادیون کا ہر سو
ہزار رو ؤ ہزار پیٹو کسی کو وان کون پوچھتا ہی

کھلے اگر دیدۂ حقیقت وہی ہو دریا وہی ہی قطرہ
حباب کچھ موج سے الگ ہی نہ موج گرداب سے جدا ہی

عجب گل داغ ہی جگر کا کہ اسکو مطلب نہین خزان سے
عجیب سبزہ ہی زخم دل کا ہمیشہ بے آب یہ ہرا ہی

کٹی مصیبت جو نزع مین تھی کہ جان نکلی بدن سے لیکن
ابھی ہی خوف فشار تربت ابھی قیامت کا دغدغا ہی

لبون پر اُسنے جو ملکے مسی جمائی ہی پان کی بھی لالی
چمن مین گویا قریب سوسن یہ پھول لالے کا بھی کھلا ہی

نہین ہی کچھ ساتھیون کی پروا جو آگے جاتا ہی آنکو جانے دین
کبھی تو ہم بھی پہونچ رہینگے کہ ہم غریبون کا بھی خدا ہی

وہ ہین لب بام جلوہ فرما کہان ہین موسی جو آکے دیکھین
وہی تو ہی طور کی تجلی وہی تو چار دن طرف صبا ہی

دیا جو قاصد نے میرا نامہ تو اپنے منشی سے وہ یہ بولے
لفافہ کرتا ہے چاک ناحق کہ خط کا مطلب کھُلا کھُلا ہے
کیا ہے تیغ نگہ سے زخمی جو تم نے دل کو تو عین احسان
ضرور اسوقت ہے تبسم نمک بھی چھڑکو تو پھر مزا ہے
کیا ہے مقتول خود سر رہ ہجوم لاشے یہ ہے ہمارے
زہے تجاہل جو پھر کے آئے تو پوچھتے ہین کہو یہ کیا ہے
ہماری طرز اطاعت ایسی عتاب ظالم کا ہم سے ایسا
قدم پہ سر کاٹ کر جو رکھا کہا ہٹاؤ لہو بھرا ہے
یہ اُسکے آگے سے کھینچتا ہے وہ اُسکے آگے سے انجمن مین
غرض کہ آئینے کا بھی طوطی عجب حسینون مین بولتا ہے
جو ہمسے دلکو لیا ہے تمنے تو اسکو رہنے دو پاس اپنے
غریب اچھا ہے یا برا ہے مطیع فرمان تو آپ کا ہے
ہوے یہ دل لیکے مجھ سے منکر اگر کبھی مانگنے گیا مین
کہا یہ سب سے ڈھٹائی دیکھو یہ تمین طرفہ ماجرا ہے
ہمارے عشق و جنون سے نفرت نہین ہے کچھ قیس و کوہکن کو
جو اُنکی شورش کی انتہا ہے وہ اپنی وحشت کی ابتدا ہے
رہائی اِن بیڑیون سے ہرگز نصیب ہوتی نہین کسی کو

محبت ان گیسو دن کی صفدر بری بلا ہی بری بلا ہی

ظاہری کچھ لطف اُنکا چاہیے
دل لگانے کو سہارا چاہیے

خون میرا اور مرے دل کا کیا
خونبہا قاتل سے دوسرا چاہیے

چاہتا ہوں میں تمھیں تنہا تو کیا
تم مجھے چاہو تو پھر کیا چاہیے

جلوہ گا ہ یار میں ہو بیچ تو ہیں
آنکھیں کیا دکھلائیں دیکھا چاہیے

پوچھتے ہو کیا ہمارا حال دل
یہ تو اپنے دل سے پوچھا چاہیے

تاب سوز عشق کچھ آسان نہیں
غم میں جلنے کو کلیجا چاہیے

جان یو دین ہم کہ جانان کہے کبھی
عاشق جانباز ایسا چاہیے

اسلیے زاہد ہیں بیٹھا میں رند
ان بروں میں کوئی اچھا چاہیے

لطف بوسے کا اُٹھاتا ہی اگر
ناز بھی اُسکے اُٹھانا چاہیے

کب تلک باندھے کوئی دھیان اُنکا
دھیان تم کو بھی کسی کا چاہیے

ملکے سو نازون نے مارا ہی مجھے
خون کا اب کس سے دعوا چاہیے

بیٹھے بیٹھے اُنکو یہ آیا خیال
بزم سے اُنکو اُٹھایا چاہیے

بزم میں بیٹھو ذرا غیرون سے دور
پاس کچھ تم کو ہمارا چاہیے

کل سے وہ صفدر رہیں کچھ بگڑے ہوے
آج کیا ہوتا ہی دیکھا چاہیے

تعریف کیا ہو اسکی رخ بے نقاب کی
خوشبو جو گل کی ہی تو چمک آفتاب کی

بجلی سے ہی یہ تو دل بیقرار کا
سیکھی ہی تو نے طرز مرے اضطراب کی

کب تک ہو صبر ظلم اٹھائیں کہان تلک
کچھ حد نہین رہی ستم بیحساب کی

برپا کرونگا حشر مین ایک اور حشر
صورت یہی رہی جو مرے اضطراب کی

عصیان ہمارے ہو گئے باہر حساب سے
دہشت نہین رہی ہمین روز حساب کی

مجکو لحاظ آنکو حیا تھی شب وصال
حسرت نہ نکلی اس دل خانہ خراب کی

مشہور ہی جہان مین جو چودھوین کا چاند
تصویر ہی وہ آپ کے حسن و شباب کی

سیماب گوسپند کو آتش پہ دیکھ لو
پوچھو نہ مجھ سے شرح مرے اضطراب کی

صفدر یہ کم نہین ہی شرف میرے واسطے
امت مین ہون جناب رسالتؐ مآب کی

اُس تبسم کی یاد آئی ہی
جب کلی کوئی مسکرائی ہی

دل پہ پھر بیخودی سی چھائی ہی
پھر طبیعت کسی پہ آئی ہی

جب نظر یار نے اُٹھائی ہی
مین نے برچھی جگر پہ کھائی ہی

اے بت حسن پر ہو نازان
چار دن کی یہ خود نمائی ہی

قصہ فرہاد کا سنا تو کہا
داستان یہ سنی سنائی ہی

سر پہ عاشق کے لائے ہین وہ بلا
مسی ہونٹھون پہ جب جمائی ہی

آفرین کیجیے اُس مصور کو
جس نے صورت تری بنائی ہی

جب کڑی کی ہی سخت جانون سے
تیغ نے کیا ہی مُنہ کی کھائی ہی

دونون آنکھون نے مجکو لوٹ لیا | ناز کے غمزے کی دہائی ہی
کیون نہو وحشیونکو جوش جنون | رنگ پر پھر بہار آئی ہی
مژدہ صیاد مجکو دیتا ہی | کوئی دم مین تری رہائی ہی
ہم ادب سے وہ کہہ نہین سکتے | بات جو اپنے دل مین آئی ہی
مجھ سے مجرم کو خلد مین بھیجا | واہ کیا شان کبریائی ہی
کچھ تو دل کو خوشی ہوا ہی صیاد | جھوٹ کہدے کہ اب رہائی ہی
سچ ہی کیون ہمسے وہ ملینگے آپ | اور پر اب طبیعت آئی ہی
خط کا لکھتا ہی کب جواب وہ ترک | لاش قاصد کی وان سے آئی ہی
ہاتھ کھینچا وہ ناز سے بولے | دیکھو نازک مری کلائی ہی

کس ادا سے وہ کہتے ہین صفدر
اب نہ چھیڑو کہ نیند آئی ہی

مرغ قفس اسیری کے صدمے اٹھا چکے | خوش ہون کہ دن بہار کے نزدیک آ چکے
گستاخ ہاتھ یار کے پردہ اٹھا چکے | دامن پہ چاک میرے گریبان کے آ چکے
نالونکو میرے حشر جو لانا تھا لا چکے | قلابے آسمان و زمین کے ملا چکے
آتے ہین میرے گھر مین وہ اب کچھ نہین ہی دیر | کپڑے بدل چکے ہین سواری منگا چکے
لائینگے ملک دل پہ وہ شبخون یقین ہوا | ہاتھون مین مہندی آنکھون مین سرمہ لگا چکے
اب ہی یقین کہ ہم بھی ہون کشتون مین سرخرو | قاتل ہمارے قتل کا بیڑا اٹھا چکے

کیا جانیے یہ دیدہ و دل لائیں کیا بلا
سو سو مصیبتوں میں تو ہم کو پھنسا چکے

بھیجا کبھی مرض میں خبر کو نہ آدمی
وہ بعد مرگ میرے جنازے پہ آ چکے

کٹواؤ میرے پاؤں کی بھی بیڑیاں کہ تم
منت کے طوق اپنے گلے سے بڑھا چکے

حاصل ہوا نہ خاک ہمیں مثل گردباد
راہ طلب میں سیکڑوں چکر لگا چکے

آئے نہ آئے رحم انھیں اختیار کیا
ہم درد دل کا حال مفصل سنا چکے

کھائینگے لاکھ زخم نہ موڑینگے منھ کبھی
کیا آزما رہے ہو جسے آزما چکے

اے صرصر جفائے فلک اتنی کر کمی
چھوٹے نشان تک بھی لحد کا مٹا چکے

اب تک وہی ہے حسن پرستی کا حوصلہ
دھوکا ہزار بار حسینوں کا کھا چکے

کب تک تو ہونگے عشق میں سرگرم ہم حسین
جھگڑا یہ زندگی کا کہیں اے خدا چکے

کافر ہوں اب جو ہمکو نہ وعدہ کا ہو یقین
اقرار کر چکے ہیں قسم بھی وہ کھا چکے

لائے ہیں تیغ جس میں نہیں آب نام کو
تسکین ہوئی وہ پیاس ہماری بجھا چکے

ہو جاؤ صاف اتنی کدورت سے فائدہ
اب کیا ہے خاک میں تو مجھے تم ملا چکے

قسمت کی خوبی دیکھیے صفدر کھلی نہ آنکھ
ساتھی جو تھے سحر کو سرا سے وہ جا چکے

نارسا طالع ہمارے جب رسا ہو جائینگے
آج بیگانے جو ہیں کل آشنا ہو جائینگے

بوسہ لیکر خال کا عاشق فدا ہو جائینگے
ایک دن حق نمک سے یہ ادا ہو جائینگے

سیر گلشن سے نہ مانع ہمیں اے باغبان
خشک ہو کر پھول تیوں سے سوا ہو جائینگے

چلکے صحرا جوش وحشت مین گریبان پھاڑ کے
ایک دن بیکار اپنے دست و پا ہو جائینگے

ہون وہ دیوانہ جو آیا اُسکے گیسو کا خیال
جادۂ صحرا مجھے زنجیر پا ہو جائینگے

قید یون چھوڑنے کو جب کسی نے عرض کی
بولے کیا جلدی ہی ہمسے رہا ہو جائینگے

ضبط کرتا ہون فقط نالون کو اپنے اسلیے
درہم و برہم ابھی ارض و سما ہو جائینگے

اس لب جان بخش کا آیا جو رونے مین خیال
دیدۂ تر چشمۂ آب بقا ہو جائینگے

دل مین آیا ہے کسی کے ابروے پُرخم کا دھیان
آج ظاہر جوہر تیغ قضا ہو جائینگے

دل حسینونکو دیا تھا کیا مجھے معلوم تھا
آشنا ہوکر وہ یون ناآشنا ہو جائینگے

فکر مضمون دہان یار اگر یون ہی رہی
ایک دن ہم راہی ملک فنا ہو جائینگے

فرقت جانان مین مرنا گوارا ہے کسے
کرکے توبہ ہم بھی آخر پارسا ہو جائینگے

باغبان نازان نہو اتنا بہار باغ پر
گل چمن سے دیکھنا اکدن ہوا ہو جائینگے

پیچ و تاب اُن گیسوؤن کا دلکو آیا تھا پسند
پر نہ سمجھے تھے گرفتار بلا ہو جائینگے

ہجر کا احوال لکھونگا جو خط مین یار کو
حرف الفاظ مرکب سے جدا ہو جائینگے

آج وحشت اُنکی آنکھونکو جو ہمسے ہے تو ہو
رفتہ رفتہ پھر ہرن بھی آشنا ہو جائینگے

گر یونہین اُس شوخ سے ہر روز نظارے رہے
حضرت صفدر بھی اکدن مبتلا ہو جائینگے

جو موج دریا مین دیکھتے ہین وہ رہنمائی رہ عدم ہے
فلک کی ظاہر ہے بے ثباتی حباب آنکھون مین جام جم ہے

رہیگا کب تک یہ خواب غفلت کہ پیری آئی گئی جوانی
ذرا ہو بیدار سونے والو سحر ہی نزدیک رات کم ہی

ثواب لینا ہی جو وہ لے لو کسی کو دینا ہو جو وہ دے لو
بہت غنیمت تم اسکو سمجھو حیات باقی جو کوئی دم ہی

عجب دو رنگی جہان مین دیکھی کوئی مسلمان کوئی ہی کافر
حرم مین ذکر صمد صمد ہی صنمکدے مین صنم صنم ہی

ملے گا دل خاک مین جو میرا غم محبت کہان رہیگا
نہین ہی مرنے کا رنج مجکو اگر الم ہی تو یہ الم ہی

تمام عالم کا حال ظاہر اسی سے ہوتا ہی روز ہم کو
ہمارے پہلو مین دل نہین ہی یہی حقیقت مین جام جم ہی

بلا کے محفل مین پاس اپنے جو مجھ سے ناچیز کو بٹھایا
تری توجہ ترا تلطف تری عنایت ترا کرم ہی

غضب ہی بسمل کی سخت جانی وہ تیغ بازو سے کہ رہی ہی
کہان تلک وار اتہو دم لے نہ تجھ مین طاقت نہ مجھ مین دم ہی

وہ کھینچکر تیغ آچکے ہین نہین ہی وقت اضطراب کا یہ
تڑپ نہ اے دل ذرا ٹھہر جا جو رحم آیا انھین ستم ہی

جو دل جلانے پر آگیا جی تمیز کیسے حسین ہو کوئی

جو تم سے کام ہمیشہ رہو سلامت تم
غرض نہیں ہمیں سارا جہان رہے نہ رہے

وہ مست ہیں کہ رہے اپنی میکشی باقی
سبو رہے خاک خم آسمان رہے نہ رہے

شتاب جائے نشانہ کہیں ہو طائر دل
پھر اُسکے ہاتھ میں تیر و کمان رہے نہ رہے

تمھاری یاد نہ جائیگی میرے دل سے کبھی
تمھیں خیال مرا جانِ جان رہے نہ رہے

چمک چمک کے گلستان میں برق آتی ہے
لرز رہے ہیں طیور آشیان رہے نہ رہے

شراب آج ہی جی بھر کے شام تک پی لیں
کہ کل عنایت پیر مغان رہے نہ رہے

مٹا رہا ہے فلک دیکھیے کہ مرگ کے بعد
مزار کا بھی ہمارے نشان رہے نہ رہے

خبر خزان کی یہی ہے کہ سیر سے نہ ہو مانع
بہار پھر یہ چمن باغبان رہے نہ رہے

حباب وار یہان زندگی ہے دم بھر کی
یہ دم رہے نہ رہے یہ مکان رہے نہ رہے

یہ میفروش ہے ڈرا کہ میکشونکا ہجوم
مجھے یہ ڈر ہے کہ تیری دکان رہے نہ رہے

خدا کی حمد کرین نعت مصطفیٰ صفدر
دہن میں دیکھیے گویا زبان رہے نہ رہے

جس وقت تصور میں تمھارے کمر آئی
ہستی میں مجھے راہ عدم کی نظر آئی

جب چودھوین کو چاند کی صورت نظر آئی
تصویر کسی کی مرے دل میں اتر آئی

تمنے نگہ گرم سے دیکھا ہے مقرر
ہو جو نہیں آئنے کی آنکھ بھر آئی

اس وقت تو مے دینے میں ساقی نہ کمی کر
میخانے پہ کیسی ہے گھٹا جھوم کر آئی

دو پھول جو تربت پہ غریبون کے چڑھانے
کیا موج مجھے آج نسیم سحر آئی

وہ صبح شب وصل چلے گھر کو تو میں نے
باتوں میں لگایا یہ انھیں دوپہر آئی

مرغان قفس آج بکھر گئے ہیں زیادہ
کیا فصل بہاری کی چمن سے خبر آئی

دل لیکے مکر جاسے مجھی کو کہے جھوٹا
ممکن نہیں ایسے سے کبھی عہدہ برآئی

اپنے دل افسردہ کو رویا میں چمن میں
پژمردہ کلی جب کوئی مجھکو نظر آئی

دل چھینے لیے جاتے ہیں وہ بس نہیں چلتا
کیا قہر ہے ہوئی ہے یہ جبر اپنی پر آئی

شاید کہ پری ہے تری تصویر خیالی
جب قصد کیا شیشۂ دل میں اتر آئی

شاخ گل تر کو جو لچکتے ہوئے دیکھا
گلشن میں مجھے یاد وہ نازک کمر آئی

ساقی میں وہ میخوار ہوں میخانے میں تیرے
خالی جو ہوا شیشہ مری آنکھ بھر آئی

کیا جانیے کیا حال ہے یاران عدم کا
خط آیا کسی کا نہ کسی کی خبر آئی

حیرت سے خود آئینہ ہوئے دیکھکے کیا تم
صورت کہو آئینے میں کسکی نظر آئی

سنتا ہوں وہ گھبرا کے نکل آئے ہیں گھر سے
یہ سچ ہے تو فریاد مری کام کر آئی

جان آگئی جب سان پہ مرے نے چڑھایا
کیا ہاتھ مجھے تیغ اجل کی سپر آئی

قاصد نے دیا لا کے مجھے یار کا نامہ
یا نکہت گل لیکے نسیم سحر آئی

اک تو ہے کہ اک بت نہ مسیحا نہ مسیحا
بالیں پہ مرے خلق خدا نوحہ گر آئی

صفدر مرے رونے کی حقیقت کو نہ پوچھو
دریا ہے طبیعت جدھر آئی ادھر آئی

اب دل میں ظلم سہنے کی طاقت نہیں رہی
وہ تم نہیں رہے وہ محبت نہیں رہی

رنگلی سی آپ کی وہ محبت نہین رہی — کیسے قصور کیا کہ عنایت نہین رہی

چندے ہین تم بدل گئے یا ہم بدل گئے — کیا وجہ آپ کی جو وہ الفت نہین رہی

دنیا وہی زمین وہی آسمان وہی — پھر کیون حضور کی وہ طبیعت نہین رہی

تمکو تو سب طرح کی لیاقت خدا نے دی — سچ ہے ہمین مین کوئی لیاقت نہین رہی

شکوہ نہین ہے آپ جواب پوچھتے نہین — وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہین رہی

گئے وہ دن کہ لاکھون اٹھاتے تھے جھڑکیان — اب ناز بھی اٹھانے کی طاقت نہین رہی

کیسا مزہ کہ جسمے شکر رنجیان ہوئین — اب زندگی کی کوئی حلاوت نہین رہی

بولے وہ اُنسے شکوہ نہ آنیکا جب کیا — ہان سچ ہے اندنون ہمین فرصت نہین رہی

کی گفتگو جو یار نے ثابت ہوا دہن — یہ عقدہ بھی کھلا کوئی دقت نہین رہی

دل مجھ سے لے لیا ابھی منکر ہوے ابھی — اتنا بھی جھوٹ آپ کو غیرت نہین رہی

ایذا اٹھائی ایسی شب ہجر یار مین — کچھ طول روز حشر کی دہشت نہین رہی

تو بہ تو وقت نزع مناسب تھی کیا کرین — منہ مین زبان ہلانیکی طاقت نہین رہی

راہین ہین بند بیٹھے ہین پھر گلی گلی — اب اُنسے وصل کی کوئی صورت نہین رہی

دل کیا کہ انکو جان بھی صفدر نے نذر کی
شکر خدا کہ کوئی شکایت نہین رہی

مانند سحر چاک گریبان نہ کرینگے — رسوا تجھے ای مہر درخشان نہ کرینگے

دیوانے ہین پر چاک گریبان نہ کرینگے — ہم سینے کے داغون کو نمایان نہ کرینگے

گل پھولین تو پھولین جو بہار آئے تو آئے ہم ہجر مین رخ سے گلستان نہ کرینگے

اے جوش جنون شوق سے لیچل سوے صحرا چھالے گلہ خار مغیلان نہ کرینگے

ہندو و مسلمان کو رخ و زلف دکھا کر کس روز وہ حیران و پریشان نہ کرینگے

پہریون سے کہو در تک ہی مین کیون آئین مرے پاس لکھونگا تو کچھ عذر سلیمان نہ کرینگے

اک بوسے کے طالب ہین عبث خوف ہے تمکو ہم اور کسی بات کا ارمان نہ کرینگے

صیاد وہ پایا ہے مزہ پھنسکے قفس مین ہم خواب مین بھی سیر گلستان نہ کرینگے

بوسے کی طلب جب نہین کرتے ہے کیون بات سن سن کے کہینگے وہ نہین ہان کرینگے

ہر وقت جھکاتا ہون مین سر تیغ کے نیچے تا چند وہ مشکل مری آسان نہ کرینگے

دیکھو نہ رولاؤ مجھے آنسو ہین یہ میرے کہتا ہون نہ سمجھو کہ یہ طوفان نہ کرینگے

کیون دل کی نہین کہتے ہو تمنے تو کہا تھا ہم تم سے کسی بات کو پنہان نہ کرینگے

کہتا نہین اس ڈر سے مین اس بت کی بزرگی سجدہ طرف کعبہ مسلمان نہ کرینگے

صفدر رہے سوے ملک عدم قافلہ راہی
پچھتائینگے چلنے کا جو سامان نہ کرینگے

صبح اٹھکر کوچہ جانان مین جایا چاہیے جلوہ خورشید آنکھونکو دکھایا چاہیے

سرمہ کہتا ہے نیا نقشہ جمایا چاہیے قصد منہدی کا ہے کوئی رنگ لایا چاہیے

کوچہ جانان مین جاکر غل مچایا چاہیے طالع خوابیدہ کو اپنے جگایا چاہیے

سرو پر قمری فدا ہے گل پہ بلبل باغ مین سرو گل اندام ہمکو بھی خدایا چاہیے

گرمی خورشید اگر ہوگی قیامت میں تو ہو
ڈر نہیں سر پر ترے رحمت کا سایا چاہیے

صفحۂ ہستی پہ برسوں بھی رہے تو کیا رہے
نام اپنا آپ لکھ لکھکر مٹایا چاہیے

صبر و طاقت کو بھی ہے دل آزمانا ہے ضرور
ناز معشوقان عالم کے اُٹھایا چاہیے

خواب میں ہمکو نظر آیا ہے وہ لیلی جمال
چلکے چادر قبر مجنون پر چڑھایا چاہیے

دیکھکر محفل میں مجکو ہنسکے فرماتے ہیں وہ
شمع کے بدلے کسی کا دل جلایا چاہیے

مرتے دم تو دو دوپٹا تم کفن کے واسطے
آخری پوشاک بھی ہمکو پنھایا چاہیے

کاسۂ سر بعد فنا بھی میکشی کا شوق ہے
خاک سے میری کوئی ساغر بنایا چاہیے

آج کی شب مجھ گدا کے گھر میں آیا ہے وہ مہر
بوریے پر ماہ کی چادر بچھایا چاہیے

تا مرے گھر سے نجائے نیند آ جائے اُسے
کوئی افسانہ کوئی قصہ سنایا چاہیے

سبزۂ خط دیکھکر نکلی ہے میرے تن سے جان
سبز چادر میری مرقد پر چڑھایا چاہیے

خوش خرامی کا چلن تجھ میں کہاں کبک دری
یار کی رفتار کا انداز اُڑایا چاہیے

نرگس میگون دکھا کر مست زاہد کو کرو
زہد کے دامن میں بھی دھبا لگایا چاہیے

یہ تقاضا کون اُٹھا جا رہینگے دیر میں
شیخ کہتا ہے کہ کعبے کا کرایا چاہیے

پھرتے پھرتے نہ ہمارے گھر میں بھی آئے کبھی
کوچہ گردی کے چلن اُسکو سکھایا چاہیے

شہر میں بدنام ہو جاؤ گے تم صفدر ابھی
کوچۂ محبوب سے بستر اُٹھایا چاہیے

مصیبت میں دلکو پھنسا کر چلے
ہم آئے تھے کیا کرنے کیا کر چلے

چمن سے وہ یون مسکرا کر چلے
کہ پھولون پہ بجلی گرا کر چلے

جب آئے وہ محشر بپا کر چلے
کہ خوابیدہ فتنے جگا کر چلے

ہزارون گریبان ہو چاک چاک
وہ اسطرح دامن اٹھا کر چلے

نہ بھولیگا رنج انکا ہنگام نزع
یہ کہنا کہ ہم سے دغا کر چلے

وہ دشمن ہین ہمتو ہین انکے دوست
سنین گالیان اور دعا کر چلے

ہوا جز خطا کون ہم سے ثواب
جہان مین ہم آئے تو کیا کر چلے

شگفتہ ہوے انکے آنے سے گل
چمن مین وہ کار صبا کر چلے

نکلتی ہر دلسے کدورت مین آہ
ہوا جسطرح خاک اڑا کر چلے

مرے قبر پر وہ جو آئے کبھی
کدورت سے ٹھوکر لگا کر چلے

چلا قیس یون تیرے وحشی کے ساتھ
سواری مین جسطرح چاکر چلے

اگر آئے گور غریبان مین وہ
تو تربت کے مردے جلا کر چلے

رہی جنبش لب دم فاتحہ
کہ اعجاز عیسی دکھا کر چلے

دوا اور دل کی کہان چند روز
تماشاے دار الشفا کر چلے

نہ رحم آئے یا آئے صفدر انھین
جو کچھ حال تھا ہم سنا کر چلے

جو ملے تمھین کہین راہ مین تو کہو یہ بات نسیم سے
کہ دماغ تازہ کرے مرا کسی گلبدن کے شمیم سے

اگر مشکلکشا ہون حضرت مشکلکشا صفدر
تو ہو آسان سے آسان جو مشکل سے مشکل ہے

رنگ بدلے ہوئے وہ گلشن عالم مین رہے
خندۂ گل مین کبھی گریۂ شبنم مین رہے

سر ہوا ان سے جدا کب یہ خبر بھی نہوئی
ہم تماشاے رخ قاتل عالم مین رہے

مرض عشق کا تھا آپ دم تیغ علاج
ہم تلاش نفس عیسی مریم مین رہے

قرب ہمجنس کا ہمجنس کو ہوتا ہی پسند
پاس کیون آکے نہ تیر دل پرغم مین رہے

نہوئی جوش جنون مین کبھی اتنی بھی تمیز
دنکو ہم دھوپ مین رات کو شبنم مین رہے

داغ وہ داغ ہی جو سینۂ یعقوب مین ہو
اشک وہ اشک ہی جو دیدۂ آدم مین رہے

کبھی بیہوش کبھی ہوش مین رہتا ہی یہ دل
اسی عالم مین رہے یا اسی عالم مین رہے

رات دن اٹھتے چلے جاتے ہین احباب عزیز
ای فلک روز کہانتک کوئی ماتم مین رہے

دل پرسوز کی قسمت کا ستارا چمکے
نکلے جگنو جو کسی شب تری محرم مین رہے

وہ بھی دن آئے کہ آئینۂ جانان ہو یہ دل
ہاتھ شانے کیطرح گیسوے پرخم مین رہے

تمسے مطلب ہی ہمین اور کسی سے کیا کام
رہین ہم تم نرہے یا کوئی عالم مین رہے

دخل پاؤن جو وہان حشر کو [illegible]
عالم آب یقین ہی کہ جہنم مین رہے

بیوفا تھا جہان مین نہ وفادار کوئی
آپ ہی قتل کیا آپ ہی ماتم مین رہے

دل کی الجھن مرے پہلو مین جو دیکھی تو کہا
[illegible] آکے مرے گیسوے پرخم مین رہے

[illegible] فیض کی ای پیر مغان
گفتگو کی جگہ ہمت حاتم مین رہے

آپ مین بیخودی عشق سے آ گئے کب ہم
رہے عالم مین مگر اور ہی عالم مین رہے

غم عشق آئے تو رہنے کو مین دو گھر صفدر
دل پر غم مین رہے دیدہ پرنم مین رہے

زمین مین آ کے چھپے جنکے ہم ستائے ہوے
مزار پر ہین وہ اب فاتحے کو آئے ہوے

تمام شب تو رہے ہمسے ہم بغل دم صبح
حیا سے بیٹھے ہین دامن مین منھ چھپائے ہوے

وہ آئے ہین سر تربت تو ناز کہتا ہی
حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہوے

مقابلے مین مرے کیا رقیب ٹھہرینگے
ہزار بار یہ میرے ہین آزمائے ہوے

طلب جو آئنہ ہوتا ہی دیکھیے لیکن
حضور ہمسے بھی آنکھین ذرا ملائے ہوے

نہین ہی تو ہی جہان سے گذشتنی ای شمع
قضا کی ہم بھی تو بیٹھے ہین لو لگائے ہوے

ملے جو راہ مین کل ہمکو حضرت زاہد
بغل مین شیشۂ مے بھی تھے اک دبائے ہوے

جو روز حشر پڑی عاشقونپہ اسکی نظر
کہا کہان سے یہ نکلے مٹے مٹائے ہوے

چمن مین پھول جو سب ہین تبسمون کی صورت
یہ کسکی تیغ ادا کے ہین زخم کھائے ہوے

ستا نہ گردش لیل و نہار سے ہم کو
ہم اپنے دل کے ہین ای آسمان ستائے ہوے

ہزار حیف کہ اب بھی نہ تو ہوا اپنا
جو اپنے تھے ترے ملنے سے سب پرائے ہوے

جہان مجھے نظر آتا ہی اک پری پیدا
ترے جمال جو آنکھون مین ہین سمائے ہوے

ڈرینگے تیرگی گور سے وہ کیا واعظ
شب فراق کے صدمے ہین جو اٹھائے ہوے

کہان یہ چال تھی طاؤس و کبک کی آگے
تری خرام کے انداز ہین اڑائے ہوے

کبھی تو جھانک کے غرفے سے دیکھو کوچے کو
غریب بیٹھے ہین کچھ چادرین بچھائے ہوے

وہ تیرہ روز ہون میرے سیاہ خانے مین
چراغ دونون ہین شمس و قمر بجھائے ہوے

کسی کے سنگ جفا سے ہے چور شیشۂ دل
نہ پوچھو حال کہ صفدر رہین چوٹ کھائے ہوے

رکے وہ نہ ہمکو برا کہتے کہتے
ہوا خشک منہ یان بجا کہتے کہتے

جواب ایک بھی انسے سیدھا نہ پایا
زبان تھک گئی مدعا کہتے کہتے

بہت چل چکی تیغ ناز اب ٹھہر جا
قضا تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

نہ کانونکو مہلت نہ ہونٹھونکو فرصت
برا سنتے سنتے بھلا کہتے کہتے

جو تھا خوف ہمکو تبونکی گلی مین
گئے یا خدا یا خدا کہتے کہتے

غضب ہے کہ دین گالیان آکے منہ پر
جو وہ بیٹھے پیچھے برا کہتے کہتے

رقیب آگیا ناحق اسوقت یارب
وہ چپ ہو رہے ماجرا کہتے کہتے

اثر دیکھنا پھنس گئے کس بلا مین
ہم ان گیسوؤنکو بلا کہتے کہتے

سنا کر انھین حال دل بوسہ مانگا
یہ بہکی زبان ماجرا کہتے کہتے

فسانہ مرے غم کا تھا طول ایسا
ہوا ختم روز جزا کہتے کہتے

دکھاؤ جو تم آنکھ ڈر سے برہمن
لگے پڑھنے قرآن کتھا کہتے کہتے

نہ سمجھا یہ دل درد صاف زرآ
تھکے ہمتو خذ ما صفا کہتے کہتے

یہ کہیے کہ مجنون کہا کیا سمجھکر
فقط تم مجھے مبتلا کہتے کہتے

یہی آرزو اپنے دل مین ہے صفدر
کہ دم نکلے یا مصطفےٰ کہتے کہتے

صفدر کبھی رخ جانب دنیا نہ کرینگے	گلزار فسونگر کا تماشا نہ کرینگے
مرجائینگے پر شکوۂ بیجا نہ کرینگے	آزردگی یار گوارا نہ کرینگے
کس روز ثناے رخ زیبا نہ کرینگے	کس شب صفت زلف چلیپا نہ کرینگے
جو درد مین لذت ہے کہان ہے وہ دوا مین	منت کشی حضرت عیسیٰ نہ کرینگے
آب دم شمشیر کا مشتاق گلا ہے	ہم پیاس مین منہ جانب دریا نہ کرینگے
بھیجے گا اگر بہر طلب حور کو رضوان	اُس کوچے سے جنت کا ارادا نہ کرینگے
عریان بدنی اپنی جتاتا ہے جو ہم کو	لکھینگے خط انکو تو لفافا نہ کرینگے
سودائی ہین پر چاک گریبان سے ہے نفرت	ہم فاش جنون کا کبھی پردا نہ کرینگے
قبرون پہ جو تم آؤگے یون فاتحہ پڑھنے	مُردے کبھی جینے کی تمنا نہ کرینگے
منہ دیکھین ہم اور غیرونکو دو غمزے تم	یہ ننگ کسی طرح گوارا نہ کرینگے
دل شوق سے لو ہمسے یہ ہے مال تمھارا	کھاتے ہین قسم ہم کبھی دعوا نہ کرینگے
دشوار حفاظت ہے شرارت سے بتون کی	کیا کیا نہ کیے شر ابھی کیا کیا نہ کرینگے
غیرونکو جلانے کو مرے وہ مر آگے	اچھا جو کہینگے تو کچھ اچھا نہ کرینگے
تن پر تھا جو سر ہمنے دیا تیغ کے نیچے	فارغ ہوے اب تو وہ تقاضا نہ کرینگے
جا بیٹھین گے اغیار کے پہلو مین اُٹھکر	کچھ پاس سر بزم ہمارا نہ کرینگے

بیوجہ نہین بام پہ چڑھکر یہ اُترنا
کس کسکے وہ دل کوتہ وبالا نہ کرینگے

ہم آپ ہی صحبت مین نہین کسیکے قابل
دربان سے ترے شکوہ بیجا نہ کرینگے

مرجائینگے ہم درد کی لذت مین تڑپکر
ٹھانی ہے یہ دل مین کہ مداوا نہ کرینگے

رسوائی محبوب نہین شان محبت
ایسا نہ کرینگے کبھی ایسا نہ کرینگے

مست مے الفت ہین ہمین مے سے ہے کیا کام
صفدر طلب ساغر و مینا نہ کرینگے

آنکھون مین ادا بھرتی ہے ہر بار کسی کی
دل چھیننے لیے جاتی ہے رفتار کسی کی

تڑپاتی ہے بجلی کو بھی رفتار کسی کی
چمکی ہوئی ان روزنون سے تلوار کسی کی

غنچہ بھی جو گلگشت چمن مین کوئی چٹکا
یاد آگئی وہ شوخی گفتار کسی کی

سوتون کو جگا دیتا ہے ٹھکرا کے وہ چلنا
مردونکو جلا دیتی ہے رفتار کسی کی

پھر باغ مین آتا ہے کوئی رشک مسیحا
مشتاق ہے پھر نرگس بیمار کسی کی

خون شہدا رنگ دکھائیگا مقرر
پوشاک رنگی جاتی ہے گلنار کسی کی

اُٹھونگا نہ مین شور قیامت سے بھی جبتک
سن لونگا نہ پازیب کی جھنکار کسی کی

قاضی ہو کہ زاہد ہو کہ واعظ ہو کوئی ہو
کچھ اصل سمجھتے نہین میخوار کسی کی

جلاد رگڑتا ہے جو خنجر کو گلے پر
یاد آتی ہے رہ رہ کے وہ تکرار کسی کی

پھولون کی طرح ناز کرے باد بہاری
جائے جو سواری سوے گلزار کسی کی

کہدے کوئی قاتل سے کہ مر خبر لے
اک لاش پڑی ہے پس دیوار کسی کی

وان غیر کے گھر عیش مین ہوگا کوئی مصروف
یان کٹتی ہے حسرت مین شب تار کسی کی

کس ناز سے گلزار مین ہین آج خرامان
سیکھی ہے چکورون نے بھی رفتار کسی کی

حورون مین تو آیا ہون مگر یاد ہے صفدر
وہ ناز وہ انداز وہ گفتار کسی کی

ہائے یہ کیا طلسم ہے دید بھی ہے حجاب بھی
منھ بھی دکھا رہے ہین وہ چہرہ پہ ہے نقاب بھی

نور و ضیا مین ہے مثل ماہ بھی آفتاب بھی
چہرۂ صاف کا ترے پر ہے کہین جواب بھی

یاری بخت چاہیے بزم طرب مین کیا نہین
سیخ پہ ہے کباب بھی شیشے مین ہے شراب بھی

پائون پہ مین جو گر پڑا بزم مین ہنسکے یہ کہا
خیر ہے ہوش مین کدھر کچھ ہے تجھے حجاب بھی

وصل تو یار سے ہوا وجہ مگر ہے اسکی کیا
آنکھون مین اشک ہین وہی دلکو ہے اضطراب بھی

انکو صبا یہ دے پیام آپ کا انتظار ہے
باغ بھی ہے شراب بھی سبزہ بھی ہے سحاب بھی

بحر جہان کی دیکھ لین سیر ذرا ٹھہر اے فلک
وقفہ عمر اگر ملے کچھ صفت حباب بھی

بیٹھتے ہی مرے چمک گیا نام خدا یہ روے یار
ماہ بھی جس سے ہے خجل منفعل آفتاب بھی

دیکھ کے پیر مدرسہ ہم کو یہ محو ہو گیا
ہاتھ سے گر پڑا قلم طاق پہ ہے کتاب بھی

ہائے گئی وہ کم سنی آ گئی تمیز کچھ انھین
اب نہین دیتے وہ کبھی بوسہ علی الحساب بھی

اہل وطن کا کب خیال طول سفر مین ہے ہمین
اب کبھی دیکھتے نہین انکو میان خواب بھی

گر کسی بات کا جواب مین نے دیا کہا کہ واہ
شکر خدائے پاک کا اتنے ہوے جناب بھی

ہو کے خفا جو مین چلا بزم سے اسکے یون کہا
جائیے جلد جائیے یان سے کٹے عذاب بھی

وصل کی رات تو ہوئی اب یہ عاہر ای خدا | صبح عدم مین چھپ رہے نکلے نہ آفتاب بھی

صفدر رہے ہوا ذرا وقفہ نہ باغ دہر مین
موج نسیم صبح تھا کیا گذر ان شباب بھی

دل سے اس گل کے آرزو نہ گئی | مرتے مرتے یہ خو یہ بو نہ گئی
کجی طبع ماہ سرو نہ گئی | راستی نام کو بھی چھو نہ گئی
روح تن سے جدا ہوئی لیکن | حسرت وصل دل سے تو نہ گئی
رعب قاتل سے خون تھا جو سفید | حیف وہ تیغ سرخرو نہ گئی
کب نہ اچھو بغیر یار رہوا | بوند بھر مے تہ گلو نہ گئی
باتین ٹیڑھی ہمیشہ کین اسنے | کج ادائی کی دل سے خو نہ گئی
کب نہ کی چار حد مین اسکی تلاش | کب نظر اپنی چار سو نہ گئی
نیچی نظرین ہمیشہ انکی رہین | کبھی شرم و حیا کی خو نہ گئی
خم کے خم پی گئے مگر دل سے | خواہش ساغر و سبو نہ گئی
منہ مین آتا ہے جو وہ کہتے ہین | بد زبانی کی ہائے خو نہ گئی
شوق وحشت نے کی کمی کس دن | آہ کب تا مقام ہو نہ گئی
ہم بغل مین ہوا تھا کس گل سے | عطر کی پیرہن سے بو نہ گئی
مر کے عزلت نشین رہا مین فقیر | خاک اڑ اڑ کے کو بکو نہ گئی
ہر چمن مین پھرے برنگ نسیم | لالہ رویون کی جستجو نہ گئی

داغ

داغ اٹھایا کیے لیکن
مہ جبینون کی آرزو نہ گئی

نہ بجھی پیاس تیغ قاتل کی
پی کے جب تک مرا لہو نہ گئی

واہ رے شوق تیغ قاتل تک
کھنچ کے کس دن رگ گلو نہ گئی

نزع مین وصل کا خیال رہا
مرتے مرتے یہ آرزو نہ گئی

تیری چوٹی سے ہار جو لپٹا
سالہا سال اسکی بو نہ گئی

رہی اجلی قبائے عریانی
ایک دن بہر شست و شو نہ گئی

میری آنکھون سے سامنا کرکے
ابر تر کی کب آبرو نہ گئی

اور سب خواہشین گئین صفدر
نہ گئی اسکی آرزو نہ گئی

مرتے رہے ہم لی نہ خبر آکے کسی نے
مارا دل مجروح کو تڑپا کے کسی نے

زیبا ہے پس مرگ جو ہو طور پہ مدفن
مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے

دل مردہ ہے پہلو مین مرے کوئی نہ سمجھا
پرسا بھی کسی دن نہ دیا آکے کسی نے

یہ ضعف مرض ہے کہ اسے صورین سمجھا
بالین پہ کہی بات جو چلا کے کسی نے

افتادہ سر راہ رہی لاش ہماری
زندہ نہ کیا پانون سے ٹھکرا کے کسی نے

شیشہ دل نازک کا جو سو ٹکڑے ہوا ہے
پھینکا اسے کیا سنگ پہ جھنجھلا کے کسی نے

صد شکر کہ اب دور ہوئی دل کی کدورت
پاس اپنے بٹھایا ہمین بلوا کے کسی نے

دیدار کی امید کسی دن نہ بر آئی
کیا کیا نہ تھکایا ہمین دوڑا کے کسی نے

لائینگے کسی روز وہ تشریف ادھر بھی
اتنا بھی تو مژدہ نہ دیا آکے کسی نے

ماہ ایک طرف مہر کو بھی دل سے اُتارا
غازی سے رخ صاف کو چمکا کے کسی نے

کیا صاحب غیرت تھے ترے کشتۂ الفت
احسان اُٹھائے نہ مسیحا کے کسی نے

کیا کہیے کہ کس دام مصیبت مین پھنسایا
دل کاکل پر پیچ مین الجھا کے کسی نے

یاران عدم بھی تھے عجب وعدہ فراموش
رکھا نہ ہمین یاد وہان جا کے کسی نے

آجائین جو اغیار تو کچھ مجھ سے نہ کہنا
چپکے سے کہا یون مجھے سمجھا کے کسی نے

ہرگز نہ اٹھائی نظر آئنہ ہر دیکھا
محفل مین مجھے سامنے بٹھلا کے کسی نے

دو روز بھی صفدر کسی صورت نہین بنتی
اس درجہ بگاڑا انھین سمجھا کے کسی نے

ہر دل مین ہے آرزو تمھاری
ہر لب پہ ہے گفتگو تمھاری

بلبل کو ہے آرزو تمھاری
ہر گل مین بسی ہے بو تمھاری

یون زیر قدم نہ دل کو پیسو
بس جائے نہ آرزو تمھاری

بجلی جو چمک کے چھپ گئی یان
یاد آگئی مجھکو خو تمھاری

چلتی ہے زبان چھری کے مانند
کیا تیز ہے گفتگو تمھاری

کرتا ہو کسی سے کوئی باتین
سنتا ہون مین گفتگو تمھاری

ہر گل کو چمن مین ہمنے سونگھا
پائی نہ کسی مین بو تمھاری

مٹی مجھے دینے تم جو آتے
مٹ جاتی نہ آبرو تمھاری

دیکھا نہین ایک نے بھی ہم کو | کیون دھوم ہی چار سو تمھاری
سلجھانے ہین دل کی گتھیونکو | اُلجھی ہوئی گفتگو تمھاری
اُس تیغ کو بسملو نہ دیکھو | پھڑکے نہ رگ گلو تمھاری
پھولون کو صبا نے بھی نہ پوچھا | پھیلی جو چمن مین بو تمھاری
اُن دانتون سے موتیو نہ بچھو | گر جائے گی آبرو تمھاری

بوسہ جو لیا وہ ہنسکے بولے
صفدر یہ بُری ہی خو تمھاری

شمع کیطرح جلین رشک سے جلنے والے | اُنکی محفل سے نہین ہمتو نکلنے والے
جگر و دل مین ترے ساتھ ہی چلنے والے | او مجھے ناز کی ٹھوکر سے کچلنے والے
تیغ لیکر جو وہ گھر سے ہین نکلنے والے | ہم بھی بے سر لیے ہرگز نہین ٹلنے والے
تیری فرقت مین ہزار آنکھ سے آنسو نکلین | اپنے دل سے نہین ارمان نکلنے والے
قافلے والو عدم جانے مین جلدی کیا ہی | اک ذرا ٹھہرو کہ ہم بھی تو ہین چلنے والے
چاہیے مین بھی چلون دیدۂ پرخون لیکر | خبر آئی ہی کہ مہندی ہین وہ ملنے والے
حال دل لا کہ کہون اُس سے وہ کب سنتا ہی | ایسے فقرے نہین عیار سے چلنے والے
سر جو دینے کو کہا ہی تو مقرر دین گے | قول سے ہم نہین او ترک بدلنے والے
ساتھ پروانے کے خاموش ہوئی شمع ستی | اُف زبان سے نہین کہتے جو ہین جلنے والے
شمع رو رکھتے مین تجھ کا کلیجا ای دل | تیرے نالون سے نہین ہین یہ پگھلنے والے

گھر سے قاتل کے نکلنے کو سنین تو عاشق
بہت آنکھون سے بہت سر ہین چلنے والے

چشم پوشی ہی دم شرع مروت سے بعید
دیکھتا جا ہمین او آنکھ بدلنے والے

صور پھونکا مرے نالون نے قیامت آئی
مردے قبرون سے ہین دم بھر مین نکلنے والے

تیغ پر تیغ پڑی تن پہ تو کیا ہوتا ہی
اپنے تیور نہین او ترک بدلنے والے

ذقن و عارض محبوب کے باندھون مضمون
وہ کہون شعر جو ہون پھولنے پھلنے والے

چارہ گر روکے سے رکتے ہین کہین لخت جگر
اشک بن بنکے نکلتے ہین نکلنے والے

نظر آیا کوئی معشوق جہان لوٹ گئے
نہین دیکھے دل نادان سے مچلنے والے

منزل دہر مین وقفہ ہی تو اتنا صفدر
بھیڑ مین جیسے ٹھہر جاتے ہین چلنے والے

مرے دل کو ایسی ہی الفت کسی کی
کہ آنکھون مین پھرتی ہی صورت کسی کی

حسین سیکڑون ہین زمانے مین لیکن
ترے سامنے کیا حقیقت کسی کی

دیا ایک بوسہ وہ کہتے ہین اسیر
کبھی ایسی دیکھی ہی ہمت کسی کی

پھرے آنکھ کیونکر نہ شمس و قمر سے
کہ ہی ان مین کچھ کچھ شباہت کسی کی

مصیبت مین دیتا ہی کب ساتھ کوئی
نہ کام آئے صاحب سلامت کسی کی

وہ مجھ تک نہ آئے گئے غیر کے گھر
کسی کو لگی ہاتھ دولت کسی کی

اٹھائے جو کوہ غم ہجر تیرا
مری طرح کیا ہی یہ طاقت کسی کی

ابھی جان دیتا مین فرقت مین لیکن
کرون کیا نہین ہی اجازت کسی کی

ہمارا ہے پیر مغان پیر و مرشد
کرین کس لیے جا کے بیعت کسی کی

ز رداغ سے کیون نہ خوش ہو طبیعت
کہ منعم ہین ہم بھی بدولت کسی کی

جسے وصل کہتے ہین وہ زندگی ہے
اجل ہے زمانے مین فرقت کسی کی

ہوے ہین وہ صبح شب وصل رخصت
خبر کیا جہان سے ہے رخصت کسی کی

جو دیکھا مجھے ہنس کے بولے کہ سچ ہے
ہوئی ہے نہ ہوگی یہ حالت کسی کی

وہ بولے یہ تھا کشتہ شوق میرا
جو دیکھی سر راہ تربت کسی کی

نہین دل تمھارا جو قابو مین صفدر
مقرر ہے تم کو محبت کسی کی

روز وصال دل مین ہین ارمان نئے نئے
اس گھر مین آج جمع ہین مہمان نئے نئے

دیکھو جدھر ہین گنج شہیدان نئے نئے
مقتل مین کیا کھلے ہین گلستان نئے نئے

آئی بہار پھولون نے بدلے ہین پیرہن
دامن نئے نئے ہین گریبان نئے نئے

شب بھر رہی جو یاد مجھے زلف یار کی
دیکھا کیا مین خواب پریشان نئے نئے

مدت ہوئی ہے ناز اٹھاتے ہوے مجھے
غمزے کرو نہ مجھ سے مری جان نئے نئے

گلشن سے لیچلا ہے یہ کہکر جنون مجھے
چل اب دکھائین تجکو بیابان نئے نئے

مسی لبون پہ آنکھون مین سرمہ ہے یار کے
بربادیون کے میرے ہین سامان نئے نئے

ہے اپنے نوکرون سے بھی وہ شوخ بدگمان
ہر روز بدلے جاتے ہین دربان نئے نئے

کانٹا کبھی جگر کبھی دل مین اتر گیا
چلتا ہے وار خنجر مژگان نئے نئے

ہے فصل گل ہرے نہون کیون داغ ہاے دل
پھولے ہین باغ مین گل و ریحان نئے نئے

حلقے نہین بناتے ہین اے دل و زلف مین
بنتے ہین تیرے واسطے زندان نئے نئے

ہر ایک دل ہزار طرح کے ہین داغ غم
غنچے مین ہین شگفتہ گلستان نئے نئے

تلوون مین تازہ تازہ نکل آئے آبلے
پیدا ہوے جو خار مغیلان نئے نئے

ہے ابتداے عشق مین کیا سیر کا مزہ
وحشت نئی نئی ہے بیابان نئے نئے

دست جنون کا پاس ہے صفدر کو اسقدر
کرتا ہے روز نذر گریبان نئے نئے

جوانی مین بہار حسن صورت آہی جاتی ہے
ثمر جسوقت گدرا تا ہے رنگت آہی جاتی ہے

شباب آیا ترقی پر تو بوسونکی اجازت دی
خدا دولت جو دیتا ہے تو ہمت آہی جاتی ہے

غضب کی چیز ہے یہ حسن انسان لاکھ بچتا ہے
مگر دل کھنچ ہی جاتا ہے طبیعت آہی جاتی ہے

ہزار اندوہ فرقت کو مین دلمین ضبط کرتا ہون
مگر پھر کچھ نہ کچھ لب پر شکایت آہی جاتی ہے

ہراسان ہو نہ اے دل اسقدر دوری منزل سے
بشر ہمت جو کرتا ہے تو طاقت آہی جاتی ہے

سمجھتے ہین کہ میرا عکس آئینہ دکھاتا ہے
مگر پھر انکے دلمین کچھ کدورت آہی جاتی ہے

تصور سے حسینون کے ہوا تن روح کی صورت
ریاضت سے طبیعت مین لطافت آہی جاتی ہے

یہ دیکھا ہے طبیعت کے حسین کتنے ہی ٹھنڈے ہون
ہوے دو چار جب عاشق شرارت آہی جاتی ہے

جب اُسکی گرمیان صفدر نظر آتی ہین غیرون سے
بدن مین آگ لگتی ہے حرارت آہی جاتی ہے

آمد فصل گل ہوئی موسم ناؤ نوش ہے
رند ہیں اور رندوں خدمت میفروش ہے

دل جو سیاہ ہے مرا فرط گنہ سے واعظو
طعن کی کچھ جگہ نہیں کعبہ سیاہ پوش ہے

آبلے میرے پانون کے کانٹون سے ملکے دشت مین
رستے ہین پھوٹ پھوٹ کر طرفہ لہو کا جوش ہے

مد نظر جو قتل ہے دیر نہ کیجیے ذرا
روح بھی تن کو ہے گران بھی بار دوش ہے

ہجر مین حشر ہے نیا حشر ہے کس حساب مین
صور بھی پھک چکا مگر دل کا وہی خروش ہے

مد نظر ہے ساقیا عالم بیخودی کی سیر
اور بھی کوئی جام دے کچھ ابھی مجھے ہوش ہے

پھر نصیحت آئے ہین ناصح اگر تو یہ کہو
قصہ سنینگے اور دن آج تو درد گوش ہے

نشے کے ڈورے آنکھ مین منہدی ہے ہاتھ پانو مین
دیکھیے کون قتل ہو آج وہ سرخ پوش ہے

مرگ پہ میرے نالہ کش کوئی نہیں جہان مین
شمع بھی میری قبر پر آئی ہے پر خموش ہے

بادہ کشی کا کام کیا پیتے ہین ہمتو خون دل
کہتے ہین سب ابھی بدگمان یہ کوئی بادہ نوش ہے

ایک ہی جام وصل سے دونو طرف ہے بیخودی
اب تو نہ انکو ہوش ہے اور نہ مجھکو ہوش ہے

پھر چمن پہ میکشی غیر کے ساتھ ہے وہان
اشک ٹپک رہے ہین یان قلزم غم کا جوش ہے

صفدر خستہ جان کی قدر آپکو چاہیے ضرور
ایک ہی جان نثار ہے ایک ہی سرفروش ہے

لگایا ہے دل اسکی زلف رسا سے
اگر جان جائے تو جائے بلا سے

یہ ظاہر ہے ہر دم جرس کی صدا سے
بہت جلد ہے کوچ دار فنا سے

مرا حال سنکر کہا کس ادا سے
مرے یا جیے کوئی میری بلا سے

تڑپ وصل میں ہجر سے بھی ہے دونی
مرا درد دل بڑھ گیا اس دوا سے

رسائی اگر عرش تک میری ہوتی
اسی بت کا سائل میں ہوتا خدا سے

کدورت نہیں نام کو اپنے دل میں
بھرا ہے یہ ساغر شراب صفا سے

مگر آتی ہے اسکے کوچے سے ہوکر
کچھ آج اور آتی ہے خوشبو صبا سے

لگاوٹ تری خوب میں جانتا ہوں
مری جان لینگے یہ چھوٹے ولا سے

تماشا تھا وہ کوسنا اسکا مجھکو
شب وصل آنکھیں چرا کر حیا سے

ستم ہے حجاب انکا ہنگام بوسہ
نہیں کہہ کے منہ پھیر لینا ادا سے

غضب ہے یہ بیماری عشق صفدر
نہ صحت دوا سے نہ حاصل دعا سے

برہمی زلف یار دیکھیے کب تک رہے
کشمکش جان زار دیکھیے کب تک رہے

کاوش مژگان یار دیکھیے کبتک رہے
آبلہ دل میں خار دیکھیے کبتک رہے

ہجر میں یہ خار و دیکھیے کب تک رہے
سینہ ہمارا فگار دیکھیے کبتک رہے

تیزی دست جنون اور ترقی پہ ہے
پیرہن تار تار دیکھیے کبتک رہے

طوق گلوگیر سے تنگ ہیں ہم قید میں
اپنے گلے کا یہ ہار دیکھیے کبتک رہے

ہمتو پھنسے آگئے دام میں صیاد کے
باغ میں فصل بہار دیکھیے کبتک رہے

کرتے ہیں سر وقت وہ ہم پہ غضب کی نگاہ
تیر کلیجے کے پار دیکھیے کبتک رہے

غصہ اترتا نہیں ایک گھڑی اے پری
جن ترے سر پہ سوار دیکھیے کبتک رہے

گلشن عالم میں ہر گاہ خوشی گاہ رنج
دور خزاں و بہار دیکھیے کبتک رہے

تیغ وہ کھینچیں کہیں سر ہی وبال بدن
دوش پر اپنے یہ بار دیکھیے کبتک رہے

خاک میں مل گئے انکی کدورت سے ہم
یار کے دلمیں غبار دیکھیے کبتک رہے

غیر سے ہے یار کو ربط بہت ان دنوں
پہلوے گل میں یہ خار دیکھیے کبتک رہے

سینے میں دم بھر قرار دلکو نہیں ہجر میں
یہ قلق و اضطرار دیکھیے کبتک رہے

جیتے ہیں پر تنگ ہیں تنگی عالم سے ہم
گور کا ہم پر فشار دیکھیے کبتک رہے

قالب خاکی سے روح اپنی نکلتی نہیں
گردن پہ یہ شہسوار دیکھیے کبتک رہے

تا بہ نظر تک نہیں ہو گئیں آنکھیں سفید
روز کا یہ انتظار دیکھیے کبتک رہے

ڈوب چکا سب جہان پہ ہے وہی جوش اشک
دیدۂ تر اشکبار دیکھیے کبتک رہے

انجمن یار تک اپنی رسائی نہیں
غیر کا واں اختیار دیکھیے کبتک رہے

حسن پہ مغرور ہیں اپنے وہ صفدر بہت
آئینہ اُنسے دوچار دیکھیے کبتک رہے

گل سے شبنم بنا دیا کس نے
ہنس رہا تھا رلا دیا کس نے

داغ الفت لگا دیا کس نے
نقش ہستی مٹا دیا کس نے

ایک عالم ہے آج کیوں بیہوش
رخ سے پردہ اٹھا دیا کس نے

دربدر ہم تباہ پھرتے ہیں
اپنے در سے اٹھا دیا کس نے

چشم میگوں دکھا کے ایک نظر
جام الفت پلا دیا کس نے

دل تو پہلو مین وقت خواب تھا / پھر تڑپ کر جگا دیا کس نے

غش جو طاری ہی صورت موسیٰ / جلوہ اپنا دکھا دیا کس نے

رات جگنو کی طرح دلکو مرے / چٹکیون مین اڑا دیا کس نے

ماہ سے روے یار کہتا ہی / داغ تجھکو لگا دیا کس نے

شمع کی طرح جلکے خاک ہوے / دل ہمارا بجھا دیا کس نے

صور سے کہتی ہی مری فریاد / تجھکو سرمہ کھلا دیا کس نے

زلف تیری اگر نہین لیلی / مجکو مجنون بنا دیا کس نے

دل جو چھالے کیطرح پھوٹ بہا / کس نے چھیڑا رلا دیا کس نے

دل دکھا آنکی آنکھ بھر آئی / حال صفدر سنا دیا کس نے

نہین پروا کسی کو مین جو گھرے زخم بسمل کے / خوشامد پیشہ اٹھے چومتے ہین ہاتھ قاتل کے

گرین کٹ کٹ کے سر عشاق کے قدمون پہ قاتل کے / نکلجائین الٰہی معرکے مین حوصلے دل کے

ہوئی ہی کسکے اٹھ جانے سے محفل مجلس ماتم / گلے سے شمع کے روتے ہین پروانے جو مل مل کے

ہوا بیہوش مجنون دیکھتی ہی جلوہ لیلی / پڑے غفلت کے پردے اٹھ گئے پردے جو محمل کے

حسینون مین سے بیٹھے ہو دیکھا جو شب ہمنے / نظر آئے ستارے گرد ہمکو ماہ کامل کے

غرور حسن سے اب ہی رنگ انکی صحبت کا / کھڑے رہنے لگے جو بیٹھنے والے تھے محفل کے

قیامت کی تھی ٹھوکر خدا نے خیر کی لیکن / تھما تھرا کے گردون عرش اعلیٰ رہگیا ہل کے

ہمارے خون کے قطروں نے کیسے گل کھلائے ہیں
بکھرتے ہیں ہوئے گلچیں کی طرح دامن میں قاتل کے

نہایت تنگ ہیں دل مسکنوں کے اس زمانے میں
جگہ پائی کہاں اتنی کہ پھیلیں ہاتھ سائل کے

ہوا ہے بے ثباتی چمن ہی ہر کیا گلستان میں
ہزاروں پھول مرجھا جاتے ہیں ہر روز کھل کھل کے

ابھی رستے پہ چلتے ہیں جو منزل راہ دیتا ہے
بھٹکنے لگے کبھی پیر ہیں کیسے خضر منزل کے

ذرا بھی قید کی شدت سے گھبرائے نہیں ہم تو
خدا جانے کہ کیسے ہیں یہ آوازے سلاسل کے

کوئی نقصان نہ تھا بے صبح سے مفت سنتا تھا
اجاڑے باغباں نے آشیانے کیوں عنادل کے

عینک کے رو برو نا خون ناحق کی شہادت دو
اجل مقتول کی محشر میں آئی ساتھ قاتل کے

بہت نزدیک ہیں ہم عاشقوں سے کوچہ جاناں
تھکے ماندہ مسافر لگے ہیں پاس منزل کے

فراق یار میں کیسی رفاقت دل نے کی صفدر
وہی ہے آشنا جو کام آئے وقت مشکل کے

نہ دے حاصل ہو گیا کیا پیر و لیلیٰ دل ملے
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

دامن جسم ہو سے شمشیر قاتل کے
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

چمن میں سیر کی جا کر تو گا دشت میں جنگل
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

فضائے دشت وحشت وہ ہر خار مغیلاں کے
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

کہ سمجھے عقل کبھی سمجھا ہے پہنچا میں وحشت
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

کبھی مجنوں سے صحبت تھی کبھی فرہاد سے ملت
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

بیاباں کوہ صحرا شہر گلشن سب برابر سے تھے
جنوں تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

گلے میں طوق تیری پانو میں ہاتھوں میں ہتکڑیاں
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

برنگ برق تڑپا ہوں مثال رعد گرجا ہوں
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

پڑے تلووں میں چھالے اور چھالوں میں چبھے کانٹے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

جو اپنے تھے وہ بیگانے ہوئے بیگانے تھے وہ اپنے
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

تماشا دیکھتے تھے یہ حسین وحشت کے عالم میں
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

نہ سر کا ہوش تھا ہمکو نہ پانو کی خبر مطلق
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

عجب عالم تھا جسمیں تھے زمین و آسمان یکسان
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

ترنگیں شورشیں صفدر نے کیں وحشت میں کیا کیا کچھ
جنون تیری بدولت خوب نکلے حوصلے دل کے

بناوٹ کے ہیں طور سارے تمہارے
بگڑ جائینگی اب ہمارے تمہارے

حسینو ہوا ہمکو افشاں سے روشن
کہ چمکے ہوے ہیں ستارے تمہارے

نہ ہے عشق ایسا نہ ہے حسن ایسا
جہان میں ہیں شہرے ہمارے تمہارے

کہان لالہ و گل میں ہیں رنگ ایسے
عجب گال ہیں پیارے پیارے تمہارے

چلو زاہد و میکدے میں بھی اک دن
اگر راہ دیں استخارے تمہارے

چڑھایا ہے اغیار کو تمنے سر پر
خدا انکو دلسے اتارے تمہارے

نہیں کوئی واقف یہ دل جانتا ہے
کہ چھریاں ہیں اسکو اشارے تمہارے

بجا ہے جو رشک آئنے سے ہو مجکو
میسر ہیں اسکو نظارے تمہارے

تماشا ہی لین غیر بوسے لبون کے
بھلا غیر کیا تمسے آنکھیں ملا سکے

شکر رنجیان ہون ہمارے تمھارے
نہ ہوتے جو انکو اشارے تمھارے

ادا سے شب وصل بولے بگڑ کر
بنے گی نہ صفدر ہمارے تمھارے

محفل سے تیرے او بت ناآشنا چلے
آئے تھے درد و رنج اٹھانے اٹھا چلے

جس رہ ورس سے ملک عدم تا فنا چلے
چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے

کیونکر نہین نہ بادہ جو ٹھنڈی ہوا چلے
مستون کا ہو جو دور تو قاضی کی کیا چلے

اُس گل کو لائے آپ اڑا کر [illegible] شوق
یارب چمن مین آج کچھ ایسی ہوا چلے

کرتا ہون جب مین چلتے ہو گلگشت باغ کو
کہتے ہین ہنسکے وہ کہ ہماری بلا چلے

آئی بہار اہل جنون پہنین بیڑیان
حداد کا بھی کام کہین یا خدا چلے

ای خضر سیکڑے مین کئی آب حیات کو
ظلمات کیطرف کوئی میخوار کیا چلے

چالین ہزار آئی ہون جسکو فریب کی
یارب کسی کی اُس بت کافر سے کیا چلے

درکار ہمسفر نہین کچھ راہ عشق مین
سایہ سے کہدو ساتھ سے ہمسے جدا چلے

کس طرح عاشقونکی نہ مٹی خراب ہو
بیگانگی کی راہ جو وہ آشنا چلے

تو نے کیا نہ وعدہ دیدار بھی وفا
محروم تیرے در سے ہم ای بیوفا چلے

مارا گیا رقابت خسرو سے کوہکن
مفلس کا اہل زر سے بھلا زور کیا چلے

کیا کیا گلے کرون کہ مین دیوانہ جب گیا
پتھر تری گلی مین صنم بارہا چلے

مرے مغز جان کو یہ تازگی ہوئی بوئے گیسوئے یار سے
کہ نہ سونگھوں نکہت مشک بھی جو نسیم لائے تتار سے

جو شگفتہ گل ہیں بہار سے رہی سو کہ جائینگے خار سے
نہیں ایک بلبل زار سے یہ خبر سنی ہے ہزار سے

نہ کسی کو مجھ سے ہے ہمدمی نہ کسی سے مجھکو ہے آگہی
میں جدا ہوں شہر و دیار سے میں الگ ہوں اہل جوار سے

شب وصل طرفہ سماں بندھا نہ ادھر ادب اُدھر حیا
مجھے دیکھتے تھے وہ ناز سے انھیں دیکھتا تھا میں پیار سے

گل کا غذی ہوں میں اے صبا کہ ہمیشہ رنگ ہے ایک سا
نہ کبھی خزاں سے فسردہ ہوں نہ شگفتہ ہوں میں بہار سے

میں وہ سیل ہوں کہ حباب بھی مرے ساتھ ساتھ رواں ہے
دم سیر کوئی ضرر نہیں مجھے پائے آبلہ دار سے

رخ و زلف کیسے نہاں ہوئے دل و دیدہ صرف فغاں ہے
جو گلے تجھے کم وہ کہاں ہوئے مرے دو لیل و نہار سے

مری آہ کی یہ ہوا چلی کہ پڑے بلا میں سب آدمی
یہ اڑی ہے خاک کہ راہ میں بدن اٹ گئے ہیں غبار سے
جو ہزار نازوں سے تھے پلے پس مرگ خاک میں مل گئے

نہ خبر ہی زینت و زیب کی نہ ہی کام نقش و نگار سے
تہ قبر خاک بدن ہوے جو لباس تھے وہ کفن ہوے
وہ شکار تیر محن ہوے تھا جنھیں کہ شوق شکار سے
کہا اُسنے روکے کہ ہو بہو یہ وہی ہی صفدر مبتلا
پس مرگ بھی چلی آتی ہی جو صدائے نالہ مزار سے

بیچارہ گر ہم بھی اُسی کے نازبردار ہین تجھے
عیسی معجز نما بھی جسکے بیمار ہین تجھے

جبتلک تھا عشق کیسے شہر بازار ہین تجھے
ہمتو کیا یوسف بھی اک اُسکے خریدار ہین تجھے

یاد آیا ہی کہ ہم اُس شوخ کے یار ہین تجھے
دیکھتا تھا جھانک کر روزن جو دیوار ہین تجھے

حشر مین اُن گیسوؤنکو دیکھکر کیدینگے صاف
یہ جہمین دو جال ہم اُنکے گرفتار ہین تجھے

قتل ہی مجلس مینسکے کیا ہوگا انھین لوٹنے ضرور
پھول جن کشتونکے کل ہی ترک گلزار ہین تجھے

شام سے ہمکو رہی اُس ابرو و مژگان کی یاد
صبح تک شبکو گھرے تیر و کمین تلوار ہین تجھے

وائے حسرت میری میت پر کوئی آتا نہین
پوچھتے ہین سب یہ ہمدرد کہین دیدار ہین تجھے

اب خزان آئی تو مسجد مین بنے ہین شیخ امام
جبتلک تھی فصل گل شامل یہ میخوار ہین تجھے

رشک کیا ہمکو اگر عاشق تمھارے ہین بہت
مصر مین لاکھون ہی یوسف کے خریدار ہین تجھے

آزمائی تھی کبھی غیرون پہ بھی تیغ ستم
کیا ہمین ای قاتل عالم گنہگار ہین تجھے

دیکھ تو گور غریبان کو پڑی ہی جن پہ خاک
جامہ زیب مین تجھے یا آئینہ رخسار ہین تجھے

کیا فقط عاشق تھے قیس و وامق و فرہاد و نل
بڑھکے اِنسے ہم مین ہین صفدر جو دان چار ہین تجھے

لڑکھڑائے جب گئے ہم سامنے بولا وہ شوخ
آج کیون یہ مست ہین کل تک جو ہشیار نہین تھے

پھر گئی تجھ سے نظر اُس گل کی کیون اے گلفروش
میرے تار اشک بھی شاید ترے ہار نہین تھے

اب ہمین کیون دخل بزم خاص مین ہوتا نہین
ایکدن ہم بھی تمھارے ناز بردار نہین تھے

راہ دہشت ناک الفت کی بڑی مشکل سے طے
سیکڑون کٹتے دم ہزارون اژدہے غار نہین تھے

جھوٹے وعدے جھوٹی قسمون کا یقین کرتے تھے کب
وہ جو تھا مکار صفدر ہم بھی عیار نہین تھے

ہلچل ہے کیون جہان مین کیسا یہ زلزلا ہے
کیا بیقرار کوئی پہلو بدل رہا ہے

مستی مین حال عالم مجھ سے نہین چھپا ہے
جام شراب ساقی جام جہان نما ہے

دیوانگی مین حاجت مجکو مکان کی کیا ہے
ہر گردباد صحرا اک قصر دلکشا ہے

پوچھو نہ حال میرا فرقت مین اُسکے کیا ہے
پہلو مین کوئی دلکو ہاتھون سے مل رہا ہے

دربار قرب حق مین عاشق پہونچ گئے ہین
میدان عشق سے جب آگے قدم بڑھا ہے

تلوارین مین لگاؤن قاتل کا ہے ارادہ
ہان ڈرکر لپٹ جا دل مجھ سے کہہ رہا ہے

فرقت مین کس سے کہیے حال اضطراب دلکا
منھ تک مرے کلیجا آ آ کے پھر گیا ہے

کوچے کا اُسکے ابتک ملتا نہین ٹھکانا
مین دل سے پوچھتا ہون دل مجھ سے پوچھتا ہے

جاتی ہے کوئی دل سے زلف سیہ کی الفت
ٹلتی نہین جو سر سے ہرگز یہ وہ بلا ہے

بیہوش راہرو سب بازار مین پڑے ہین
غرفے سے تو نے شاید چہرا دکھا دیا ہے

کہتا ہے کوئی مجھ سا آفاق مین نہین ہے
جب صبح کو وہ اُٹھکر آئینہ دیکھتا ہے

دامان کوہ و صحرا ہوتے ہین پرزے پرزے
دست جنون کا اپنے ادنی یہ مشغلا ہی

کچھو دلکی قدر سمجھو کلفت یہ تم نہ جاؤ
تیغ اصیل ہی یہ پر زنگ آگیا ہی

ہی خاک خون سے تر لاشے پڑے ہین سر جا
کوچے کا اُسکے قاصد کافی یہی پتا ہی

شرم و حیا کے پیکر چار و نطرف ہین بیٹھے
پھر دلمین یہ کیونکر تیرا گذر ہوا ہی

تم ہو ہزار منکر مین خوب جانتا ہون
کل تمسے اور عدو سے عہد وصال کا ہی

آشنا ہوا ہی صفدر اِس شاعری سے حاصل
ہندوستان مین شہرہ تیرا ابھی جا بجا ہی

سنی نہ تمنے الگ ہو کے گفتگو دلکی
تمام عمر بر آئی نہ آرزو نہ دل کی

بجا ہی سیر چمن کو جو روز جاتا ہون
کہ کچھ تو آتی ہی غنچون سے مجکو بو دل کی

جگہ ملی اِسی مٹی مین اُسکو زانو پر
سوا ہو آئینے سے کیون نہ آرزو دل کی

تڑپ رہا ہون مجھے کوے یار مین لیچل
ہمیشہ تجھ سے یہ رہتی ہی گفتگو دل کی

تمھین نے کرکے غنایت اِسے کیا گستاخ
تمھین یہ کہتے ہو تجھ سے بُری ہی خو دلکی

خدا کا گھر ہی یہ کعبے کیطرح سے اے بُت
اگرچہ قدر نہو تیرے روبرو دل کی

نہ آسمان نہ زمین مین نشان ملتا ہی
کہان کرے کوئی اب جا کے جستجو دلکی

کمال مین نے جو ظاہر کیا تو سنکے کہا
کرون سلام مین کہدے جو تجھ سے تو دلکی

بیان نشانہ جگر وہی چین گیسو مین
خدا کرے کہ بر آئے یہ آرزو دل کی

جھکا ہی صور جو نالے کا خلق نالان ہی
بپا ہی حشر شکایت ہی چار سو دل کی

شب وصال گلے ملکے مجھ سے کہتے ہین
کہو تو خوش ہوے اب نکلی آرزو دلکی

پڑے ہین الفت مژگان سے سیکڑون سوراخ
نہ جانتا تھا کہ یہ پھانس ہے عدو دلکی

جو ہاتھ آئے مجھے تیری تیغ کا پانی
تو زخم دھوؤن کہ وان اس سے شست و شو دلکی

کبھی سے شرم سے رکھتے نہین قدم باہر
ہمارے دل ہی مین رہتی ہے آرزو دلکی

نہ نکلے گوشے سے جسطرح کوئی گوشہ نشین
اسی طرح سے یہ ہے دل مین آرزو دلکی

اسی نے مجکو کیا ہے تباہ ای صفدر
شکایتین کرون کس کس کی رو برو دلکی

جانا ہے جلد دہر سے سوے فنا مجھے
دو دن نہ رہنے دیگی یہ مہمانسرا مجھے

ای جسم تنکے جلنے کے قابل تو مین نہ تھا
کیون زرد رو کیا صفت کہربا مجھے

ٹکڑے ہوا جگر جو سنی آہ عندلیب
اسنے دیا دل درد آشنا مجھے

ہر شوق کوے یار مین تن مثل برگ کاہ
لیجل اڑا کے تو ہی ادھر ای ہوا مجھے

مستی مین گر حرم کو مین آیا تو غم نہین
ہشیار میکدے مین نہ لائے خدا مجھے

دم بھر ترے فراق مین جیتا نہ ای صنم
مرنے پہ اختیار جو دیتا خدا مجھے

نفرت ہوئی شراب سے یہ ہجر یار مین
تھا رند لوگ کہنے لگے پارسا مجھے

اب میری لاغری ہے مری زیست کا سبب
پاتی نہین ہے ڈھونڈھ رہی ہے قضا مجھے

کاسے کو میرے تاج شہی کا دماغ ہو
سمجھے وہ شاہ حسن جو اپنا گدا مجھے

جلاد ایسے شوق سے کٹواؤن مین گلا
تو کیا زبان تیغ کہے مرحبا مجھے

فرط خوشی مین جامے سے باہر ہوا جنون — جیب سے برہنگی کی ملی ہی قبا مجھے

صفدر قریب قافلہ مین بھی پہونچ گیا
کچھ کچھ سنائی دیتی ہی بانگ درا مجھے

پھرے سر بکف برسون قاتل کے پیچھے — گئے جان سے ہم تو اس دل کے پیچھے
قضا تیغ دونون اسی کی طرف ہین — یہ بسمل کے آگے وہ بسمل کے پیچھے
ہوا تیز ناقہ تو گھبرائی لیلی — کہ مجنون کہین ہو نہ محمل کے پیچھے
خیال وخزان خوف صیاد و گلچین — ہزارون ہین جھگڑے عنادل کے پیچھے
ترقی پہ ہی حسن یوسف سے تیرا — مہ نو ہی تو ماہ کامل کے پیچھے
خدا دے جو توفیق کسب سعادت — غنی دوڑ کر آئین سائل کے پیچھے
دکھائے اگر جذب تاثیر الفت — تو اڑتے پھرین گل عنادل کے پیچھے
نہ سمجھا ہی ناصح نہ سمجھے گا ای دل — پڑے کون اس مرد جاہل کے پیچھے
نمازون کے قصے ہین روزون کے جھگڑے — غضب کے بکھیڑے ہین عاقل کے پیچھے
بچے ہم جو ابرو سے بولے یہ گیسو — کہ ہین اور قاتل بھی قاتل کے پیچھے
کیا کفر منظور اسلام چھوڑا — نہ کیا کیا کیا ہین نے اس دل کے پیچھے

ستم ہی جو تم کو گنے کوئی صفدر
فصاحت مین سحبان وائل کے پیچھے

دل اپنا ہر پری پیکر پہ بیتابانہ آتا ہی — جدھر آتا ہی آندھی کیطرح دیوانہ آتا ہی

ترا عاشق تری محفل مین بیتابانہ آتا ہی
کہ جیسے شمع کیجانب کوئی پروانہ آتا ہی

جہان محفل مین ذکر ساقی مستانہ آتا ہی
وہین دست سبو تھامے ہوئے پیمانہ آتا ہی

ہزارون حسرتین ہمراہ ہین لاکھون تمنائین
بڑے سامان سے تیر دل دیوانہ آتا ہی

مقرر ہی کوئی محبوب اس ہستی کے پردے مین
عدم سے جو ادھر آتا ہی بیتابانہ آتا ہی

نکلتا ہون سر بازار جب مین دھوم پڑتی ہی
پریرو تماشے کو چلو دیوانہ آتا ہی

ترا رخ انجمن مین دیکھنے آتا ہی آئینہ
بلائین لینے تیری گیسوونکی شانہ آتا ہی

صراحی ہچکیان لیتی ہی شاید ہی خفا ساقی
بھرے آنکھون مین آنسو بزم مین پیمانہ آتا ہی

رخ حیران دل صد چاک سے ہی انکی آرایش
بتون کی بزم مین یہ آئنہ یہ شانہ آتا ہی

جو وہ بیگانہ خو سیر چمن کو آ نکلتا ہی
پسند طبع نازک سبزۂ بیگانہ آتا ہی

شہید ناز پر احسان کیا ہی تونے ای قاتل
سر اپنا نذر دینے کو بے شکرانہ آتا ہی

بجھا دیتا ہی دل مین سوز جگر کچھ شمع محفل کو
اگر اس شمع رو کی بزم مین پروانہ آتا ہی

نظر آتی ہی جب گردون پہ ماہ و مہر کی گردش
تو ہمکو یاد دور شیشہ و پیمانہ آتا ہی

کیا کرتی ہی شکوہ بسملون سے سخت جانی کا
زبان تیغ قاتل کو بھی افسانہ آتا ہی

وہ مینکش ہین نہین چھٹتے قدم ساقی کے مرکر بھی
ہمارا کاسۂ سر بنکے یان پیمانہ آتا ہی

ہمارے درد دل نے کچھ تو دکھلایا اثر صفدر
برنگ اشک وہ بھی آج بیتابانہ آتا ہی

یہ اب دریافت ہوتا ہی مجھے دل کی گواہی سے
زمانہ وصل کا نزدیک ہی فضل الٰہی سے

فقط زینت نہین شانے کو گیسو کی سیاہی سے
پریخانہ ہی آئینہ تمھاری خوش نگاہی سے

کیا تسخیر تمنے کشور دل خوش نگاہی سے
صف مژگان ہے بڑھکر لشکر جرار شاہی سے

چلے تھے جانب بتخانہ ہم کعبہ مین آ نکلے
کہان انکا قصد تھا پہونچے کہان گم کردہ راہی سے

مطیع حسن ہین ہم ہو گدا زادہ کہ شہزادہ
فقیری سے نہ مطلب ہی نہ مقصد بادشاہی سے

جو لذت میکشونکو ہی وہ اہل ہند کیا جانین
نہین واقف مے صاف و کباب مرغ و ماہی سے

تمھارے بانکپن نے نوک رکھلی ہی کٹاری کی
کھلے ہین جوہر تیغ ہلالی کجکلاہی سے

ہمارے دلکو ہی معلوم رتبہ اُسکے ابرو کا
رہین پردے مین کیا تلوار کے جوہر سیاہی سے

لرزتا کانپتا خورشید نکلا صبح گردون سے
ڈرا اس درجہ فرقت مین مرے گھر کی سیاہی سے

الٰہی کیون نظر آتی نہین ہی منزل الفت
بہت نزدیک ہی سنتے ہین ہم اس رہ کے راہی سے

صفت خامے کو لکھنی ہی کسی بحر لطافت کی
خدا ہی کشتی دل اب جو بچ جائے تباہی سے

پڑے پرتو جو اُس رخ کا یہ دریا مین بہار آئی
کہ گل پھولین برنگ شاخ گل ہر خار ماہی سے

جلو مین فوج طفلان سے یہ ہی داغ جنون افسر
مری دیوانگی کچھ کم نہین ہی بادشاہی سے

شب وصلت چھری میرے گلے پر کیون نہ چلجائے
کہ جاگ اُٹھے وہ آواز خروس صبحگاہی سے

چھپائے کسطرح دلمین ترا داغ الم صفدر
خبر مشہور رہی یہ ماہ تک عالم مین ماہی سے

ہزارون صدمے سہا کرین گے کبھی نہ آہ و بکا کرینگے
وہ لاکھ ہم پر جفا کرینگے ہم اُسکے بدلے وفا کرین گے

ابھی ہر عہد شباب باقی نہین ہین ہم ایسے شیخ فانی
رہین گے صحبت مین گلرخون کے شراب گلگون پیا کرینگے

رہین گے اید ل اسیطرح سے ہمیشہ عشق و جنون کے چرچے
سرائے فانی مین ہم نہونگے یہی تماشے ہوا کرین گے

کبھی ہمارا ابھی یہان کہنا نہین ہے لازم یہ ناز بیجا
نہ ایک بوسے پہ ہم کو ترسا خدا سے اے بت گلا کرینگے

جو جمع ہوتے ہین اہل مذہب تو مجکو حسرت سے کہتے ہین سب
جو یہ نہ ہوگا تو رند مشرب اسی کا چرچا کیا کرینگے

نماز و صوم و طواف کیسا اگر وہ کافر حرم مین آیا
تو شیخ صاحب کو دیکھ لینا کبھی نہ یاد خدا کرینگے

چمن مین بلبل چہک رہے ہین شگوفۂ گل مہک رہے ہین
سرور مین ہم بہک رہے ہین نہ ہاتھ خم سے جدا کرینگے

بہت سی کی ہمنے سیر عالم بس اب ارادہ ہے یہ مصمم
گلی مین اُس بت کے بیٹھکر ہم ہمیشہ یاد خدا کرینگے

اُسے ہے کیا غم بروز محشر کہ جسکے صفدر علی ہون یاور
یہان بھی حامی رہے ہین اکثر وہان بھی جنت عطا کرینگے

نازسے جس راہ وہ دلبر چلے	آگے آگے فتنۂ محشر چلے

باغ مین ساقی ہے لطف میکشی
جب ہوا ٹھنڈی چلے ساغر چلے

ہجر مین آئی جو اُن پلکونکی یاد
کیسے کیسے حلق پر خنجر چلے

اسطرح ہے ابروے قاتل پہ بل
دیکھئے تلوار یہ کسپر چلے

پیرا دیوانہ جو آیا شہر مین
بیڑیان لے لیکے آہنگر چلے

ناگن اُسکی زلف ہے اُڑتی ہوئی
کیا فسونگر کا یہان منتر چلے

ہوگیا مرہم خیال خط سبز
زخم دل آلے جو تھے سب بھر چلے

پھر یہ نُہ افلاک کا خرمن کہان
جب ہماری آہ کی صرصر چلے

کون دیتا ہے کسی کا مر کے ساتھ
لوگ مٹی دیکے ہمکو گھر چلے

عشق خط مین جان دی عشاق نے
خضر کے ہاتھون یہ رہرو مر چلے

وصف ابرو سے نہ باز آئی زبان
لاکھ میرے حلق پر خنجر چلے

عمر بھر جلتے رہے ہم مثل شمع
نام اس محفل مین روشن کر چلے

قبر صفدر پر چراغان ہو اگر
گردش تقدیر سے صرصر چلے

جب کہین پہلو سے وہ اُٹھکر چلے
دل یہ تڑپا سینے مین ہم مر چلے

لاش میری دفن بھی ہونے نہ دی
قبر تک آکر وہ اپنے گھر چلے

مے ہو جبتک نہ نکلے آفتاب
بادہ خوار و رات بھر ساغر چلے

دست و پا ہین سست ساقی بے شراب
کام چل جائے اگر ساغر چلے

شہر مین گذرا مین وحشی جسطرف
مجمع طفلان ہوا اُدہر سے چلے

آکے بیٹھے بزم کو جنت کیا
جب اُٹھے برپا قیامت کر چلے

عزم پیری مین جوانی کی کہان
تھک کے بیٹھے صبح کو شب بھر چلے

راہ لی ہمنے مکان سے گور کی
رہ چکے اِس گھر مین اب اُس گھر چلے

وقت آخر تو اُٹھا یون کچھ مزہ
رک کے اے قاتل ذرا خنجر چلے

ہمکو ہستی و عدم کی کیا خبر
چار دن غربت مین رہکر مر چلے

پھر کیا قاتل نے زخمی جب سنا
زخم تن کچھ زخمیون کے بھر چلے

یاد رکھو مستی مین صفدر قول درد
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

تمھین اے بتو کوئی کیا جانتا ہے
بُرے سخت دل ہو خدا جانتا ہے

مرے درد کو کوئی کیا جانتا ہے
جو صدمہ ہے دل پر خدا جانتا ہے

وہی رمز مہر و وفا جانتا ہے
جو گالی کو تیرے دعا جانتا ہے

مجھے کیا غرض کوئی جانے نجانے
مرے دل کا وہ مدعا جانتا ہے

تجھے مین سمجھتا ہون جان دو عالم
خدا جانے تو مجھکو کیا جانتا ہے

تمنا نہین وصل کی اُسکے دل کو
جو فرقت کا تیرے مزا جانتا ہے

ہوا ہون مین اسواسطے دلکا پیرو
کہ کوچے کا تیرے پتا جانتا ہے

مٹا ہے جو عشق دہان و کمر مین
وہی راہ ملک فنا جانتا ہے

خوشی ہے جو تجھکو تو اپنی خوشی ہے
کہ وہ کچھ مجھے آشنا جانتا ہے

غنیمت سمجھے تیرے دل کو فقط یہ
ترے ناز تیری ادا جانتا ہے

ہین عاشق ہین شیدا ہین وحشی ہین مجنون
وہ جو جانتا ہے بجا جانتا ہے

مرے آگے باتین بنائے نہ واعظ
جو مین جانتا ہون وہ کیا جانتا ہے

محبت کا کچھ جسکے دل کو مزہ ہے
وہ تیری جفا کو وفا جانتا ہے

مین اُس قاتل حیلہ گر کا ہون کشتہ
لہو کو جو رنگِ حنا جانتا ہے

وہی ہے حقیقت سے الفت کے واقف
اداکو جو تیرے قضا جانتا ہے

وہ صفدر جو مدت سے شیدا ہے تیرا
خدا جانے تو اُسکو کیا جانتا ہے

بیوفا و بدگمان خط مین مرا القاب ہے
خط سے در گذرا مین اِس القاب کو آداب ہے

ہون مین وہ بسمل تڑپکر سب کو مضطر کردیا
تیغ اُدھر بیتاب ہے قاتل ادھر بیتاب ہے

عمر گذری طالع خفتہ کو چونکاتے ہوے
آنکھ کھلتی ہی نہین یارب یہ کیسا خواب ہے

آنکھ سے جو اشک ٹپکا پھر وہ ہاتھ آتا نہین
اِس صدف مین جو گہر ہے گوہر نایاب ہے

راتدن پہلو مین اُسکو ایک سا ہے اضطراب
برق سے بڑھکر تڑپنے مین دل بیتاب ہے

دل غنی ہو تو نہین درکار کچھ سامان عیش
یان گلیم فقر فرش قاقم و سنجاب ہے

سیکڑون بسمل تڑپتے ہین نہین بجھتی ہے پیاس
آجکل شمشیر قاتل کسقدر بے آب ہے

موج ہے تیری کمر ابھرے ہوے پستان حباب
قلزم خوبی شکم ہے ناف اک گرداب ہے

کیون نہ سجدہ اسکے آگے فرض ہو ہنگام قتل
خم تری تلوار کا قاتل نہین محراب ہی

ناتوان ہون ایک آنسو بھی ڈبو دیگا مجھے
قطرۂ شبنم بھی حق مین مور کے سیلاب ہی

نقد دل لیکر جفا کرتے ہین خوبان جہان
حسن کے بازار مین جنس وفا نایاب ہی

ہوشیار اے دل کہ دنیا ہی طلسم بے ثبات
آج جو کچھ دیکھتا ہی کل یہ سب کچھ خواب ہی

کیون لگائی ہی کفن کی قید میت کے ساتھ
کیا عدم بھی مثل ہستی عالم اسباب ہی

شعر گوئی کی ہمین فرصت کہان صفدر مگر
دو گھڑی یہ مشغلہ بھی خاطر احباب ہی

عجب چال چلتے ہو عادت نئی ہی
یہ محشر نیا ہی قیامت نئی ہی

حسینون مین انکی طبیعت نئی ہی
وفا پر جفا یہ محبت نئی ہی

تکلف بھی اک روز جاتا رہیگا
ابھی انسے صاحب سلامت نئی ہی

حرم سے سوے بتکدہ آکے دیکھا
وہان سے یہان کچھ تو صورت نئی ہی

کبھی یاد گیسو کبھی یاد قامت
وہ تازہ بلا یہ قیامت نئی ہی

زمانے کی آئے نظر خوبصورت
تری شکل تیری شباہت نئی ہی

جو کی عرض مینے کہ تم بیمہر ہین
کہا بات یہ فی الحقیقت نئی ہی

مرے گھر یہ جا جا کے الٹے پھر آنا
پھر الٹا تکدر کدورت نئی ہی

کبھی غیر دشنام بوسہ نہ دینا
سخی آپ مین یہ سخاوت نئی ہی

سر داغ سے مخزن دل بھرا ہی
یہ دولت تمھاری بدولت نئی ہی

سخن فہم دیکھیں تو بیتیں غزل کی — پرانی زمین پر عمارت نئی ہی
نہ گھبراؤں شہر خموشاں میں کیونکر — کہ بیگانے ہیں لوگ صحبت نئی ہی
ترے خط عارض کو پڑھکر یہ سمجھے — معانی نئے ہیں عبارت نئی ہی
قدیمی ہوں میں قیدی دام گیسو — نہ سودا نیا ہی نہ وحشت نئی ہی

زمانے میں جیتے ہیں سب دل لگاکر
تمھاری ہی صفدر محبت نئی ہی

پھولا نہ اگر گل تن افگار سے کوئی — پھل پائیگا پھر کیا تری تلوار سے کوئی
اچھی نہیں یہ چال سر گور غریباں — فتنہ نہ ہو برپا تری رفتار سے کوئی
قاصد کا پتا ہی نہ کبوتر کا نشاں ہی — پھرتا ہی نہیں کوچہ دلدار سے کوئی
بجلی ہو کہ سیماب ہو صرصر ہو کہ طوفاں — کیا تیز چلیگا تری تلوار سے کوئی
قربان دل ابرو پہ فدا جان مژہ پر — بسمل ہی کوئی تیر سے تلوار سے کوئی
کیا حال دل زار ہو اُس چشم کو روشن — کہتا نہیں بیمار کی بیمار سے کوئی
ہشیار رہے جو مست اُڑے زاہدوں کے ہوش — بچکر نہ گیا خانۂ خمار سے کوئی
ہم دیکھتے ہیں خواب میں وہ عارض سیمیں — واقف نہیں اس لطف و دیدار سے کوئی
چلتی بھی ہی رکتی بھی ہی کھنچتی بھی ہی ہر دم — سیکھے تو ہی چالیں تری تلوار سے کوئی
دل مجھ سے جھگڑتا ہی حسینوں کی طرف سے — کیا بات کرے اپنے طرفدار سے کوئی

جو چاہیے صفدر علی امداد کر سکے

محروم نہین حیدر کرار سے کوئی

نہ شمعون مین جلوہ نہ پھولون مین بو ہی — چمن مین بھی تو انجمن مین بھی تو ہی
دکھاؤ بھی منہ تا بکی لن ترانی — مین موسی نہین ہون یہ کیا گفتگو ہی
دیا ساتھ ای درد فرقت مین تو نے — برے وقت کا آشنا ایک تو ہی
ہوا یہ مرے دل مین خون تمنا — کہ ترک تمنا کی اب آرزو ہی
مرا دل تو کیا تجھے جانتا ہی — مگر اس مین آئینے کو گفتگو ہی
نہ کھو اسکے دندان سے ہوکر مقابل — ذرا سی تری ای گہر آبرو ہی
کہا یہ ہین مین نے انکو تو بولے — زبان روکو صاحب یہ کیا گفتگو ہی
مین کیون شیخ و زاہد کے احسان اٹھاؤن — مری دستگیری کو کافی سبو ہی
نہین ہی می سرخ شیشے مین زاہد — بھرا میری توبہ کا اس مین لہو ہی
نہ چھوٹے لہو جسکا خنجر سے تیرے — شہیدون مین تیرے وہی سرخرو ہی
وہ کہتے ہین دکھلا کے دست حنائی — یہ مہندی نہین عاشقون کا لہو ہی
نہ کر دل کو پامال اس طرح ظالم — کہ مدت سے اسمین تری آرزو ہی

عیان رنگ وحدت ہی عالم مین صفدر
وہی ہی وہی ہی نہ مین ہون نہ تو ہی

کرم سمجھے جو اس بت نے جفا کی — پھر اسیر ہم ہوے قدرت خدا کی
لکھی کیا مدح اس زلف رسا کی — طبیعت ہم بھی رکھتے ہین بلا کی

تری فرقت مین چھوڑا دل نے بھی ساتھ کہان اِس بیمروت نے دغا کی
نہ ملیے میرے غم مین دست افسوس کہ شوخی کم نہو رنگِ حنا کی
کبھی اُس گلبدن کی بو نہ لائی شکایت کیجیے کس سے صبا کی
نمک قاتل نے چھڑکا زخم دل پر ہمارے درد کی اچھی دوا کی
دل صد چاک کو سینے مین دیکھو یہان بھی ہو زیارت کربلا کی
کیا پریون کو دو باتون مین تسخیر عجب فتنہ ہے یہ انسان خاکی
کیا احسان کب احسان کے بدلے مزاج اُسنے اگر پوچھا دعا کی
خوشی سے بھاگتا ہی صورتِ غم عجب خو ہے دلِ دردآشنا کی
غبارِ دل جو باقی تھا نکل گیا ہماری خاک سے آندھی اُٹھا کے
کب آیا وان سے خط لیکر کبوتر خبر جھوٹی بہت ایسی اُڑا کی

کرون تعریف کیا مین اُسکی صفدر
وہ اک تصویر ہے ناز و ادا کی

تری آنکھ اے بتِ ناز نین ہو بیخودی سے بھری رہی
کوئی ہوشیار نہ چھوڑیے اِسی تاک مین یہ پری رہی
نہ وہ اپنا جوش شباب ہے نہ وہ اُنکی عشوہ گری رہی
مگر آگ حسرت وصل کی جو بھری تھی دلمین بھری رہی
سر بزم نرگس یار سے کہین آنکھ اپنی جو مل گئی

تو نہ آیا ہوش میں دیر تک مجھے ایسی بیخبری رہی
یہ خیال چشم ہے یار کا کہ ہمیشہ دل کو سرور رہی
وہ بنایا شیشہ طلسم کا کہ شراب جسکے بھری رہی
ترے بزم حسن میں شمع پر جو نگاہ کی تو سحر تلک
عجب آنکھ تھی کہ جلا تو کی مگر آنسو وں سے بھری رہی
جو دھری تھی سامنے آرسی عجب ایک فرد خراب تھی
دم زیب حسن بھلا ہوا تری آنکھ میں نظری رہی
گئے باغ میں جو وہ سیر کو تو خواصین آئین نئی نئی
کبھی ساتھ خور نے گشت کی کبھی گرد اُسکے پری رہی
مگر اُنکو لیلی بیوفا کوئی طرز غمزہ سکھا گئی
نہ ملائی آنکھ بھی قیس سے عجب آہو ون کو چری رہی
رہے جب تلک کہ جہان میں ہم نہ کسی سے ہمنے رجوع کی
ترے سنگ در پہ دھری جبین تو وہ ساری عمر دھری رہی
نہ سمجھ تو صفدر اسے جنتم بس مرگ اوج ملا مجھے
مری خاک تھی مری خاک تھی تری مانگ مین جو بھری رہی
نہ ہمارے اب ہین وہ ولولے نہ وہ صفدر انکی ہین شوخیان
نہ وہ اپنا جوش جنون رہا نہ وہ انکی جلوہ گری رہی

اٹھی نہ کبھی ہو تری ترچھی نظر ایسی
اب کی کہوں اہو نجیر شمس و قمر ایسی

ہین دون کی اُس ہٹ سے نہ شمس و قمر ایسی
پیدا کرین پہلے دہن ایسا کمر ایسی

کچھ آتے ہی قاصد نے سنائی خبر ایسی
سیدھی نہوئی جُھک گئی اپنی کمر ایسی

برچھی سی لگی تمنے ادھر کی نظر ایسی
ابتک تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی

نازک ہے یہ نازک کو کوئی دیتا ہی ایذا
کس کر نہ مرے قتل پہ باندھو کمر ایسی

قاصد کو نہ کہنا تھا کہ خط اُسنے کیا چاک
دل ٹکڑے ہوا اُسنے سنائی خبر ایسی

دیکھین جو کلیم آکے تجھے اُسسے یہ پوچھون
آئی تھی کبھی تم کو تجلی نظر ایسی

لیلی ہوئی یہ محو کہ ناقہ نہ بڑھایا
مجنون نے کہانی کہی دو دو پہر ایسی

بسمل کیطرح شب کو مین تڑپا سر بستر
فرقت مین ہوئی شدت درد جگر ایسی

وہ پوچھتے ہین آئینے مین عکس سے اپنے
تم لائے کہان سے دہن ایسا کمر ایسی

دو ٹکڑے ہوا پانی بھی بسمل نے نہ مانگا
قاتل تری تلوار ہوئی کارگر ایسی

حسرت ہے کہ پھر زخمی شمشیر نگہ ہون
حاصل ہوئی ہے لذت زخم جگر ایسی

بڑھکر سر مژگان سے گرین پانون پر اُسکے
ہمت کبھی کرتے نہین لخت جگر ایسی

چمکا دیا پر تو نے ترے حسن کے انکو
آگے تو نہ تھی صورت شمس و قمر ایسی

پھولون کے مٹانے کو تو آتا نہین وہ گل
گھبرائی ہوئی کیون ہے نسیم سحر ایسی

شرما گئی کیا میرے تن زار کے آگے
روپوش ہوئی ہے جو تمھاری کمر ایسی

گل سے نہ جدا ہوگی کبھی مثل رگ گل
دیکھا جو وہ رخ گڑ گئی اپنی نظر ایسی

مین زلف و رخ یار کی تعریف کردن کیا
شام ایسی نہ صفدر کبھی دیکھی سحر ایسی

مسیحا ہمین تیغ قاتل ہوئی — یہان زندگی مرکے حاصل ہوئی
خیال ایک لیلی کا جو آگیا — مری مردم چشم محمل ہوئی
ہوا ناتوان اب یہ تیرا مریض — کہ کروٹ بدلنی بھی مشکل ہوئی
جگہ دل مین تیرے تصور کی — پری اپنے شیشے مین داخل ہوئی
شفا کیسی بیماری عشق مین — دوا اور بھی زہر قاتل ہوئی
وہ لاغر ہون مانند نقش قدم — جہان گر پڑا مجکو منزل ہوئی
نمازی ہوے اُس نگہ سے یہ مست — کہ مسجد بھی مستونکی محفل ہوئی
پڑا آئنے مین ترا عکس رخ — پری یا پری سے مقابل ہوئی
مرے خون سے دست رنگین بھرے — غضب آگ مین آگ شامل ہوئی
چھوا غیر نے جب تری زلف کو — مین سمجھا بلا مجھپہ نازل ہوئی
ترے رخ پہ ایسی جمی چشم شوق — کہ پتلی مرے آنکھ کی تل ہوئی
دیا اُسنے بوسہ دہن کا مجھے — مراد آج منھ مانگی حاصل ہوئی
تری شکل پہچان پڑتی نہین — یہ دو دن مین کیا صورت ایدل ہوئی
ادا سے جو شمشیر قاتل کھنچی — قضا بھی شہیدون مین داخل ہوئی
ہوا میکدہ ہجر مین قتلگاہ — کہ مے کھنچ کے شمشیر قاتل ہوئی

مری عمر غفلت میں صفدر کٹی
میں سوتا رہا طے یہ منزل ہوئی

نازنینوں کے بھی دل میں عشق رکھ پاک ہی
دیکھیے جس گل کو گلشن میں گریباں چاک ہی

وہ شفیع المذنبین ذات شہ لولاک ہی
فیض سے جسکے حساب روز محشر پاک ہی

ہجر کی شب تیر غم سے یہ بھی کیا غمناک ہی
صبح تو پیدا ہوئی ہی پر گریباں چاک ہی

ہستی دنیائے فانی بھی ہی کتنی بے ثبات
جو ہوا ہی خاک سے پیدا وہ آخر خاک ہی

شاہد گل کے بدن میں جو معطر ہی لباس
فی الحقیقت وہ تری اتری ہوئی پوشاک ہی

ہوں وہ مسکین رتبۂ شاہی میسر ہی مجھے
چتر شاہی سے زیادہ وابستہ تاک ہی

تو نے دیکھا ہمنے دنیا کو ہی جائے فنا
روز ہنگامہ سا ہنگامہ تہ افلاک ہی

دیکھ لیتا ہوں میں گھر بیٹھے تماشا جہاں
عرش پروازی میں یکتا طائر ادراک ہی

تیرے خنجر سے کسی کی جان بچنے کی نہیں
ایک ہی خونریز ہی یہ ایک ہی سفاک ہی

زہد و تقوی زاہدان شہر کا ہی ظاہری
دیکھیے باطن تو انکو دختر رز کی تاک ہی

بھیجتا ہوں لکھکے خط میں نامہ بر نامہ بر
کوچۂ محبوب تک پہنچی ہوئی اک ڈاک ہی

عرصۂ ہستی کو طی کرتا ہی یہ کیسا شباب
توسن عمر رواں چالاک سا چالاک ہی

تن جو خاک و خون میں ہی کچھ غم نہیں اے شہسوار
سر تو مجھ بسمل کا کٹ کر بستۂ فتراک ہی

کھیلتا ہی بے شبتا رنگ کب نور چراغ
اور زلفوں میں فروغ روئے آتشناک ہی

باغ میں بھاگڑ پڑی ہی گڑبڑ گل سب ہیں رواں
آمد فصل خزاں رستم کی گویا دھاک ہی

قتل کرنیکو ہمارے اور سامان کیا ضرور
اک ذرا سی جنبش ابرو مین قصہ پاک ہی

ذکر پر میرے وہ ہنسکر کہتے ہین یادش بخیر
صفدر رنگین بیان بھی ایک ہی بیباک ہی

اے بت فدا ہین تجھپر دیندار کیسے کیسے
کافر ہوے پہنکر زنار کیسے کیسے

مجبور ہو گئے ہین مختار کیسے کیسے
نادان بنگئے ہین ہشیار کیسے کیسے

گر چند گام یون ہی تم ناز سے چلوگے
برپا کریگی فتنے رفتار کیسے کیسے

کیونکر نہون پریشان اُس بیوفا کے گیسو
کرتے ہین پیچ ہمسے ہر بار کیسے کیسے

لازم ہی آبرو بھی کچھ میرے آنسوؤن کی
دیکھو تو موتیون کے ہین ہار کیسے کیسے

پڑھتا ہی کب وہ ظالم ہم عاشقون کے نامے
ناخواندہ ہر طرف ہین انبار کیسے کیسے

اللہ رے رعب قاتل مقتل مین جسکے آگے
پانی سے بھی ہین پتلے خونخوار کیسے کیسے

وہ لعل جانفزا بھی ہی کیا حکیم حاذق
اچھے کیے ہین اُسنے بیمار کیسے کیسے

ریزے طلا کے کیونکر ذرے نہون زمین کے
مٹی مین مل گئے ہین زردار کیسے کیسے

ہی شرط کرکے نالہ گردونکو پھونکدو لینا
اِسنے دیے ہین مجھکو آزار کیسے کیسے

کیا گلشن جہان کا گردون نے رنگ بدلا
کمھلا گئے ہین گل سے رخسار کیسے کیسے

ہی زرد رنگ اُنکا برگ خزانکی صورت
تھے جنکے رخ خوشی سے گلنار کیسے کیسے

وہ سیر کو جو نکلے دامن کشان کسی دن
فتنے ہوے سر رہ بیدار کیسے کیسے

افسون سے کم نہین ہی کچھ ذکر اُس پری کا
بیہوش ہو گئے ہین ہشیار کیسے کیسے

کافور ہو گئی ہی وہ دختِ رز کی گرمی
ہین سرد میکشون کے بازار کیسے کیسے

تربت پہ فاتحہ کو برسون کوئی نہ آیا
مونس تھے کیسے کیسے غمخوار کیسے کیسے

غیرون سے اب ہی الفت ہمکو بھلا دیا ہی
کچھ یاد ہی کیے تھے اقرار کیسے کیسے

دنیا سے ہی نرالا الفت کا کارخانہ
مجبور ہو گئے ہین مختار کیسے کیسے

گل جس جگہ اُگے تھے کانٹے وہان اُگے ہین
صرفِ خزان ہوے ہین گلزار کیسے کیسے

اب لطفِ زندگانی دنیا مین کیا ہی صفدر
اُٹھے جہان سے اپنے غمخوار کیسے کیسے

راز الفت کو کوئی کیا جانے
دل مرا جانے یا خدا جانے

مین نے پوچھا کہ جانتے ہو مجھے
ہنسکے بولے مری بلا جانے

دل بسمل کا حال مجھ سے نہ پوچھ
ناز تیرا تری ادا جانے

ان اشارونکو ہم سمجھتے ہین
ایسی باتون کو کوئی کیا جانے

دل سے دلکو ہی راہ حق تو یہ ہی
آشنا حال آشنا جانے

لذت وصل جس نے پائی ہو
درد فرقت کا وہ مزا جانے

گل مین بلبل مین کیون کدورت ہی
باغبان جانے یا صبا جانے

جب مزہ آئے دل لگانے کا
دل کی کچھ قدر دلربا جانے

موت ہی اُسکی زیست سے بہتر
زندگانی کو جو فنا جانے

اُس ستمگر سے دل لگایا ہی
کیا ہو انجام اب خدا جانے

ہی سزاوار آفرین وہ دل / جو جفا کو تری وفا جانے

ابھی اپنی خبر نہین اُسکو / کب کسی کا وہ مدعا جانے

رخ روشن کو دست نازک کو / آئنہ جانے یا حنا جانے

جس خوشی سے گلا کٹا یا ہی / تیرا خنجر مری قضا جانے

عشق اپنا ہی مرشد کامل / رند یا کوئی پارسا جانے

خط تو دیتا ہون پر نہین منظور / قاصد اُس شوخ کا پتا جانے

نکہت زلف یار کی لذت / دل مرا جانے یا صبا جانے

ایسے قاتل سے دل لگایا ہی / خون عاشق کو جو حنا جانے

قدر انداز و ناز کو صفدر / جو کسی کا ہو مبتلا جانے

دل اپنا محبت مین رسوا ہوا ہی / خدا جانے کمبخت کو کیا ہوا ہی

نیا فتنہ پہلو مین برپا ہوا ہی / کسی پر دل زار شیدا ہوا ہی

گرے کشتے کشتون پہ بسمل پہ بسمل / جہان تیغ ابرو کا چرچا ہوا ہی

شب غم مین یون تو حب مضا بہت تھے / مگر دل کا جانا تماشا ہوا ہی

شب و روز کٹتے ہین دیوانہ پن مین / رخ و زلف کا جیسے سودا ہوا ہی

طلب بزم جانان مین عشاق کی ہی / مقرر کوئی فتنہ برپا ہوا ہی

تڑپتے رہے در پہ بسمل ہزارون / نہ پوچھا یہ اُسنے تمھین کیا ہوا ہی

مناسب ہی تمکو بھی پاس محبت / زمانے مین الفت کا شہرا ہوا ہی
جسے تاب نظارہ ہو آکے دیکھے / لب بام وہ جلوہ آرا ہوا ہی
عبث جان کھوتا ہی الفت مین اے دل / سمجھ تو کوئی بھی کسی کا ہوا ہی
دل مضطرب جو تڑپتا ہی ہردم / یہ تیر ادا کا نشانا ہوا ہی
شب وصل آئے وہ افشان لگاکر / ستارا مرا آج چمکا ہوا ہی
غضب ہو گیا آئنے کا دکھانا / وہ خود اپنا محو تماشا ہوا ہی
ہوئی بلبل و گل مین پھر آج رنجش / گلستان کا کچھ رنگ بدلا ہوا ہی
چلے آج گلزار مین دور ساغر / ہوا چلتی ہی ابر چھایا ہوا ہی
سنا ہی یہ ہمنے صبا سے چمن مین / کوئی بہر گلگشت آیا ہوا ہی
طلب جنس الفت کی ناحق ہی اے دل / کہین بیوفاؤن سے سودا ہوا ہی
حقیقت مین ہون قیدی دام گیسو / نہ وحشت ہوئی ہی نہ سودا ہوا ہی
کبھی ہم گئے ہین جو دل بیچنے کو / تو بازار مین ایک میلا ہوا ہی
غم عاشقی سکۂ عشق دل پر / اٹھایا ہوا ہی بٹھایا ہوا ہی
اذیت ہو کیا داغ فرقت سے دلکو / کہ سو بار کا یہ تو کھایا ہوا ہی

نہ تھا ان کو مد نظر قتل صفدر
کسی کا یہ نقشہ جمایا ہوا ہی

کیا فصل طرب خیز ہی کیا سرد ہوا ہی / کیا چار طرف ابر وہ اندھار اٹھا ہی

معشوقوں کے جمگھٹ ہی گلگوں کا قبا ہی
گلزار پہ چھائی ہوئی گھنگھور گھٹا ہی

ہر فتنۂ عالم کا اک انداز جدا ہی
شوخی ہی شرارت ہی کرشمہ ہی ادا ہی

مرغان خوش آہنگ کے سن سن کے ترانے
مستی میں ہر اک نخل چمن جھوم رہا ہی

کویل کی کہیں کوک ہی موروں کا کہیں شور
دلکش کہیں باغوں میں پپیہے کی صدا ہی

کیا اندنوں رونق ہی نہالان چمن پر
ہر غنچہ شگفتہ ہی ہر اک پھول کھلا ہی

نکھرا ہوا جوبن ہی عروسان چمن کا
گلشن میں عجب شان خدا جلوہ نما ہی

چھوٹوں میں حسین جھوتے ہیں ناز و ادا سے
کوئی مہ تابان ہی کوئی مہر لقا ہی

ساغر لیے حاضر ہی کہیں ساقی گلفام
گردش میں کہیں جام مے ہوش ربا ہی

جی بھر کے ہیں بادۂ گلگوں سے چھکایا
ساقی ترا احسان ہی عنایت ہی عطا ہی

بادل سے نکلتا نہیں خورشید درخشان
شاید رخ پر نور ترا دیکھ لیا ہی

کیا کیا ہیں تکلف ترے بیساختہ پن میں
یہ سادی ادا لاکھ بناوٹ سے سوا ہی

جائیگا کہاں دست نگارین سے نکلکر
مٹھی میں ترے قید ترا دزد حنا ہی

بلبل سے خفا کردیا بے وجہ گلوں کو
اڑ دی یہ شگوفہ ترا اے باد صبا ہی

صفدر کا کلام ایسا ہی مقبول خلائق
جنت میں بھی حوروں کی زبانوں سے سنا ہی

حور فردوس کو کیا آپ سے نسبت ہوگی
نہ یہ شوخی نہ یہ چھل بل نہ یہ صورت ہوگی

لاکھ اچھی کسی محبوب کی صورت ہوگی
پیار آئیگا اسی کو جسے الفت ہوگی

حاجب جلوۂ جاناں ہے حجاب ہستی
جب یہ اٹھ جائیگا پردہ تو زیارت ہوگی

تیغ ناز اسکی یہ کہتی ہوئی مقتل مین چلی
آج پوری تری تمنا تو نئی حسرت ہوگی

جانمن ایک تغافل سے ترے ڈرتا ہون
اور جو ظلم کرے گا وہ عنایت ہوگی

جاے تو غیر کے گھر وصل کی رات آئے ادھر
گردش ایسی بھی کبھی اے شب فرقت ہوگی

ذبح ہونیکو تو سو جان سے مین حاضر ہون
دست نازک کو تمھارے جو اذیت ہوگی

وصل مین اے دل بیتاب بہت شاد نہو
دیکھو اک دن شب فرقت سے ندامت ہوگی

کیا کہون حسرت دل پاس ادب مانع ہے
خیر کچھ عرض کرونگا جو اجازت ہوگی

حضرت دل کے رہینگے یہی دو چار انیس
درد و غم ہونگے الم ہوگا مصیبت ہوگی

حشر مین شکوۂ بیداد کرونگا کیونکر
وان بھی اس قاتل عالم کی مروت ہوگی

وصل کا ذکر تو کیا رسم محبت کیسی
غیر کا نام بھی لوگے تو شکایت ہوگی

جھگڑے ہونگے قیامت مین پریزادون کے
ایک سے ایک سوا حسن مین صورت ہوگی

دیکھکر یہ دل ناداں نہ مچلجاے کہین
یہ جو مچلا تو قیامت مین قیامت ہوگی

کس صفائی سے وہ دل لیکے مکر جاتے ہین
اس سے کیا بڑھکے زمانے مین شرارت ہوگی

دار فانی مین رہا ہے نہ رہیگا کوئی
ایک تو ہوگا فقط اک تری قدرت ہوگی

چین سے سوئینگے آغوش لحد مین صفدر
نہ وہان یاس نہ امید نہ حسرت ہوگی

ذرون سے آشکارا تارون مین وہ عیان ہے
قدرت کا اسکے جلوہ دیکھو کہان کہان ہے

اوراق برگ گل سے ظاہر ہی رنگ قدرت
وحدت کا اک رسالہ بلبل کی داستان ہی

ظاہر مین ذکر تیرا باطن مین یاد تیری
حرف دوئی کہان ہی جو دل ہی تو زبان ہی

پردہ اٹھاؤ رخ سے کبتک یہ لنترانی
دیدار کا تمھارے مشتاق اک جہان ہی

عاشق ہوئے تو پھر کیا دیر و حرم سے مطلب
ہر صبح یہ جبین ہی وہ سنگ آستان ہی

خلق خدا کا مجمع برہم ہی آج قاتل
ہنگامۂ قیامت مقتل کے درمیان ہی

تیغ ادا کے بوسے لینا تڑپ تڑپ کر
اے دل کمی نہ کرنا یہ وقت امتحان ہی

اس شوخ دلربا سے جب پوچھتا ہون دلکو
کہتا ہی مسکرا کر کسنے لیا کہان ہی

ہر قبر پہ چار جانب چھائی ہی یاس حسرت
عشاق بے نشان کا دنیا مین یہ نشان ہی

کیونکر خوشی ہو سیر گلشن سے فصل گل مین
شاخ نہال غم پہ اس دل کا آشیان ہی

ملک عدم مین جاکر آرام کچھ نہ پایا
جو درد سر یہان تھا ہمکو وہی وہان ہی

راز نہان سے اپنے واقف نہین ہی کوئی
اک درد دل ہمارا مدت کا رازدان ہی

اے آفتاب محشر خلق خدا ہی مضطر
یہ روز خودنمائی یہ وقت امتحان ہی

درد و غم و الم سے خالی نہین کبھی دل
ہر دم نیا مسافر اس گھر مین میہمان ہی

فرقت مین فوج غم کا دیکھو حشم ہی کیا کیا
نالہ نقیب لشکر آہ رسا نشان ہی

لاکھون ہین یاس و حسرت اک دل ہی نیم بسمل
صدمے ہزارہا ہین اک جان نیمجان ہی

ہر دم صدا سے نالہ آتی ہی قافلے سے
دل ہی کسی کا نالان یا زنگ کاروان ہی

تاب و توان سے صفدر اب کیا رہا ہی تن مین
اک دل ہی پاس پر وہ اک جان ناتوان ہی

قاصد سے حال پنہان باد صبا سے مخفی
صفدر جہان مین کوئی تیرا بھی رازدان ہے

جفا منہ پھیر کے ستا لے جسکا جی چاہے
وفا مین ہم ہین کامل آزما لے جسکا جی چاہے

جفا بیٹھا ہون مین بھی آزما لے جسکا جی چاہے
محبت ہے تو روٹھے کو منا لے جسکا جی چاہے

حسینون کے برابر رکھدیا ہے نقد دل ہمنے
نہین کچھ کام اب ہمکو اٹھا لے جسکا جی چاہے

زبان کسطرح کھولین یار کی محفل مین بیٹھے ہین
بلا سے منہ مین آئے سنا لے جسکا جی چاہے

ٹیسینگے پان غیرونکو تو کاہے کو جئینگے ہم
ہمارے قتل کا بیڑا اٹھا لے جسکا جی چاہے

مزاج ایسا نہین بگڑا ابھی آغاز وحشت ہے
بلا کر مجھکو باتون مین لگا لے جسکا جی چاہے

وہ بسمل ہون کہ زخم تن کے سر ہین تنگ الفت سے
ہمارا خون مہندی مین ملا لے جسکا جی چاہے

دیے ہین عشق نے داغ اتنے میرے سینہ و دلکو
کہ ان پھولون سے گلدستہ بنا لے جسکا جی چاہے

گداز عشق سے پایا ہے دل نے شمع کا رتبہ
بلا کر اسکو محفل مین جلا لے جسکا جی چاہے

کبھی بن ٹھن کے یہ کہتے ہوے آؤ مرے آگے
پری اب ہم ہین سینے سے لگا لے جسکا جی چاہے

اکیلے گھر مین سوتے ہین خبر آتی نہین انکو
کہ اس دم چھپ کے منہ سے منہ ملا لے جسکا جی چاہے

بوقت نزع مجکو دیکھکر وہ بدگمان بولا
یقین کیا ہے کسکو دم چرا لے جسکا جی چاہے

لب شیرین کا بوسہ مانگتا ہون مین تو کہتے ہین
نہ دینگے ہم بلا سے زہر کھا لے جسکا جی چاہے

وہ حیلے سے گئے گھر اب مجھے پیغام بھیجا ہے
نہ آؤ رنگا مین اورونکو بلا لے جسکا جی چاہے

بگڑ کر کہتے ہین اظہار الفت مین جو کرتا ہون
سراسر جھوٹ ہی باتین بنا لے جسکا جی چاہے

نہیں کچھ عذر مجھکو حکم مین ہون تابع فرمان
اُٹھا لے جسکا جی چاہے بٹھا لے جسکا جی چاہے

نہین لکھی ہی کوئی نامناسب بات نامے مین
پڑھے خود خواہ اورون سے پڑھا لے جسکا جی چاہے

مرے قابو مین اگر کس مرے سے وہ یہ کہتے ہین
ہنسا لے جسکا جی چاہے رُلا لے جسکا جی چاہے

خدا کی راہ مین دیکر زکات حسن کا بوسہ
ہمیشہ ہم فقیرونکی دعا لے جسکا جی چاہے

مین دلکو ہاتھ مین لیکر حسینون سے یہ کہتا ہون
یہ طوطی بولتا لایا ہون لے جسکا جی چاہے

کبھی مانند گوہر آبرو صفدر نہ جائیگی
بظاہر خاک مین مجھکو ملا لے جسکا جی چاہے

کسی گل کو نہین نسبت ہمارے روے گلگون سے
کہان ہمسر کوئی سرو گلستان قد موزون سے

قد موزونکو نسبت دیجئے کیا سرو موزون سے
نیا مضمون ہو اس مصرع مین خالی ہو مضمون سے

ہوا اب بھی جو آئی ہی پریشان گو وہ ہامون سے
خبر دیتی ہی ہمکو حالت فرہاد و مجنون سے

ہوے مشہور عالم مین ترے زلف شبگون سے
بندھا کیا رنگ محفلمین اسیر [illegible] کے مضمون سے

جو خم مین بیٹھ رہتے ہین ہوا امان بیداد گردون سے
یہ نسخہ ہاتھ آیا ہی ہمین ساقی فلاطون سے

مقرر ہے وصل عاشق و معشوق ہوتا ہی
انا لیلی کی آواز آرہی ہی گور مجنون سے

قیامت کو نہ آنے دیگا بحث اے قاتل
ہمارے خون کا محضر ترے دامان پرخون سے

خداوند جہان دے خیر کی توفیق لیلی کو
کہ محمل مین وہ باندھے لیکے پردہ چشم مجنون سے

ترا بیمار الفت ہو دوا اون پر اگر راضی
اطبا کیا اتر آئین مسیحا اوج گردون سے

ترنگ آئی اگر مستی مین ہمکو دیکھنا ساقی
لیا جمشید سے پیمانہ خم ہمنے فلاطون سے

نشانِ نام آورونکا یہ مٹایا دورِ گردون نے
سنی آواز کو کو قمری قصرِ فریدون سے

خزانے اہلِ دولت جو زمین مین دفن کرتے ہین
مرے نزدیک وہ کچھ کم نہین خستہ قارون سے

بہارِ عیش سے کیونکر نہو دل باغ باغ اپنا
دماغ جان معطر ہی شمیم ردے گلگون سے

ابھی دن تھا ابھی عالم شبِ تاریک کا دیکھا
اندھیرا چھا گیا آنکھون مین یا زلفِ شبگون سے

مبارک لیلی و شیرین کا جلوہ اور لوگونکو
ہمین فرصت کہان ہی ماتمِ فرہاد و مجنون سے

کہن سالی مین کیا ہمکو ترقی ہوگئی حاصل
ہوئی دلکو محبت اُسکے حسنِ روز افزون سے

بحمد اللہ سگِ جانان نے آکر استخوان رکھا
ہوا مرنے پہ اپنا سامنا بختِ ہمایون سے

یہ وہ ہی ذکر جو پریونکو بھی دیوانہ کرتا ہی
تری آنکھونکا افسانہ کہین بڑھکر ہی افسون سے

ملا کے اُس سہی قد سے کسی دن ہو یہ سیدھا
کہان امید ہی ہمکو یہ اپنے بختِ واژون سے

زہے رفعت طبیعت کی بلندی اسکو کہتے ہین
بڑھایا اس زمین کا مرتبہ صفدر نے گردون سے

کس شمع رو سے لو ہی برابر لگی ہوئی
اک آگ سی ہی سینے کے اندر لگی ہوئی

کوچے مین تیرے لاش ہی یہ کس غریب کی
قاتل جو بھیڑ ہی ترے در پر لگی ہوئی

قاتل اُسی سے کر دی گردن سے سر جدا
ہی سان پر جو تیغ دو پیکر لگی ہوئی

اک وار مین گلے کی رگین سب کی کٹین
ای تیغ رکھو نہ بال برابر لگی ہوئی

احسان ترا کہ آبِ دمِ تیغ سے بجھی
شدت سے تھی جو پیاس ستمگر لگی ہوئی

دنیا مین ظلم کرکے وہ ہوتے تو مطمئن
لیکن ہی قید پرسشِ محشر لگی ہوئی

ساقی بغیر توڑ سکین مست کیا مجال
سے مہر تو تلونکے جو منھ پر لگی ہوئی

اپنے مریض ہجر کی تم کو ہی کچھ خبر
ہچکی ہی چار دن سے برابر لگی ہوئی

عالم مین کسکے دل مین نہین ہی ترے جگہ
یہ وہ سرنگ ہی جو ہی گھر گھر لگی ہوئی

مژدہ یہ کسکا گاڑ کے آئے ہو غیر ہی
گیسو کھلے ہین خاک ہین منھ پر لگی ہوئی

جیسے کڑی سنائی ہی اُس بت نے بے سبب
کیا کہیے کیسی چوٹ ہی دل پر لگی ہوئی

آگے تے ہین اب آتے ہین وہ گرم ہی خبر
کیونکر رہے نہ آنکھ سوے در لگی ہوئی

قاصد کو کیا روانہ مین برسات مین کرون
مینھ کی جھڑی تو رہتی ہی دن بھر لگی ہوئی

جو دل ہی جل رہا ہی تمھارے فراق مین
اک آگ دیکھتا ہون گھر گھر لگی ہوئی

مین جان ابھی نثار کرون تیری تیغ پر
رہ جاے یہ گلے سے جو دم بھر لگی ہوئی

مین کون ہون کہان ہون یہ مطلق خبر نہین
اک ٹکٹکی ہی جانب دلبر لگی ہوئی

بیٹھے ہین پاس آنکھ ہی ہر وقت سوے در
شاید سواری آنکی ہی باہر لگی ہوئی

دشوار ہجر یار مین تھی اپنی زندگی
لیکن امید وصل ہی صفدر لگی ہوئی

کہین وہ ذرون سے آشکارا کہین ستارونسے وہ عیان ہی
وہی تو ہی ایک نور مطلق کہ جسکا جلوہ کہان کہان ہی
اُسی کے چہرے کے نور سے ہین سہا و خورشید و ماہ روشن
اُسی کے ابرو کا ہی یہ پرتو جو اوج گردون پہ کہکشان ہی

شمیم نسرین مین رنگ لالے مین تاب سنبل مین آب گل مین
اسی کے نیرنگ حسن ہین یہ عجب تماشا یہ بوستان ہی
عجیب نرگس عجیب سوسن عجیب سبزہ عجیب لالہ
چمن جو پھولا ہوا ہی ایسا چمن کا کوئی تو باغبان ہی
چلی ہی یہ تیغ ناز کسکی کہ صحن گلشن ہوا ہی مقتل
لباس لالے کا ہی جو گلگون تو خونچکان رخت ارغوان ہی
عبث نہ کر بحث ہمسے بلبل کہ غل ہی بر عکس مرضی گل
ترا ہی جس باغ مین نشیمن وہین ہمارا بھی آشیان ہی
غرور ناحق ہی باغبان کا کہو کہ دے سیر کی اجازت
گلون مین رنگ ثبات کب ہی بہار ہی آج کل خزان ہی
سوے عدم سب ہین جانے والے قرار دم بھر نہین کسی کو
یہ وہ مکان ہی کہ اس مکان مین جو میزبان ہی وہ میہمان ہی
مکان بنائے تو اس سے حاصل کیا جو زر جمع محض باطل
یہ جتنی کوشش ہی سب عبث ہی یہ جتنی محنت ہی رائگان ہی
سرا یہ دنیا ہی ہم مسافر جو آج آئے ہین جائینگے کل
جو دیکھو بس ایک شب کا وقفہ اس آنے جانیکے درمیان ہی
تلف ہوا نقد جان جو دم مین تو مال و دولت سے کیا ہی حاصل

ہما کا سایہ تھا جسکے سر پر وہ گھل کے اک مشت استخوان ہی

اُٹھا ہی یارب جنازہ کسکا کہ ایک عالم ہی پیچھے پیچھے

روان جو ہین کبھی ہون ساتھ نالان جرس یہ ہمراہ کاروان ہی

نگاہ رحمت تھی جسکی سب پر وہ بند آنکھین کیے ہوے ہی

جو سب کی کرتا تھا دستگیری وہ پاے اغیار سے روان ہی

قدم بڑھایا ہی ساتھیون نے یہان ہی زنجیر پا نقاہت

ٹھہر ٹھہر کر ذرا چلین سب کہ ایک واماندہ ناتوان ہی

پھرے ہین اہل جہان جو مجھ سے تو اسکی پروا ہی کسکو صفدر

بتون سے مطلب نہین ہی مجکو خدا مرا مجھپہ مہربان ہی

خط نکلنے پر نہ عاشق کوے جانان مین رہے
جبتلک تھی فصل گل بلبل گلستان مین رہے

ناتوان و زار ہو کر کوے جانان مین رہے
مور کے مانند ہم ملک سلیمان مین رہے

ایک عالم کشتۂ تیغ ادائے یار تھا
روز ہنگامے نئے شہر خموشان مین رہے

دیکھ اے دست جنون تا چند یہ چالاکیان
تار دامن مین نہ اب میرے گریبان مین رہے

آس لب جان بخش کا بوسہ نہ پایا ایک بھی
مثل اسکندر تلاش آب حیوان مین رہے

شوق لعل لب کہان لے گیا ہمکو کہان
مدتون آوارہ ہم شہر بدخشان مین رہے

یا خدا قسمت سے ہو اسدل صد چاک کی
شانہ بنکر یار کی زلف پریشان مین رہے

تمنے آنکھین بند کرلین گر حیا سے وصل مین
کہدو شوخی جاکے اب چشم غزالان مین رہے

محفل جاناں میں پہونچا دل کا حافظ ہے خدا
بے جلے کسطرح پروانہ چراغان میں رہے

اے جنوں تکلیف سے گذری ہے اپنی کوئی رات
چین سے ہم سایۂ نخل مغیلان میں رہے

اُنکی محفل سے نکلکر کیوں نہ آئی اپنی موت
زندگی بلبل کی ہے جبتک گلستان میں رہے

دل الٰہی ہو نہ اُس زلف مسلسل سے جدا
چاہیے مہرہ دہان مار پیچاں میں رہے

پستی تقدیر سے گھبرا نہ اے دل اسقدر
حضرت یوسف مقید چاہ زندان میں رہے

عمر بھر اُس سے کبھی فرقت کبھی وصلت ہوئی
ہم کبھی دوزخ کبھی گلزار رضوان میں رہے

حال مذہب آپکا صفدر نہ کچھ ظاہر ہوا
ایک مدت صحبت گبر و مسلمان میں رہے

اوقات عیش و غم میں یونہیں بسر کرینگے
کاٹینگے رات روکر ہنسکر سحر کرینگے

یہ انتظار تیرا رشک قمر کرینگے
راتوں کو جاگ کر ہم برسوں سحر کرینگے

دنیا کی چار حد میں قبلہ نما کی صورت
ہوگا جدھر وہ ابرو ہم رخ اُدھر کرینگے

مہمان سرا ہے دنیا ہم لوگ ہیں مسافر
دو چار روز رہ کر آخر سفر کرینگے

فرقت میں زندگانی ہے سخت ہمکو مشکل
سردی کی اس مہم کو اک روز سر کرینگے

کیونکر چھپائیں عصیاں ہمراہ دو ملک ہیں
جاسوس ہیں یہ اُسکے اُسکو خبر کرینگے

کاہیکو یہ رہیگی مجھ سے کجی فلک کی
جسدن وہ میری جانب سیدھی نظر کرینگے

آنکھوں کا نور آنسو کھوئینگے رفتہ رفتہ
یہ طفل ناخلف ہیں برباد گھر کرینگے

آنکھوں کی گردشیں وہ سب کو دکھا رہے ہیں
روشن ہوا ادھر کی دنیا اُدھر کرینگے

یہ شام کو ہی غائب وہ صبح کو ہی غائب
لکھا ہی حال خط مین کچھ داغہاے دل کا
اسکی کمر کے مضمون ہمنے رقم کیے ہین
بے آگ ہو نگی روشن سب تت شام شمعین
مکتوب کیا لکھینگے اُس بحرحسن کو ہم
کرتے ہوے عبادت کعبے مین عمر گذری

اُس رخ سے سامنا کیا شمس و قمر کرینگے
طاؤس بوستانکو ہم نامہ بر کرینگے
لیجاکے خط کبوتر کیا کیا کمر کرینگے
جس بزم مین بیان سوزِ جگر کرینگے
روکر جو دیدۂ تر کاغذ کو تر کرینگے
اب بتکدے مین چلکر چندے بسر کرینگے

در پے جو اہل شر ہین پروا نہین ہی ہمکو
صفدر مدد ہماری خیر البشر کرینگے

تمہین آگاہ آنکھین وہ کہان ہی
خیال خام نیرنگ جہان ہی
گل و بلبل کا افسانہ کہان ہی
تنا ہے خنجر قاتل ہو کیونکر
چمن مین طائر رنگ چمن ہین
بچینگے گو رہین کیا ظلم سے ہم
موحد کو ہی یکسان دیر و مسجد
شراکت مین ہین وہ ایسے یگانہ
نہ کیونکر ذبح ہون صبح شب وصل

نظر مین ہی نظر سے پر نہان ہی
زمین فرضی ہی وہمی آسمان ہی
ہماری اور تمھاری داستان ہی
دہان زخم بسمل بیزبان ہی
کہ ہر غنچہ ہمارا آشیان ہی
یہی زیر زمین بھی آسمان ہی
صدا ناقوس کی بانگ اذان ہی
کہ آنپر ناز کی اپنی گران ہی
چھری مجکو مؤذن کی اذان ہی

یہ رنگ بے ثباتی ہے جہان مین
کہ ہر گلزار پامال خزان ہے

چلے جاتے ہین لیکن سب ہین خاموش
عدم والونکا بھی کیا کاروان ہے

گل اُسمین داغ ہین نالے ہین بلبل
ہمارا جس چمن مین آشیان ہے

کردن سجدے نہ کیونکر جھک کے صفدر
مرا کعبہ وہ سنگ آستان ہے

محل عبرت کا اے غافل تماشا گاہ ہستی ہے
دہن سے ٹکڑے ہوتا ہے کلی جسوقت ہنستی ہے

وہ رند بادہ کش تھا مین کہ میری خاک پر ساقی
گھٹا مستانہ آتی ہے مے گلگون برستی ہے

نہین بعد فنا بھی حسرت دیدار سے راحت
لحد مین لاش میری روح جنت مین ترستی ہے

چٹکتی ہین جو کلیان جانتے ہین تیرے دیوانے
کہ اس پردے مین ہنسکر فصل گل آوازے کستی ہے

جو شیشہ ہو تو پہچانے جو ساغر ہو تو کچھ جانے
خبر کیا محتسب تجکو مجھے کس مے کی مستی ہے

جو ارباب تواضع ہین صفا شرط ہے اُنکو
خمیر اچھا نہین ہوتا تو کب تلوار کستی ہے

دل صد چاک کا یہ رنگ ہے آغاز الفت مین
کہ جیسے صبحدم کوئی کلی گلشن مین ہنستی ہے

کہان انسان کہان عرش برین کی سیر ہے ساقی
کرم تیرا ہے رندونپر یہ ساری اُنکی مستی ہے

پر اپنی خوابگاہ یار مین پریان بچھاتی ہین
پلنگ اُسکا جنان سے حور آکر ذر کستی ہے

نہ برہم ہو اگر گری لی کے بوسے لیا ہمنے
کہ عالم نوجوانی کا ہے ساقی جوش مستی ہے

عدم کو چل تو آنکھین بند کر لے کچھ نہین کھٹکا
بہت ہموار رستا ہے بلندی ہے نہ پستی ہے

متاع حسن کی قیمت ہے دل لُٹا دون یا نہ
خرد کہتی ہے مہنگی عشق کہتا ہے کہ سستی ہے

شراب تندیلی ہر یہین لے اُسکا ہر اثر باقی — ہر اک تبخالہ ہونٹھون پر کف سرجوش ہستی ہی
شب وعدہ سہی اے دل مگر وہ بت نہ آئیگا — مرے گھر کے چراغون پر اُداسی سی برستی ہی

تصور سے نجا باہر دل صفدر نہ کر ویران
ارے او بیوفا ظالم یہ ارمانونکی بستی ہی

کب کیے ہمنے نظارے گلشن ایجاد کے — پر نہ نکلے تھے کہ آئے دام مین صیاد کے
سیکھے ہین افلاک نے رنگ اُس ستم ایجاد کے — ہین یہ نوسفاک شاگرد ایک ہی استاد کے
دھیان آیا ہمکو اُسکی چشم و مژگان دیکھکر — صف گنہگارونکی ہی یہ سامنے جلاد کے
ساتھ اُسکے چیخ اُٹھے قافلے کا قافلہ — ڈھنگ سکھلادو جرس کو ہین اگر فریاد کے
کھنچتی ہی تصویر لکھتا ہی حسینون کے صف جو د — رنگ اڑتا ہین قلم نے خامۂ بہزاد کے
روئے گل کب ہمنے دیکھا کب چمن کی سیر کی — پر نکلتے ہی تو آئے دام مین صیاد کے
عشق وہ یار ہین ایسے ہوئے ہم ناتوان — دب گئے بیٹھے جو دم بھر سایے مین شمشاد کے
جو تماشا دیکھنے آئے تھے تیرے قتل کا — یہ ترس کھایا کہ دامنگیر ہین جلاد کے
ہمنے عبرت سے کہا ایوان کسریٰ دیکھکر — رہنے والے کیا ہوا اس خانۂ برباد کے
کیا محبت تھی اسیری سے کہ چھٹکر دام سے — مر گئے طائر پھڑک کر سامنے صیاد کے
روح کو وقت شہادت کیا مزہ حاصل ہوا — گرد پھرتی ہی جو تیغ و بازوے جلاد کے
ہون وہ نالان میرے نالون سے بنے گا خلد نا — اہل محشر ہونگے فریادی مری فریاد کے
قد جانان کی نہ الفت جائیگی مرنیکے بعد — قبر بھی اپنی بنیگی سایے مین شمشاد کے

آمد انکی ہی ہمارے گھر مگر آتے نہین
کوہ پر فرہاد بیجان دشت مین مجنون خراب
سر جدا مجھ سخت جانکے تن سے دم بھر مین کیا
اُسکے دیوانے کی ہلکی کیون بنائین تربتین
دام سے چھوٹا ابھی تو جاتا ہون سوے چمن
عالم وحشت مین جا نکلون اگر مین سوے کوہ
کیون دل پر داغ سے خوش ہے وہ بالا بلند
مطمئن ہون کس طرح مین آج اگر تو کل نہین

غلغلے مدت سے سنتے ہین مبارکباد کے
کارخانے ہین یہ عشق خانمان برباد کے
آج جو سر سب نے دیکھے خنجر جلاد کے
اس خطا پر ہاتھ کٹوائے گئے حداد کے
پانؤن مین میرے ہین پھندے الفت صیاد کے
گر پڑے تیشہ یہ کانپین ہاتھ ابھی فرہاد کے
بیشتر طاؤس دیکھے سایے مین شمشاد کے
جستجو رہتی ہے واسطے اس خراب آباد کے

مشکلین آسان ہون سب یا علی مرتضیٰ
آسرے صفدر کو ہین بس آپکی امداد کے

سین پر دا کشیدہ ہے اگر شمشیر گردن سے
نہ بتخانہ کا بندہ رہنے والا ہون نہ کعبے کا
بحمد للہ نفس صیاد نے پھولون سے چھپایا ہے
ہوا مین جان بلب ہون لب عیسیٰ رہے سکے یاد آئے تم
جہان جاؤگے تم ہوگا وہین عشاق کا مجمع
شب وصلت جھکین نہ انکی شرمگین آنکھین
چلون شل صبا ان باغین کو وفا کب ہے

مرے قاتل نے مجکو مار ڈالا ترچھی چتون سے
شناسائی ہے جیسی شیخ سے ویسی برہمن سے
مبارکباد کو آیا بلبلین آئینگی گلشن سے
یہ گل پھولا نیا نظارہ گلہا سوسن سے
نہین ممکن کہ پروانے جدا ہو شمع روشن سے
چھپایا تیلیون نے منہ صف مژگان کی چلمن سے
گریبان سے نہ گل لپٹے نہ کانٹے میرے دامن سے

اسیران قفس کو چین اے صیاد کیا آئے
صدا مین ہم صفیرون کی چلی آتی ہے گلشن سے
تو آنے دے جو ہمکو باغبان نے نہین دیتا
تماشا باغ کا کرلین گے دیوارون کے روزن سے
کدورت کب کسی سے رکھتے ہین دل صاف ہین جنکے
نگاہ چشم آئینہ ہے یکسان دوست دشمن سے
دیا خط یار کا لاکر جو مجکو میرے قاصد نے
مین سمجھا بوے گل باد صبا لائی ہے گلشن سے
چمن مین اُسکی مسی مالیدہ لب کی ہین ثنا کرتا
دہن ملتا ہے غنچے سے زبان ملتی ہے سوسن سے

صدا آجا جہان سے حشر مین کیا لیگیا صفدر
صدا نالہ وزاری چلی آتی ہین مدفن سے

داغ ہاتھ آئے عشق خوبان سے
پھول چین لائے ہم گلستان سے
مین کہان جاؤن کے جانان سے
عشق بلبل کو ہے گلستان سے
وحشیو چلتے ہو جو جانب دشت
باندھ جو دامن ہمارے دامن سے
مین تو زخمی ہون تیر مژگان کا
زخم دھلواؤن آب پیکان سے
کام کیا آئے دیدہ گریان
جل گیا جسم سوز ہجران سے
باغبان مجھ سے تو خفا ہے عبث
لیگیا کیا ترے گلستان سے
زلف جانان کے دیکھنے والے
کیا ڈرین طول شام ہجران سے
تیر سے دل جدا نہین ہوتا
کتنی الفت ہے تیرے پیکان سے
ہوا اگر تم کو سیر مد نظر
داغ دل کم نہین گلستان سے
خاک ہونے پہ بھی بسان غبار
جا لپٹتا ہون اُسکے دامان سے

لاش احباب سے نہین اٹھتی ۔ یہ گران ہو ٹین بار عصیان سے

بد دام زور نجبہ وحشت ۔ تنگ آئے ہین ہم گریبان سے

واہ آن تپلیون کا کیا کہنا ۔ حورین آئی ہین باغ رضوان سے

لب جانان کو دیکھتے ہی خضر ۔ ہاتھ دھو بیٹھے آب حیوان سے

قرۃ العین ابر جاکے ہوئے ۔ اشک نکلے جو چشم گریان سے

ہائے صفدر کی ناتوانی ہائے ۔ کچھ نہ بس چل سکا گریبان سے

زندگی دور ذرہ کب قابل اعتبار ہے ۔ پیرہن اپنی عمر کا جامۂ مستعار ہے

پھول سے رنگ یار پر طرۂ تابدار ہے ۔ سنبل تر کی باغ مین واہ عجب بہار ہے

سیر چمن کو جائین کیا روز فراق یار ہے ۔ شاخ نہال گل ہمین خنجر آبدار ہے

ظاہر و باطن اے جنون حال سب آشکار ہے ۔ سینہ بھی چاک چاک ہے جیب بھی تار تار ہے

حاجت رشتنی نہین لالہ رخون کا کشتہ ہون ۔ گل جو اگا ہے خاک پر شمع سر مزار ہے

شب کو جو خشک گل ہوئے اسنے سحر دیے مجھے ۔ اسکے گلے کا ہار اب میرے گلے کا ہار ہے

دلکو تو مجھ سے لیلیا پر رہو دیکھتے ذرا ۔ تم اسے جانتے ہو کیا فتنۂ روزگار ہے

کوئے بتان مین بہشت دین باغین کو بسا رہین ۔ تجکو کہین قرار بھی اے دل بیقرار ہے

بد مزگی یہ تا کجا پی لو شراب پھر ذرا ۔ آنکھین ہین پھر چڑھی ہوئی نشے کا پھر اتار ہے

فرقت یار مین ہوا میکدہ وادی جنون ۔ آبلہ شیشۂ شراب موج شراب خار ہے

آئی تو بہر مین قضا دور ہی پر رہ ندا ۔ آنکھون مین دم اٹک گیا یار کا انتظار ہے

ارض سے تا سما نہین عشق کا دل جلے کہان
لالہ بھی داغدار ہی ماہ بھی داغدار ہی

بھیجا تھا ہمنے نامہ بر اُسکا کہین پتا نہین
دیکھو تو کوے یار مین تازہ کوئی مزار ہی

جلوۂ یار ہی عیان آئنہ خانہ ہی جہان
ہو یہ نظر جدھر مُڑے دان شکل وہی دوچار ہی

مرگ کے بعد بھی وہی چاہ ذقن کا ہی خیال
مین ہون لحد مین اور مرا دیدۂ اشکبار ہی

وحشی زلف فتنہ زا دشت سے شاید آ گیا
شہر مین لوٹ مار ہی چار طرف پکار ہی

لطف جو عشق نے کیا دلکو مرکے مٹا دیا
آب و شکر کی چاہ ہی تیغ و گلو کا پیار ہی

نامہ لکھا ہی یار نے دل سے مگر نہین ہی صاف
ہی یہ دلیل نامہ بر خط مین خط غبار ہی

اب تو رہا کرو ہمین دام کشو قفس سے تم
پھول کھلے ہین باغ مین جوش پہ کیا بہار ہی

صفدر خستہ حال کا ظاہر و باطن ایک ہی
سینہ بھی چاک چاک ہی جیب بھی تار تار ہی

کبھی ہاتھون مین منھدی ہی کبھی زلفون مین شانا ہی
یہ سب انکے بہانے ہین نہ آنا ہی نہ جانا ہی

معطل ہو کے بیٹھے ہین کہین آنا نہ جانا ہی
اُسی کے آستان پہ ہم غریبون کا ٹھکانا ہی

پھنسایا کس قفس مین ہمکو لا کر دور گردون نے
تغافل پیشہ ہی صیاد پانی ہی نہ دانا ہی

خدا کا خوف کر پیاسون پہ کیا احسان رکھتا ہی
ثواب ای ترک کب تلوار کا پانی پلانا ہی

قفس صیاد لایا بوستان مین کھل گیا مجھپر
دکھا کر آتش گل اور میرا دل جلانا ہی

خدا کے واسطے ای ضعف اتنا تو نہ کر لاغر
ابھی تو ناز اسکے مدتون مجکو اٹھانا ہی

وہ رخ پر ملکے غازہ دیکھتے ہین آج آئینہ
ہوا روشن کہ انکو آگ پانی مین لگانا ہی

نصیحت کے لیے آیا ہی کیا اِس قحط مین ناصح
مگر بھوکا ہوا ہی مغز میرا اُسکو کھانا ہی

عجب صحرا مین جاکر ربط حسن و عشق کا دیکھا
غبار قیس لیلی کی لحد پر شامیانا ہی

توکل پیشگی مین خواہش اسباب ہو کسکو
دل خرسند سے بہتر کہان کوئی خزانا ہی

نہ سنئیے ماجرا قیس سنئیے درد دل میرا
نئی یہ داستان ہی اور وہ قصہ پرانا ہی

کہا جب حال دل مین نے جلیسون سے وہ یہ بولے
کہ دیوانہ سا ہی کیا اِسکی باتون کا ٹھکانا ہی

سحر جو کان تک پہونچا ہی میرے نالۂ بلبل
سمندِ شوق کو میرے وہی تو تازیانا ہی

عزیز احباب سب گور تک جاکر پھر آئینگے
مرے تابوت کے ہمراہ کیون سارا زمانا ہی

وفور سیل تجلی مار رہزن دزد غارتگر
یہ ساری ہی آفتین ہین جسطرف قاصد روانا ہی

کدھر جاؤن کہان ڈھونڈھون وفا ملتی نہین صفدر
جفا کا عہد ہی یہ ظلم و بدعت کا زمانا ہی

آمد ہمارے گھر مین کسی مہ لقا کی ہی
یہ شان کردگار یہ قدرت خدا کی ہی

ہر شعر مین ثنا کسی زلف رسا کی ہی
کیونکر نہو کہ اپنی طبیعت بلا کی ہی

کچھ شکر کی جگہ نہ شکایت کا ہی مقام
عادت مجھے وفا کی انھین خو جفا کی ہی

دیکھا ہی ماہ چار دہم کو سپہر پر
تصویر صاف صاف کسی مہ لقا کی ہی

رستے مین مل رہیگا کسی دن سمجھے وہ کر
ثابت نہین کہ کونسی ساعت قضا کی ہی

کشور مین ان حسینون کے کوئی رہے تو کیا
کوفہ ہی راہ و رسم یہان کب وفا کی ہی

ہوتا ہی روز کوچے مین تیرے جو قتل عام
معلوم ہو گیا یہ زمین کربلا کی ہی

تیرے مکان مین میکدہ یا خانقاہ ہو / جو راہ رند کی ہو وہی پارسا کی ہو

ہر روز ہین جو حسن کو تیرے ترقیان / تاثیر ماہ وش یہ ہماری دعا کی ہو

انجام کیا ہو مہر و محبت کا دیکھیے / تکلیف ابتدا مین ہمین انتہا کی ہو

کیا ہاتھ لال لال ہین کیا کالی کالی آنکھ / سرمے کی احتیاج نہ انکو حنا کی ہو

نادان ہو جو تمیز کرے خوب و زشت مین / اچھے برے ہین ایک یہ خلقت خدا کی ہو

آنکھونمین دیکے سرمہ دنبالہ دار وہ / کہتے ہین ناتوانون کو حاجت عصا کی ہو

اس گلبدن کی کیا لیے آتی ہو بوے تن / آمد کچھ آج ادہر ہو باد صبا کی ہو

شاید کہ قافلے سے وہ یوسف ہوا ہو گم / آواز دلخراش نہایت درا کی ہو

جو دیکھتا ہو تیری تجلی کو اے صنم / بیساختہ یہ کہتا ہو قدرت خدا کی ہو

ثابت ہوا کہ چشمۂ حیوان ہو وہ دہن / لذت ہر ایک بات مین آب بقا کی ہو

شافع ہین مجرمون کے جو محشر مین مصطفے / صفدر کو فکر کچھ نہین روز جزا کی ہو

دل خانقہ مین صحبت زاہد سے تنگ ہو / پیر مغان سے جاکے ملین یہ ترنگ ہو

آغوش مین مرے وہ بت خانہ جنگ ہو / برچھی نگاہ جسکی ہو مژگان خدنگ ہو

کسکے خیال رخ مین یہ کھایا ہو دلپہ داغ / خوشبو ہو اسمین پھول کی لالہ کا رنگ ہو

نازک دلون کو سخت دلون سے ہو ربط کیا / شیشے کے حق مین تو ملاقات سنگ ہو

کوچے مین تم جگہ مجھے دیتے نہین تو خیر / ملک خدا ہو تنگ نہ یان پاؤن لنگ ہو

فرقت مین کاٹے کھاتا ہی میرا مکان مجھے — یارب دہان مار کہ کام نہنگ ہی

مریخ کیا ملائیگا غمزے سے تیرے آنکھ — اسکا خطاب رستم شمشیر جنگ ہی

یارب کہان پھنسے ہین کہ ہی آب و دانہ بند — کنج قفس سے بھی دل صیاد تنگ ہی

کھینچی ہی مین نے جیسی تصویر شکل یار — تصویر چین نہ ایسی شبیہ فرنگ ہی

شامل ہوا اگر کسی عاشق کا خون دل — کیا شوخ اسکے ہاتھونکی منہدی کا رنگ ہی

بیٹھے ہین ہمتو شام سے آمادۂ سفر — ہو صبح طبل کوچ بجے یہ درنگ ہی

گل نے برنگ غنچہ سمیٹا ہی پیرہن — اس درجہ میرے پنجۂ وحشت سے تنگ ہی

خط سے یہ نہین یہ رخ صاف پر ترے — شہر حلب مین داخلۂ فوج زنگ ہی

دل دیکے ہین حسینون سے کرتا نہین طلب — اسدرجہ مانگنے سے مجھے عار و ننگ ہی

گلزار ہجر یار مین صحرا سے کم نہین — شمشیر شاخ گل ہی تو غنچہ تفنگ ہی

غیرون کا ہی جو دخل تو ہمسے نبیگی کیا — بگڑا ہوا کچھ آپ کی صحبت کا رنگ ہی

صفدر دعا بھی کرتے ہوے شرم آتی ہی
قانع ہون مانگنا مرے نزدیک ننگ ہی

دل ہمارا مست عشق نرگس مستانہ ہی — کیا غرض ساقی سے ہی کیا حاجت پیمانہ ہی

خاک ہو جلکر کوئی وان ناز معشوقانہ ہی — شمع کو کب اعتنائے سوزش پروانہ ہی

ہم رہینگے امتحان عشق مین ثابت قدم — ہار جانا جی کا ننگ ہمت مردانہ ہی

لیجلون اپنے دل صدچاک کو مین پیش یار — موے زلف آ الجھے ہین انکو احتیاج شانہ ہی

بزمگاہ حسن مین دل بھی ہمارا ہی رقیب
آشنا مدت کا تھا جو آج وہ بیگانہ ہی

قمریان عاشق ہین تیری سرو بندہ ہی ترا
بلبلین قربان ہین تجھپر گل ترا دیوانہ ہی

آمد آمد آج ہی کس شاہد مینوش کی
صورت آغوش ساقی وا در میخانہ ہی

گوہر دندان و لعل لب کے لکھے ہین جو وصف
جو غزل میری ہی وہ گویا جواہر خانہ ہی

عاشق جانسوز تیرے کیون نہ آئین تیرے پاس
شمع ہی جس بزم مین روشن وہان پروانہ ہی

واہ کس سامان سے ہین وہ بزم مین مسندنشین
خاصدان ہی عطردان ہی آئنہ ہی شانہ ہی

باغ پر احسان کیا آیا جو بہر سیر یار
شاخ کا جھکنا زمین پر سجدۂ شکرانہ ہی

ذکر سنکر عشق کا میرے تمھارے حسن کا
کہتے ہین سب لیلی مجنون کا یہ افسانہ ہی

کیجیے آرام آکر شوق سے دلمین مرے
خوب گھر ہی جاے آسایش یہ خلوتخانہ ہی

جلوہ گر وہ دلمین مشتاق تماشا چشم شوق
شمع محفل مین ہی باہر بزم سے پروانہ ہی

حال جو میرا ہی کیا جانین یہ محبوب حسین
گوش زد ہو تو نکو بلبل کا کہان افسانہ ہی

ہو طرفداری مبارک شمع کی تم کو حسین
ہم ہین عاشق اُس طرف ہین جس طرف پروانہ ہی

جب سے آئے ہین یہان آپ اور طلعت کے قدم
گلشن فردوس سے بہتر مرا کاشانہ ہی

خط مجھے لا کر دیا لیکن بڑے اغماض سے
قاصد محبوب مین بھی ناز معشوقانہ ہی

جان دی کن حسرتون سے تانے صفدر یہان
اور وہان اب تک وہی اک ناز معشوقانہ ہی

یوسف کے رخ مین نور نہ تھا یا ضیا نہ تھی
پر تجھ مین جو ادا ہی وہ اُنمین ادا نہ تھی

پھولونمین تازگی کہ چمن مین فضا نہ تھی
آنا مگر تھا عیب کہ بوے وفا نہ تھی

فصل خدا سے تم ہو حسینونمین انتخاب
یوسف مین حسن تھا مگر ایسی ادا نہ تھی

ساقی نے کی شراب کے دینے مین کیون کمی
بدلی نہ تھی کہ باغ مین ٹھنڈھی ہوا نہ تھی

شیرین کی غفلتون سے گئی کوہکن کی جان
اب کیا کبھی حسینونمین بوے وفا نہ تھی

کوچہ جو نامہ بر کو نہ اس ترک کا ملا
ثابت ہوا یہ ہمکو کہ اسکی قضا نہ تھی

آخر سیاہی شب فرقت نے جان لی
ٹلتی ہمارے سر سے یہ ایسی بلا نہ تھی

تربت پہ فاتحہ کو وہ آئے زہے نصیب
اتنی بھی ہم کو انسے امید وفا نہ تھی

دینا تھا انکو دل تو کہین امتحان کے بعد
صفدر ترا قصور تھا انکی خطا نہ تھی

تھا ظاہری لحاظ کبھی دلمین جا نہ تھی
دیکھا جو خوب انمین مروت ذرا نہ تھی

مدت ہوئی اثر کا ابھی نشان نہین
کیا قابل قبول ہماری دعا نہ تھی

کیا انمین ملگیا کسی عاشق کا خون گرم
ایسی تو تیز آتش رنگ حنا نہ تھی

قید لباس تھی کسے جبتک رہا جنون
سر پر کلاہ تن پہ ہمارے قبا نہ تھی

یا وہ تپاک یا ہین اب ایسی کدورتین
جو ابتدا تھی آپ کی وہ انتہا نہ تھی

چونکا کبھی نہ خواب تغافل سے کوئی بت
شاید شکست شیشۂ دل مین صدا نہ تھی

آنا تھا تمکو آپ ہی ہوتا ہے خط سے کیا
میرے مرض کی تو یہ مناسب دوا نہ تھی

ہوتے ہین قتل اتنے ہزار دن ہی بیگناہ
خونخوار ایسی آپ کی تیغ جفا نہ تھی

کیون توڑ کر اسے مجھے تونے ندی نجات
بھاری تو ای جنون مجھے زنجیر پا نہ تھی

دانا جو تجھے جہان مین صفدر وہی ہے
گردش فلک کو کب صفت آسیا نہ تھی

یہ ولولے جنون کے یہ جوشش غم نہونگے
مٹ جائینگے یہ چرچے جس روز ہم نہونگے

چھوڑین تمھین گوارا ہمسے یہ غم نہونگے
پہلو مین تم نہوگے جس روز ہم نہونگے

جنت مین جاکے کیونکر خوش ہونگے تیرے مجنون
یہ رنج و غم نہونگے درد و الم نہ ہونگے

مرنیکا غم نہین ہی لیکن ہی دھیان اتنا
بہلیگا جی نہ اُنکا جس روز ہم نہونگے

لکھنے کو میرے عصیان آئے ملک تو بولے
اِنکی تو حد نہین ہی ہمسے رقم نہونگے

پامال شوق سے کر دل لیکے ہمسے ظالم
آزردہ تجھ سے تیرے سر کی قسم نہونگے

تقدیر شیخ صاحب یہ مسئلہ تو بتاؤ
اُس بت کا بوسہ لیکر مجرم تو ہم نہونگے

گلزار ابر سبزہ معشوق جام مینا
پھر ساری عمر سامان ایسے بہم نہونگے

اللہ نے بنایا سایہ ہمین تمھارا
تم سے جدا حسینون ہم ایک دم نہونگے

صحبت ہی اِن بتونکی آفاق مین غنیمت
جنت مین یہ نہونگے دوزخ مین ہم نہونگے

آئی تو گھر مین دنیا پر خوب جانتے ہین
ہمکو کبھی مبارک اِسکے قدم نہونگے

دل دیکے اُس صنم کو پچھتا رہے ہین کیسے
سمجھے تھے ہم یہ پہلے ایسے ستم نہونگے

آنے کبھی نہ دیتے اِس غمکدے مین ہم کو
پر چلتے وقت واقف اہل عدم نہونگے

رقت کے جوش سے ہین پر بار آنکھین
اشکونکو میرے گن تو قطرون سے کم نہونگے

تصویر تیغ ابرو ہرگز نہ کھینچ سکیگی
مانی کے ہاتھ دونون جبتک قلم نہونگے

گلگشت کو تو آؤ تسلیم کو تمھارے
ہین کون سرو گلشن سر جھکے خم نہونگے

ہین کشتۂ تغافل راحت ہی ہمکو صفدر
بجتے دو صور محشر بیدار ہم نہونگے

ہوجائین آنکھین بند جو پردا اٹھائیے
طاقت کہان کہ لطف تماشا اٹھائیے

الفت مین لاکھ طرح کی ایذا اٹھائیے
سر اسکے آستان سے نہ اصلا اٹھائیے

بیماری فراق مین مرنا ہی خوب ہی
کیون رنج انتظار مسیحا اٹھائیے

اب چند روز دیر کی بھی سیر کیجیے
کعبے سے دل مین ہی کہ مصلا اٹھائیے

جا بیٹھتا ہون جب مجھے کہتا ہی وہ صنم
بستر مری گلی سے خدارا اٹھائیے

ہمراہ غیر غسل کو جاتے ہین تو وہ جائین
طوفان روسکے کیون لب دریا اٹھائیے

باندھی ہی تیغ اگر تو مبارک ہو آپکو
ہم مجرمون کے قتل کا بیڑا اٹھائیے

گر جائیے جو آپ زمین مین تو خوب ہی
احسان مرکے بھی نہ کسی کا اٹھائیے

مدت سے ہم ہین طالب نظارۂ جمال
رخ سے نقاب زلف چلیپا اٹھائیے

اسنے ہمین دل نازک عطا کیا
کیونکر بتون کے غمزۂ بیجا اٹھائیے

آئی بہار کھلے ہین کیا لال لال پھول
چلکر چمن مین لطف تماشا اٹھائیے

نیچی نظر سے ہی چمن حسن کی بہار
آنکھین نہ مثل نرگس شہلا اٹھائیے

بدنام سارے خلق مین ہولے سے فائدہ
کشتے کا دھوم سے نہ جنازا اٹھائیے

موسیٰ کی طرح طالب دیدار ہم بھی ہین
صاحب نقاب چہرۂ زیبا اُٹھائیے

صفدر بکمال ضعف سے طاقت نہین رہی
کیونکر بتون سے اب دل شیدا اُٹھائیے

ملا ہی وہ حسن تمکو جس کا فروغ ہر شام ہر سحر ہی
خدا کی قدرت ہین دونون عارض جو یہ ہی خورشید وہ قمر ہی

مقام ڈرنے کا ہی اُسی سے خدا سے جو شخص بیخطر ہی
نہین ہی ڈرنے کی اُس سے حاجت ذرا بھی جسکو خدا کا ڈر ہی

اُسی کا کوچہ ہی باغ جنت اُسی کا در سجدہ گاہ عالم
دماغ کیونکر نہ عرش پر ہو کسی آستانے پہ اپنا سر ہی

کسی کا منھ ہی یہ اے ستمگر جو تیغ ابرو کی یون چڑھے منھ
سپر مین کرتا ہون اپنا سینہ یہ دل مرا ہی مرا جگر ہی

عجیب راحت سے سو رہے ہین ملے ہوے کشتگان الفت
کسی کی گردن کسی کا بازو کسی کا زانو کسی کا سر ہی

خدا نے اُسکو کیا ہی یکتا نہین زمانے مین کوئی ثانی
شبیہ کھینچے گا کیا مصور نہ وہ دہن ہی نہ وہ کمر ہی

جو محو سیر چمن ہو دن کو تو صرف ساغر کشی ہو شب کو
گذر رہی ہی کسی پہ کیسی بھلا تمھین اسکی کیا خبر ہی

جو خوبرو زینت جہان تھے وہ سوے ملک عدم سدھارے
ہی دونون عالم کا ایک عالم جو کچھ ادھر تھا وہی ادھر ہی

مریض فرقت نے پائی صحت طبیب آیا کہ موت آئی
رہی نہ تکلیف کوئی باقی نہ درد دل ہی نہ درد سر ہی

نہین بلانے پہ بھی تم آتے کہو تو اسکا مزہ دکھادین
ابھی جو چاہین تو کھینچ لائین ہمارے نالون مین یہ اثر ہی

خدا جو دولت کرے عنایت تو سجدۂ شکر بھی ہی لازم
زمین پر دیکھ لو جھکی ہی جو نخل مین شاخ باردر ہی

روان کیا ہی مگر یہ ڈر ہی کہین نہ رستے مین کوئی لوٹے
نہ وحی بارِی ہی میرا نامہ نہ طائر سدرہ نامہ بر ہی

نظر مین حور جنان ہی صفدر پری کو گھر بیٹھے دیکھتے ہین
تصور اپنا کہان کہان ہی خیال اپنا کدھر کدھر ہی

مرے رونے کی اب کوئی حد نہین ہی	کہ آنکھون پر اُس شوخ کے آستین ہی
سبب کیا جو دل سخت اندوہگین ہی	وہی آسمان ہی وہی یہ زمین ہی
جو مضمون ہی تصویر سے کم نہین ہی	مرا خامۂ فکر نقاش چین ہی
نہین دختِ رز پہ بھی اک حور عین ہی	تو میکدہ بھی بہشت برین ہی
جفاکار ہی دہر مین جو حسین ہی	وفا بھی زمانے مین یارب کہین ہی

غرض بتکدے سے نہ کعبے سے مطلب | ترا آستان ہی ہماری جبین ہی
غم دل ہو باتون سے کیونکر نہ ظاہر | مری طرح آواز میری حزین ہی
کیا پیرہن دست وحشت نے پرزے | گریبان نہ دامن نہ اب آستین ہی
ہی اقرار سے صاف انکار ظاہر | زبان پر ہی ہان ولیکن اُنکے نہین ہی
رگِ گل سے تشبیہ دی اُس کمر کو | مراد ہین بھی طرفہ باریک بین ہی
جدا بزم قاتل سے مجھکو نہ سمجھو | بدن ہی یہان جان میری وہین ہی
کیا ہفت کشور کو تسخیر دل نے | سلیمان کے خاتم کا یہ بھی نگین ہی
بڑھی قدر منصور سولی پہ کھنچکر | کہ سب حق پرستون مین بالانشین ہی
کہے کوئی جاکر یہ اُس بیخبر سے | کہ چل جاؤ آکر دم واپسین ہی
نہین دیتے جنت تو دوزخ کو بھیجو | ہمارا ابھی آخر ٹھکانا کہین ہی
بندھے ہمسے ایسے مضامین مژگان | کہ اب تنکے چنتا ہی جو نکتہ چین ہی

وہ غصے مین آئین تو ہو قتل صفدر
مرے حق مین شمشیر چین جبین ہی

بسمل پڑے ہوے ہین جو بسمل کے سامنے | اک باغ ہی کھلا ہوا قاتل کے سامنے
پھولون کو اے صبا مرا کہنا سلام شوق | پر روکنا زبان کو عنادل کے سامنے
مین تیرے آگے اور حسین کس حساب مین | تارون کا نور کیا مہ کامل کے سامنے
جھگڑے مین میرے تم ہو طرفدار غیر کے | حق کا فروغ خاک ہو باطل کے سامنے

آتشکدہ بھی گرم بہت ہی پر اے صنم
ہی سرد تیری گرمیِ محفل کے سامنے

دنیا و دین کے بیچ میں یوں ہی مرا طریق
ساحل ہو جیسے بحر کا ساحل کے سامنے

لیلیٰ سمجھ یہ نالۂ مجنوں کا ہی دیوان
یا دل بھرا ہوا ہی جو محمل کے سامنے

کعبہ بھی عرش بھی متبرک مقام ہی
ہی کچھ نہیں یہ دونوں ہمارے دل کے سامنے

مرنے کے بعد بھی مجھے تا داغ رشک ہی
غیروں سے آپ جاتے ہیں مل ملکے سامنے

آیا قریب یار تو جاتے رہے حواس
لوٹا گیا یہ قافلہ منزل کے سامنے

اے برق پیشِ چشم نہ ہر دم چمک کے آ
تیری تپش ہی کیا تپشِ دل کے سامنے

مجھکو کریگا قتل ذرا منہ تو دیکھ لے
تیغ آئنہ ہی چہرۂ قاتل کے سامنے

آئی بہار پھر مجھے پیدا ہوا جنون
پھر اندنوں ہیں طوق و سلاسل کے سامنے

ہم بھی قریب در ہیں نہ ہم سے کرو حجاب
بے پردہ آپ آتے ہیں سائل کے سامنے

انجم دکھائیں اپنی چمک لاکھ چرخ پر
ذرے فروغ پائیں نہ اس تل کے سامنے

شاید گدا کے بھیس میں عاشق ہو کوئی
اس واسطے نہ آئے وہ سائل کے سامنے

حوریں کھڑی ہیں ساغر کوثر لیے ہوئے
تلوار کے تلے ترے بسمل کے سامنے

پروانہ اضطراب میں کتنا ہی بیتاب
ہی ہمکنار شمع سے محفل کے سامنے

لازم ہی اسکی مہر بھی ہو ثبت دستخط
محضر لکھو جو خون کا قاتل کے سامنے

صفدر بہارِ گلشن ہستی ہی بے ثبات
دیکھا کیا نہ پھول مٹ گئے کھلکے سامنے

ہستی کا طلسم کوئی دم ہی — آیا جو عدم سے پھر عدم ہی
خط مین مرا حال دل رقم ہی — شق اسلیے سینۂ قلم ہی
ہستی سے عدم نہین بہت دور — رہرو کو یہ راہ دو قدم ہی
محراب حرم کہ ابروی دوست — وہ چشم کہ آہوے حرم ہی
وحشت مین ملی ہی ہمکو دولت — جو داغ ہی جسم پر درم ہی
دریا ہی جہان حباب ہون مین — ہستی ہی مری تو کوئی دم ہی
مستون پہ عیان ہی حال عالم — ہر جام شراب جام جم ہی
کس طرح لکھون مین اسکو نامہ — قرطاس نہین اگر قلم ہی
اس عمر مین کیا تمام ہو حرص — قصہ ہی طویل رات کم ہی
اغیار کے حلق پر تری تیغ — ای ترک یہ میرے حق مین سم ہی
تو حور لقا مری نظر مین — محفل تری روضۂ ارم ہی
ساقی و شراب و جام گلشن — ای ابر کرم دم کرم ہی
منہدی سے ہو وہ ہاتھ تو سرخ — دل خون ہوا تو کسکو غم ہی
مرتا ہی جو اس کمر پہ عالم — شاید کہ یہ جادۂ عدم ہی
کرتا نہین ایک وعدہ سچا — جھوٹے کی زبان پر قسم ہی
ملجاے وہ میرے دلکو یارب — جتنا کہ جہان مین الم ہی
ای جوش جنون ترا ہون ممنون — دنیا کا نہ آخرت کا غم ہی

اتنا ہی دراز ہجر کا دن — جتنی کہ شب وصال کم ہی

دیکھا ہی بتون مین اسکا جلوہ
صفدر مجھے بتکدہ حرم ہی

صدمے شب فرقت مین گذر جاتے ہین کیسے — ہم موت جو مشتاق ہین مرجاتے ہین کیسے
کمسن ہین ابھی کیا وہ ہمین قتل کرینگے — کشتون کا لہو دیکھکے ڈر جاتے ہین کیسے
یارب نہین ہوتی ہین بسر ہجر کی راتین — اور وصل کے دن جلد گذر جاتے ہین کیسے
بیٹھے تھے ذرا پاس کہ پہلو سے اٹھے وہ — پوچھے تو کوئی آتے ہی گھر جاتے ہین کیسے
اقرار کبھی کرتے نہین دینے کا تو کیا ذکر — دل لیکے وہ عاشق کا مکر جاتے ہین کیسے
چڑھتا ہی نظر پر جو کسی کا رخ روشن — خورشید و قمر دل سے اتر جاتے ہین کیسے
مارا ہی کسے تم نے کہ ہنگامہ ہی برپا — یہ لوگ ادھر اور ادھر جاتے ہین کیسے
مژگان کو یہ حسرت ہی دم اشک فشانی — دامن مرے الفت گہر جاتے ہین کیسے
گل دیکھتے ہین ہجر مین جس روز شگفتہ — داغ اپنے کلیجے کے ابھر جاتے ہین کیسے
ہستی کو مٹا دیتے ہین جو عشق دہن مین — نام آور دنین نام وہ کر جاتے ہین کیسے
آبیٹھتے ہین پاس وہ جسوقت سنور کر — بگڑے ہوئے کام اپنے سنور جاتے ہین کیسے

پوچھو دل صفدر یہ ہی کیا صدمۂ جانکاہ
تھامے ہو ہاتھون سے جگر جاتے ہین کیسے

پیار سے ایک نظر دیکھیے جانیوالے — نیم بسمل ہین ترے ناز اٹھانیوالے

سوز دل ہم انھین تنہا ہین ستانیوالے
کہدو ہو جائین ہوا آگ لگانیوالے

خوبرو لاکھون ہین عاشق کے ستانیوالے
انمین دو بھی نہین دل ہاتھ مین لانیوالے

شمع کا حال نہ پنہان ہے نہ پروانے کا
خود بھی جلتے ہین غریبون کے جلانیوالے

سبکی سنتے ہو کسی روز ہماری بھی سنو
ہم بھی کچھ حال دل اپنا ہین سنانیوالے

ڈر ہے کیا تمنے اگر یاد فراموش بدی
دیکھنا ہم کبھی دھوکا نہین کھانیوالے

سامنے انکے کسی کو نہین یارا ے سخن
کیسے چپ بیٹھے ہین باتون کے بنانیوالے

جبتک اس تیغ کی محراب نہو پیش نظر
سر تسلیم نہین ہم تو جھکانیوالے

بیڑیان کٹنے کا میرے کبھی زمانہ آیا
طوق منت کے ہین وہ آج بڑھانیوالے

ہو سکین کس سے بیان وصف ترے ای یم حسن
کہین دریا بھی ہین کوزے مین سمانیوالے

ناصحون نے مجھے کل تنگ کیا تھا کیسا
آج پھر آئے ہین یہ سر کے پھرانیوالے

قتل ہونا ترے ہاتھون سے جو سمجھے لذت
سر کے دینے پہ تلے جان چھڑانیوالے

کوئی خالی نہین دنیا کی مذمت سے کتاب
کچھ تو سمجھے ہوئے تھے اگلے زمانیوالے

باغ مین آج ہے کس رشک چمن کی آمد
پھول ٹہنیون مین ہین چہرہ کو چھپانیوالے

فاتحہ پڑھنے کو آ تربت صفدر پہ کبھی
فتنۂ حشر کو ٹھوکر سے جگانیوالے

وصل مین ایجان آرایش کا سامان چاہیئے
لب پہ مسی چاہیے ماتھے پہ افشان چاہیئے

تخت اسکندر نہ اورنگ سلیمان چاہیئے
بیٹھ رہنے کو زمین کوے جانان چاہیئے

جوش سودا مین خیال روی جانان چاہیے　　رفع وحشت کے لیے سیر گلستان چاہیے

زندگی مین پیرہن ہو بعد مرنیکے کفن　　جو یہان درکار ہی ہمکو وہی وان چاہیے

سادگی رکھتی ہی تیری لاکھ صورت کی بناو　　کیا تجھے زیور مرصع ای مری جان چاہیے

پیرہن اتنا کہان سے لاؤن ای دست جنون　　چاک کرنیکو تجھے ہر دم گریبان چاہیے

بیخبر کبتک رہیگا عاشقان زار سے　　ای مسیحا اپنے بیمارون کا درمان چاہیے

شام کو بے پردہ وہ آئے ہین بر سر بام　　اب خجالت سے نہ نکلے ماہ تابان چاہیے

گیسوے پیچ پیچ کی تعریف کرتا ہون رقم　　ہاتھ مین جاے قلم شاخ غزالان چاہیے

مول لے بازار سے ساقی سئے جام و سبو　　فصل گل آئی ہی میخواری کا سامان چاہیے

خواہش مشاطہ اُنکو ہو تو کچھ بیجا نہین　　باغبان کوئی پئے زیب گلستان چاہیے

مل رہیگا رتبہ مجھ سے ذرہ ناچیز کو　　مہربانی تیری ای مہر درخشان چاہیے

آدمی حیوان کو الفت سے بنا لیتے ہین ہم　　لطف صحبت ہر جگہ حاصل ہو انسان چاہیے

سرفروشی معرکے مین عشق کے آسان نہین　　کوہکن سا کوئی ایسے مین مرد میدان چاہیے

ہندوئے خال اُسکے چہرے پر ہی جبر کا مقام　　حامل مصحف کوئی مرد مسلمان چاہیے

تنگدستی نے حفاظت سے کیا فارغ مجھے　　گھر مین کچھ باقی نہین کیا مجھکو دربان چاہیے

ہو اُنھین پر منحصر صفدر قیامت مین نجات
مومنونکو اعتقاد آل و قرآن چاہیے

ترا وصل ہو خواہش دل یہی ہے　　محبت کا الفت کا حاصل یہی ہے

اُسے دیکھکر مجھ سے کہتا ہی یہ دل
مین بسمل ہون جسکا وہ قاتل یہی ہی

جنازہ مرا جب سر تربت پہونچا
قضا نے کہا پہلی منزل یہی ہی

کوئی غنچہ دیکھا جو گلشن مین مین نے
تو سمجھا کہ شاید مرا دل یہی ہی

سہا جاے کس طرح اندوہ فرقت
اگر عاشقی مین ہی مشکل یہی ہی

ہوے غرق دریاے الفت مین جسدم
صدا دی یہ عبرت نے ساحل یہی ہی

مہ نو جو فرقت مین گردون پہ دیکھا
مین سمجھا کہ شمشیر قاتل یہی ہی

تری تیغ دیکھی تو بولے یہ بسمل
گلے سے لگانے کے قابل یہی ہی

نکلتا ہی دم سنسناتے ہین اعضا
محبت کا انجام ایدل یہی ہی

وہ کہتے ہین منہ دیکھکر آئنے مین
اگر ہی تو میرا مقابل یہی ہی

حسینون مین دیکھا جو اسکو تو سمجھے
ستارے ہین سب ماہ کامل یہی ہی

بگولا جو مجنون نے صحرا مین دیکھا
تو سمجھا کہ لیلی کی محمل یہی ہی

عجب بیخودی دل پہ چھائی ہی صفدر
خدا سے حقیقت مین واصل یہی ہی

جفا پر اُنکے کمر بندھی ہی مگر وفا کا خیال بھی ہی
ہمارے مرنے سے خوش ہوے ہین مگر اُنھین کچھ ملال بھی ہی

شراب پیتے ہین مست زاہد مگر اُنھین انفعال بھی ہی
زبان سے کہتے ہین توبہ توبہ بلند دست سوال بھی ہی

قد ا جو ہی جان ہر قدم پر تو دل مرا پائمال بھی ہر
فقط ہی مجکو انھین مٹانا اکڑ کے چلنے مین چال بھی ہر
جو چھپکے تم کو یہان ہر آنا تو آؤ پازیب کیون اُتارو
تمھاری دہشت سے بڑھکے بولین یہ گھنگرو نکی مجال بھی ہر
خدا کی قدرت ہر حسن صورت ملی ہر تم کو عجیب دولت
ہمارے دلکی ہر کیا حقیقت تمھارے آگے یہ مال بھی ہر
نہ توڑ شیشونکو محتسب یون کہ میکدہ مین ہین جمع میکش
کسی کا دل ٹوٹتا ہر ظالم تجھے کچھ اسکا خیال بھی ہر
وہ زخم کھائے ہین تیغ غم کے کہ دل کا احوال کچھ نہ پوچھو
شہید بھی ہر ذبیح بھی ہر قتیل بھی ہر حلال بھی ہر
نہ حور جنت کی یہ ادائین نہ قاف مین یہ پری کے غمزے
کہین تمھارا جواب بھی ہر کوئی تمھارا مثال بھی ہر
شکار کرنے یہ کون آیا یہ تیر کس کی کمان سے چھوٹا
کہ زخم کھانے کو سب ہین حاضر پلنگ بھی ہر غزال بھی ہر
خبر تجھے یار اسکی کب ہر کہ تیرا مشتاق جان بلب ہر
امید بچنے کی اسکو کب ہر مریض مین کوئی حال بھی ہر
فراق مین تنگ ہر بہت جی مگر ہر اس بات سے تسلی

یہی ہی گردش جو آسمان کی کبھی تو روز وصال بھی ہی

غرور اس حسن پہ ہی بیجا ہی آسمان پر دماغ تیرا
ضرور دل میں رہے یہ کھٹکا کہ اکدن آخر زوال بھی ہی

جو جلوہ رخسار کا دکھایا کلیم کو طور پر غش آیا
کرم سے کہیا قہر کو ملایا جمال بھی ہی جلال بھی ہی

خدا ہی غفار بخش دیگا کچھ اور دل مین سمجھو واعظ
خطا پہ بیکس نہین ہین مجرم انھین تو کچھ انفعال بھی ہی

بہار عارض ہی چند روزہ غرور اتنا نہین ہی اچھا
فلک پہ ہمنے قمر کو دیکھا کمال بھی ہی زوال بھی ہی

نہ پوچھو داغون کا حال ہمسے سیاہ بھی ہو گیا ہی کوئی
گلی کبوتر تو ہین ہزارون مگر کوئی انمین خال بھی ہی

نہین ہی ممکن کہ طائر دل پھنسین نہ آ آکے روز ان مین
وہ خال مشکین اگر ہی دانہ تو زلف پر پیچ جال بھی ہی

ہزار فرقت مین داغ کھاؤن ہزار اندوہ و غم اُٹھاؤن
کلام شکوہ زبان پہ لاؤن مری یہ صفدر مجال بھی ہی

اور کوئی ڈھونڈھے جور و جفا کیواسطے	کیجے آزاد بندے کو خدا کیواسطے
ہر طرح کے لوگ ہین سرکار کے دربار مین	مجھ گدا کو بھی لگا رکھو دعا کیواسطے

پر ہما کے کیوں کترواتا ہے سلطان بہر تاج
استخوان اک روز اسکے ہین ہما کیواسطے

حیف ہے اسکو نہ مطلق آشنائی کا ہو پاس
سب سے بیگانے ہو جس آشنا کیواسطے

زخم سینے کے نہ سی جراح گھبرائیگا دل
رہنے دے باقی کوئی روزن ہوا کیواسطے

گر پڑے رشتے ہین دل اسیر نہین الفت سے
باندھو تو مضبوط اسے مشکل کشا کیواسطے

کب لیے ہین یلین بوسے مصحف رخسار کے
تہمتیں کرتے ہو کیون مجھپر خدا کیواسطے

اے تونگر دیکھ محتاجونکو کچھ ہمراہ لے
چاہیے کچھ خرچ بازار جزا کیواسطے

کیون نہ مانگین اسکے در سے جسکے در پر ہین فقیر
کون جائے پیش سلطان التجا کیواسطے

کسطرح کعبے کو آئین شیخ بتخانے سے ہم
پانون پر گر گر کے دین جب بت خدا کیواسطے

خون دل دیتا ہون آنکھون سے کرو گلرنگ ہاتھ
آدمی کیون باغ مین بھیجو حنا کیواسطے

لیس جب آجائیگی اٹھ جائینگے پہلو وہ
وقت کب کوئی معین ہے قضا کے واسطے

ہے موجود وہی تمکو دوا اسکی نہین
کیون طبیبونکو بلاتے ہو دوا کیواسطے

پھر شفیع درد دنیا مین دوا کا ذکر کیا
درد بھی ڈھونڈھے نہین ملتا دوا کیواسطے

مصطفیٰ کا چاہیے ہر وقت اے صفدر خیال
دل محبت کو زبان پائی ثنا کے واسطے

ترے ہاتھ مین آرسی یار کب ہے
کسی کی یہ چشم تماشا طلب ہے

چلے آؤ چھپکر یہی وقت اب ہے
کہ رستے ہین سنسان تاریک شب ہے

مریض محبت کو آفت کی تپ ہے
کہ شمع سحر کی طرح جان بلب ہے

تری ہر ادا ہی قضا بہر عاشق
تکلم ستم ہی تبسم غضب ہی

کیا بیخودی نے مجھے سب سے فارغ
نہ عیش و طرب ہی نہ رنج و تعب ہی

کھلی قبر مین جا کے جب آنکھ سمجھا
ابھی تک مرے ساتھ فرقت کی شب ہی

جھکون بیوضو کیا مین ابرو کو اُسکے
مسلمان کو کعبہ مقام ادب ہی

خفا مین وہ آتے نہین اس سبب سے
اجل بھی جو آتی نہین کیا سبب ہی

رہے آب چاہِ زنخدان مین کیونکر
کنوان ایک سارا جہان تشنہ لب ہی

اُس آئینہ رخ پہ تل کو تو دیکھو
یہ زنگی بچہ بادشاہِ حلب ہی

خدا نے بنایا ہی تجکو وہ لیلی
کہ مجنون ترے عشق مین سب عرب ہی

جو آتا ہی منھ مین وہ کہتے ہین ہمکو
ادب سے خموشی یہان مہر لب ہی

قمر کسکو کہتے ہین خورشید ہی کیا
ہمین تو تصور ترا روز و شب ہی

یقین ہی جو دیکھے ہو دیوانہ زاہد
بلا کی پری چہرہ بنت عنب ہی

وہ بت طالب وصل ہمسے ہی اُلٹا
یہ فضل خدا ہی یہ تائید رب ہی

ترے ماہ عارض سے کیا اُسکو نسبت
کمال مہ چار دہ ایک شب ہی

مین اُس شاہ کا دل سے بندہ ہون صفدر
جو امی لقب ہی قریشی نسب ہی

سرِ دی کی مہم عشق سر کی
کیا بات مرے دل و جگر کی

اُلٹی جو نقاب اُس قمر کی
آنکھین کھلجائینگی سحر کی

یہ خون ہوا وہ خاک جلکر
یہ دل کی خبر ہے وہ جگر کی

ہم رہگئے یار تک وہ پہونچا
تقدیر تو دیکھو نامہ بر کی

بسمل کے ہو پاس جیسے بسمل
حالت ہے یہ اپنا دل و جگر کی

ہم شر سے پناہ مانگتے ہین
وہ خیر منا رہے ہین شر کی

دو بوسے لیے تو وہ یہ جھیپے
چار آنکھ نہ ہم سے عمر بھر کی

کس در پہ چلے ہین سجدہ کرنے
پاؤن کی خبر نہ ہمکو سر کی

گذری شب وصل ہو گیا حشر
تھا صور کہ توپ تھی سحر کی

پتلی وہ کمر یہان تن زار
شکل ایک سی ہے ادھر اُدھر کی

ہلتے ہوے شاخ گل جو دیکھی
یاد آئی لچک کسی کمر کی

طول شب ہجر ہے قیامت
امید نہین ہین سحر کی

اخبار نویس کچھ نہین ہم
پوچھو نہ خبر ادھر اُدھر کی

زخمی کا ترے دماغ ہے اور
زخمون مین ہون پتیان اگر کی

کیا یہ بھی ہے کشتۂ رخ و زلف
شب رو کے جو شمع نے سحر کی

اُس مہ کے لیے فلک سے لون مول
بیچے اگر آرسی قمر کی

پاؤن سے نکالینگے نہ کانٹے
کھاتے ہین قسم خبون کے سر کی

کر سیر دی رسول اکرم
ہے راہ یہی خدا کے گھر کی

صفدر نہو خشک باغ الفت

جاری رہے نہر چشم تر کی

وہ نفرت سے تیوری چڑھا لے گئے — مگر داغ دل ہم دکھائے گئے
کہین ضعف سے ہم نہ آئے گئے — مگر ناز تیرے اٹھائے گئے
گلے سے ملو اب ہے کس کا لحاظ — جو تھے لوگ اپنے پرائے گئے
مدد اسکو کہتے ہین تقدیر کی — ہم روٹھا کیا وہ منائے گئے
ہوے صاف ہمسے وہ اب شکر ہے — وہ عشوے وہ غمزے کنائے گئے
ہے گو کہ دردونون آنکھون کے بند — مگر دل مین میرے وہ آئے گئے
کھلا جب کوئی گل تو دل کھل گیا — کہ انداز تیرے سے پائے گئے
نیا کام ہمنے کیا عشق مین — کہ آنکھون کو دل سے لڑائے گئے
بہت ہاتھ کانون پہ رکھے مگر — ہم احوال انکو سنائے گئے
نہ آئے کبھی شر سے اغیار باز — انھین کچھ لگائے بجھائے گئے

سنا ہے یہ ہمنے کہ صفدر کے شعر
کہ جلسے مین پریون کے گائے گئے

عاشقون سے تمھین غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی — انکی سوتی ہوئی قسمت کبھی ایسی تو نہ تھی
بولے وہ ناز سے ٹھکرا کے مری میت کو — ارے غافل تجھے غفلت کبھی ایسی تو نہ تھی
غائبانہ نہین کچھ سامنے خاطر سب کچھ — تمکو منھ دیکھے کی الفت کبھی ایسی تو نہ تھی
دل مین عاشق کے یہی آئے تو سینا آیا — جانمن آگے نزاکت کبھی ایسی تو نہ تھی

۱۲۰

اتنے بے آنکے کسی وقت نہین دل کو قرار — پیار کی چاہ کی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی

اپنے سائے سے بھی اب وہ جھجکتا ہے — تیرے دیوانے کو وحشت کبھی ایسی تو نہ تھی

بجلیان کانونمین پہنین تو گرائی بجلی — جانمن تجھ مین شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی

صاف کہتے ہو کہ آؤنگا نہ مٹی دینے — خاکسارون سے کدورت کبھی ایسی تو نہ تھی

برق و سیماب سے بھی بڑھکے تڑپ ہے اتنا — دل بیتاب کی حالت کبھی ایسی تو نہ تھی

نوجوان تم جو ہوے رنگ جوانی چمکا — پیش ازین چاند سی صورت کبھی ایسی تو نہ تھی

اثر عشق ہوا کچھ تو کہ وہ ملنے لگے — پیشتر طرز محبت کبھی ایسی تو نہ تھی

کھل گیا ناز کے بڑھنے کا سبب ہے یہ نیاز — صفدر اُس شوخ کو نفرت کبھی ایسی تو نہ تھی

فغان ہے آہ ہے نالہ ہے بیقراری ہے — شب فراق مین حالت عجب ہماری ہے

نئی طرح کی ہے پیدائش دل نالان — صدا ہے رعد کی بجلی کی بیقراری ہے

جلا کے خاک کیا ہم کو اور مکدر ہو — صفائیون پہ طبیعت بہت تمھاری ہے

کیا ہے وصل کے وعدے نے اور بھی بیچین — ترقیون پہ مرے دلکی بیقراری ہے

جفا کے طرز تمھین یاد ہین وفا کے ہمین — چلو وہ چال تمھاری ہے یہ ہماری ہے

یہ اُنکا ناز سے کہنا کبھی نہ بھولونگا — ملو نہ ہمسے اگر جان تمکو پیاری ہے

وہ سو سناتے ہین آدھی بھی ہم نہین کہتے — نہین کچھ اور یہ الفت کی بات ساری ہے

برنگ طائر بسمل جو مین تڑپتا ہون — جگر پہ تیر محبت کا زخم کاری ہے

کلیم کر چکے غش طور جل چکا ہے جسم
کہ سامنا ہے دہی اور ہماری باری ہے

وہ بت گیا تو گیا کوہ غم گرا تو گرا
ہر ایک حال میں شکر جناب باری ہے

ہم اپنے دل میں تصور سے یار کی تصویر
عمل سے شیشے میں صفدر پری اتاری ہے

لگا دی ہے جھڑی ساون کی اپنی اشکباری نے
دکھا دی ہے چمک بجلی کی دل کی بیقراری نے

شب فرقت میں خواب عیش کھویا آہ و زاری نے
چھپر کھٹ کو کیا گہوارہ دل کی بیقراری نے

ڈبویا ابر کو آب حیا میں اشکباری نے
لٹایا آگ پر بجلی کو دل کی بیقراری نے

چمن میں دھوم ہے گلگشت گلشن کو وہ آئینگے
خبر دی ہے یہ ہمکو قاصد باد بہاری نے

ترے کوچے سے پیچھے قتل قاصد کی خبر آئی
خبر دی مجھکو پہلے میرے دل کی بیقراری نے

نہاں پردے میں تھے یا بے حجاب آئے سر محفل
سکھائی ہے یہ تمکو بیحجابی بادہ خواری نے

برا ہے حال ہر دم تاکجا دلکو سنبھالوں میں
کیا بیمار سے بدتر مجھے بیمار داری نے

چھپایا تو بہت دل میں ترے داغ محبت کو
کیا لیکن یہ پردہ فاش میری اشکباری نے

حسینوں کی نگاہوں میں بھلا کیا آبرو ہوتی
ملایا خاک میں ہمکو ہماری خاکساری نے

تڑپکر جان دی کس آرزو سے پائے قاتل پر
کیا کیا خاتمہ بالخیر میرا بیقراری نے

سنا ہے صحن گلشن میں بہار آئی خزاں گذری
خبر اڑتی سی دی ہے ہمکو یہ باد بہاری نے

عنایت ہو اگر پیر مغاں کی کیا تعجب ہے
کہ پہونچایا ہے ہمکو میکدے تک فضل باری نے

خوشا تقدیر اسنے اشک پونچھے اپنے دامن سے
ہمیں کیا آبرو بخشی ہماری اشکباری نے

خدا کی شان دیکھو وہ صنم بھی رحم پر آیا
کیا پتھر کا دل پانی ہماری آہ وزاری نے

کنارہ کر گئے ساتھی خضر نے راہ تبلائی
فقط منزل پہ پہونچایا ہمین تائید باری نے

نبی ہین لے جو مر دینے پر آنکے بھی تو وہ بولے
کیا ہے ناک مین دم آپکی پرہیزگاری نے

وہ آئے بھی گئے بھی اور نہ کچھ کہنے دیا صفدر
وفور اشکباری نے کمال بیقراری نے

وہ میرے پہلو سے گھر سدھارے ادھر کی دنیا ادھر کی ہے
قیامت آئی ہے یا الٰہی یہ آج کیسے سحر ہوئی ہے

مریض الفت کی روح تن سے روانہ پچھلے پہر ہوئی ہے
تمام آفاق مین ہے شہرہ تمھین بھی اسکی خبر ہوئی ہے

نہین طبیعت مین اب وہ گرمی نہین وہ آنکھو نمین طرز شوخی
ہمین یہ ثابت ہوا مقرر تمھین کسی کی نظر ہوئی ہے

کہان تلک گرم و سرد عالم نہ دے مجھے انتہا ہے فلک غم
سپہر نالون سے جل اٹھا ہے زمین اشکون سے تر ہوئی ہے

قبول کہنا کرو ہمارا نہ جاؤ اسوقت تو خدا را
کہ دن ہین گرمی کے دھوپ پڑتی ہے سو رہو دوپہر ہوئی ہے

کبھی جو در تک مین آنکے پہونچا تو مجکو دربان نے دی یہ تسکین
بلا لینگے وہ ضرور تم کو ذرا تو ٹھہرو خبر ہوئی ہے

کیا ہر جب نامہ چاک ظالم نے دل ہوا ہر یہان بھی ٹکڑے
پھرا ہر قاصد وہان سے پیچھے خبر ہمین پیشتر ہوئی ہر

خدا نے ایسا جمال روشن کیا ہر اُس مہر کو عنایت
اُٹھی ہر چہرے سے اُسکے کاکل تو شام کو بھی سحر ہوئی ہر

نصیب دیکھو کہ ایک دن بھی مزاج اُنکا نہ ہم سے بدلا
اگرچہ سو بار سے زیادہ اِدھر کی دنیا اُدھر ہوئی ہر

نیا یہ پیری مین ہر تکلف کہ لوگ صحبت سے بھاگتے ہین
برہنہ شمشیر بنگئے ہم خمیدہ جب سے کمر ہوئی ہر

تجھے ہر معلوم خاک زاہد کہ عاشقی مین ہر کیسی لذت
یہ پوچھ مجھ سے کہ عمر ساری اِسی مین میری بسر ہوئی ہر

ہزار ہو انقلاب عالم نہین ہر مستون کو کوئی دہشت
بھری ہوئی ہر جو مے سے کشتی یہ تیغ غم کی سپر ہوئی ہر

سپید مو ہو گئے ہین جب سے یہ سن رہے ہین صدائے ہاتف
رہیگی غفلت کی نیند تا چند آنکھین کھولو سحر ہوئی ہر

نقاب چہرے سے اُسکے اُٹھی مگر ہین محروم دید اب بھی
نصیب دیکھو ذرا کہ پردہ ہماری گرد نظر ہوئی ہر

ہوئی جو آخر شب جوانی تو کیا رہا لطف شعر خوانی

زبان ہر بند اپنی صفدر خموش شمع سحر ہوئی ہے

ہوائے گیسو و رخسار یار باقی ہے — اگرچہ گردش لیل و نہار باقی ہے

تہ زمین دل مجنون مین خار باقی ہے — کہ عشق لیلی محمل سوار باقی ہے

فقط ہماری ہی صورت بدل گئی ورنہ — وہی زمانہ وہی روزگار باقی ہے

عدم کے چلنے کے سامان ہو چکے ہین سب — یہ دیر ہے کہ ترا انتظار باقی ہے

نہ بند کر ابھی دور شراب اے ساقی — کہ بزم مین کوئی امیدوار باقی ہے

کرون مواخذہ دست جنون سے کس کس کا — کہ پیرہن مین نہین کوئی تار باقی ہے

مزار کو بھی وہ ٹھوکر لگا کے چلتے ہین — مری طرف سے جو دلمین غبار باقی ہے

بتون کو دیکھ چکے اب بسر ہو کعبے مین — ذرا سی عمر جو پروردگار باقی ہے

مٹائے چرخ نے کیا قصر بادشاہون کے — نہ کوئی نقش نہ کوئی نگار باقی ہے

کبھی تو قبر پہ آ فاتحے کو او بے رحم — امید رحم کی زیر مزار باقی ہے

ہوائے گیسوئے مشکین نہین گئی سر سے — ختن کو چھان چکے اب تتار باقی ہے

ہوائے زلف نہین ہے جو رات دن سر مین — حواس خمسہ مین کیون انتشار باقی ہے

ہنوز اگتی ہے خاک مزار سے نرگس — کہ ہم کو حسرت دیدار یار باقی ہے

چھٹے جو تنگی دنیا سے کیا خوشی اسکی — ابھی لحد مین عذاب فشار باقی ہے

بغل مین طائر دل لیکے مین چلون صفدر — سنا ہے یار کو شوق شکار باقی ہے

کر گئی اندھیر برپا بیوفائی آپ کی
چار دن کی چاندنی تھی آشنائی آپکی

کیا کہوں کیا کچھ مزے لوٹے نگاہِ شوق نے
ہٹ گئی جسوقت سینے سے دولائی آپکی

سادے سادے ہونٹھ ہیں کیوں صاف کہدو جانمن
کس نے لیکر منہ سے منہ مسّی چھڑائی آپکی

آمدِ فصلِ خزاں ہے رخصتِ فصلِ بہار
وصل دیکھا دیکھئے ہو اب جدائی آپکی

یاد ہے کہنا کسی کا سر جھکا کر وصل میں
اب جو کچھ شکوہ نہیں حسرت برآئی آپکی

شیخ کعبہ محتسب پیر کلیسا برہمن
اے صنم مداح ہے ساری خدائی آپکی

رفتہ رفتہ حضرت صفدر کہاں پہونچا کلام
آسمان پر کل غزل زہرہ نے گائی آپکی

ستم سہتے ہیں نیمجان کیسے کیسے
وہ لیتے ہیں روز امتحان کیسے کیسے

گل اندام دیکھے جوان کیسے کیسے
نگاہوں میں ہیں بوستان کیسے کیسے

رہے ہر مصیبت میں ثابت قدم ہم
کیے عشق نے امتحان کیسے کیسے

نہ پایا مکان اسکا قاصد پھر آیا
بنائے تھے ہمنے نشان کیسے کیسے

بناتا ہے ہر روز دود دل اپنا
تہ آسمان آسمان کیسے کیسے

مٹے جب سے عشق دہان و کمر میں
کھلے ہم پہ راز نہان کیسے کیسے

گڑے ہیں زمین میں جو گلفام لاکھوں
تہ خاک ہیں بوستان کیسے کیسے

ہر اک بیت ہے نام رہنے کو کافی
بنائے ہیں ہمنے مکان کیسے کیسے

ہرے خون سے تیرے دامن پہ قاتل
کھلے لالہ و ارغوان کیسے کیسے

قفس میں کھنچے نغمہ سنجان گلشن
اجاڑے گئے آشیان کیسے کیسے

مگر میکدہ بھی ہے فردوس ساقی
ہوئے پیر آکر جوان کیسے کیسے

وہ دیتے ہیں دشنام الحمد للہ
لب لعل ہیں درفشان کیسے کیسے

یہ گلرو ہیں ناحق جوانی پہ نازان
ہوئے باغ صرف خزان کیسے کیسے

کہان ہیں وہ یوسف لقا تھے جو آگے
روان ہوگئے کاروان کیسے کیسے

کسی طرح صفدر کے تیور نہ بدلے
لیے یار نے امتحان کیسے کیسے

غضب تو قتل عاشق کے لیے پہلے ہی تھی منہدی
تمہاری دستگیری کرنے سے اور اڑ چلی منہدی

غضب کا حسن ہے آرائشیں بھی تم پہ مرتی ہین
گھلا سرمہ مسی مٹ مٹ گئی پس پس گئی منہدی

لہو ہو ہو کے آنکھوں سے بہا جاتا ہے دل اپنا
کف پا صنم میں غیر نے شاید ملی منہدی

نصیب دشمنان بیت و پائی تھی وہ کیا کرتے
لیے جی بھر کے بوسے وصل مین کام آگئی منہدی

نہیں رنگ شفق یہ ہمکو روشن صاف ہوتا ہے
تمہارے پاؤن کو چھو کر فلک کے سر چڑھی منہدی

ملو تلوؤن سے اسکو پا لگاؤ دست رنگین مین
خوشی سے دست بستہ حاضر خدمت ہوئی منہدی

ید بیضا کریگی ہاتھ کو کیا اس پہ پردے کے
برنگ شعلۂ طور آج ہے چمکی ہوئی منہدی

کسی کا پس گیا تو پس گیا دل تجھکو کیا پروا
ترے ہاتھوں میں تو ایجان جان اچھی رچی منہدی

گھٹائیں چھا گئین مسی ملی تمنے جو ہونٹون پر
چمک کر پنجۂ رنگین مین بجلی بن گئی منہدی

بلا اندھیر کرتے ہین غضب خونریز ہین چارون
ترا سرمہ ترا مسی ترا لاکھا تری منہدی

سحر تک وصل مین اُنکو یہی حیلے رہے صفدر
کبھی غازہ کبھی مسی کبھی سرمہ کبھی مہندی

ابھی کس شوق سے ملتا وہ شوخ فتنہ گر مہندی
جو لیجاتے شہید ناز سے خون جگر مہندی

ملے گر خون دل میرے وہ رشک قمر مہندی
یقین ہے باغ مین کھائے بہت خون جگر مہندی

خوشی اُنکو کبھی ایسی تھی مرے گھر صبح آئینگی
کٹی شب کنگھی چوٹی مین لگائی تا سحر مہندی

نہین منظور میرا قتل اُسکو یہ بھی حیلہ ہے
لگی رہتی ہے دست یار مین دو دو پہر مہندی

اگر درکار شوخی ہے تو یہ تدبیر بہتر ہے
ہمارا خون شامل کر تو آئے رنگ پر مہندی

ملے خورشید بھی غازے کے بدلے اپنے چہرے پر
تری چھوٹی ہوئی گر ہاتھ آ لے اے قمر مہندی

جو دیکھون دست رنگین کو طبیعت رنگ پر آئے
نئے مضمون باندھو نہین بھی باندھو تم اگر مہندی

حسینونکی طبیعت آگئی ہے ایسی زینت پر
نہ گلشن مین ہے اب بازار مین ہے خشک و تر مہندی

وہ رنگین طبع ہے کچھ ساتھ خط کے چاہیے تحفہ
کہین رکھکے تھوڑی سی لیے جا نامہ بر مہندی

کشاکش مین پڑا ہے دل کہ چار دن اسکے گاہک ہین
ادھر سرمہ ادھر مسی ادھر غازہ ادھر مہندی

ہمارے خون دل کو پوچھتا ہے کون اے صفدر
مگر شوخی سے کرلی ہے کبھی اکثر نظر مہندی

کھلی زلف شب جلوہ گر ہوگئی
اُٹھی رخ سے جب دم سحر ہوگئی

سنان اُنکی ترچھی نظر ہوگئی
نکیلی پلک نیشتر ہوگئی

الٰہی یہ کس کو لکھا خط شوق
کہ دل کی تڑپ نامہ بر ہوگئی

وہ سفاک محشر میں آیا تو خلق — ادھر ہو گئی کچھ ادھر ہو گئی
نزاکت سے اٹھا نہ چوٹی کا بوجھ — یہ لچکی کہ دہری کمر ہو گئی
اٹھی انکے رخ سے جو زلف سیاہ — ہماری شب غم سحر ہو گئی
گلستان میں نرگس جو بیمار ہے — یہ کس بد نظر کی نظر ہو گئی
بہت جلد راہ عدم طے ہوئی — ہمیں خضر یاد کمر ہو گئی
نگاہ عنایت سے صیاد کی — مری بے پری بال و پر ہو گئی
مصیبت سے مر کر فراغت ملی — اجل تیغ غم کی سپر ہو گئی
شب وصل گذری ہے ہم تمام — سپیدی کفن کی سحر ہو گئی
ہوا اپنی آنکھوں میں عالم سیاہ — جو اس مہ کی ترچھی نظر ہو گئی
عرق آگیا چاندنی میں انھیں — قبا گل کی شبنم سے تر ہو گئی
الٰہی فغاں بے اثر تھی تو تھی — دعا میری کیوں بے اثر ہو گئی

کہے کوئی صفدر سے سوئے بہت
اٹھو آنکھ کھولو سحر ہو گئی

کچھ ان دنوں یہ عجب دور چرخ پیر ہوے — امیر ہمسے ترے عشق میں فقیر ہوے
خدا کی شان کہ ای بت ہیں تیرے دست نگر — وگرنہ ہمتو زمانے کے دستگیر ہوے
ترے جبیں کا قیامت ہے ای صنم قشقہ — اسی لکیر پہ ہیں سیکڑوں فقیر ہوے
عجب پیچ ہیں ای زلف یار پیچ ترے — ہزاروں ہمسے ترے دام میں اسیر ہوے

لگی نہ ہاتھ فقیری تو بادشاہ بنے
جو بوریا نہ ملا صاحب سریر ہوے

کہان کشتون کو ہوا ڈر یہ تیری ناوک کا
کہ سہم سہم کے چلو نین گوشہ گیر ہوے

یہی تو لوگ ہین دو ایک شاعر اے صفدر
میان اسیر ہوے حضرت امیر ہوے

امید کہان ہے وہ کبھی شاد کرینگے
ہم خاک کبھی ہونگے تو وہ برباد کرینگے

دیوانہ وہ ہون مجکو بہت یاد کرینگے
تیار جو بیڑی کوئی حداد کرینگے

تم دل مین نہ اندیشہ کرو کچھ کہ دم حشر
نخچیرون کی ہم العد سے فریاد کرینگے

الفت قد جانان کی یہی ہے تو پس مرگ
آرام تہ سایۂ شمشاد کرینگے

یہ حال تمھارا ہے تو غربت مین پہونچکر
اے اہل وطن کیا تمھین ہم یاد کرینگے

نالون کے سوا شغل قفس مین نہین لیکن
ہو جائینگے چپ خاطر صیاد کرینگے

ہین عجز جو چلتے نہین کہنے پہ تمھارے
ہم کوہ کنی صورت فرہاد کرینگے

تیغ مژہ یار کی کھینچین گے جو تصویر
ہاتھ اپنے قلم مانی و بہزاد کرینگے

یہ سختی جان ہے تو یقین ہے کہ دم ذبح
شکوہ ملک الموت سے جلاد کرینگے

سودے مین تری زلف کے پتلے بھی رہے برسون
اب خانۂ زنجیر کو آباد کرینگے

عید آتی ہے مشہور جہان ہے خبر قتل
یون اپنے اسیرونکو وہ آزاد کرینگے

وہ بیکس و ناشاد ہون دنیا سے چلا ہون
افسوس مرے حال پہ جلاد کرینگے

جنت مین بھی حسرت ترے کوچے کی رہیگی
ہم اور فراموش تری یاد کرینگے

لکھینگے جو کوئی صفت چشم مین ہم شعر
ہر نظم جنھین آنکھون سے وہ صاد کرینگے

آیا تری رحمت کا اگر دیر مین مذکور
بت بھی طلب حسن خدا داد کرینگے

بے جل ہوے مشکل نہ رہیگی کوئی صفدر
سر امر مین حیدر مری امداد کرینگے

ترے گدا کی مشام جان مین طمع کی بو بھی نہین گئی ہر
بری ہر لوٹ جہان سے دامن یہ گرد چھو بھی نہین گئی ہر

نگاہ عاشق کی اُسکے عارض کے روبرو بھی نہین گئی ہر
یہ گرد دامن کو اُس پری کے ہنوز چھُو بھی نہین گئی ہر

جو بعد مدت کے آگئے ہو نہ جاؤ جلدی ذرا تو ٹھہرو
ابھی تو نظرون سے دیکھ لینے کی آرزو بھی نہین گئی ہر

نہ آشنا غیرون کو منھ لگاؤ یہ لوگ صحبت کے کب ہین قابل
کہ جنسکو کہتے ہین آدمیت وہ انمین چھو بھی نہین گئی ہر

یہ کون کہتا ہر قتل عالم سے دستکش ہوگیا وہ قاتل
وہی ستم پر کمر بندھی ہر جفا کی خو بھی نہین گئی ہر

تجھی پہ مرتا ہون ابتدا سے مین حور کیسی پری کہان کی
پیام شادی کسی سے کیسا یہ گفتگو بھی نہین گئی ہر

جو لائے شیرین کو بیستون پر تو سیر زن سیر کرنے دے کچھ

لحد نہین کوہکن کی دیکھی کنار جو بھی نہین گئی ہے
مرے مقدر نے کیسی مجکو دکھائی عالی جنون کی منزل
وہان مین اے عقل جا کے پہونچا جہان کہ تو بھی نہین گئی ہے
قباے گل تو ہے چاک لیکن مگر ہے بلبل کا پاس ایسا
کبھی چمن سے رفوگرون تک پلے رفو بھی نہین گئی ہے
وہ شرمگین آنکھ اُسکی صفدر لجائے آئینے سے نہ کیونکر
کہ آرسی ہاتھ مین ہے لیکن وہ روبرو بھی نہین گئی ہے

کیا مریخ کو گشتہ فلک پر نیزہ بازی سے
کہاں پہونچا نہ تیر اترک غمزہ ترکتازی سے
معاذ اللہ کتنا طول رکھتی ہے شب فرقت
سر مو کم نہین یہ تیرے گیسو کی درازی سے
در میخانہ ہے ہر وقت اور فرق نیاز اپنا
ادا سجدہ ہوا مسجد مین ایسا کب نیازی سے
کہاں چوپر کہاں شطرنج یہ ہین شغل محفل کے
انھین فرصت نہین ہے ایکدم بھی تیغبازی سے
ہوے جامے سے باہر کیا بڑھی نخوت حسینونکی
کرے توبہ سکندر چاہیے آئینہ سازی سے
کھلاے لخت دل خون جگر ہمنے ترے غم کو
خلیل اللہ کا رتبہ ملا مہمان نوازی سے
عبور اپنا تھا بحر حادثات دہر سے مشکل
کیا قاتل نے بیڑا پار شمشیر حجازی سے
پڑی ہین بیڑیان مجنونکی صورت پاے آہو مین
بیابان تک تری زلف رسا پہونچی درازی سے
چڑھا جب دار پر منصور دی آواز خلقت کو
بلندی کونسی بہتر ہے ایسی سرفرازی سے
شرف پیدا کرے کعبے کا سنگ آستان میرا
قدم رنجہ کرو جس دن کرم مہمان نوازی سے

بتوں کے حسن میں اللہ کا جلوہ نظر آیا
حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشق مجازی سے

ہمارا دم میں بیڑا پار کر دے بحر ہستی سے
توقع ہے یہ اے قاتل تری تیغ حجازی سے

ستم کرتا نہ بندوں پر اگر تجھکو سزا ملتی
تری نخوت بڑھی ہے بت خدا کی بے نیازی سے

بتان ہند کو کیسا جمال اللہ نے بخشا
کہیں ہیں حسن میں بہتر حسینان طرازی سے

کہیں ملک سلیماں سے ہے بہتر ملک دل میرا
ہوا ہے جب سے مجکو عشق سلطان حجازی سے

میسر وصل تو مجکو ہوا اس ماہ وش سے صفدر
لرزتا ہوں مگر دل چرخ کی نیرنگ سازی سے

اس آنکھ میں سرمے کی تحریر نظر آئی
یا مست کے قبضے میں شمشیر نظر آئی

چہرے پہ ترے خط کی تحریر نظر آئی
یا سورۂ یوسف کی تفسیر نظر آئی

اس فتنۂ عالم سے کیوں عشق کیا ہمنے
دیکھا تو ہمیں اپنی تقصیر نظر آئی

شام شب فرقت جب ہمنے مہ نو دیکھا
چلتی ہوئی گردن پر شمشیر نظر آئی

محفل تھی حسینوں کی یا کوئی مرقع تھا
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

موسی کی طرح غش میں ہم دیکھکے وہ چہرہ
کیا برق تجلی کی تنویر نظر آئی

کچھ کھا کے مریں چھوٹیں فرقت کی مصیبت سے
بہتر نہ کوئی اس سے تدبیر نظر آئی

شب دیکھ کے وہ گیسو زنجیر سحر پہنی
کیا خواب پریشاں کی تعبیر نظر آئی

دریا پہ جو میں پہونچا گیسو کے تصور میں
جو موج نظر آئی زنجیر نظر آئی

پھرتے ہوے آنکلے جب میری طرف کو وہ
پھرتی ہوئی کیا مجکو تقدیر نظر آئی

چپ لگ گئی ہی مجکو اک عالم حیرت ہی / کسکی یہ مرقع مین تصویر نظر آئی

دیکھی جو سپر اُسکی ہم ابر سیہ سمجھے / بجلی سی چمکتی وہ شمشیر نظر آئی

سمجھا کہ مری صورت وہ قیدی الفت ہین / سونے کی گلے مین جب زنجیر نظر آئی

حیران مری صورت وہ بھی دم رخصت ہین / تصویر کے پہلو مین تصویر نظر آئی

چاندی کا ورق ای بت ہی صاف جبین تیری / قشقہ نہین سونے کی زنجیر نظر آئی

اِس تن کی خرابی کا بھی دھیان ہمین آیا / ٹوٹی ہوئی جب کوئی تعمیر نظر آئی

دیوار سے سر پھوڑا موج آگئی وحشت کی / جس دم در جانان کی زنجیر نظر آئی

اُس زلف مسلسل کی مدحت مین سرکا / جو سطر لکھی ہمنے زنجیر نظر آئی

ہر ایک زمین مین ہم سرسبز ہوے صفدر

اقلیم سخن اپنی جاگیر نظر آئی

چمن مین عبث جستجو تھی کسی کی / نہان جامۂ گل مین بو تھی کسی کی

کسی گل کو ہمنے نہ سونگھا نہ دیکھا / سوا تیرے کب آرزو تھی کسی کی

اُڑائے مرے ہوش تونے جو آکر / مگر ای صبا تجھ مین بو تھی کسی کی

کہون کیا مُجھے کیسی ملتی تھی لذت / زبان پر جو شب گفتگو تھی کسی کی

امیرونکو بھی اُسکی محفلمین دیکھا / نہ عزت نہ وان آبرو تھی کسی کی

ہر اک بات مین ابتو گالی ہی لب پر / نہ بگڑی ہوئی ایسی خو تھی کسی کی

وہی ہم ہین جو بیڑیان پہنے ہین اب / کبھی زلف طوق گلو تھی کسی کی

وہی دن کچھ اچھے تھے اے چشم حسرت
نہ دل تھا کسی کا نہ تو تھی کسی کی

بہت ہمنے ماہ دوہفتہ کو دیکھا
وہ تصویر تو تا گلو تھی کسی کی

بھری تھی جو خوشبو سے معراج کی شب
مگر کاکل مشکبو تھی کسی کی

نہین حال اُترا ہد سے وقت مین لیکن
ردا رہن جام سبو تھی کسی کی

نماز و نہین کیون بھول پڑتی نہ ہر دم
مجھے یاد وقت وضو تھی کسی کی

بجا ہے جو رستے مین کشتے ہون ہر سو
نظر سیر مین چار سو تھی کسی کی

نہ آتا مین بازار محشر مین کیونکر
کہ صفدر مجھے جستجو تھی کسی کی

گلرنگ ہوا دشت جو پھوٹے مرے چھالے
کانٹون نے بھی پھولونکی طرح رنگ نکالے

کیونکر نہ کرون دل مین حسینون کے حوالے
انداز نئے اِنکے ہین اطوار نرالے

چھوڑا ہے عزیزون نے نکالا ہے بتون نے
اب ہمنے غریبونکی خبر لے تو خدا لے

سنتا ہون کہ گلگشت چمن کو وہ گئے ہین
نرگس سے مین ڈرتا ہون کہین آنکھ نہ ڈالے

ہے صبح شب وصل وہ اب ہوتے ہین رخصت
آجائے جو اسوقت اجل ہمکو جلا لے

بازار مین ہین آئنہ سازونکی دکانین
یوسف کو الٰہی نظر بد سے بچا لے

فرقت جسے کہتے ہین وہ ہے سخت مصیبت
دشمن کو بھی اللہ اس آفت مین نہ ڈالے

بے شبہ خطا کی جو دل اُس بت سے لگایا
خود ہمنے کیا شیشے کو پتھر کے حوالے

حیدر کا بھی کیا نام خدا نام ہے صفدر

گرتے ہوے اس نام نے لاکھون ہی سنبھالے

ہوش نہیں حضور یار تو خاموش ہو گئے
شکوے سب گلے پچھلے فراموش ہو گئے

کس ترک کے غضب سے ڈرے شیخ و برہمن
دیر و حرم سے آج جو روپوش ہو گئے

اب ہمکو بھول کر بھی وہ کرتے نہیں ہیں یاد
البعد ایسے دل سے فراموش ہو گئے

لو اٹھو کان ٹھنڈے ہو سوز جگر سے
موت آئی اہل درد کو خاموش ہو گئے

باندھی ہوا بہ آئی گیسوے یار نے
بجھنے چراغ بزم تھے خاموش ہو گئے

اقرار کچھ کیے تھے کبھی ہم سے آپ نے
کیسے وہ یاد ہین کہ فراموش ہو گئے

دیکھے ترا جمال یہ کس کی آنکھو کو ہی تاب
اک جلوے مین کلیم بھی بیہوش ہو گئے

کچھ ہم سے حال حضرت واعظ نہ پوچھیے
بگڑا مزاج رند قدح نوش ہو گئے

شکر خدا کہ خنجر قاتل سے سر کٹا
بار گران سے آج سبکدوش ہو گئے

قاتل نے بڑھ کے تیغ لگائی تو تھی مگر
ہم خالی ہاتھ دیکھے ہم آغوش ہو گئے

پیری مین نوجوانی کا پوچھو نہ ہمسے حال
وہ ولولے کہان ہے وہ جوش ہو گئے

صفدر ترے رفیق تھے ہوش و حواس و صبر
سب روز ہجر دیکھ کے روپوش ہو گئے

کچھ خبر بھی ہے تمھین اپنے گرفتار ونکی
جان آنکھون مین ہے اب عشق کے بیمار ونکی

خون ایمان ترے ابرو نے کیا ای کافر
کعبہ پوشاک نہ کیون پہنے عزادار ونکی

پڑ گیا نیل تصور مین بھی بوسہ جو لیا
کسقدر جلد ہے نازک ترے رخسار ونکی

بدلے تیور مرے یوسف نے کہ تلوار چلی
چھٹ گئی سامنے سے بھیڑ خریدارونکی

سرمگین آنکھونکی الفت نے دکھایا یہ اثر
خون سے لال زبانین ہوئین تلوارونکی

ہم جو گریان ہی تو وہ کھینچ کے تلوار آیا
کتنی جاذب ہی کمند آنسوونکے تارونکی

ابر رحمت کا غضب کوچۂ قاتل مین ہی جوش
جسطرف دیکھیے بوچھار ہی تلوارونکی

ذکر عشاق تو کیا لیتے ہین گیسو بھی صنم
دونون ہاتھون سے بلائین ترے رخسارونکی

وحشت وحشت کو دیا ہی مری وحشت نے فروغ
نوک رکھ لی ہی مرے آبلون نے خارونکی

رحمت اسکی جو الٹ دے ابھی چہرے سے نقاب
بیگنہ دوڑین خوشامد کو گنہگارونکی

زاہدون کو یہ کہان دلکی صفائی حاصل
ایک نے صحبت اٹھائی نہین میخوارونکی

درد دل زخم جگر ہجر بتان رشک عدو
ہاے کچھ حد نہین صفدر ترے آزارونکی

بہار آئے جو وہ گل سیر کو گلزار مین آئے
ابھی تو جان تازہ نرگس بیمار مین آئے

ہواے یار مین آیا نہ دلکو چین گر بھی
تڑپکر خلد سے پھر کوچۂ دلدار مین آئے

عجب راحت ملی کچھ دین و دنیا کی نہین پروا
جنون کے سایے مین پہونچے تری سرکار مین آئے

عوض جب ایک کے لاکھو دل ہوے تیر پہلو مین
تڑپنے کا مزہ تب فرقت دلدار مین آئے

یہی راہ و روش اپنی رہی وحشت کے عالم مین
بیابان مین کبھی پہونچے کبھی گلزار مین آئے

ہمارے دلکو ربط اہل دنیا سے تنفر ہی
یہ وہ یوسف نہین خلوت سے جو بازار مین آئے

نہین پروا ہمارا سر جو کٹ جائے تو کٹ جائے
تھکے بازو نہ قاتل کا نہ بل تلوار مین آئے

ہمین عاشق سے جو وحشت ہوئی لیکن یہی غفلت
ابھی تک یہ نہین ثابت کہ کس دربار مین آئے

جنون کانٹے جو ہین تو ہم سیراب کردینگے
لیے ساتھ آبلون کو وادی پرخار مین آئے

بڑی مشکل ہے اُسکی تیغ کے سائے مین بچے ہین
غضب آئے جو رحم اس دم مزاج یار مین آئے

کسی کی کیا چلیگی اُس خرام ناز کے آگے
چلے تو موج با کبک خوش رفتار مین آئے

سوئے میخانہ آنا ہی تو اے زاہد سمجھکر آ
کہین وضعہ نہ تیری جبہ و دستار مین آئے

نہ کر اب دیر دور جام مین بہر خدا ساقی
کہ بادل کیسے کیسے جھوم کر گلزار مین آئے

کسی سے ہو سکے کیا وصف اُس گلکی نزاکت کا
گل تازہ کی خوشبو جسکے باسی ہار مین آئے

رسائی اُسکے گھر تک خاک ہو پر یہی باقی
ہوا سے اُڑکے در سے روزن دیوار مین آئے

نہ لایا پھول کوئی میری تربت پر تو کیا پروا
کہ لیکر برگ گل مرغ چمن منقار مین آئے

دم آخر وہ پونچھے اشک میرے اپنے دامن سے
الٰہی رحم اتنا تو مزاج یار مین آئے

عدم سے آکے ہم ہستی مین پچھتاتے ہین اے صفدر
کہ کھاتے ٹھوکرین کس راہ ناہموار مین آئے

خوشی جو شام سے یاد رخ حسین مین رہی
ضیا قمر کی سحر تک مہ جبین مین رہی

بس فنا بھی نہ کمبخت کو قرار آیا
تڑپ وہی دل بیتاب کی زمین مین رہی

خدا کے واسطے اتنو نہ کیجیے انکار
کہ رات وصل کی تھوڑی نہین نہین مین رہی

وہ میرے قتل کو آئے تو دست دشمن مین
نہ پوچھو بحث جو ہان نہین نہین مین رہی

پسند اُنکو رہا روز ایک رنگ نیا
چھری نہ پھولونکی کب سے نازنین مین رہی

ہوائے گیسوئے مشکین بندھی یہ عالم مین
کہ مشک کی نہ حقیقت دیارِ چین مین رہی

اُتاری تونے انگوٹھی جو اپنی انگلی سے
نہ ڈاک زیر نگین حلقہ نگین مین رہی

شب فراق پکارا بہت صدا بھی ندی
نہ جانین تو سرِ چرخ یا زمین مین رہی

ترے مریض کو فرصت کہان طبیبون سے
نظر تلاش مسیح فلک نشین مین رہی

جہان تنگ مین تنگی ہی جس جگہ دیکھو
کشادگی فقط اب شعر کی زمین مین رہی

ہزار طرح سے چھیڑا وصال مین اُنکو
مگر حیا سے حیا چشم شرمگین مین رہی

بجا ہی دعوی سیر جہان تجھے صفدر
کہ شکل حور مری چشم دوربین مین رہی

الٰہی خیر کرنا گھر سے وہ برہم نکلتا ہی
قضا آتی ہی کسکی آج کسکا دم نکلتا ہی

پڑا ہون حضرت دل کی بدولت کس مصیبت مین
جہان کوئی حسین دیکھا بس اُنکا دم نکلتا ہی

کہون کس کسکو قاتل ہر ادا اُسکی قیامت ہی
کسی پر جان جاتی ہی کسی پر دم نکلتا ہی

تمہون سے دل لگانے پر نہ ہو اتنا خفا ناصح
مین اپنی جان کھوتا ہون ترا کیون دم نکلتا ہی

زمانے کو جلا دیتا ہی جو اک جنبش لب سے
اُسی رشک مسیحا پر ہمارا دم نکلتا ہی

عجب نیرنگ مرگ و زیست کا ہی عشقبازی مین
اُسی سے زندگی اپنی ہی جسپر دم نکلتا ہی

تری تلوار سے بسمل گلے مل ملکے کہتے ہین
اِسی سفاک عالم پر ہمارا دم نکلتا ہی

ہتوا ہی نالہ و افغان ہماری جان جاتی ہی
بچوا ہی حسرت و ارمان ہمارا دم نکلتا ہی

مبارک حور و غلمان شیخ و واعظ کو رہین صفدر

ہمارا تو کسی رشک پری پر دم نکلتا ہی

پری کا حور کا جن کا ملک کا دم نکلتا ہی — عجب انداز سے وہ فتنۂ عالم نکلتا ہی
ادا سے ناز سے چلنا جھجکنا جھومنا رکنا — ترے محشر خرامی مین عجب عالم نکلتا ہی
گریبان پر زبر بر زیر چاک دامن آستین ٹکڑے — ہمارے جوش وحشت مین عجب عالم نکلتا ہی
ہمین پر کچھ نہین موقوف یہ بدنامی و ذلت — ترے کوچے سے رسوا ہوکے اک عالم نکلتا ہی
شباب اُس فتنۂ کم سن کا کیا ہوگا خدا جانے — ابھی سے اُسکی چتون مین نیا عالم نکلتا ہی
خوشی سے نقد دل سینے مین جا نذر کرتے ہین — سبھی عشاق جب وہ قاتل عالم نکلتا ہی
مسی ہی نہ کاجل ہی نہ افشان ہی نہ منہدی ہی — ترے بیساختہ پن مین بھی اک عالم نکلتا ہی
قیامت مین یہ کس پردہ نشین کا عام ہی جلوہ — زمین سے دیکھنے کو جسکے اک عالم نکلتا ہی
یہ کیفیت نہ ہوگی آنکھ مین حوران جنت کے — تمھاری چشم شرمگین مین جو عالم نکلتا ہی

ہزاروں مہ جبین دیکھے مگر اُس شوخ مین صفدر
نرالی آن پیدا ہی نیا عالم نکلتا ہی

مرے داغ دل سوزان مین یہ عالم نکلتا ہی — گمان ہوتا ہی سب کو نیر اعظم نکلتا ہی
رخ روشن کو زلفون مین جو دیکھا یہ ہوا ثابت — کہ برج سنبلہ سے نیر اعظم نکلتا ہی
سحر کو بام پر بیٹھے ہین وہ کس شان سے آکر — کہ جیسے آسمان پر نیر اعظم نکلتا ہی
رقیب روسیہ کے گھر وہ جاکر اسطرح نکلا — گہن مین آکے جیسے نیر اعظم نکلتا ہی
حسینان جہان کو کیا فروغ اُس مہر کے آگے — کواکب چھپتے ہین جب نیر اعظم نکلتا ہی

مہ گلگون سے عالم ہی اُنکے روے روشن کا ۔۔۔ سحر کیوقت جیسے نیر اعظم نکلتا ہی
شب فرقت ہمارے گھر سے جا ہر خدا اُٹھو ۔۔۔ کہ ہنگام سحر ہی نیر اعظم نکلتا ہی

ہماری ایک دو غزلین بھی صفدر درج ہوتی ہین
جہان مطلع سے چھپکر نیر اعظم نکلا ہی

ہلال چرخ گردان مین یہ کب عالم نکلتا ہی ۔۔۔ تری شمشیر مین سفاک جو دم خم نکلتا ہی
خدا اگر حسن دے تو چاہیے جھکنا تواضع سے ۔۔۔ مہ نو آسمان پر دیکھو لو پر خم نکلتا ہی
یہان شب بھر دل صد چاک پیچ و تاب کھاتا ہی ۔۔۔ وہان بنتی ہین زلفین گیسوؤنکا خم نکلتا ہی
موثر کیا ہو کج طینت کو صحبت راست بازونکی ۔۔۔ کہین تیر و کجی ملنے سے کمانُکا خم نکلتا ہی
دل عشاق جو اُلجھے ہین اُنکی خیر ہو یارب ۔۔۔ کہ پھر شانہ ہی اور زلف رسا کا خم نکلتا ہی
بڑھاپے مین کبھی پشت دوتا سیدھی نہین ہوتی ۔۔۔ کہین عالم مین چوب خشک کا بھی خم نکلتا ہی
پریزادان عالم کر سکینگے ہمسری کیونکر ۔۔۔ نکلتا ہی جو تیرے سامنے سر خم نکلتا ہی

عبث امید ہی قاتل سے صفدر راست بازی کی
کہین تیغ نگاہ ناز کا بھی خم نکلتا ہی

کوئی دلسوز بنتا ہی کوئی ہمدم نکلتا ہی ۔۔۔ مگر کہتے ہین جسکو یار صادق کم نکلتا ہی
عجب یہ دام دلکش ہی کسی کا طائر دل جو ۔۔۔ تبھو نکلے گیسوے پر خم مین پھنسکر کم نکلتا ہی
نکلنا حسرت و ارمان کا دلسے وصل مین کیسا ۔۔۔ ہماری آنکھ سے آنسو بھی اب تو کم نکلتا ہی
کسی مین کوئی ارمان ہی کسی مین کوئی حسرت ہی ۔۔۔ نہو کوئی ہوس جس دل مین ایسا کم نکلتا ہی

گئے وہ دن کہ ہم آگاہ سے گردون ہلاتے تھے
وفور ضعف سے نالہ بھی اب تو کم نکلتا ہی

بظاہر دوستی خاطر تواضع پیار کی باتین
مگر اُس حیلہ گر سے اصل مطلب کم نکلتا ہی

بہت کثرت سے ہین ہر علم و فن کے منتہی لیکن
جہان مین واقف اسرار وحدت کم نکلتا ہی

شکایت کا تو کیا مذکور اُس سفاک کے آگے
زبان سے اپنے حرف مدعا بھی کم نکلتا ہی

خدا کا شکر سب اہل سخن کہتے ہین خوش ہوکر
غزل مین تیری صفدر شعر ناقص کم نکلتا ہی

بڑا پہلو نشین چھوٹا بڑا ہمدم نکلتا ہی
ہزار افسوس دل سے آج اپنے غم نکلتا ہی

ہزارون حسرتین ہمراہ ہین لاکھون تمنا ہین
بڑے ہنگامے سے اپنا دل پرغم نکلتا ہی

لبالب ہی دل اپنا رنج و غم سے ہجر جانان مین
کہون لفظ خوشی مُنہ سے تو لفظ غم نکلتا ہی

وصال یار کا دن ہی شب فرقت کی ہی رخصت
خوشی آتی ہی دلمین دل سے رنج و غم نکلتا ہی

کوئی آفت رسیدہ ہی کوئی ہی مبتلائے غم
کہان آفاق مین کوئی دل بےغم نکلتا ہی

جہان کی شادمانی کا مآل اچھا نہین دیکھا
خوشی جسکو سمجھتے ہین وہ آخر غم نکلتا ہی

اثر رنج و الم کا بعد مردن یہ رہا باقی
لحد سے بھی ہمارے نالہ پرغم نکلتا ہی

کوئی دیکھا نہین آزاد اِس دام مصیبت سے
کسی کا طائر دل ہو اسیر غم نکلتا ہی

فسانہ ہو حکایت ہو سخن ہو شعر ہو صفدر
تری ہر بات مین پہلو سے درد و غم نکلتا ہی

قیامت ہی جدھر وہ قاتل عالم نکلتا ہی
تڑپتے ہین ہزارون سیکڑون کا دم نکلتا ہی

تصدق اس خوشی پر سیکڑون دل سیکڑون جانین
وہ مقتل سے ہمارے کیا خوش و خرم نکلتا ہی

پس مردن یہ الفت ہی کسی رشک مسیحا کی
کہ اپنی خاک سے بھی پنجۂ مریم نکلتا ہی

عزیزو مین نہین مطلق محبت آزما دیکھا
فقط اک رشتۂ الفت ہی مستحکم نکلتا ہی

قیامت تک جہان مین نام رہجاتا ہی موجد کا
ہمیشہ جام سے محفل مین ذکر جم نکلتا ہی

چنار اُگتا نہین ہر سال اپنی خاک تربت سے
زمین سے دست حسرت یہ پئے ماتم نکلتا ہی

تمہاری لٹ پیچان پر نہین قطرے پسینے کے
دہان افعی خونخوار سے یہ سم نکلتا ہی

ہر اک آگاہ اسرار حقیقت سے نہین صفدر
ہزارون مین کوئی اس راز کا محرم نکلتا ہی

اگر آغاز الفت کا بخیر انجام ہوجاے
تمہارا نام ہو پیارے ہمارا کام ہوجاے

ہمارے خانۂ دل سے اگر نکلے کوئی حسرت
تو فرط غم سے پہلو مین عجب کہرام ہوجاے

کرے وہ آرزو ملنے کی اُس شوخ ستمگر سے
جہان مین عمر کا جسکے لبالب جام ہوجاے

تمہاری محفل عشرت ہی یا گردش زمانے کی
کسی کو کامیابی ہو کوئی ناکام ہوجاے

کسی پردہ نشین پر اسطرح مرنا نہین اچھا
کہ اپنی جان جاے اور کوئی بدنام ہوجاے

ملے ہمکو شب وصلت رقیبونکو شب فرقت
کبھی ایسی بھی یارب گردش ایام ہوجاے

بہت رہتی ہی صحبت زلف کو رخسار روشن سے
عجب کیا ہی یہ کافر داخل اسلام ہوجاے

بنالے اسلیے زلفون مین اُس صیاد نے پھندے
کسی کا مرغ دل شاید اسیر دام ہوجاے

وہ اپنے حسن پر نازان ہین کیا پروا اُنھین اسکی

کوئی رسوا ہو صفدر یا کوئی بدنام ہو جائے

رباعیات

خلوت میں اُسے نہ انجمن میں دیکھا
صحرا میں نہ دیکھا نہ چمن میں دیکھا
دیکھا جو بغور رہنے اُس یوسف کو
اپنے ہی حجاب پیرہن میں دیکھا

رباعی

فرقت میں کسے ہمسے کنارا ہوا
دل کو بھی کبھی ساتھ گوارا ہوا
اِس فتنہ عالم کو عبث لیتے ہو
کیا ہوگا کسی کا جب ہمارا نہوا

رباعی

دل پہلے تو عیش وصل سے شاد رہا
پھر فرقت دلدار میں برباد رہا
اب رہتے ہیں اسمیں غم واندوہ و الم
اُجڑا بھی یہ کمبخت تو آباد رہا

رباعی

ان ظلم شعاروں میں سر اک قاتل تھا
دل دیکے نباہ چار دن مشکل تھا
صدمے سہے الفت میں مگر آہ نہ کی
یہ حوصلہ میرا تھا یہ میرا دل تھا

رباعی

غفلت میں گذر گئی جوانی افسوس
کچھ قدر شباب کی نہ جانی افسوس
وہ ولولے اب خزان پیری میں کہاں
افسوس بہار زندگانی افسوس

رباعی

گلزار جہان کا کیا تماشا دیکھون
رشک شبنم کہ گل کا ہنسنا دیکھون
مثل گل رعنا ہین نظر مین شب و روز
دو روز کی ہے بہار کیا کیا دیکھون

رباعی

وہ لطف چمن وہ سیر گلزار کہان
وہ نغمہ وہ مے وہ بزم وہ یار کہان
پیری نے تمام کھو دیا حسن شباب
وہ ناز کہان وہ ناز بردار کہان

رباعی

ہم خوب سمجھتے ہین تمھاری باتین
دکھلانے کی ہین فقط یہ ساری باتین
منظور رہی جلوہ لنترانی جیسے
اللہ رے تمھاری پیاری پیاری باتین

رباعی

جو لوگ گذر گئے اُنھین یاد کرین
یا الفت خوبان پہ بنیاد کرین
ہر دم ہے ہجوم یاس و حسرت صفدر
فرصت اتنی کہان کہ دل شاد کرین

رباعی

جو مرتبہ درد و الم جانتے ہین
دنیا کی بقا کو کالعدم جانتے ہین
بے درد کو درد کی کہان ہے لذت
جو ذائقہ اِسمین ہے وہ ہم جانتے ہین

رباعی

اُس رخ سے اُٹھے نقاب توبہ توبہ
وہ ہمسے ہون بے حجاب توبہ توبہ
یہ آہ و فغان یہ بیقراری ہے عبث
اے دل نہ کر اضطراب توبہ توبہ

رباعی

عالم کو جہان مین جستجو تیری ہی — ہر ایک کے دل کو آرزو تیری ہی
بتخانے مین ڈھونڈھتے ہین ہندو تجکو — کعبے مین تلاش چارسو تیری ہی

رباعی

گلزار مضامین وہ کھلے گل ہوجائے — فردوسی کی روح سنکے بلبل ہوجائے
وہ طبع رسا سے پڑھکے افسون پھونکون — محفل مین چراغ انوری گل ہوجائے

رباعی

اب ہم کو حسینون سے وہ الفت نہ رہی — وہ ظلم وستم سہنے کی طاقت نہ رہی
ہمراہ جوانی کے گئے جوش وخروش — وہ دل نہ رہا وہ اب طبیعت نہ رہی

رباعی

تھی خوسے تواضع جو ہماری نہ گئی — منظور تھی جسکی پاسداری نہ گئی
کپڑون مین ملا عطر تو مٹی کا ملا — زینت مین بھی اپنے خاکساری نہ گئی

رباعی

روشن ہے تمھاری کج ادائی ہمسے — آئینہ صفت نہین صفائی ہمسے
آنکھون سے نہان ہو تو دلسے اترے — منہ دیکھے کی ہے یہ آشنائی ہمسے

رباعی

قدرت تمھین وصل وہجر مین حاصل ہے — مجھسے نہ ملو ملو تمھارا دل ہے

مجبور رہوں میں غریب مختار رہو تم	آسان ہے تمہیں سب مجھے سب مشکل ہے

رباعی

افسردہ ہے دل کمال اس گلشن سے	صرصر کی چلوں میں چال اس گلشن سے
پھولوں سے مجھے خاک ہو امید وفا	بلبل ہوئی کیا نہال اس گلشن سے

رباعی

آخر ہوئی عمر عشق کرتے کرتے	بیدم ہوئے دم بتوں کا بھرتے بھرتے
معشوق وفادار نہ پایا صفدر	حسرت سی یہ حسرت رہی مرتے مرتے

رباعی

دنیا فانی ہے زندگانی فانی	یہ ساز طرب یہ کامرانی فانی
صفدر کبھی فال بھی جو ہمنے دیکھی	نکلا کلمہ یہی کہ فانی فانی

رباعی

اس عمر میں ہمنے اک زمانا دیکھا	گلزار جہان کا سب تماشا دیکھا
ہمت میں مروت میں سخا میں صفدر	نواب کو ہر وصف میں یکتا دیکھا

رباعی

مجلس میں جو سرکار کا جلوا ہے آج	در پردہ مرا نصیب چمکا ہے آج
اعزاز حضور نے بڑھایا صفدر	ذرہ ہے آفتاب قطرہ دریا ہے آج

رباعی

صفدر کی دعا ہی یا خداے متعال — نواب سلامت رہین با جاہ جلال

ہین شاہ و وزیر دونون مجلس مین شریک — دونون کے محب شاد ہون دشمن پامال

رباعی

مجلس مین دعاؤن کا یہی جوش رہے — لازم ہی کوئی زبان نہ خاموش رہے

صفدر کی ہی عرض حیدر صفدر سے — صحت نواب سے ہم آغوش رہے

مخمس بر غزل خسرو علیہ الرحمۃ

اے مصدر حسن ہر یا حیران ہین حور و پری — ابرو مین جوہر تیغ کے آنکھوں مین ہی افسونگری

خورشید ما تجھ سے خجل عارض سے ماہ و مشتری — ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری

ہر چند وصفت میکنم لیکن ازان بالاتری

ہر بات ہی جادو بھری دلکش سراگ عشوہ گری — پریونکو عجز بے پری حورونکو نازیبا گری

گل کیا مقابل ہو سکین غنچے کرین کیا ہمسری — تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری

وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

معشوق و عاشق مین بہت جاری ہی رسم دوستی — رہتے ہین ہر سون ایکجا لیکن نہین جاتی دولی

دنیا مین ہوتا ہی کہین اس درجہ بھی ربط دلی — من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی

تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

ای غیرت شمس و قمر تیرا سراپا دیکھکر — کہتے ہین سب اہل نظر دیکھا نہین ایسا بشر

کی جستجو شام و سحر عالم کو دیکھا سربسر — ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر

شمسے ندانم یا قمر حورے ندانم یا پری

ہر دم تلاش حسن کی مین نے لیا اکدن نہ دم — پھرتا رہا مین عمر بھر دیکھا عرب چھانا عجم
خضر طریق عشق ہون ہر ملک ہی زیر قدم — آفاق را گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

آفاق مین مشہور ہی تیرا قلم حسن آفرین — کھینچین ہین تونے سیکڑون شکلین حسین و مہ جبین
لیکن تری صنعت کا مین بے امتحان قائل نہین — صورتگر نقاش چین یا صورت یارم ببین

یا صورتے کش این چنین یا ترک کن صورتگری

اُس فتنۂ آفاق سے اک روز صفدر نے کہا — اک عاشق وارفتہ ہی مدت سے تیرا مبتلا
تا چند یہ جور و جفا ہی رحم بھی لازم ذرا — خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

تخمیس بر اشعار اساتذۂ فارس

ز نعیم خوان الفت مزہ چشیدہ باشی — ز ریاض غم بدامن گل داغ چیدہ باشی
بزمین لسان بسمل ز الم طپیدہ باشی — دلم از فراق خون شد تو فراق دیدہ باشی

برہت غبار گشتم ز صبا شنیدہ باشی

مرے بخت نے دکھایا مجھے رات کو یہ سامان — کہ کشادہ در تھا تیرا شب تار و ابر باران
جو ترے مکان مین پہونچا تو بر آئے دل کے ارمان — تو بخواب ناز بودی کہ من از رقیب پنہان

کف پا تو بوسہ دادم ز حنا شنیدہ باشی

ترے ناز دلربانہ کوئی میرے دل سے پوچھے
وہ نئی نئی ادائیں وہ نئے نئے کرشمے
مرا دل ہی جانتا ہے جو مزے اٹھائے ہیں لئے
ہمہ من بدو رستی بسرت قسم کہ روزے

ز تو دیدہ ام ادا کہ تو ہم ندیدہ باشی

ہوئی بحث عاشقوں میں ہم ایک دوسرے سے
تو ہر اک کو تھا یہ دعوی کہ ہمیں نے ناز دیکھے
کہاں بن سکے آرسی نے یہ غلط ہیں سب کے دعوے
ہمہ من بدو رسیمت بسرت قسم کہ روزے

ز تو دیدہ ام ادا کہ تو ہم ندیدہ باشی

نہ وہ نشے کی ترنگیں نہ وہ میکشی کے جلسے
نہ وہ بھولی بھولی باتیں نہ وہ پیارے پیارے غمزے
سبب ملال کیا ہے جو خموش ہو گیے ایسے
نہ تبسمی نہ رمزے نہ حکایتے نہ حرفے

ز زبان بریدہ ناصح سخنی شنیدہ باشی

دل غمزدہ میں اپنے جو ہے تو بے غمگساری
وہ کہاں شمیم گل میں صفت وفا شعاری
بخدا ہی ختم اسیرہ و رسم جان نثاری
دل من بگیر و بو کن تو اگر دماغ داری

گل باغ آشنائی بہ ازین نہ چیدہ باشی

غم و درد و رنج و ارمان گئے عمر بھر نہ دل سے
جو قضا قریب آئی تو نصیب خفتہ جاگے
لیے خوب چشم دل سے دم واپسیں نظارے
بچہ ناز رفتہ باشد ز جہان نیازمندے

کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشی

وہ عجب مزے کے دن تھے کہ خوشی تھی مجکو ہر دم
نہ خیال ہجر جانان نہ کسی کا تھا مجھے غم
بڑھی ایسی بدگمانی کہ ہوا ہے اب یہ عالم
دل ہر کرا بہ بینم بہ تپش چو خود بدانم

بر بہشت گذشتہ باشد تو بنیاز دیدہ باشی

بخدا کہ آئے اُس دم تجھے دو جہان نثاراں
جو ہماری طرح تو بھی ہو کسی پہ دل سے قرباں
وہ خوشی سے مسکرائے تجھے دیکھ کے جگر یاں
ز جفائے عشقبازان شوی آنزمان پشیماں

کہ تو ہم ز جور خوباں ستمی کشیدہ باشی

تری بیقراریوں سے میں ہوا ہوں سخت عاری
کبھی نالۂ سحر ہے کبھی شب کو اشکباری
نہ کسی سے ہمدمی ہے نہ کسی سے دوستداری
بفراق آہ و زاری بوصال بیقراری

بہ کجا برم ایدل کہ تو آرمیدہ باشی

عجب آرزو کدہ ہے یہ جہان رنج و راحت
کوئی مبتلائے غم ہے کوئی صرف عیش و عشرت
کوئی راغب توکل کوئی خواستگار نعمت
منم و ہمین تمنا کہ بہ خلوتی بیا وصالت

برخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی

وہ جفا شعار اک دن مجھے مل گیا جو تنہا
کہا میں نے درد دل ہے مرا قابل مداوا
تو یہ حال سن کے صفدر نہ برا کہا نہ اچھا
بجراحت دل ما نمکی فشاند و گفتا

کہ تو ہم ز خوان ظلم قدحی کشیدہ باشی

سلام

سلامی وصف لکھنا چاہیے سبط پیمبر کا
قلم ہو شاخ طوبیٰ کا ورق مہر منور کا
شہ مظلوم کو غم تھا نہ اکبر کا نہ اصغر کا
لب معجز نما پر ذکر تھا اللہ اکبر کا
یہ فرماتے تھے شاہ تشنہ لب شوق شہادت میں
گلا مشتاق ہے آب دم شمشیر و خنجر کا

گرے گھوڑے سے جب مجروح ہو کر سید والا
زمین تھرائی برپا ہو گیا ہنگامہ محشر کا

تلاطم تھا رجز خوانی عباس دلاور سے
ہلاتا تھا زمین کربلا نعرہ غضنفر کا

دل شبیر میں دو زخم تھے ناسور بڑھکر
کبھی فرزند کا غم تھا کبھی صدمہ برادر کا

پسیجا دل نہ قاتل کا حرم کی آہ و زاری پر
پگھلتا موم کی صورت جگر ہوتا جو پتھر کا

نثار شاہ دین ہو کر لڑے کس کس شجاعت سے
فسانہ رہ گیا عالم میں عباس دلاور کا

گلوے شاہ دین تھا بوسہ گاہ احمد مرسل
اسے خنجر سے کاٹا حوصلہ دیکھو ستمگر کا

کہا زینب سے شہ نے عازم گلزار جنت ہوں
نشاں بوے گل اس باغ میں تحفہ ہے دم بھر کا

نظر شام و سحر ہے پنجتن کی دستگیری پر
نہیں کونین میں کوئی وسیلہ اور صفدر کا

سلامی دہر میں شہرہ ہوا ہے حسن اکبر کا
رہیگا تا قیامت ذکر ہمشکل پیمبر کا

دکھایا دل دل آزاروں نے پیغمبر کے دلبر کا
چڑھایا سر سر نیزہ ستمگاروں نے سرور کا

نظر آیا جو زلفوں میں رخ پر نور اکبر کا
گمان اعدا کو ہالے میں ہوا ماہ منور کا

شہید کربلا کا غم جو پہونچا چرخ چارم تک
اداسی چھا گئی رنگ اڑ گیا سلطان خاور کا

ہزاروں اشقیا آمادہ ایذا رسانی ہیں
نہ سمجھا ناکسی نے مرتبہ سبط پیمبر کا

علم لیکر کہا عباس غازی نے خوشا قسمت
ملا حمزہ کا منصب ہاتھ آیا رتبہ حیدر کا

تصور کیجیے اہل عزا دشت غربت میں
تڑپ کر جان دینا شاہ کے ہاتھوں پہ اصغر کا

ز زور ضعف تن لاغر گل رخسار پژمردہ
عجب نقشہ ہوا تھا عابد بیمار و مضطر کا

ثنائے شاہ یزدان کیا کسی سے ہو سکے صفدر
بعد از خدا دو جہان و الفت ہی جو رتبہ ہی حیدر کا

بجرائی پیش حق ہی یہ رتبہ حسین کا — روضہ ہی تاج عرش معلی حسین کا
موسی سے بڑھکے کیون نہو رتبہ حسین کا — ہر نقش پا ہو جب ید بیضا حسین کا
الیاس خضر دونون ہین پر ہین مدح خوان — دم بھرتے ہین فلک پہ مسیحا حسین کا
مشہور ہی جہان مین جو محبوب کردگار — سو جان سے تھا عاشق شیدا حسین کا
ذرہ انہین کے فیض سے ہوتا ہی آفتاب — ظل خدائے پاک ہی سایا حسین کا
بھائی بھتیجے بھانجے سب ہوگئے شہید — خشکی مین ہی تباہ سفینا حسین کا
مقتل مین لاکھ طرح کے صدمے سہے مگر — راہ رضا سے پانون نہ سرکا حسین کا
فوج شقی یزید کا دم بھرتی تھی ادھر — نعرہ تھا اہل دین مین ادھر یا حسین کا
فرزند فاطمہ تھا پیمبر کا جانشین — رتبہ ستمگرون نے نہ جانا حسین کا
قدسی فلک پہ روتے ہین حورین بہشت مین — ماتم کہان کہان نہین برپا حسین کا

صفدر نہین ہی شبہہ کچھ اسکی نجات مین
محشر کے دن ہی جسکو وسیلا حسین کا

بجرائی خاک و خون مین ہی لاشا حسین کا — سر لیچلے ہین کاٹ کے اعدا حسین کا
بازو ہین بیبیون کے رسن سے بندھے ہوے — اونٹون پہ سر برہنہ ہی کنبا حسین کا
وہ بیکسی وہ یاس وہ حسرت وہ زخم تن — وہ تشنگی وہ دھوپ مین چلنا حسین کا

وہ تیغ آبدار وہ حلقوم نازنین — وہ ہاے نحس شمر وہ سینا حسین کا
ق
اک دن یہ ہی کہ جسم مبارک ہی خاک پر — کوئی نہین ہی پوچھنے والا حسین کا
اک دن وہ تھا کہ آکے گلستان خلد سے — روح الامین جھولا تے تھے جھولا حسین کا
اوٹھا یہ شور گھوڑے سے عباس جب گرے — مارا گیا فرات پہ سقا حسین کا
حیدر برہنہ سر ہین گریبان نبی کا چاک — لیلے کے نام روتی ہی زہرا حسین کا

صفدر کسی سے کام نہین کوئی کچھ کہے
سو جان سے ہون عاشق شیدا حسین کا

نبی کے دل مین ہے حب علی گھر ہو نہین سکتا — سلامی گھر مین داخل کوئی بے در ہو نہین سکتا
زمانے مین کوئی حیدر کا ہمسر ہو نہین سکتا — چمک کر ذرہ خورشید منور ہو نہین سکتا
فضیلت مین علی کے نکتہ چین ہو کوئی کیا قدرت — کلام الله مین داخل سخنور ہو نہین سکتا
علی ممتاز ہین بے شبہہ گلزار پیمبر مین — شجر سب ہین مگر کوئی صنوبر ہو نہین سکتا
کرے کیا فرق کوئی رتبہ شبیر و شبر کا — دو نیمہ ہے پر جبرئیل گوہر ہو نہین سکتا
کہا حضرت نے فوج شام سے ہم کیا مکدر ہون — غبار آلودہ روی ماہ انور ہو نہین سکتا
ق
پکارا شمر ای عباس تم بھی ابن حیدر ہو — شرف بھائی کا کچھ بھائی سے کمتر ہو نہین سکتا
خفا ہو کر کہا غازی نے کیا بکتا ہی او ناری — کبھی قطرہ سمندر کے برابر ہو نہین سکتا
بہت ساحل پہ شور شن ریونکی کی کہا آکر — یہان خیمہ تو ای سبط پیمبر ہو نہین سکتا
ق
کہا حضرت نے ہو مختار رد کو گھاٹ دریا کے — لعینون فرق لیکن تم سے کوثر ہو نہین سکتا

جو آئے رن میں اکبر بڑھکے ابن سعد چلایا | مقابل اس سے کیا کوئی دلاور ہو نہیں سکتا

کہا سب نے شبا ہیں کسطرح تصویر پیغمبر | کہ امت میں ہیں ہم خون پیمبر ہو نہیں سکتا

پھرے سمجھا کے اعدا کو کہا عباس نے شہ سے | بڑے یہ سنگدل ہیں موم پتھر ہو نہیں سکتا

کہا زینب سے شہ نے گھر لٹے یا سر کٹے میرا | قدم تسلیم کے جادے سے باہر ہو نہیں سکتا

سر شبیر نیزے پر تھا پر اعجاز ظاہر تھا | کٹے سر سے کبھی قرآن از بر ہو نہیں سکتا

نہ روئے شاہ بیٹا بانہ اکبر کے کبھی لاشے پر | کسی سے صبر یہ اے اکبر ہو نہیں سکتا

کہا شہ نے تمہیں عباس دو رن کی رضا کیونکر | اُلٹتا ہے جگر صبر اے برادر ہو نہیں سکتا

گلا جب کاٹتا تھا شاہ کا یہ شمر کہتا تھا | ق | یہ خشکی ہے روان تیری سے خنجر ہو نہیں سکتا

گلے کی تھی صدا اے سعد ہم تو تھوڑا سا پلا پانی | سلوک اتنا بھی تجھ سے اے ستمگر ہو نہیں سکتا

لکھا صغرا نے اکبر کو نہ جینے ہجر میں دو ہم بجز | ق | کرون کیا بے اجل وعدہ برابر ہو نہیں سکتا

چلے آؤ یہاں دو دن کی رخصت لیکے بابا سے | بہن اری یہ کیا تم سے برادر ہو نہیں سکتا

کہا عابد نے نعش شہ پہ دن غسل و کفن کیونکر | ق | رہا قید مخالف سے میں لاغر ہو نہیں سکتا

گلے میں طوق جو بھاری ہے یہ بار گران کیسو | خجالت کے سبب اونچا مرا سر ہو نہیں سکتا

کوئی اتنا نہ تھا جو حاکم فاسق کو سمجھاتا | ترا محکوم فرزند پیمبر ہو نہیں سکتا

غم شہ میں ہیں گریاں دوش گریان ملک صفدر
رقم اس لئے مرے عصیان کا دفتر ہو نہیں سکتا

رطب اللسان مدح شہ نامدار ہیں | مضمون تڑپ رہے ہیں دل بیقرار میں

بیٹون کا داغ بھائی کا صدمہ حرم کی فکر
کیا کیا الم تھے شہ کے دل افگار مین

مرنے چلا ہے شاہ کا فرزند نوجوان
کٹتا ہے سرو باغ تمنا بہار مین

تعریف کیا ہو اکبر یوسف جمال کی
پھولا تھا ایک گل چمن روزگار مین

عباس کا نہ مثل نہ اکبر کا تھا نظیر
یہ فرد سیکڑون مین وہ یکتا ہزار مین

کھینچی امام دین نے جو صمصام حیدری
ہلچل پڑی سپاہ ضلالت شعار مین

اسدر ہی صفائی دست شہ زمان
سو سو کے سر اڑا دیے ایک ایک وار مین

دم لیکے مثل برق صفون سے گذر گئے
جوہر ہیں سے قضا کے عیان ذوالفقار مین

کہتے تھے شاہ وعدۂ طفلی وفا کرون
یارب نہ آئے فرق مرے اعتبار مین

عرضی مین لکھا فاطمہ صغرا نے شاہ کو
کب تک گذون فراق کے دن انتظار مین

چادر تلک نصیب نہ تھی اہل بیت کو
بیبیون کے منھ چھپاتی تھی صرصر غبار مین

ہو تخت پر یزید لگن مین سر حسین
کیا دخل ہے مشیت پروردگار مین

صفدر عنایت شہ عالی جناب سے
حسن قبول ہے سخن خاکسار مین

آئی خزان ریاض نبی پر بہار مین
کیا کیا ستم ہوے چمن روزگار مین

ہنگام رزم چہرہ روشن حضور کا
تابان تھا مثل نیر اعظم غبار مین

جانبازیان دکھاتے تھے مولا کے جان نثار
جاتا تھا مثل شیر ہر اک کارزار مین

یون غازیون سے درہم و برہم تھی فوج شام
طوفان سے جسطرح ہو تلاطم بحار مین

کیا کیا لڑے امام زمن کے رفیق و یار　　گرمی میں بھوک پیاس میں نصف النہار میں

فرمایا شہ نے صبر مناسب ہے اے بہن　　ق　　چارہ نہیں ہے قدرت پروردگار میں
آنسو بہا کے زینب مضطر نے عرض کی　　مجبور ہوں کہ دل ہی نہیں اختیار میں

کہتے تھے شاہ دل کو قرار آئے کس طرح　　ق　　ضیغم تڑپ رہا ہے ہمارا کچھار میں
پانی ملا نہ اصغر ناشاد کام کو　　کانٹے تھے پیاس سے دہن شیرخوار میں

پہونچے جو لوگ شام میں مظلوم کربلا　　ق　　تھی قتل شہ کی عید صغار و کبار میں
کس بیکسی سے کہتے تھے رو رو کے اہل بیت　　لایا ہے دور چرخ ہمیں کس دیار میں

زینب پچھاڑیں کھاتی تھی بھائی کی لاش پر　　بیتاب و بیقرار تھی زہرا مزار میں

یارب یہ آرزو ہے کہ صفدر رہو روز حشر
ظل حمایت شہ والا تبار میں

پھر کی شہ نے کہا سب گئے جانیوالے　　اک فقط رہ گئے ہم داغ اٹھانیوالے
شامی و رومی و کوفی و عراقی و عرب　　ایک مظلوم کے تھے لاکھ ستانیوالے
بھوکے پیاسے ہوئے کس شوق سے جا جا کے شہید　　سر رہ خالق اکبر میں کٹانیوالے

عمر سعد سے عباس دلاور نے کہا　　ق　　او دل سبط پیمبر کے دکھانیوالے
حیف ہے نہر سے سیراب ہو سب خلق خدا　　تشنہ ہوں ساقی کوثر کے پلانیوالے

ایک اک وار میں جو رنگ کیا دشمن کو　　کیسے کیسے لڑے حیدر کے گھرانے والے
حر جو لشکر سے چلا ہاتف غیبی نے کہا　　دیکھو یوں جاتے ہیں فردوس کے جانیوالے

آتش قہر الٰہی سے بچین گے کیونکر
خیمۂ آل محمد کے جلانیوالے

ق
شمر بیدرد سے کہتی تھی سکینہ روکر
رحم لازم ہی یتیمون کے ستانیوالے

نہ پدر ہی نہ برادر ہی نہ عمو سر پر
اُٹھ گئے دنیا سے مرے ناز اُٹھانیوالے

شافع حشر کو دکھلائینگے کیا روسیاہ
شمع قندیل امامت کے بجھانیوالے

واہ نیرنگ فلک قتل ہوئے یون تشنہ دہن
لب اعجاز سے مردون کے جلانیوالے

شامل حال اگر فضل خدا ہی صفدر
ہم بھی ہین رو ضۂ شبیر پہ جانیوالے

صحرای میدان ابن بوتراب آنیکو ہی
اوج پر برج شرف کا آفتاب آنیکو ہی

اے عزادارو ادب سے اب سنبھل بیٹھو ذرا
بزم مین ذکر شہ عالیجناب آنیکو ہی

آج ملک شام مین ہی صبح محشر آشکار
زینب ناشاد مضطر بے نقاب آنیکو ہی

اشقیا کہتے تھے ہمشکل نبی کو دیکھکر
اس حسین نوجوان پر اب شباب آنیکو ہی

کربلا مین زلزلہ ہی کانپتی ہی فوج شام
کیا علمدار شہ گردون رکاب آنیکو ہی

کہتی تھی صغرا بچھڑ کتی ہی جو چشم انتظار
کربلا سے میری عرضی کا جواب آنیکو ہی

حر نے اعدا سے کہا سید پہ یہ جور و ستم
ظالمو اللہ کا تم پر عتاب آنیکو ہی

کہتے تھے قدسی کہ آنکھین بند کر لو قدسیو
سر برہنہ زینب عصمت مآب آنیکو ہی

سید مظلوم پر کیا کیا کیے ظلم و ستم
یہ نہ سمجھے بے خبر روز حساب آنیکو ہی

شاہ کہتے تھے برہنہ سر پھرینگے اہل بیت
ایک دن یہ بھی جہان مین انقلاب آنیکو ہی

فرط غم سے نہیں تاب قلم صفدر خموش
کشت دل پر رنج و ماتم کا سحاب آنیکو ہی

سلامی مدح لکھنا چاہیے قدسی خصالونکی
طبیعت بزم میں مشتاق ہے نازک خیالونکی

مجھو نکو عجب رتبہ ملا آنسو بہانے سے
جگہ ہی فاطمہ زہرا کے دل میں رونیوالونکی

چلے میں جان دینے اکبر و قاسم جوانی میں
خزاں ہی عین فصل گل میں شہ کے نونہالونکی

علی اکبر کا وہ حسن جوانی وہ رخ روشن
وہ گیسو خم بخم وہ شان گھونگھروالے بالونکی

رفیقان شہ والا لڑے کس کس شجاعت سے
جہاں میں حشر تک شہرت رہیگی مرنے والونکی

وہ چشم نرگسی پامال ہوئیں ظلم اعدا سے
تصدق جن پہ تھیں سو جان آنکھیں غزالونکی

پڑے تھے چار سو مقتل میں بے گور و کفن لاشے
ملی تھیں خاک و خوں میں صورتیں یوسف جمالونکی

شہ مظلوم جب لائے علی اصغر کو میدان میں
عجب صورت ہوئی گر تھی گورے گورے گالونکی

جوانان حسینی دفتر جرأت میں یکتا تھے
مثال آفاق میں ممکن نہیں ان بے مثالونکی

وفور ناتوانی ضعف بیتابی پریشانی
عجب حالت ہوئی تھی تشنگی سے خستہ حالونکی

خیام شاہ میں برپا تھا اک ہنگامۂ محشر
وہ فریاد حرم وہ بیقراری خرد سالونکی

اسیران ستم زندان میں جب فریاد کرتے تھے
ہلا دیتی تھی عرش کبریا آواز نالونکی

زمین کیسی ہی مشکل ہو دکھا دیتی ہی رنگ اپنا
زبان رکتی نہیں صفدر کبھی صاحب کمالونکی

گلشن عالم میں سب آئے ہیں جانیکے لیے
چار دن ہی یہ ہوائے باغ کھانیکے لیے

چاہیے ذکر شہ والا رلانے کے لیے
منتظر ہیں سامعیں آنسو بہانے کے لیے

جس جگہ ہوتا ہے وصف بادشاہ کربلا
آتے ہیں قدسی وہاں آنکھیں بچھانے کے لیے

حق تو یہ ہے امتحان صبر شہ منظور تھا
سب غم و رنج و الم تھے آزمانے کے لیے

غازیوں کے دل میں تھی کیا کیا شہادت کی امنگ
جاتے تھے کس کس خوشی سے سر کٹانے کے لیے

خوش ہوے اکبر دم آخر پدر کو دیکھ کر
برگ گل سے ہلگئے لب مسکرانے کے لیے

جانشین ساقی کوثر پہ پانی بند تھا
اور اُدھر آب رواں تھا اک زمانے کے لیے

اک ذرا انصاف سے بہر خدا فرمائیے
تھا گلوے اصغر ناداں نشانے کے لیے

غازیان فوج دیں کہتے تھے کچھ پروا نہیں
سر کٹانے کے لیے ہے جان جانے کے لیے

قید کی تکلیف بچوں کا الم بہنوں کا غم
اے فلک زینب تھی یہ صدمے اٹھانے کے لیے

بیکسی شاہ پر روتا تھا ابر نو بہار
آئی تھی مقتل میں صرصر خاک اڑانے کے لیے

ہنستے تھے ظالم تو رو دیتے تھے سجاد حزیں
اک بہانہ تھا انھیں آنسو بہانے کے لیے

ہستی موہوم کا صفدر نہیں کچھ اعتبار
ہے یہ نقش عالم فانی مٹانے کے لیے

شاہ نے چھوڑا مدینہ غم اٹھانے کے لیے
کربلا میں آئے تھے جنگل بسانے کے لیے

قبلۂ کونین نے کیا کیا سہے رنج و الم
کارہاے امت عاصی بنانے کے لیے

آنکھ رونے کو زباں ہے بہر مدح پنجتن
دل ولا کے واسطے سر آستانے کے لیے

کس خوشی سے آئے تھے مقتل میں غازی سر بکف
راہ حق میں نقد جان و دل لٹانے کے لیے

اکبر و عباس کیا کیا جرأتیں دکھلا گئے
رہ گئے نام و نشان باقی فسانے کے لیے

عابد بیمار رو رو دیکھکر سوئے فلک
بیڑیاں لائے ستمگر جب پنہانے کے لیے

تھے ہزاروں صدمۂ غم ایک جانِ زار پر
سیکڑوں تیر ستم تھے اک دل کھانے کے لیے

شاہ بیکس نے اٹھایا صدمۂ بے انتہا
ہم گنہگاروں کے عصیاں بخشوانے کے لیے

سیر عالم کر چکے صفدرؔ چلو سوئے عدم
قافلہ تیار ہے دنیا سے جانے کے لیے

اُس شہِ خاص و عام پر جبر ابھی ہو سلام بھی
جو ہے امام دو جہاں ہادی خاص و عام بھی

شاہ پہ جو فدا ہوئے انکے عجب نصیب تھے
باغ جناں بھی ملگیا رہ گیا انکا نام بھی

ٹکڑے ٹکڑے دنوں میں رو سیاہ ہو گئے غارت و تباہ
شمر بھی ابن سعد بھی فوج بھی شاہِ شام بھی

ظلم کی انتہا نہ تھی ایک جسم کیواسطے
تیر بھی تھے کمان بھی نیزے بھی تھے حسام بھی

قاسم نامراد کو بیاہ کی کیا خوشی ہوئی
شادی کے اہتمام میں موت کا تھا پیام بھی

ہوتے تھے غازیان دیں راہ خدا میں جو فدا
آتی تھی خلد کی ہوا لاتی تھیں حوریں جام بھی

صبر کی انتہا نہ تھی شکر خدا تھا ہر گھڑی
بند تھا تین روز سے آب بھی اور طعام بھی

حرص جہاں کا ہو برا سیکڑوں کو پھنسا دیا
دشمن دیں کے پاس تھا دانہ بھی اور دام بھی

مر چکے جب رفیق و یار شہ کا عجب حال تھا
آنکھوں میں اشک لب پہ آہ یاس کے تھے کلام بھی

دشت بلا کو دیکھکر بھائی سے شاہ نے کہا
یہ وہ زمیں ہے جس جگہ کوچ بھی ہے مقام بھی

خاک میں آہ ملگیا اکبر نوجواں کا حسن
عارض تابناک بھی گیسوئے مشکفام بھی

لشکر شام سے کہا سبط نبی نے حیف ہی
قتل بھی کرتے ہو مجھے جانتے ہو امام بھی

دشت بلا سے شام تک جا کے پہنکے بیڑیان
چل نہ سکے جو ناتوان ضعف سے چند گام بھی

اہل حرم جو ہر سحر ہوتے تھے غم سے نوحہ گر
روتے تھے انکے حال پر کوئی بھی اہل شام بھی

کہتے تھے یہ امام دین رنج و الم کی حد نہین
تن سے جدا ہو سر کہین قصہ ہو یہ تمام بھی

ماتم شاہ انس و جان ارض و سما مین ہی عیان
جن و ملک ہین نوحہ خوان روتے ہین خاص و عام بھی

صفدر مدح خوان ترا اب یہ امیدوار ہی
فرد مین ذاکرون کے ہو نام بھی اور کلام بھی

ای مجرئی حسین کی کیا بارگاہ ہی
جس مین گدا کو مرتبۂ بادشاہ ہی

حیران ہون منہ دکھائیگا محشر مین کیا یزید
خون حسین خون رسالت پناہ ہی

اٹھا ہی کربلا مین یہ طوفان ظلم و جور
خشکی مین اہل بیت کی کشتی تباہ ہی

گھیرا ہی آکے شام کے لشکر نے شاہ کو
ہالہ ہی گرد بیچ مین زہرا کا ماہ ہی

جاتا ہی ایک ایک ادھر سے رفیق شاہ
بلوہ ادھر ہی فوج کا بیحد سیاہ ہی

اکبر کو دین امام کہ عباس کو رضا
بازو کا ہی یہ دور وہ نور نگاہ ہی

کس کس خوشی سے کرتے ہین مولا پہ سر نثار
میدان قتل غازیونکو عیدگاہ ہی

خویش و رفیق جتنے تھے سب قتل ہو چکے
تنہا امام رہ گئے اور قتل گاہ ہی

میدان مین شادیانے بجاتے ہین اہل کین
انکی زبان پہ اشہد ان لا الہ ہی

دکھلا کے کشتہ مین علی اصغر کو شاہ دین
تشنہ ہی شیرخوار ہی اور بیگناہ ہی

اس چھوٹے مہمان سے نہ پانی کرو عزیز — پیاسا ہے تین روز سے حالت تباہ ہے
لڑکر گرے ہین شاہ جو گھوڑے سے خاک پر — آمادہ قتل کرنے پہ ہر کینہ خواہ ہے
ق
رو رو کے اہل بیت یہ کہتے تھے شمر سے — خوف خدا بھی کچھ تجھے او روسیاہ ہے
خنجر کے رگڑے دیتا ہے جس حلق خشک پر — اے بے حیا رسول کی یہ بوسہ گاہ ہے
ظالم ہے جسکے سینۂ زخمی پہ تو سوار — یہ شہسوار دوش رسالت پناہ ہے
آخر شہید ہو گئے وہ شاہ تشنہ کام — غارت کو سوئے خیمہ روانہ سپاہ ہے
اونٹوں پہ سر برہنہ ہین سب بیبیاں سوار — نوک سنان پہ فرق شہ دین پناہ ہے
گریاں ملک فلک پہ لرزتا ہے آسمان — آندھی سیاہ چلتی ہے عالم تباہ ہے
جاتے ہین ملک شام کو سجاد اس طرح — تن پر نہ پیرہن ہے نہ سر پر کلاہ ہے
شدت ہے تپ کی پاؤں مین بیڑی گلے مین طوق — بیمار ہے ضعیف ہے حالت تباہ ہے
لیکن ہے ہر قدم پہ یہ زنجیر کی صدا — حقا یہی تو بخشش امت کی راہ ہے

صفدر چلو حسین کے روضہ پہ بیٹھنے
سب کچھ وہاں ملیگا بڑی بارگاہ ہے

اے مجرئی جو بیت ہے اپنے سلام کی — مفتاح ہے وہ روضۂ دار السلام کی
دل جانتا ہے قدر کلام امام کی — ہر بات ہے حدیث رسول انام کی
ہر وقت یاد آتی جو غربت امام کی — ہر صبح ہنسنے روکے محرم مین شام کی
کوثر کا جام ساقی کوثر سے پائیگا — رکھتا ہے جو سبیل شہیدوں کے نام کی

حضرت برائے بخشش امت ہوئے شہید
در اجب ہی سب پہ تعزیہ داری امام کی

بزم عزائے شاہ کا اللہ رے مرتبہ
سرمہ ہی چشم حور کا خاک اس مقام کی

حوریں بھی رو گئے آئی ہیں غلماں بھی شاہ کو
کچھ کم نہیں بہشت سے مجلس امام کی

سر تک دیا نہ بیعت فاسق قبول کی
کیا شان ہی حسین علیہ السلام کی

آئی ہی کربلا سے اگر تو ذرا ٹھہر
بو تجھ میں ای نسیم ہی خونِ امام کی

نوحہ کریں حسین پہ رو لیں غریب کو
غربت ہی پیش چشم نہیں اس مقام کی

اصغر کے غم میں روتی تھی بانو یہ کہکے بین
کم عمر تم گئے ہوئی تاثیر نام کی

فرمایا شاہ دیں نے جو اکبر ہوئے شہید
تصویر آج مٹ گئی خیر الانام کی

ہی قتل شاہ ترجمہ ذبح عظیم کا
تفسیر کی جری نے خدا کے کلام کی

ہر بزم غم میں مہدی ہادی کا ہی نزول
تسبیح میں ضرور ہی شرکت امام کی

ق

کہتے تھے حر کی لاش کو یوں دیکھکر ملک
تقدیر کیسی لڑ گئی اس تشنہ کام کی

زخم گلو پہ باندھ کے رومال فاطمہ
آقا نے کیا بڑھائی ہی عزت غلام کی

حقا حسین پر ہی شہادت کا خاتمہ
جیسے نبی پہ حق نے نبوت تمام کی

کہتے تھے شاہ پیاس کا کچھ غم نہیں ہمیں
لذت ابھی سے لب پہ ہی کوثر کے جام کی

چشم عدو سے کیسے اٹھے پردۂ حیا
چھینی ردائیں عترت خیر الانام کی

بچوں کو گود میں لیے پھرتے تھے اہلبیت
جلتی تھیں چار سمت قناتیں خیام کی

دشت بلا میں لاشے شہیدوں کے کانپ اٹھے
فریاد سنکے زینب ناشاد کام کی

شہ نے کہا مین مصحف ناطق کا ہون پسر
بولے عدو کہ اسمین جگہ کیا کلام کی

میدان حشر تھا شب عاشور دشت ظلم
تا صبح آتی جمع ہوئی فوج شام کی

لشکر مین شاہ دین کے بہتر جوان تھے کل
اس سمت انتہا تھی نہ کچھ اژدحام کی

کہتے تھے شاہ پانی دو اصغر کو ظالمو
جاری ہے نہر کیا ہے بساط ایک جام کی

حر نے یہ ہاتھ باندھ کے حضرت سے عرض کی
یا شاہ دین قبول ہو تو یہ غلام کی

عفو و قصور شہ نے کیا واہ رے کرم
بتلائی راہ خضر نے دار السلام کی

بھولی دعا سے بخشش امت نہ شاہ کو
آسودم کہ تھی زبانکو نہ طاقت کلام کی

(ق)
نیزون پہ سر شہیدون کے اونٹون پہ اہلبیت
غل تھا کہ آج فتح ہوئی میر شام کی

کپڑے بدلکے آئین تماشے کو مرد و زن
ہے عید قتل سبط رسول انام کی

(ق)
دربار مین یزید سے یہ شمر نے کہا
سونے سے ڈھال آج تو بھر دے غلام کی

جن جنکے مارے ہمنے رفیقان شاہ دین
دن رہگیا تھا کچھ کہ لڑائی تمام کی

دست و گلو مین جنکے رسن سے بندھے ہوے
عترت یہی ہے بادشہ تشنہ کام کی

سر ننگے ہے جو سامنے تیرے کھڑی ہوئی
زینب یہی نواسی ہے خیر الانام کی

لکھا ہے لٹ کے آئے جو شہر مین اہلبیت
فریاد تھی ہر ایک طرف واامام کی

فریاد کی جو بیبیون نے سر کھول کھول کر
ہلنے لگی ضریح رسول انام کی

صفدر جو سر پہ حیدر صفدر کا سایہ ہے
دہشت نہین ہے گرمی روز قیام کی

سلام
سر عبادت مین رہا مصروف جو دل سے
خبر تھی سجدۂ حق مین نہ خنجر سے نہ قاتل

ستم اعدا کا شہ کی بیکسی مشہور ہے اب تک
ہوا ہے حق کبھی پوشیدہ کہیں عالم میں باطل سے

جو پہونچے کربلا میں شاہ زینب نے کہا رو کر
نہایت بیقراری دلکو ہے اس سخت منزل سے

کہا شہ نے سفر ہے ختم اب یان سے نہ جائینگے
کٹینگے سر اسی مقتل میں سب کے تیغ قاتل سے

نکلتا تھا ادھر ایک ایک غازی لشکر شہ سے
ادھر لاکھوں کھڑے لیکن بھاگ جاتے تھے مقابل سے

نہایت شاہ کو صدمہ ہوا مرنے سے اکبر کے
جوان بیٹے کا پوچھے داغ کوئی باپ کے دل سے

بدن مجروح آنکھوں میں اندھیرا بھوک کی شدت
اٹھائی لاش اکبر ضعف میں حضرت نے مشکل سے

کہا شہ نے کہ ماں ہے فاطمہ نانا نبی میرا
نہیں آگاہ کیا اے قوم تم میرے فضائل سے

ذرا سوچو تو دل میں کیا جواب اس وقت تم دوگے
کرونگا حشر میں فریاد جب میں رب عادل سے

ہزاروں زخم تن پر اور شہ دو روز کے پیاسے
اذیت پیاس کی اے منصفو پوچھو تو بسمل سے

لعینوں نے ستم کیا کیا کیے سجاد بیکس پر
جکڑتا ہے کوئی بیمار کو طوق و سلاسل سے

لہو جو راہ میں عابد کے چھالوں سے ٹپکتا تھا
بیابان تک تھا فریادی زبان خار منزل سے

شہیدوں کے جو سر گرد شتر تھے سنانوں پر
ستاروں سے یہ بہتر تھے وہ بڑھکر ماہ کامل سے

کہا اہل حرم نے جب بازار شام میں پہونچے
کہاں ہیں وہ اتارا کرتے تھے ہمکو جو محمل سے

طلب پانی کیا پیاسوں نے تیروں کی ہوئی بارش
عجب طوفان اٹھا ظلم کا دریا کے ساحل سے

دیا پانی نہ اس فخر سلیمان کو لعینوں نے
عزیز انگشتری جسکی پدر نے کی نہ سائل سے

سلام شاہ کیا موزوں کیا ہے تو نے اے صفدر
جو منصف ہیں کہینگے کم نہیں ہے تو بھی مقبل سے

اگر مشکل کشا ہوں حضرت مشکل کشا صفدر

تو ہوا آسان سے آسان جو مشکل ہے

بھری جنگ کے میدان میں جو اکبر آئے
غل ہوا فوج عدو میں کہ پیمبر آئے

شہ نے فرمایا مرا فاتحہ دینا زینب
سر و پانی جو کہیں تم کو میسر آئے

رو کے صغرا نے کہا پھر گئی قسمت کیسی
پھر کے شبیر نہ بھائی علی اکبر آئے

دی صدا حر نے کہ کیوں اے عمر سعد لعین
بھوکا پیاسا رہے مہمان جو گھر آئے

غل ہوا شام میں ناموس پیمبر ہیں یہی
جب حرم اونٹوں پہ بے مقنع و چادر آئے

لاش شبیر پہ ہر رات عزاداری کو
فاطمہ آئیں علی آئے پیمبر آئے

یہی صفدر کی تمنا ہے دلی ہے یارب
آستان بوسی شبیر میسر آئے

قطعہ تاریخ وفات برادرم صاحبزادہ محمد کلب حسن خان بہادر خلف
غفران مآب جناب نواب محمد سعید خان صاحب بہادر جنت آرامگاہ

واہ اے چرخ ستم پیشہ یہ کیا دور ترا
کیسے ایجاد ستم روز کیا کرتا ہے تو

نظر آتے ہیں عجب طرح کے تیرے حرکات
درد کے جیسے نکلتے ہیں ہزاروں پہلو

کون لالہ ہے نہیں رنگ فنا کا جس میں
کونسا پھول ہے جس میں نہیں مٹ جانے کی بو

اہل دنیا میں جو مقتول تو دنیا مقتل
تہ شمشیر ہے گردن تہ خنجر ہے گلو

شام کو چلتی تھی جس بزم میں عشرت کی شراب
صبح دیکھا تو شکستہ تھے خم و جام و سبو

حال دولت کا جو دیکھو تو ہوا کا جھونکا
وقفۂ زیست کو پوچھو تو حباب لب جو

منفعل جلسے رہے نرگس شہلا سے چمن
انکھیں انکھوں سے جو دیکھو تو وہ رو دیں لہو

کیا کہون حادثہ مجھپر جو پڑا ان روزون | کون تقصیر تھی میری جو ہوا چرخ عدو
نخل جان کلب حسن خان تھا جو بھائی میرا | چھٹ گیا مجھ سے ابھی اسکی جوانی کی نمو
ہاے افسوس نہ دی اسکو قضا نے مہلت | پردۂ خاک مین پوشیدہ ہوا آئینہ رو
جوش غم نے یہ کیا ہجر سے دلکو پانی | ضبط کرتا ہون مگر تھم نہین سکتے آنسو
عمر کیا تھی ابھی پچیس برس کا سن تھا | کھا گئی کسکی نظر چل گیا کسکا جادو
دل یہ مرنیکے نہ تھے روٹھ گئے ہو مجھ سے | مین منا لاؤن مگر کچھ نہین چلتا قابو

نزع کے وقت یہ تاریخ کہی صفدر نے
آہ ای کلب حسن توڑ چلے تم بازو
۱۲۹۴ھ

تاریخ مسند نشینی جناب نواب محمد کلب علیخان صاحب بہادر فرمانروای رامپور

مسند پہ جو بیٹھا وہ مہ برج کمال | با عزت و شان و جاہ و اقبال و جلال
صفدر نے جلوس کی یہ تاریخ کہی | ہر سمت ہوئی عروس صبح اقبال
۱۲۸۱

قطعہ در تہنیت تشریف آوری نواب محمد کلب علی خان بہادر از سفر حجاز

ازل کے روز سے جو لوگ ہین سعادتمند | وہی ہین حکم خدا اور رسول کے پابند
خیال جاہ و تجمل مین کب یہ رہتا ہی | کہ عیش مین ہو مشقت پسے ثواب پسند
کرین جو دولت دنیا مین فکر دولت دین | کہان ہین ایسے جوانمرد زیر چرخ بلند
خدا تو تاج حکومت سے سرفراز کرے | جھکین یہ سجدہ مین محراب کعبہ کے مانند

یہ شرطِ عشق خدا ہے کہ دل سے محو رہے   خیال دولت و زر الفت زن و فرزند

ہزار بعد مسافت ہو کھینچ لیجا ئے   کشش دکھلائے اگر الفت خدا کی کمند

وہی ہے عشق ترقی ہو جسکو روز بروز   وہی ہے شوق جو ہر دم ہوا ایک سے دہ چند

یہ حال حضرت نواب کا ہمارے ہے   سوا ہے شوکت و رفعت سے کے آفتاب بلند

جناب کلب علیخان بہادر ذیشان   کہ جسکے فیض کی کھاتے ہیں بحر و کان سوگند

ہزار شغل جہانبانی و جہانداری   ہزار فکر نظام امور و دفع گزند

حصول حج و زیارت پہ بندھ گئی جو کمر   وہ قطب دین ہے سے سیار مہر کے مانند

ندیم سب حکما ساتھ ہمنشین علما   بڑی ترک سے یکایک اٹھی عنان سمند

دیار ہند سے تا ملک یثرب و بطحا   کہاں کہاں نہ ہوئی آنسے خلق فائدہ مند

لٹائے گنج یہ مکے میں اور مدینے میں   کہ مصطفے ہوئے راضی خدا ہوا خرسند

طریق آمد و شد جب تلک رہا در پیش   درِ خزانہ عالی ہوا نہ دم بھر بند

شریف کعبہ تو کیا سارے ساکنان حرم   امیر ہو گئے دستِ سخا ہوا یہ بلند

اسی طرح سے مدینے میں بھی لٹائے گنج   تمام شہر میں باقی رہا نہ حاجتمند

ہوئی قبول زیارت یہ حج ہوا مقبول   کہ جہد دین میں خدا اور رسول کو ہے پسند

کہاں تلک کوئی نواب کی کرے تعریف   کہ ہر کمال میں ہیں بیمثال و بے مانند

دعا کا وقت ہے صفدر خدا سے کر یہ دعا   کہ یا کریم تجھے اپنے دوست کی سوگند

بڑھے حیات ترقی ہو عمر و دولت کو   رہے ستارۂ اقبال مثل مہر بلند

قطعہ در تہنیت خلعت پوشی جناب نواب محمد مشتاق علیخان صاحب بہادر

حضور معلی کو خلعت مبارک ریاست مبارک حکومت مبارک

ندا ہاتف غیب کی آرہی ہے یہ شوکت یہ ثروت یہ حشمت مبارک

یہی آجکل ہے ہر اک کی زبان پر مبارک سلامت سلامت مبارک

ملا قیصر ہند سے جاہ و منصب ترقی اقبال و دولت مبارک

پھرے فرق اقدس پہ چتر ہمایون قدم کو ہو تخت حکومت مبارک

تمہین کی حاتم کی کسریٰ کی صورت شجاعت سخاوت عدالت مبارک

یہ دن عید کے دن سے بھی ہے زیادہ ہوا خواہون کو یہ مسرت مبارک

اس ایوان مین ہر روز ہو جشن شادی یہ سامان یہ جلسہ یہ صحبت مبارک

ہو اورنگ فرمانروائی کو شاہا قدم سے ترے زیب و زینت مبارک

رہے عمر بھر سکۂ حکمرانی یہ طبل ریاست یہ رایت مبارک

رعایا رہے سایۂ عاطفت مین محبون کو ہو عیش و عشرت مبارک

خوشی خرمی تہنیت دوستونکو جو دشمن ہون انکو خجالت مبارک

کسی کا شگفتہ ہو دل مثل غنچہ گل نو دمیدہ کی نکہت مبارک

خیابان عشرت مین لالے کی صورت کسی دل کو ہو داغ حسرت مبارک

رہے جام سے جبتلک نام جم کا ہو سرکار کو جشن عشرت مبارک

سکندر سے جبتک ہے آئینہ باقی ہو آفاق پر فتح و نصرت مبارک

رہین مہر و مہ جبتلک آسمان پر — مرے شاہ کو اوج رفعت مبارک
خداوند عالم سے صفدر دعا ہی — کہ نواب کو جشن صحبت مبارک
نہ چھوٹے کبھی دامن فیض ہم سے — شب و روز ہمکو اطاعت مبارک

قطعہ در تہنیت مسند نشینی اعلیٰحضرت قدر قدرت جناب نواب محمد حامد علی خانصاحب بہادر دام ملکہم و اقبالہم

مرے نواب تجھپر چتر رحمت سایہ گستر ہو — عنایت ساقی کوثر کی ہو لطف پیمبر ہو
شب قدر و شب معراج ہو ہر شب سعادت مین — سراسر روز روز عید سے عشرت مین بڑھکر ہو
رہے مثل فریدون و فرق پر تاج جہانبانی — سکندر کیطرح تخت حکومت ہفت کشور ہو
الٰہی قاف سے تا قاف قبضے مین ترے آئے — سلیمان کیطرح سارا جہان تیرا مسخر ہو
زیادہ ہو تری دولت دو بالا ہو تری حشمت — ملے رتبہ تجھے دنیا مین جو برتر سے برتر ہو
محب کو تیرے شام حشر صبح عید ہو یارب — عدو کو تیرے روز عید شام صبح محشر ہو
نسیم عدل سے تیرے جہان سرسبز ہو یارب — شمیم خلق سے تیرے شہا عالم معطر ہو
چمن مین صورت باد بہاری تو اگر جائے — یقین یہ ہی کہ خار خشک تا سے لیے گل تر ہو
نہال آرزو یارب مراد و نکے ثمر لائے — گل مقصود گلزار جہان مین تازہ و تر ہو
ریاض دہر مین ہو شاہد گل جلوہ گر جبتک — نہال دولت و اقبال تیرا بار آور ہو

رہے ممدوح دوران کو شرف ہو مدح کو تجھ سے
ہمیشہ بزم عالم مین ترا مداح صفدر ہو
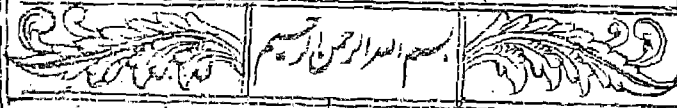
قطعہ در بیان محفل رقص وسرود

ہوا ہے عیش سے محفل تھی رات کو گلزار ہجوم لالہ رخون کا دکھا رہا تھا بہار
کھڑے تھے ناچنے گانے کو سیکڑون بدمست ہر ایک نشۂ کسب وکمال سے سرشار
کہین بناؤ کیے رنڈیون کا جھرمٹ تھا وہ انکے گھنگروؤنکی رقص مین عجب جھنکار
وہ لیکے ہاتھو مین پشواز ناز سے چلنا وہ نازکی سے لچکنا کمر دم رفتار
وہ تھاپ طبلونکی سارنگیون کا وہ لہرا گمک وہ بائین کی ہوتی تھی آسمان کے پار
سریلی انکی وہ آوازین تان لیتی ہین وہ لفظ لفظ پہ گانے بتانے مین تکرار
کسی کی تیر نگہ سے ہوا کوئی بسمل چلی کسی کی کہین تیغ ابروے خمدار
بتا رہی تھی کوئی اپنے جنس حسن کا بھاؤ دکھا رہی تھی کوئی اپنی گرمی بازار
کہین تھا بہاگ کہین پوربا کہین سورٹھ کہین شہانہ کہین کانہڑا کہین تھی بہار
کہین تھا سگھ کہین سنگھڑا کہین کامود کہین سندورہ کہین سادنی کہین تھا ملار
کہین تلنگ کہین دیس تھا کہین کھماچ کہین پرج تھی کلنگڑا کہین کہین گندھار
کہین کتھک کہین کشمیری تھے کہین نقال کھڑے تھے مجرے کو پشوازین پہنے سب تیار
کہین الاپ گمک تان اپج کا چرچا تھا کہین تھا ناچنے مین تال سم کہین جھنکار
بجا رہے تھے کسی سمت اہل کسب کمال سرود بین سر آئینہ سرسنگار ستار
کہین بجاتے تھے بیٹھے ہوے نوازندے نفیری بانسری الغوزہ چنگ موسیقار
عجیب طرح کا ہنگامہ تھا عجب محفل تھا ناچ گانے کا غل گنبد فلک کے پار

خیال طول سخن ہے وگرنہ اے صفدر
ہزار شعر بھی کہنا مجھے نہ تھا دشوار

نامہ

مرے دلربا محرم و غمگسار　　انیس دل و مونس جان زار
ریاض لطافت کے سرو رواں　　سرور دل و راحت جسم و جان
ہمیشہ صحیح و سلامت رہو　　سلامت رہو تا قیامت رہو
اگر سن سکو تم بیان فراق　　سناؤں تمھیں داستان فراق
ہوا تم سے رخصت میں جس دم اُدھر　　اُٹھا اسقدر دود آہ جگر
کہ یکبار گی ابر غم چھا گیا　　اندھیرا سا پیش نظر آگیا
لگی کوندنے برق رنج و ملال　　مصیبت میں یاد آیا عیش و وصال
مری چشم تھی غیرت آبشار　　مرا گریہ تھا رشک ابر بہار
کبھی کم ہوا جوش رقت اگر　　تو آہ شرربار تھی نوحہ گر
ادھر آگیا لب پہ شور و فغان　　اُدھر دہر میں غل اُٹھا الامان
ہوئی عقل یہ دیکھکر نکتہ سنج　　کہا خیر ہے کس لیے ہے یہ رنج
اگر یوں ہی روتے رہے عمر بھر　　نہ ہوگا کبھی اُنکے دل میں اثر
اُدھر شوق نے [illegible]　　کہ زنہار کہنے پہ اُسکے نہ جا
رہے جو محبت میں ثابت قدم　　یہ مقصد [illegible] رہو شاد کام

یہ سنتے ہی پھر آگیا ہوش مین — لکھی یہ غزل مین نے اُس جوش مین

غزل

قسمت سے مین کہان ہون وہ گلبدن کہان ہی — بلبل چمن سے چھٹ کر گم کردہ آشیان ہی

عاشق ہوے تو پھر کیا دیر و حرم سے مطلب — سر صبح یہ جبین ہی وہ سنگ آستان ہی

راز نہان سے اپنے واقف نہین ہی کوئی — اک درد دل ہمارا مدت کا رازدان ہی

لاکھون مین پاس حسرت اک دل ہی نیم بسمل — صدمے ہزار ہا ہین اک جان ناتوان ہی

قاصد سے حال پنہان باد صبا سے مخفی
صفدر جہان مین کوئی تیرا کبھی رازدان ہی

الٰہی دکھا مجھکو دیدار یار — کہ ہو دل کو پہلو مین صبر و قرار

خدا نے دعا کی مری مستجاب — کہ تصویرونکی ہاتھ آئی کتاب

نظر جب پڑی تیری تصویر پر — گئین صورتین سب کی دل سے اُتر

اُسے دیکھکر خوب رویا کیا — بہت داغ دل اپنے دھویا کیا

کیے گوہر اشک اُسپر نثار — پھر اگرد تصویر کے بار بار

اگرچہ ہوا نامے کا اختتام — مگر شوق دل رہ گیا ناتمام

لکھونگا مین کچھ اور بھی حال زار — ملا درد و غم سے جو دل کو قرار

اشعار متفرق

مین صحبت دلدار مین اکثر گیا تھا — دل سینے مین بیتاب تھا مدت سے جدا تھا

بیساختہ اُسوقت کہا آکے کسی نے	دیکھا عجب اک سانحہ جو ہوش ربا تھا
غل تھا کہ خدا جانے یہ دیوانہ ہے کسکا	کل راہ مین اک خاک بسر ہمکو ملا تھا
ہر گام زمین ہلتی تھی فریاد و فغان سے	زنجیر کی جھنکار سے اک حشر بپا تھا

اُس فتنۂ عالم نے کہا سوچکے دل مین
وہ صفدر وارفتہ ہے ہمنے بھی سُنا تھا

دیگر

پھر ہوا ہے فصل گل مین جوش وحشت اندنون	پھر کسی پر یہ دل پر اضطراب آنے کو ہے
سبزہ ہے ٹھنڈی ہوا ہے یار ہے گلزار ہے	ساقیا جام و صراحی لا سحاب آنیکو ہے

دیگر

دل کو ہمارے صفدر اب اُسکی جستجو ہے	دیر و حرم مین عاشق جسکو پکارتے ہین

دیگر

کہتے نہین مضمون کوئی سست غزل مین	رہتا نہین کانٹا کبھی گلشن مین ہمارے

دیگر

دل کھنچا جاتا تھا دیوانون کا اک اک کا	یہ تو فریاد کسی تازہ گرفتار کی تھی

نگارخانۂ صفدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دونون عالم سے محبت کے ہین نیرنگ جدا ‏ اس گلستان کا ہر اک رنگ ہے ہر رنگ جدا
یہ مرقع ہی الگ سب سے ہے اور رنگ جدا ‏ یہ صدا اور یہ راگ اور یہ آہنگ جدا

ہر کسی سے نہ جہا ئین یہ حقیقت پوچھو
صاحب درد سے اس درد کی لذت پوچھو

اسکا ہمدم ہی پریشان کوئی حیران کوئی ‏ چاک دامن ہے کوئی چاک گریبان کوئی
سر بصحرا ہے کوئی بے سر و سامان کوئی ‏ غرق دریا ہے کوئی قیدی زندان کوئی

کون نیرنگ حسینان فسونگر سے بچے
رحمت حق ہو تو ہنگامۂ محشر سے بچے

اس ستمگار نے ویران کیے گلشن کیا کیا ‏ پھونکے اس برق شرربار نے خرمن کیا کیا
پرزے پرزے کیے اس خار نے دامن کیا کیا ‏ نوجوانون کے ملے خاک مین جوبن کیا کیا

خانہ بردوش ہوئے عاشق شیدا لاکھون
اہل ناموس ہوئے عشق مین رسوا لاکھون

یہ وہ صحرا ہی کہ ہر گام پہ ہین خار اسمین
یہ وہ جادہ ہی کہ دشوار ہی رفتار اسمین
یہ وہ دریا ہی کہ ہر موج ہی تلوار اسمین
سست کا کام نہین چاہیے ہشیار اسمین

جس سے ہو جائے ملاقات ملاقات رہے
دام سے صید نکلجائے تو کیا بات رہے

ساری باتونکی خبر چاہیے عاشق کے لیے
حفظ ہر شام وسحر چاہیے عاشق کے لیے
ذرے ذرے پہ نظر چاہیے عاشق کے لیے
جستجو آٹھ پہر چاہیے عاشق کے لیے

رنگ الفت نہ کسی طرح بدلنے پائے
آکے شیشے مین پری پھر نہ نکلنے پائے

دلمین آتا ہی طلسم ایک بناؤن تازہ
باغ سبز اپنی محبت کا دکھاؤن تازہ
داستان عشق کی یارونکو سناؤن تازہ
جس سے آجائے ہنسی گل وہ کھلاؤن تازہ

سب ہون مشتاق نیا رنگ ہویدا ہوجائے
بھیڑ لگ جائے فسونگر کا تماشا ہوجائے

اندنون ایک پریوش سے ملاقات ہوئی
صحبت عیش وطرب گرم جو دن رات ہوئی
دونون جانب سے بڑھا ربط مدارات ہوئی
جس سے بڑھکر نہ کوئی بات ہو وہ بات ہوئی

شب بسر ہوتی تھی باہم گل وشبنم کی طرح

دن کو اک جان و دو قالب خط توام کی طرح

دل سے اُس شاہد مخمور کا دیوانہ ہوا
شمع رخسار پہ سو جان سے پروانہ ہوا
ہوش مطلق نہ رہا سب سے مین بیگانہ ہوا
دل ہوا چاک تو اُن گیسوؤن کا شانہ ہوا

رشک عذرا تھا جو وہ وامق مفتون مین تھا
وہ اگر غیرت لیلی تھا تو مجنون مین تھا

سیکڑون ناز اُدھر تھے تو ادھر لاکھ نیاز
اُس پہ پردہ یہ مجھے فخر اُسے مجھ پر ناز
شمع و پروانہ صفت دونون طرف سوز و گداز
ساتھ ہر وقت کا جسطرح دو رکعت کی نماز

حبذا ربط یکے شد دل و جانِ من و تو
من و تو گم شدہ ای دوست میانِ من و تو

جو مری چال وہی اُس بت کم سن کا چلن
ایک دل ایک زبان ایک سخن ایک دہن
دل مین کچھ پیچ نہ پیشانی انور پہ شکن
جملہ تسلیم و رضا تابع فرمان ہمہ تن

مین جو کچھ بات کہون وہ بھی وہی بات کہے
دن کہون دن کہے گر رات کہون رات کہے

فلک تفرقہ پرداز کو بھائے نہ یہ طور
چار ہی روز مین کچھ رنگ ہوا اور سے اور
فتنہ پردازون کا خدمت مین ہوا اُسکے دور
مہر و الفت نہ رہی ہو گیا آمادۂ جور

وہ مروت وہ عنایت وہ مدارات گئی
رفتہ رفتہ وہ محبت وہ ملاقات گئی

دل جہان چاہا وہ جا جا کے وہان رہنے لگے ۔ دور لے لے کے کرایے کا مکان رہنے لگے
نہین معلوم کہ چھپ چھپکے کہان رہنے لگے ۔ صورتِ رازِ نہان ہمسے نہان رہنے لگے

شکل ملنے کی گئی قانع امید ہوے
دن کو مہتاب ہوے رات کو خورشید ہوے

آدمی روز بتا ہمنے لگا کر بھیجا ۔ کبھی قاصد کبھی خط کبھی کبوتر بھیجا
اک نہ اک تحفہ شب و روز برابر بھیجا ۔ کبھی پوشاک کی کشتی کبھی زیور بھیجا

جب گیا کوئی یہ معلوم ہوا گھر مین نہین
جسنے جسوقت پکارا یہ سنا گھر مین نہین

عقل حیران کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی ۔ دل پریشان کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی
غم فراوان کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی ۔ ہوش پران کہ الٰہی سبب اسکا کیا ہی

باہمہ لطف و کرم قہر و غضب را چہ علاج
ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج

جسقدر فرقتِ دلدار کو عرصہ گذرا ۔ اضطراب دل بیتاب ہوا اور سوا
صبر کافور ہوا ہوش ہوے سر سے ہوا ۔ رفتہ رفتہ ہوے آثار جنون کے پیدا

اشک بہ بہ کے چلے گوشۂ دامان کیطرف
ہاتھ رہ رہ کے لگے اٹھنے گریبان کیطرف

فکر تھی دلمین الٰہی وہی مین ہون ناکام ۔ مشکلین غیرون کی آسان جو کرتا تھا کام

کیا ہوا آج مجھے ہے یہ تعجب کا مقام | دن کو فریاد و فغان نیند ہے راتوں کو حرام

چارہ گر درد کا جو ہو اُسے چارا نہ ملے
غرق ہوتے ہوئے تنکے کا سہارا نہ ملے

آخر کار ہوئی راہ نما عقل ادیب | زن سحتالہ جو ہمسایے میں رہتی تھی قریب
اُسکو بلوا کے کہا مین نے یہ احوال عجیب | ہنسکے بولی کہ مین آئی ہوں بیدار نصیب

سحر سے زاغ کو دم بھر مین ہما کرتی ہون
مشکل آسان ہے دیکھو تو مین کیا کرتی ہون

خلد سے حور کو باتوں مین لگا لاتی ہون | پردۂ قاف سے پریون کو اُڑا لاتی ہون
چرخ سے توڑ کے مہتاب سہا لاتی ہون | کام بگڑے ہوں دم بھر مین بنا لاتی ہون

شام کو شام سحر کو نہ سحر گنتی ہون
بلکہ اُڑتے ہوئے طائر کے مین پر گنتی ہون

مجھ سے یہ کہکے روان جانب بازار ہوئی | چوڑی والی وہ نئی مستعد کار ہوئی
چوڑیان لیکے وہان جانے کو تیار ہوئی | گھر مین اُسکے گئی دو روز مین مختار ہوئی

رازدان بنکے یہ باتوں مین لگایا اُسکو
کہ بغیر اِسکے کبھی چین نہ آیا اُسکو

رات بھر بیٹھ کے پاس اُسکے کہانی کہنا | سانحے عشق و محبت کے زبانی کہنا
چپکے چپکے کبھی اسرار نہانی کہنا | داستان کوئی نئی کوئی پرانی کہنا

تذکرے مہر و محبت کے سنانا اُسکو
ناز و اغماز کے انداز سکھانا اُسکو

وقت پاکر یہ کہا اُس سے کہ اےجان جہان
یہی دن سن ہین جوانی کے نکالو ارمان

جنسے پہلے تھی ملاقات وہی تھے خواہان
اور رعنا نہین آفاق مین کیا کوئی جوان

جنس اچھی ہے تو ہین آپ کے خریدار بہت
تم سلامت رہو دنیا مین طلبگار بہت

انکو تم سے جو سروکار نہین اور سہی
وہ اگر طالب دیدار نہین اور سہی

جی بہلنے کو وہ گلزار نہین اور سہی
سیر کرنے کو وہ بازار نہین اور سہی

زیب بازو ہے جو مرغوب تو زیور لاکھون
زینت گوش ہے مطلوب تو گوہر لاکھون

صاحب ذوق بھلا رہتے ہین پابند کہین
یہی اگر ہے تو جہان ہے یہ مثل جھوٹ نہین

مجھ سے فرماؤ تو لاؤن مین کوئی ماہ جبین
جس سے بہتر نہو دنیا مین کوئی اور حسین

ایک ہو لاکھ جوانون مین طرحدار بھی ہو
رشک یوسف بھی ہو عاشق بھی ہو ردار بھی ہو

ہوگی مرضی تو ابھی جان لُٹا دونگی مین
ارض و افلاک کے قلابے ملا دونگی مین

چن کے موتی کوئی بازار سے لادونگی مین
یون نہین پیشتر آنکھون سے دکھا دونگی مین

گرم بے دیکھے نہ بازار تماشا کرنا

دیکھ لینا تو سمجھ بوجھ کے سودا کرنا

اِسقدر چرب زبانی سے ملا رغن قاز
بائی مرضی تو بہ تعجیل چلی شعبدہ باز
دل میں پیدا ہوا اُس شمع تجلی کے گداز
سامنے آکے مرے دور سے دی یہ آواز

لو مبارک ہو بڑا کام کیا واہ ری میں
بت کو کعبے سے چھڑا لائی ہوں اسدر سی میں

اب کوئی روپ بناؤ یہ شباہت بدلو
چاہیے نقل مکاں بھی یہ عمارت بدلو
غیر کی شکل بنو اپنی یہ صورت بدلو
کہو کیا دوگے مجھے شرط تو حضرت بدلو

باغ سے جائے خزاں باد بہاری آئے
جس مکاں میں کہو اُس گل کی سواری آئے

مژدہ یہ سُنکے سوئے باغ گئے لوگ رواں
عیش و عشرت کے مہیا ہوئے سارے ساماں
صحن گلزار میں تھا ایک تکلف کا مکاں
در و دیوار سے تھا جلوۂ فردوس عیاں

مثل آئینہ کدورت سے زمیں پاک ہوئی
فرش زریں جو بچھا غیرت افلاک ہوئی

مثل فردوس جو گلشن تر و تازہ پایا
شیشہ آلات نے کچھ رنگ عجب دکھلایا
خوب اسباب تکلف سے اُسے سجوایا
روشنی نے شب مہتاب کو بھی شرمایا

شمع کا دود ہوا پر جو اُٹھا نور رہا
سنگ در تک بھی خوشی سے یہ بڑھا طور رہا

ڈالیاں پھولوں کی آتی تھیں نظر چار طرف — شیشیاں عطر کی موجود تھیں ہر چار طرف
عنبر و مشک ختن عود اگر چار طرف — جا بجا خوان گزک نقل و ثمر چار طرف

ہار پھولوں کے کہیں ساقی گلفام کہیں
بادۂ ناب کہیں شیشے کہیں جام کہیں

اُس طرف منہدی لگی رنگ جوانی چمکا — کھا کے بل دوش پہ لہرانے لگی زلف رسا
بدلی پوشاک نئی پھولوں کا زیور پہنا — سرمہ آنکھوں میں لگا پان کا لاکھا بھی جما

طرز بیداد نئی کاکل خمدار نے کی
اک قیامت تھی کہ پازیب کی جھنکار نے کی

ادر ادھر کو ہوے بہروپ کے سامان تمام — وہ بکھر ارد پہ کنٹھا بھی کرے جسکو سلام
زلف کی طرح سے رخسار ہوے سنبل فام — زیب تن صبح نے گویا کہ کیا جامۂ شام

بال سر کے ہوے بل کھا کے وہ گھونگھر والے
وہ تو کیا جس سے نہ پہچانیں برابر والے

دل میں پوشاک بدلنے کا پھر آیا جو خیال — انگرکھا پہنا کہ جو تنگ تھا اور حسب کمال
صاف ظاہر ہوا باندھا جو کمر سے رومال — عشق پیچہ کوئی لپٹا ہوا ہر گرد نہال

پائجامہ کہ جو لپٹا ہوا زانو سے رہے
بانکی ٹوپی جو ملی گوشۂ ابرو سے رہے

الغرض شام نے جلوہ جو دکھایا ہمکو — مژدۂ وصل مقدر نے سنایا ہمکو

اضطراب دل مضطر نے ستایا ہم کو
شوق گلشن کیطرف کھینچ کے لایا ہم کو

ہمنشین جا کے فرو کش ہوے والانون مین
مشورے نظم و نسق کے ہوے دربانون مین

مین تو مسند پہ یہان شکل بدلکر بیٹھا
زن محتالہ گئی سوے چمن مثل صبا
نہین معلوم وہان کونسا افسون پھونکا
طرفۃ العین مین آئی نہ ہوئی دیر ذرا

اُس پریرو کو محافے مین بٹھا کر لائی
نکہت گل کی طرح صاف اڑا کر لائی

در پہ اک دھوم ہوئی بخت کا اختر چمکا
دن پھرے عاشق شیدا کا مقدر چمکا
ظلمت ہجر گئی ماہ منور چمکا
بخت بیدار ہوے طالع صفدر چمکا

آئی اُس فتنۂ عالم کی سواری آئی
یا گلستان کی طرف باد بہاری آئی

تا در باغ گیا شوق مین سنکر یہ خبر
اُس پریزاد کو مسند پہ بٹھایا لاکر
چشم و دل دونون ہوے محو جمال دلبر
زن محتالہ کو خوش ہوکے دیا خلعت زر

پا کے انعام وہ خوش ہوکے گئی گھر کیطرف
متوجہ مین ہوا اُس مہ انور کی طرف

اُسنے وہ شکل وہ پوشاک جو بائی دیکھی
دیر تک شرم و تکلف سے کوئی بات نہ کی
مین نے پوچھا کہ ہوئی آپ کو حیرت کیسی
کہا حیران ہون کہ تقدیر کہان لے آئی

بندہ پرور مجھے کیون یاد کیا کام ہے کیا
یہ تو کہیے کہ اس آغاز کا انجام ہے کیا

کون ہین آپ بیان کیجیے کچھ نام و نشان
پوچھا کس کا ہے یہ گلشن یہ چمن رشک جنان
کہا مشہور ہون مین عاشق خوبان جہان
کہا مین نے کہ اسے جانیے آپ اپنا مکان
باغ سبز اُس گل رعنا کو دکھائے مین نے
اور یہی نام و نشان اپنے بتائے مین نے

دل بیتاب کو پھر ضبط کا یارا نہ رہا
بے حجابانہ اُسے ہاتھ پکڑ کر کھینچا
نشۂ بیخودی شوق نے مخمور کیا
لاکھ انکار کیا ایک نہ مانا کہنا
کس کشاکش سے مسہری مین لٹایا مین نے
خوب جی کھول کے سینے سے لگایا مین نے

شوق اِدھر ذوق اُدھر پیار اِدھر چاہ اُدھر
خواہش وصل اِدھر چھیڑنے پر آہ اُدھر
ایک ہی حالت دلخواہ ادھر خواہ اُدھر
طلب بوسۂ رخسار اِدھر واہ اُدھر
زلف کے چھونے پہ کھینچا مگر اک ناز کے ساتھ
لب پہ لب ہوئے پہ رکنا مگر انداز کے ساتھ

مستی شوق مین پھر خوب چلے جام پہ جام
اُٹھ گیا سارا تکلف نہ رہا شرم کا کام
شکل گل نشۂ مے سے ہوئے چہرے گلفام
دلبری کی کبھی باتین کبھی رنجش کے کلام
کچھ کا کچھ منہ سے کہا نشہ کی طغیانی مین

ننگی شمشیر بنی عالمِ عریانی میں

دل میں پھر دونوں طرف جوشِ محبت اٹھا
لطف اس رات جو اٹھا وہ بشرکت اٹھا

زندگانی کا مزہ کیا شبِ وصلت اٹھا
روح کو ذائقۂ میوۂ جنت اٹھا

پھر وہی رنگ جما صورتِ اصلی کی طرح
دو ورق تھے کہ بہم ہو گئے وصلی کی طرح

دو بجے صحبتِ عشرت کا گیا رنگ بدل
عالمِ خواب میں بھی دونوں رہے دست و بغل

عیشِ وصلت میں پڑا نیند کے جھونکوں سے خلل
نہ حیا کا کوئی موقع نہ تکلف کا محل

زانو دونوں کے سرِ شب سے رہے زانو آ سکے
طوقِ گردن ہوئے بل کھا کے وہ گیسو آ کے

وہ اُدھر نیند میں غافل یہ اِدھر خواب میں مست
صبح کے بعد نصیبوں کی گئی یہ شکست

جس طرح نشے میں بیہوش ہوں دو بادہ پرست
کہ نمایاں ہوئے آثارِ قیامت سرِ دست

شورِ محشر ہوئے کانوں کو گجر کی آواز
بن گئی دل کو چھری مرغِ سحر کی آواز

خواب راحت سے کھلی آنکھ جو ہنگامِ سحر
بسترِ خواب سے میں اٹھ کے گیا مسند پر

جلوہ گر تختِ فلک پر ہوا شاہِ خاور
سامنے وہ بھی عجب حال سے بیٹھے آکر

نشے میں چور سے ہوش ربا کے باعث
سر نہ اٹھتا تھا ذرا شرم و حیا کے باعث

کلیات صفدر

اُسطرف ضعف بدن سستی اعضا شکنی
اِسطرف چہرہ مسرت سے عقیق یمنی
اُسطرف شرم و حیا نیچی نظر کم سخنی
اِسطرف دل میں خوشی لب پہ ہنسی خندہ زنی

حوصلے خوب نکالے کوئی حسرت نہ رہی
رنج فرقت کی مقدر سے شکایت نہ رہی

پھر جو منظور ہوا آپ کو ظاہر کرنا
غسل کے واسطے حمام کو قصداً نہ گیا
سامنے اُسکے نہانے سے یہ مطلب تھا مرا
صاف ہو صورت اصلی نہ رہے کچھ پردا

مجھکو پہچان سکے وہ شوخ پشیمان ہو جائے
حوصلہ پھر نہ رہے تابع فرمان ہو جائے

الغرض غسل کی جسوقت کہ نوبت آئی
جسم شفاف ہوا چہرے پہ رنگت آئی
اُس پری رو کو نظر جب مری صورت آئی
رنگ فق ہو گیا ہوش اُڑ گئے حیرت آئی

وجہ تنبیہ ہوا رعب ہمارا اُسکو
جز اطاعت نہ رہا پھر کوئی چارہ اُسکو

منفعل ہوکے گرا پانوں پہ بھولا نگ و ناز
ایسے مغرور کو مطلق نہ رہا حسن پہ ناز
اشک آنکھوں سے رواں شمع صفت دل میں گداز
جوڑ کر ہاتھ کہا عفو کا دامن ہو دراز

واہ کیا بات تمھاری تمھیں پہچان گئے
ایک ہو ایک ہو تم جان گئے جان گئے

بخشدو پھر خدا ہو گی نہ اب ایسی خطا
کہا میں نے کسی نادان کو فقرہ یہ سنا

اب یقین تیری کسی بات کا مجکو نہ رہا
کہا ہم جھوٹ نہین بولتے لاحول ولا

تیری چاہت کی قسم تیری وفا کی سوگند
اپنے غمزے کی قسم اپنی ادا کی سوگند

مسکرایا جو مین بیساختہ سُنکر یہ قسم
قول بدلے تو قلم ہو یہ زبان مثل قلم
کہا سچ کہتے ہین واقف ہی بخدا عالم
شک اگر ہو تو ابھی چلکے اُٹھا لو نہین علم

ہاتھ پر سورۂ جن سورۂ رحمان رکھدو
لاؤ لاؤ مرے سر پر ابھی قرآن رکھدو

شرفِ مرتبۂ حضرت حوا کی قسم
پاکدامانی بلقیس و زلیخا کی قسم
دامن طیبۂ مادر عیسی کی قسم
سب سے بڑھکر ہی ہمین فاطمہ زہرا کی قسم

بانوے سید مظلوم کی عصمت کی قسم
حضرت زینبؑ و کلثومؑ کی عفت کی قسم

علم جعفرؓ طیار کی سوگند ہمین
تربت حیدرؓ کرار کی سوگند ہمین
شان عباسؑ علمدار کی سوگند ہمین
روضۂ احمدؐ مختار کی سوگند ہمین

لوث عصیان سے بچائینگے برابر دامن
کنوین مین ڈوب مرین ہو جو کبھی تر دامن

ایسی قسمون سے مرے دلکو ہوا جب یقین
گئی وحشت دل بیتاب نے پائی تسکین
کہا مین نے کہ بس اب شک مجھے زنہار نہین
پھر وہی باغ وہی پھول وہی ہین گلچین

بخت اسی طرح سے بیگانے یگانے کے پھرین
دن مرے جیسے پھرے سارے زمانے کے پھرین

نئے انداز کا واسوخت سنایا صفدر	جلوۂ حسن سخن خوب دکھایا صفدر
عشقبازی کا عجب رنگ جمایا صفدر	دل عشاق کو دیوانہ بنایا صفدر

ہے جو نافہم اُسے ذائقہ کیا آئیگا
صاحب فہم کو البتہ مزا آئیگا

قطعۂ تاریخ نتیجۂ طبع وقاد جناب منشی امیر احمد صاحب اُستاد حضرت مصنف

آجکل طبع شوخ صفدر نے	کی جو موزون حکایت شیرین
سر بزانو ہوا امیر فقیر	نام رکھا شکایت شیرین ۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر رسا شیخ امیراللہ صاحب تسلیم لکھنوی

زہے فکر بلند رشک سحبان	رئیس نامور صفدر علی خان
شرافت منتخب از گوہر او	امارت خانہ زاد چاکر او
بہ لطف و خلق در آفاق نامی	چو اجداد خود از اقران گرامی
جنابش قبلۂ ہمت بلندان	درش امیدگاہ مستمندان
چو استادان بہ موزونی فسانہ	بہ نظم و نثر ممتاز زمانہ
بہ تکلیف احبا طبع کامل	سوی واسوخت گوئی گشت مائل
بہ اندک مدت آن نظم گرامی	ز فکرش یافتہ حسن تمامی

بخوبی شهرت انگیز جهان شد | پسند خاطر پیر و جوان شد
بجان مشتاق شد هر کس که بشنید | بطرز خواب آخر طبع گردید
خطش مانند خط گلعذاران | طرب بخش دل ریحان نگاران
سوادش موج دود شمع کافور | بیاضش جلوه بخش عارض حور
نقاب از روی معنی چون کشادم | تمنا را مبارکباد دادم
طلسم آرزو پیش نظر شد | من از دل دل ز حیرت بیخبر شد
نزاکت یافتم شوخی هم آغوش | بلاغت با فصاحت دوش با دوش
نمایان از بیان نازک خیالی | تصدق بر ادا بندی زلالی
لطافتهای الفاظ و معانی | خبر دادند از غیب اللسانی
درین بیتابی شوق جمالش | خیال آمد پی تاریخ سالش
نوشتم مصرع تسلیم بی یوست | مقفی شکوه بیرحمی دوست
بے عیب ۱۲ | ۱۳۰۱

مرقع ماتم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یارب مرا ریاض طبیعت نہال ہو
رنگ بہار ذہن رسا بیمثال ہو
جو گل کھلے وہ غازۂ روے جمال ہو
سنبل بڑھے تو طرۂ تاج کمال ہو
یکتا ہو رنگ و بو مین ریاض سخن مرا
پھولے پھلے بہار و خزان مین چمن مرا

جاری ہین تیرے فیض کے چشمے ہزارہا
ابر کرم سے گل کو عطا رنگ و بو کیا
قمری کو نغمہ بلبل شیدا کو زمزمہ
پروانے کو جو سوز دیا شمع کو ضیا
بخشا فروغ ماہ کو تنویر مہر کو
وسعت ملی زمین کو بلندی سپہر کو

پروردگار دے وہ طبیعت رسا مجھے
قدسی کلام سنکے کہین مرحبا مجھے
بحر محیط علم سے کر آشنا مجھے
مضمون عطا ہون مثل در بے بہا مجھے

شہرہ ہو میری نظم فصاحت نظام کا
چرچا ہو خاص و عام میں حسن کلام کا

ہر بند بے مثال ہو ہر بیت لاجواب
بندش میں صاف سلک گہر کے ہو آب و تاب
ہر شعر بے نظیر ہو ہر لفظ انتخاب
معنی دکھائیں جلوۂ مہتاب و آفتاب

مضمون ہر ایک تاج سر افتخار ہو
جو حرف نکلے کلک سے وہ یادگار ہو

آواز غیب آئی کہ صفدر نہو ملول
مطلب بر آیا دل کی تمنا ہوئی حصول
درگاہ حق میں تیری دعا ہو گئی قبول
مداحوں میں امام زمن کے ہوا شمول

وقفہ نہ کر عنان کمیت قلم اٹھا
وہ سامنے ہے منزل مقصد قدم اٹھا

سن کر ندائے غیب ہوا دل میں شادمان
دل مضطرب ہے شوق سے رکتی نہیں زبان
دریا سے بڑھ چلے میری طبیعت ہوئی رواں
اے عندلیب نطق یہ ہے وقت امتحان

اہل سخن کو زور طبیعت دکھا دے آج
نغمے نئے ترانۂ رنگیں سنا دے آج

اے نخلبند طبع ریاض سخن دکھا
اے طائر خیال پری کا چلن دکھا
بزم عزا میں رنگ بہار چمن دکھا
عرش بریں پہ قدسیوں کے انجمن دکھا

اے یکہ تاز فکر بسرعت روانہ ہو

ای شہسوار ذہن وحید زمانہ ہو

فرمانروائے ملک سخن ہی قلم مرا / سرور ریاض خلد برین ہی علم مرا
روشن ہی مثل نیر اعظم حشم مرا / ہستی کے انجمن مین غنیمت ہی دم مرا

مانند شمع رونق بزم جہان ہون مین
طرز بیان مین پیشروونکا نشان ہون مین

بلبل کے زمزمون سے سوا ہی بیان مرا / رشک عروس باغ ہی حسن زبان مرا
ممکن نہین نظیر تہ آسمان مرا / شاخ نہال سدرہ پہ ہی آشیان مرا

مین آپ ملک نظم مین اپنا مثال ہون
مانند مہر روز جزا لازوال ہون

باغ جہان مین بلبل بستان نظم ہون / فرمانروائے شعر ہون سلطان نظم ہون
روح کلام قلب سخن جان نظم ہون / روز ازل سے شیر نیستان نظم ہون

روشن ہی مثل شمس و قمر مرتبہ مرا
پہونچا ہی شرق و غرب تلک دبدبہ مرا

گلزار مین بہار چمن مین نسیم ہون / لالے مین رنگ جامۂ گل مین شمیم ہون
معدن مین لعل بحر مین در یتیم ہون / دشت ختن مین مشک یمن مین ادیم ہون

یہ سب اثر ہی رحمت پروردگار کا
کیا نطق کیا بیان ہی اس خاکسار کا

بس اے زبان بشر کو تعلی نہیں روا | کیا اصل کیا وجود ہی اک مشت خاک کا
راہی ہر ایک روز سوئے عالم بقا | آواز غیب آتی ہی ہر دم فنا فنا

جانا ہی ایسی راہ کہ جسکا نشان نہیں
منزل نہیں مقام نہیں کاروان نہیں

ملک عدم کا قافلہ ہر دم روانہ ہی | ہر ذی حیات تیر اجل کا نشانہ ہی
دنیائے بے بقا کا عجب کارخانہ ہی | پیش نظر جو آج ہی کل وہ فسانہ ہی

آفاق مین اجل سے کسی کو مفر نہین
آمادہ رحیل ہین لیکن خبر نہین

یہ دہر بے ثبات نہین قابل قیام | اندیشے کی جگہ ہی یہ عبرت کا ہی مقام
وہ کام کر زمانے مین رہجائے جس سے نام | پھر کیا کریگا موت کا جب آگیا پیام

ہنگام نزع صدمۂ فرقت اُٹھائیگا
اعمال کے سوا نہ کوئی ساتھ جائیگا

کیا حال ہوگا روح کا ہنگام انتقال | رنج عیال فرقت احباب کا ملال
اندیشۂ عذاب گناہون کا انفعال | بعد فنا لحد مین نکیرین کے سوال

کنج مزار مین بھی نہ آرام پائینگے
زیر زمین مصیبتین کیا کیا اُٹھائینگے

وہ چھوڑنا جہان کا وہ تکلیف جانکنی | وہ اضطراب قلب وہ حسرت وہ بیکسی

وہ خوف بازپرس وہ وحشت جواب کی | وہ یاس وہ ہراس وہ عبرت وہ بےبسی

ہمدم نہین رفیق نہین آشنا نہین
وان کوئی دستگیر سواے خدا نہین

اک دم کی زیست پر عبث اتنا غرور ہی | اک روز سب کو چھوڑ کے جانا ضرور ہی
وار فنا سے ملک بقا کتنی دور ہی | جو دور سمجھے فہم کا اُسکے قصور ہی

کہتا ہی روز ہاتف غیبی فنا فنا
ای ساکنان منزل ہستی فنا فنا

کیا کیا دو رنگی چمن روزگار ہی | فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہی
بزم جہان مین شادی و غم ہمکنار ہی | عبرت کی جا یہ ہستی ناپائدار ہی

اندیشۂ خزان ہی تو لطف بہار کیا
اِس چلتی پھرتی چھاؤن کا ہی اعتبار کیا

فانی ہین سب قیام کسی کو یہان نہین | جو صاحب علم تھے اب اُنکا نشان نہین
دست قضا سے شاہ و گدا کو امان نہین | وہ کونسا چمن ہی کہ جسکو خزان نہین

جو آج سرفراز ہی کل پائمال ہی
جسکو کمال ہی اُسے اک دن زوال ہی

عزم سفر ہی پاس نہین زاد راہ آہ | منزل کڑی ہی دوش پہ بار گناہ آہ
افراط معصیت سے ہی نامہ سیاہ آہ | لیکن عبث ہی حسرت و افسوس و آہ آہ

پیش خدا وسیلہ ہین پنجتن کا ہے
روز جزا ذریعہ حسین و حسن کا ہے

کیا خوف ہے کہ شافع محشر ہین مصطفا
حلال مشکلات دو عالم ہین مرتضا
محشر مین ہوگا سایۂ دامن بتول کا
پشت و پناہ امت عاصی ہین مجتبا
کیا کیا قلق اُٹھائے شہ مشرقین نے
دی جان بہر بخشش امت حسین نے

کیا جانے کوئی منصب اعلا حسین کا
پیش خدا بلند ہے رتبا حسین کا
از فرش تا بعرش ہے جلوا حسین کا
کافی ہے عاصیون کو وسیلا حسین کا
سر دیکے اُسکی راہ مین سردار ہوگئے
سرکار ذوالجلال کے مختار ہوگئے

برج شرف کے نیر اعظم حسین ہین
مسند نشین بزم دو عالم حسین ہین
رونق فزائے کعبہ و زمزم حسین ہین
درگاہ کبریا مین معظم حسین ہین
ممکن نہین کہ وصف شہ دوسرا لکھون
اب سرگذشت معرکۂ کربلا لکھون

جب آسمان پہ جلوۂ نور سحر ہوا
پنہان ہوئے نجوم روانہ قمر ہوا
تخت فلک پہ مہر مبین جلوہ گر ہوا
شورش اُدھر صلوۃ کا نعرہ ادھر ہوا
سب نے حضور قلب سے ذکر خدا کیا

یعنی فریضۂ سحری کو ادا کیا

وہ صبح کا ظہور وہ میدان پر فضا
وہ یاد کبریا میں درختوں کا جھومنا
وہ شاخ گل پہ نغمۂ مرغان خوشنوا
وہ سبزہ زار وہ گل خودرو ہزار ہا
مہکا ہوا تھا دامن صحرا نسیم سے
میدان تھا رشک عنبر سارا شمیم سے

جلوے عجیب تھے چمن روزگار کے
جوبن نئے نئے تھے عروس بہار کے
نغمے تھے قمریوں کے ترانے ہزار کے
کیا کیا تھے رنگ قدرت پروردگار کے
مست مے نشاط جوانان باغ تھے
بوے گل و سمن سے معطر دماغ تھے

موج نسیم صبح میں پھولوں کی وہ مہک
عکس شعاع مہر سے شبنم کی وہ جھلک
وہ لالہ زار سبزۂ صحرا کی وہ لہک
کوئل کی کوک بلبل شیدا کی وہ چہک
وہ پھولنا شفق کا وہ جوبن بہار کا
نقشہ کھنچا تھا صنعت پروردگار کا

کھولے تھے دشت میں گل خودرو چمن چمن
گلنار و لالہ نرگس و نسرین و نسترن
غنچوں میں وہ مہک کہ فدا نافۂ ختن
تھی شاخ گل پہ بلبل خوش لہجہ نغمہ زن
ہر باغ میں بہار ریاض جنان کی تھی
پر گلشن حسین میں آمد خزاں کی تھی

ناگاہ آئی ہاتف غیبی کی یہ صدا
آمادۂ جہاد ہوا ہی لشکر خدا
لشکر ہوے سوار جوانان مہ لقا
کھائی ہوا سے سرد تو خوش ہو کے یہ کہا
غم کیوں نہ دور ہو دل عرفان سرشت سے
جھونکے ہوا کے آتے ہیں باغ بہشت سے

جرأت میں رشک سام و نریمان تھا ہر جوان
چہروں سے جنکے صولت شیر خدا عیان
ترکش کمر میں بر میں زرہ دوش پر کمان
نیزے تھے سب کے ہاتھوں میں مانند کہکشان
یوں دمبدم تڑپتی تھیں تیغیں نیام میں
جسطرح اضطراب ہو ماہی کو دام میں

آئی جو رزمگاہ سے آواز کوس حرب
بولی زبان تیغ کہ آیا ہی وقت ضرب
گھوڑے کیطرح تہ و بالا تھے شرق و غرب
شوق وغا میں کوئی نہ تھا غازیوں کو کرب
مست شراب شوق شہادت کمال تھے
چہرے خوشی سے صورت یاقوت لال تھے

گھوڑے اٹھا اٹھا کے جو نیزے ہلاتے تھے
خورشید کانپتا تھا فلک تھرتھراتے تھے
شان و شکوہ و شوکت جرأت دکھاتے تھے
اعدا یہ ضرب تیغ کے سکے بٹھاتے تھے
عمر ابد سے مرتبۂ مرگ فوق تھا
جنت کا شوق چشمہ کوثر کا ذوق تھا

تلواریں تول تول کے کہتے تھے سب جری
ہم سے کرینگے اہل ستم کیا برابری

وہ تابع یزید ہیں ہم فوج حیدری
ترک فلک کو ہم سے نہیں تاب ہمسری
بیجا یہ زعم ہیں سپہ نابکار کے
جوہر نہیں کھلے ہیں ابھی ذوالفقار کے

یہ بھوک اور یہ پیاس ہمارا شعار ہے
فاقہ نہیں ہے نعمت پروردگار ہے
سروِ چمن کی بے ثمری سے بہار ہے
رخت حیات پیرہن مستعار ہے
سر بھی کٹے تو فرق نہ آئے حواس میں
کیا خوشنما ہے یاد خدا بھوک پیاس میں

فاقے میں تشنگی میں لڑینگے سپاہ سے
ہیں سیر ذکر اشہد ان لا الہ سے
سیراب ہو چکے ہیں مے عشق شاہ سے
قرب خدا ملیگا اسی بارگاہ سے
کیونکر جدا ہوں ہم شہ بیکس کے ساتھ سے
پیتے ہیں جام ساقی کوثر کے ہاتھ سے

جعفر تھے حرب و ضرب میں جعفر کے یادگار
شان محمدی تھی محمد سے آشکار
قاسم کے رنج شادی سے شہ کی تھی بہار
اکبر تھے ہم شبیہ رسول فلک وقار
تھا یہ نشان علیؓ ولی کے نشان کا
لہرا رہا تھا سر پہ پھریرا نشان کا

عباس نامور کا تھے رعب و احتشام
ہلچل تھی فوج شام میں لرزاں تھے خاص و عام
کہتے تھے کس زباں سے ہو شکر شہ انام
دیکر نشان بلند کیا غازیوں میں نام

فوج خدا کے آج علمدار ہونگے ہم

شانے کٹا کے جعفر طیار ہونگے ہم

اکبر کا وہ شباب جوانی کی وہ امنگ

بازو میں زور لب پہ ہنسی دل میں شوق جنگ

چہرہ ذ فور شوق شہادت سے سرخ رنگ

قوت میں شیر دشت و غازور میں نہنگ

جلوہ تھا گیسوؤں میں رخ لاجواب کا

یا برج سنبلہ میں ظہور آفتاب کا

قاسم کا وہ جمال وہ گیسوے مشکبار

وہ حسن بے مثال وہ رخسار تابدار

سینے پہ پرتو در دندان تھا آشکار

جسطرح سے ہو زیب گلو موتیوں کا ہار

رخسار پر جو خال قضارا چمک گیا

پہلو میں آفتاب کے تارا چمک گیا

آمادۂ قتال تھے زینب کے نونہال

جرأت میں لاجواب شجاعت میں بے مثال

وہ سن وہ دل وہ حوصلہ وہ عجب جلال

تلواریں کھینچے کھینچے کہتے تھے خورد سال

جانبازیاں دکھائینگے گو بھوکے پیاسے ہیں

فدیہ حسین کے ہیں علیؓ کے نواسے ہیں

حاضر تھے در پہ سب یہ گل گلشن شباب

تھا انتظار آمد شاہ فلک رکاب

تشریف لائے خیمۂ عصمت سے یوں جناب

نکلے خیام چرخ سے جس طرح آفتاب

آئے جو آپ حیدر صفدر کی شان سے

خورشید نے سلام کیا آسمان سے

صف بستہ جو کھڑے تھے رفیقان خوشخصال ۔ تسلیم کو خمیدہ ہوئے صورت ہلال
بولا قدم کو چوم کے اقبال لازوال ۔ مانند سبزہ ہو سر بدخواہ پائمال
خلاق کائنات کا فضل و کرم رہے
نصرت ہو ہمرکاب ظفر ہمقدم رہے

واں ابن سعد فوج کا لیتا تھا جائزا ۔ سرگرم اہتمام تھا وہ بانی جفا
پھر افسران فوج ستمگر سے یہ کہا ۔ ہاں اے دلاورو یہی موقع ہے نام کا
فرصت ملی نہ فاطمہ کے نور عین کو
خاطر یزید کی ہے تو مارو حسین کو

تلواریں کھینچ کھینچ کے بولے وہ اشقیا ۔ خنجر سے آج کاٹیں گے شبیر کا گلا
مشہور ہے شجاعت عباسؑ باوفا ۔ بازو کرینگے نہر پہ اس شیر کا جدا
کیا ذکر فوج شاہ میں برنا و پیر کا
اصغر تلک بھی آج نشانہ ہے تیر کا

یہ سن کے ابن سعد ہوا دلمیں شادماں ۔ اسوار جوق جوق گئے نہر پر رواں
خود وہ شریر ہاتھ میں لیکر بڑھا کماں ۔ پھینکا خدنگ ظلم سوئے شاہ انس و جاں
پھر تو لگا کے تیر یہ فوج شریر نے
طوفاں اٹھایا بارش باران تیر نے

فوج خدا میں تیر جو آئے ہزارہا
مجروح ہو گئے رفقائے شہ ہدا
سینہ کسی کا خانۂ زنبور بن گیا
سپر دل کسی کے جبہ رد شمن سے خون بہا
انجام کار عازم پیکار ہو گئے
سب جان نثار جنگ پہ تیار ہو گئے

جس وقت مستعد ہوئے غازی جہاد پر
برق غضب گری سر اہل عناد پر
سرگرم تھے وہ فتنۂ عالم فساد پر
اُنکی نظر عنایت رب العباد پر
نظروں میں مرتبے جو شہادت کے تُل گئے
آنکھوں کے سامنے در فردوس کھُل گئے

ہر اک کے دل میں گلشن جنت کی تھی اُمنگ
فوج ستم سے آئی جو آواز طبل جنگ
چہرے ہوئے وفور شجاعت سے سرخ رنگ
کہتے تھے اب دغا میں مناسب نہیں درنگ
کثرت پہ ظالموں کو نہایت غرور رہی
چلکر سپاہ شام سے لڑنا ضرور رہی

القصہ ہو کے شاہ سے رخصت رفیق و یار
شیر اللہ معرکے میں گئے بہر کارزار
فوج ستم سے لڑتا تھا ایک ایک جان نثار
دس دس ہزار گرتے تھے اُس پر ستم شعار
اِس درجہ مجمع سپہ بدخصال تھا
پیک خیال کا بھی گذرنا محال تھا

پہونچا غبار دشت جو تا اوج آسمان
پیش نگاہ سد سکندر ہوئی عیان

تاریک مثل پردۂ ظلمت ہوا جہان
نصف النہار پر تھا شب تار کا گمان
دشت نبرد صحن قیامت سے کم نہ تھا
مینائے چرخ شیشۂ ساعت سے کم نہ تھا

اُس گرد میں امام زمن کے رفیق دیار
مانند مہر و ماہ درخشاں تھے بار بار
اسطرح جلوہ گر تھے زمین پر وہ نامدار
جسطرح آسمان پہ ستارے ہوں آشکار
آلودہ تھے نہ چہرۂ گلگون غبار میں
محضر لکھا تھا خون کا خطِ غبار میں

ہر گام پر تھی برق سمندوں کی جست وخیز
مثل زبان شعلۂ آتش تھی تیغ تیز
خنجر شرر فشاں تھے سنانیں تھیں برق ریز
صحرائے رزمگاہ تھا میدان رستخیز
جلنے پہاڑ روئے زمین پر تھے ہل گئے
اُس نہ طبق سے ہفت طبق جا کے مل گئے

دریا خون کا دشت وغا میں ہوا یہ جوش
مچھلی کی طرح تیرتے پھرتے تھے درع پوش
بسمل کی ہچکیوں کا اُٹھا ہر طرف خروش
مثل نشانہ اُڑتے تھے اہل ستم کے ہوش
طاری تھا رعب فوج خدا رزمگاہ میں
ہلچل تھی اُنکے ہاتھ سے ساری سپاہ میں

آتی تھی ذرے ذرے سے آواز الامان
کہتا تھا قطرہ قطرہ کہ طوفان ہوا عیاں
انجم فلک پہ تھے صفت چشم خونفشاں
ساکن تھا مثل قطب تحیر سے آسمان

روز وغا نمونۂ روز شمار تھا
اعداے دین پہ قہر خدا آشکار تھا

جاتے تھے فوج فوج جہنم کو اہل شر
مد نظر تھا غازیون کو خلد کا سفر
فوج یزید کو تھی تمناے مال و زر
ان سب کا دل مین فاطمہ کے بنگیا تھا گھر

کیا کیا لڑے جہاد مین کیا کام کر گئے
کون و مکان مین حشر تلک نام کر گئے

ہر چند ایک ایک نے لشکر کو دی شکست
اعدا پہ حملہ ور ہوے مانند شیر مست
عبرت کی جا ہے ہستی فانی کا بند و بست
دام اجل مین ہو گئے پابند حق پرست

گلزار فاطمہؑ پہ خزان رن مین آگئی
کیا بیکسی حسینؑ کے لشکر پہ چھا گئی

حر مر گئے تو شاہ کے یاور ہوے شہید
پھر مسلم غریب کے دلبر ہوے شہید
زینب کے دونون ماہ منور ہوے شہید
شادی کی صبح قاسم مضطر ہوے شہید

عباس ابن ساقی کوثر بھی مر گئے
اکبرؑ بھی مر گئے علی اصغرؑ بھی مر گئے

باقی رہا نہ طفل تلک فوج شاہ مین
آئی خزان ریاض رسالت پناہ مین
بسمل پڑے تھے خاک پہ سب قتلگاہ مین
عالم سیاہ تھا شہ دین کی نگاہ مین

ٹوٹے ہوے تھے پھول چمن مین پڑے ہوے

شبیر مثل سرو تھے ماتم میں کھڑے ہوئے

اکبر کی لاش کو کبھی چھاتی لگاتے تھے
قاسم کو دیکھکر کبھی آنسو بہاتے تھے
عباس نامدار کبھی یاد آتے تھے
اصغر کی چھوٹی سی کبھی تربت بناتے تھے

بھائی کے قتل ہونے کا صدمہ کمال تھا
فرزند کے فراق میں جینا محال تھا

رخصت کو آئے خیمہ میں پھر شاہ بحر و بر
دنیائے بے ثبات سے اب ہے مرا سفر
فرمایا اہل بیت کو حسرت سے دیکھکر
تم سب عنایت احدی پر رکھو نظر

اب اہل بیت سے نہ مجھے گھر سے کام ہے
پیاسے گلے کو برش خنجر سے کام ہے

یہ سنکے اہل بیت تو روتے تھے زار زار
سمجھاتے تھے ہر ایک کو شاہ فلک وقار
کیا فائدہ فغان سے کرو صبر اختیار
لازم ہر وقت رنج و الم شکر کردگار

لو الوداع سب سے ہے رخصت حسین کی
دنیا سے عنقریب ہے رحلت حسین کی

یہ کہکے اہل بیت سے رخصت ہوا امام
حاضر تھا در پہ خیمے کے اسپ سبک لجام
کس شان سے سوار ہوئے شاہ تشنہ کام
میکال و جبرئیل تھے سرگرم اہتمام

برج شرف سے رن کو سواری روان ہوئی
گویا چمن سے باد بہاری روان ہوئی

کس طمطراق سے فرس باد پا چلا
حسن خرام ناز دکھاتا ہوا چلا
مستانہ مثل باد صبا جھومتا چلا
مانند راہوار شبہ لافتا چلا
بڑھکر سبکروی مین نسیم سحر سے تھا
دو چار گام آگے یہ پیک نظر سے تھا

یکتا و لاجواب تھا رہوار بیمثال
عالی دماغ زہرہ جبین عنبرین امال
گلگون نژاد حور شمائل پری جمال
نازک مزاج تیز طبیعت ملک خصال
چہرہ عروس نو کا سراپا تھا نور کا
چھل بل پر یوشونکی جھمکڑا تھا حور کا

گیتی نورد بادیہ پیما صبا شتاب
تیزی مین باد تند روانی مین موج آب
بیتاب بیقرار سبکرو قمر رکاب
لاکھون مین بے نظیر ہزارون مین انتخاب
مثل براق یہ ہمہ تن بے مثال ہے
بالاروی مین رہبر پیک خیال ہے

ایسا بلند حوصلہ دیکھا نہین فرس
اسکی رکاب تک جو کسی کو ہو دسترس
اڑ جائے آسمان سے جو راکب کہے نہ بس
باقی رہے نہ سیر دو عالم کی پھر ہوس
بیتاب تھا وہ برق جہانتاب کی طرح
مضطر تھا بیقرار تھا سیماب کی طرح

سرعت مین برق جست مین پیک نظارہ تھا
شعلہ زمین پر تھا فلک پر ستارہ تھا

آتش تھا صاعقہ تھا ہوا تھا شرارہ تھا | زہرہ جمال مہر لقا ماہ پارہ تھا

آیا صف نبرد مین اس زرق برق سے
جسطرح آفتاب نمایان ہو شرق سے

پہونچے جو رزمگاہ مین شاہ فلک مقام | چارونطرف تھا فوج ستمگر کا ازدحام
اعدائے دین سے آپ نے فرمائے یہ کلام | منصف ہو اپنے دلمین ذرا اے گروہ شام

تم جسکے کلمہ گو ہو مین اسکا نواسا ہون
مہمان ہون غریب ہون بھوکا ہون پیاسا ہون

آگے مرے شہید ہوے سب رفیق و یار | باقی رہے نہ اکبر و عباس ذوالوقار
مرنے کی آرزو ہے شہادت کا انتظار | ہو جلد راہ خالق اکبر مین سر نثار

کچھ اور مدعا نہین حجت تمام کی
اب مانو یا نہ مانو نصیحت امام کی

سنکر یہ گفتگو پسر سعد نے کہا | ہم خوب جانتے ہین جو رتبہ ہے آپ کا
لیکن قبول ہوگی نہ اب کوئی التجا | حاکم کے دشمنون پہ ترحم نہین روا

بہتر یہی ہے کیجیے بیعت یزید کی
لازم ہے ہر بشر پہ اطاعت یزید کی

جب یہ سنا خموش ہوے شاہ نامدار | تلوارین کھینچ کھینچ کے آئے ستم شعار
حضرت بھی اسطرف ہوے سرگرم کارزار | دیکھا نگاہ قہر سے پھر سوے ذوالفقار

فیض دم مسیح تھا چشم امام مین
اکبار جان آگئی جسم حسام مین

نکلی چمک کے میان سے اِس آب و تاب سے — جیسے عروس نو نکل آئے حجاب سے
یا برق شعلہ خو تھی کہ نکلی سحاب سے — یا ہو گئی شعاع جدا آفتاب سے

کس بل دکھائے فوج کو چمکی رُکی چلی
گھونگھٹ اُلٹ کے ناز و ادا سے پری چلی

آمادۂ وغا ہوئی صمصام حیدری — جلوہ نما تھی چار طرف شان قیصری
ضو مین قمر فروغ مین خورشید خاوری — صورت مین حور خو مین ملک ناز مین پری

چلنے مین شعلہ بار بھی تھی آبدار بھی
باد سموم بھی تھی نسیم بہار بھی

خم دم مین لاجواب تھی کس بل مین بیمثال — آتش مزاج شعلہ فشان صاعقہ خصال
سفاک وقت جنگ سرافگن دم جدال — پیغام مرگ حکم قضا قہر ذوالجلال

پنہان کبھی نظر سے کبھی آشکار تھی
تلوار کیا تھی قدرت پروردگار تھی

چلتی تھی رن مین چار طرف تیغ دو زبان — ہر سمت شعلہ ریز تھی ہر سو شرر فشان
زیر زمین گئی کبھی بالائے آسمان — ارض و سما سے آتی تھی آواز الامان

دہشت سے وحش و طیر بیابان مین چھپ گئے

ہیبت سے جاکے نیستان مین چھپ رہے

آیا پیام مرگ جدھر رن مین آ گئی
بیدم ہوا جسے جھلک اپنی دکھا گئی
ہستی سے نقش کفر و ضلالت مٹا گئی
طوفان اُٹھا ہر خون کے دریا بہا گئی

آمادۂ جدال تھی گرم قتال تھی
گویا نمونۂ غضب ذو الجلال تھی

چم خم دکھا رہی تھی عجب رنگ ڈھنگ سے
جلوہ نما تھی ایک پری لاکھ رنگ سے
کھینچ کھینچ کے جان لیتی تھی کس کس امنگ سے
آتی تھی آفرین کی صدا طبل جنگ سے

کس کر و فر سے فوج پہ جاتی تھی بار بار
سفاکیان غضب کی دکھاتی تھی بار بار

چمکی تو مثل برق چمکتی چلی گئی
لچکی تو مثل شاخ لچکتی چلی گئی
مہکی تو مثل غنچہ مہکتی چلی گئی
بھڑکی تو مثل شعلہ بھڑکتی چلی گئی

اُس تیغ آبدار کا جس جا گذر ہوا
اک ضرب مین زمانہ اِدھر سے اُدھر ہوا

گرم وغا تھی مستعد کارزار تھی
سیماب وار مضطرب و بیقرار تھی
سرکش تھی سرفراز تھی عالی وقار تھی
نصرت تھی دم کے ساتھ ظفر ہمکنار تھی

سج دھج نئی تھی قطع نئی بانکپن نیا
دم خم نیا تھا چال نئی تھی چلن نیا

ناگن کی طرح فوج پہ لہرا کے پھر گئی
اٹھکیلیان نئی نئی دکھلا کے پھر گئی
دریائے خون مین لاکھون کو نہلا کے پھر گئی
دل مین مثال وہم و گمان آ کے پھر گئی
کھنچنے کا اشتیاق تھا چلنے کا شوق تھا
جو رنگ کی ہوس تھی صفائی کا ذوق تھا

چمکی بڑھی مڑی کی ادھر آئی ادھر چلی
ہلچل پڑی سپاہ عدو مین جدھر چلی
جس صف پہ جس پرے پہ چلی بجلی سی چلی
خونریز آئی خون کیے خون مین تر چلی
آیا جو سامنے وہ عدم کو روانہ تھا
یہ جان لے رہی تھی قضا کا بہانہ تھا

سن سے اگر وہ آئی تو زن سے نکل گئی
روئین تنون کی روح بدن سے نکل گئی
زخمون کے گل کھلا کے وہ رن سے نکل گئی
باد بہار تھی کہ چمن سے نکل گئی
چلنے مین دونون باگون وہ سفاک کستی تھی
تھی ابر نو بہار جھما جھم برستی تھی

وہ تیغ اور وہ دست امام فلک وقار
لاشون سے کوسون پاٹ دیا دشت کارزار
ہلچل تھی زلزلہ تھا قیامت تھی آشکار
ناگاہ الامان کی ہوئی ہر طرف پکار
اک شور تھا کہ شافع محشر کا واسطہ
اے تشنہ کام ساقی کوثر کا واسطہ

آئی ندائے غیب کہ اے فدیۂ خدا
دو دن کی بھوک پیاس مین یہ جنگ مرحبا

اب ذوالفقار روک لو بس ہو چکی وغا ۔ امت کے بخشوانے کا وعدہ کرو وفا

جس دم ہوا یہ حکم شہ نامدار کو
لبیک کہکے روک لیا ذوالفقار کو

رکتے ہی ذوالفقار پھرے ننگ خاندان ۔ ہنگامۂ نشور ہوا زیر آسمان
پھر گرم کارزار ہوئی فوج کینہ وران ۔ پھر طبل جنگ بجگئے پھر کھل گئے نشان

پھر ہر طرف سے سیکڑوں خونخوار آگئے
پھر مثل ابر تیرہ و تاریک چھاگئے

تنہا امام اور ستمگر ہزار ہا ۔ اک بے گناہ ظالم خودسر ہزار ہا
اک نیمجان کے واسطے خنجر ہزار ہا ۔ اک دل فگار مستعد شر ہزار ہا

یہ ظلم و جور فاطمہ کے نورعین پر
ہرگز کسی کو رحم نہ آیا حسین پر

سرگرم قتل شاہ ہوئی فوج روم و شام ۔ لاکھوں جفا شعار تھے اور ایک تشنہ کام
چاروں طرف سے چلنے لگے نیزہ و حسام ۔ مجروح ہوگیا ہمہ تن پیکر امام

تیر ستم گذر گئے بازو کو توڑ کر
نوک سنان نکل گئی پہلو کو توڑ کر

اک بانی ستم نے لگایا جبین پہ تیر ۔ اس زخم جانستان سے ہوا صدمۂ کثیر
وہ تیر کھینچتے تھے امام فلک سریر ۔ ناگہ حـ ... سے پار ہوا نیزۂ شریر

چہرے پہ اشک شمع کے مانند ڈھل پڑے
نزدیک تھا کہ منھ سے کلیجا نکل پڑے

کیا سنگدل تھے وہ ستم ایجاد ہائے ہائے
تیر و سنان لگاتے تھے جلاد ہائے ہائے
وہ تشنہ لب وہ خنجر فولاد ہائے ہائے
دلبند مصطفیٰ پہ یہ بیداد ہائے ہائے
لاکھون مین ایک بیکس و تنہا ہزار حیف
وہ فاطمہ کے نازون کا پالا ہزار حیف

اے حاضرین بزم اب آیا ہے وہ مقام
سنتے ہی جسکو خاک اڑائینگے خاص و عام
نزدیک ہے سیاہ ہو روئے زمین تمام
نزدیک ہے کہ درہم و برہم ہون صحن عام
گھوڑے سے خاک و خون مین شہنشاہ دین گرا
قندیل کعبہ گل ہوئی عرش برین گرا

بیٹھا زمین پہ قبلۂ آفاق قبلہ رو
سردار فوج جمع ہوئے آکے چارسو
تھی سب کو قتل سید بیکس کی آرزو
لاکھون سنان و خنجر و شمشیر اک گلو
اسلام ابن سعد ستمگر نے کھو دیا
ایمان کا نام شمر لعین نے ڈبو دیا

ناگاہ وقت عصر قیامت ہوئی بپا
خنجر کمر سے کھینچ کے شمر لعین بڑھا
بے رحم نے ذرا نہ کیا خوف کبریا
فرزند شیر حق کا گلا کاٹنے لگا
جنبش ہوئی فلک کو زمین تھرتھرا گئی

آندھی سیاہ دشت مصیبت میں آگئی

خنجر تھا حلق پاک پہ لب پر خدا خدا — ہنگام نزع بخشش امت کی تھی دعا
القصہ تن سے فرق مبارک جدا ہوا — دنیا سے مہر اوج شرف کوچ کر گیا

آئی صدا شہید امام زمن ہوا
عالم میں آج خاتمۂ پنجتن ہوا

لاشوں کی ابن سعد ستمگر کو تھی تلاش — دشت بلا میں کانپ رہی تھی ہر ایک لاش
نزدیک تھا کہ وہ ہوں سم اسپاں سے پاش پاش — آتی تھی ہر طرف سے یہ آواز دلخراش

سرور ریاض ختم رسالت نگوں ہوا
ماتم سے روئے چرخ بریں نیلگوں ہوا

تھے بیقرار و خستہ جگر سید البشر — شیر خدا تھے مضطرب الحال نوحہ گر
جاری تھے اشک فاطمہ کے روئے پاک پر — بھائی کے رنج و غم میں حسن تھے برہنہ سر

صدمہ تھا بےحساب شکایت ذرا نہ تھی
جز شکر حق اللہ سے زبان آشنا نہ تھی

ماتم سے اہلبیت کے محشر تھا آشکار — زینب قریب مرگ تھی کلثوم بیقرار
سر پیٹتی تھی بانوئے شاہ فلک وقار — یاد پدر میں بالی سکینہ تھی اشکبار

سینہ زنی سے چار طرف شور و شین تھا
ارض و سما میں ماتم قتل حسین تھا

شبنم سے اشکبار تھا چرخ برین تلک
غم سے جگر کباب تھا مہر مبین تلک
فرط الم سے خاک بسر تھی زمین تلک
سدرہ پہ بیقرار تھے روح الامین تلک
لرزان تھا عرش گاؤ زمین تھرتھرائی تھی
جن و ملک کے رونے کی آواز آئی تھی

فوج ستم مین بجتے تھے نقارۂ ظفر
دیتا تھا ایک دوسرے کو فتح کی خبر
تھی بسکہ ظالمون کو تمنائے مال و زر
غارت کو آئے خیمۂ عصمت مین اہل شر
اسباب لوٹا آگ لگائی خیام مین
اہل حرم کو قید کیا ازدحام مین

صفدر بس اب خموش کہ صدمہ کمال ہے
بزم عزا مین کثرت رنج و ملال ہے
شرح مصائب شہ والا محال ہے
اہل ولا کو وجد مجنون کو حال ہے
خلاق کائنات سے اب یہ دعا یہی
خواہش یہی مراد یہی التجا یہی

جبتک کہ مہر رونق چرخ برین رہے
جبتک رواج دین شہ مرسلین رہے
جبتک گلون سے زینت روئے زمین رہے
جبتک جہان مین بزم غم شاہ دین رہے
نواب نامدار کا رتبہ دوچند ہو
اقبال مثل شہرۂ تحسین بلند ہو
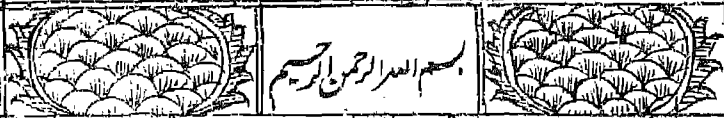
گلدستۂ معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھوں حمد پروردگار جہان ‏ نشان جسکے لاکھوں ہیں جو ہے بےنشان

وہی بندہ پرور وہی دستگیر ‏ وہی ہے علی کل شیٔ قدیر

سمیعٌ بصیرٌ غفورٌ الرحیم ‏ علیمٌ خبیرٌ عزیزٌ حکیم

حسیبٌ مجیبٌ حفیظٌ وکیل ‏ غنیٌ کبیرٌ عظیمٌ جلیل

ترا نام جبار و قہار ہے ‏ تجھے خودپسندی سزاوار ہے

تجھی کو ہے زیبا خدائی تری ‏ ہے بے انتہا بادشائی تری

نہ کوئی ہوا ہے نہوگا شریک ‏ تری ذات ہے وحدہ لاشریک

فنا سب ہیں باقی ترا نام ہے ‏ نہ آغاز ہے اور نہ انجام ہے

کسی چیز کی تجھکو پروا نہیں ‏ کسی کا تجھے خوف اصلا نہیں

ترے کنہ قدرت کو پہونچے خیال ‏ یہ ہے غیر ممکن سراسر محال

ترے نور وحدت سے کیا کیا بنا
زمین آسمان کوہ و صحرا بنا

عیاں ہے ہر اک شے میں جلوا ترا
مگر ان آنکھوں سے دیکھوں تماشا ترا

نہو کس طرح معرفت کا یقین
تری ذات ہے ارحم الراحمین

نہاں قطرے قطرے میں پھر ہے عیاں
عیاں ذرے ذرے سے پھر بے نشاں

دو عالم کو اک دم میں پیدا کیا
تماشائے قدرت ہویدا کیا

فقط لفظ کن سے جہاں بن گیا
زمین بن گئی آسمان بن گیا

عیاں صورت کہکشان ہوگئی
گلوں سے زمین بوستان ہوگئی

نہ غور و تامل زیادہ کیا
وہی ہوگیا جو ارادہ کیا

اُسی سے ہیں گردش میں لیل و نہار
اُسی کے ہیں قدرت کے جلوے ہزار

اُسی کی تجلی ہے دیکھو جہاں
عیاں میں نہاں ہے نہاں میں عیاں

ظہور اُسکا ماہی سے تا ماہ ہے
جدھر دیکھو اللہ ہی اللہ ہے

اُسی کی ہر اک لب پہ ہے گفتگو
اُسی کی ہر اک دل میں ہے آرزو

اُسی سے درخشاں ہیں شمس و قمر
اُسی سے نمایاں ہیں شام و سحر

اُسی سے ہے ہر شے کی نشو و نما
اُسی سے بقا ہے اُسی سے فنا

اُسی سے مناسب ہے امید و بیم
وہی منتقم ہے وہی ہے کریم

وہ ہر شے میں ہے پھر نہیں ہے کہیں
وہ سب کچھ ہے دیکھو تو پھر کچھ نہیں

اُسی نے بنائے ہیں حور و قصور
اُسی کا ہے ارض و سما میں ظہور

نباتات و بحر و بر و ذی حیات ۔ اسی کے ہین پر تو اسی کے صفات
ملائک بشر جن و غلمان و حور ۔ نہین ہی کوئی اسکی رحمت سے دور
ازل سے ہین سب اسکے در کے فقیر ۔ غنی و گدا و صغیر و کبیر
سب اسکے ہین مخلوق خالق ہی وہ ۔ سب اسکے ہین مرزوق رازق ہی وہ
سب اسکے ہین محتاج وہ بے نیاز ۔ سب اسکے ہین بندے وہ بندہ نواز
ہی اول وہی اور آخر وہی ۔ ہی باطن وہی اور ظاہر وہی
ہمیشہ رہی ہی رہیگی نمود ۔ اسی کو سزا وار ہی ہست و بود
وہ خالق وہ رازق وہ بندہ نواز ۔ وہ مالک وہ مختار وہ بے نیاز
جہان مین عبث ہی غم بیش و بیس ۔ ہی اللہ بس اور باقی ہوس
دیا رتبۂ اوج افلاک کو ۔ کیا فرش اس سطح خاک کو
ضیا مہر کو تاب اختر کو دی ۔ تڑپ برق کو آب گوہر کو دی
شفق کو دیا زعفرانی لباس ۔ فلک کو ملا آسمانی لباس
ہوئی زیب و زینت گلونکو عطا ۔ ترانے ہوئے بلبلون کو عطا
کیا زر کو عالم مین حاجت روا ۔ جواہر کو بخشا عجب مرتبا
کسی کو کیا تاج شاہی عطا ۔ کسی کو گدائی کا کاسہ ملا
سکندر ہوا مالک بحر و بر ۔ سلیمان کو بخشا عجب کر و فر
کسی کو جہان مین توانگر کیا ۔ کسی کو قناعت کا خلعت دیا

کسی کو کیا وصل جاناں سے شاد	مقدر سے کوئی رہا نامراد
کسی کو دیا شوق ناز و ادا	کسی کو ملا ذوق مہر و وفا
کسی کو دیا اُسنے حسن و جمال	کسی کو تمنا ہے لطف وصال
کسی کو نہیں دخل چون و چرا	وہ مالک ہے جو اُسنے چاہا کیا
کوئی باہنر ہے کوئی بے ہنر	مگر اُسکی رحمت ہے ہر ایک پر
وہ چاہے تو قطرے کو دریا کرے	سمندر کو چاہے تو قطرا کرے
بشر کو دیے گوش و چشم و دہن	دہن سے کیے لاکھ پیدا سخن
بہار چمن زینت انجمن	سخن ہے سخن ہے سخن ہے سخن

بیان مراتب انبیا و ائمہ و اولیا و علما

ہدایت کو بھیجے بہت انبیا	جداگانہ ہر اک کو رتبہ ملا
خلافت کا آدم کو منصب دیا	گروہ ملائک نے سجدہ کیا
ملا طوق لعنت کا ابلیس کو	عنایت ہوا علم ادریس کو
ہوئی نوح کی التجا مستجاب	گنہگار و مشرک ہوئے غرق آب
یہ تھا فضل پروردگار جلیل	ہوئی رشک گلزار نار خلیل
ملی چشم خونبار یعقوب کو	عنایت کیا صبر ایوب کو
اگر خضر کو آب حیواں ملا	تو داؤد کو لحن دلکش دیا
دیا ماہ کنعاں کو حسن و جمال	بڑھایا سلیمان کا جاہ و جلال

ہوے طور سینا پہ موسیٰ کلیم — نظر آئے انوار رب کریم

مسیحا کو بخشا عجب معجزا — کہ تم کہکے مردون کو زندہ کیا

محمد ہوے خاتم الانبیا — شفیع قیامت حبیب خدا

ہوا اُنکے مقدم سے روشن جہان — ہوے اُنسے پرنور ہفت آسمان

ہوے سرد فارس کے آتشکدے — گرے قصر کسریٰ کے سب کنگرے

ہوا دہر کفر و ضلالت سے پاک — ہوے بت پرست و منافق ہلاک

بجا عام نقارہ اسلام کا — مٹا نام ہستی سے اصنام کا

نہ گھر مشرکون کے نہ بستی رہی — رہی جس جگہ حق پرستی رہی

ازل سے ہوا کون محبوب خاص — ملا کس پیمبر کو یہ اختصاص

ہوئی کسکو مہر نبوت عطا — جسے حق نے تاج شفاعت دیا

میسر ہوئی کسکو سیر جنان — بنا کس کا خلوتکدہ لامکان

یہ ادنیٰ ہے اعجاز خیر البشر — کیا اک اشارے سے شق القمر

کسی نے نہ سایے کا پایا نشان — کہان ہے کہان ہے کہان ہے کہان

ہوے آپکے جانشین وہی — امیر عرب شاہ مردان علیؑ

کیا حق نے زر ولایت عطا — وہی ہین زمانے کے مشکلکشا

ملین بوجہ نسبت نبی فاطمہؓ — کہ عصمت کا اُنپر ہوا خاتمہ

رہین محو یاد خدا عمر بھر — یہی شغل تھا آپ کا عمر بھر

عنایت کیے حق نے دو نور عین | کہ ہے نام جنکا حسن اور حسین

خلف تھے کہ دو گوہر بے بہا | شہادت کا دونون کو رتبہ ملا

ہوے سلسلہ دار پھر تو امام | رہے دین و دنیا مین سب نیکنام

ہر اک رہنماے زمانہ ہوا | ہر اک معرفت مین یگانہ ہوا

زہے شان اصحاب خیر الوریٰ | کہ اوصاف ہین جنکے بے انتہا

ہزارون ہوے اولیاے کرام | بہت اُنسے جاری رہا فیض عام

کیے خلق ارباب علم و یقین | ہوے عالم دین و رکن رکین

بہت اہل دل اور موحد ہوے | بہت علم عرفان کے موجد ہوے

بہت جام وحدت سے مدہوش تھے | غم دین و دنیا فراموش تھے

ہوا مختصر حال سب کا رقم | رہا سب یہ خالق کا فضل و کرم

مگر چشم انصاف سے دیکھیے | وہ کیسا ہے جسنے یہ رتبے دیے

اُسی سے منور ہین دونون جہان | وہی ہے یہان اور وہی ہے وہان

اُسی کا عیان ہر طرف نور ہے | مگر لاکھ پردون مین مستور ہے

سوا اسکے ہے بد حجاب دوئی | جہان اُٹھ گیا یہ حضوری ہوئی

نہ جائے کسی وقت اُسکا خیال | اگر دل مین ہے اشتیاق وصال

ولا منزل دوست کیا دور ہے | کہ جوئندہ یابندہ مشہور ہے

پرستش کے قابل نہین ہے کوئی | وہی ہے وہی ہے وہی ہے وہی

بیان فصل بہار و فضاے صحن گلزار زمزمہ سنجی مرغان خوشنوا و حمد و ثناے خالق یکتا

پلا ساقیا ساغر مشکبار
نظر آئے حسن عروس بہار

شگفتہ ہوا ی خاطر خستہ آج
بنا دے مضامین کا گلدستہ آج

نگاہون مین پھر جائے رنگ چمن
کھلین لالہ و نرگس و نسترن

ورق آج گلچین کا دامن بنے
بہار طبیعت سے گلشن بنے

مضامین رقم ہون عجب رنگ سے
معانی بیان ہون نئے ڈھنگ سے

حسینان گلشن دکھائین ادا
شمیم چمن لائے باد صبا

مہیا ہو بزم عروس چمن
ہر اک غیرت گل ہو غنچہ دہن

بڑھے اوج طبع خداداد کا
گھٹے حوصلہ سرو و شمشاد کا

نوا سنجیان بلبلین بھول جائین
سنین یہ مضامین تو گل پھول جائین

الٰہی ہوا اِس بیخودی کا بُرا
بہک کر کہان سے کہان آگیا

نہین آدمی کو تعلّی روا
ذرا دیکھو گلشن مین صنع خدا

گل و غنچہ و سرو و ابر بہار
جہان مین اُسی کے ہین نقش و نگار

تماشے ہین گلشن مین بے انتہا
جدھر دیکھو ہر اک شگوفہ نیا

جہان مین وزان کی نسیم بہار
چمن مین شگفتہ ہوے گل ہزار

دیا حسن گل کو خلش خار کو
عطا کی تڑپ بلبل زار کو

اگر آنکھ نرگس کو حیران ملی
تو سنبل کو زلف پریشان ملی

کیا بلبلون کو چہکنا عطا
گل و یاسمن کو مہکنا عطا

جو سبزے کو اُسنے دیا خواب ناز
تو سوسن کو بخشی زبان دراز

ملے راستی سرو آزاد کو
دیا قد محبوب شمشاد کو

اگر بوے گل کو لطافت ملی
تو شاخ سمن کو نزاکت ملی

محافظ کیے برگ ادھر اور اُدھر
کہ لچکے نہین شاخ گل کی کمر

جو آب روان کو روانی ملی
تو سبزے کو پوشاک دھانی ملی

اگرچہ دیے دل پہ لالے کے داغ
مگر خار کے غم سے بخشا فراغ

جو غنچون کو شوق تبسم دیا
تو بلبل کو حرف ترنم دیا

ملی چال کبک دری کو اگر
تو نغمے مین طوطی کے بخشا اثر

نہین بے سبب یہ بہار و خزان
اُسی کی ہین در پردہ نیرنگیان

جوانان گلشن برومند ہین
حسینان گلزار خرسند ہین

لچکتی ہے شاخ گل تر کہین
اکڑتے ہین سرو و صنوبر کہین

زمین پر گل و لالہ و ارغوان
فلک پر شفق پھولنے کا گمان

کہین ہے گلستان مین ابر بہار
کہین ہے روان چادر آبشار

نسیم سحر کی وہ اٹکھیلیان
وہ مرغان گلشن کی خوش فعلیان

کہین رقص طاؤس مستانہ ہے
کہین عشق بلبل کا افسانہ ہے

کہین لطف موج نسیم بہار
کہین ہے عروس چمن کا سنگار

کہین شاہد گل کی جلوہ گری
کہین عندلیبون کی نوحہ گری

کہین نغمۂ طوطی خوش گلو
صنوبر پہ قمری کی حق سرہ

کہین صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم
کہین جوہی کی بھینی بھینی شمیم

کہین یاسمن کی عروسانہ بو
کسی سمت چنبے کی مستانہ بو

وہ شاہانہ خوشبو مدنبان کی
وہ مہکی ہوئی جابجا کامنی

کہین مالتی ہے کہین سیوتی
کہین کیوڑا ہے کہین کیتکی

کہین موگرا ہے کہین موتیا
لب نہر شبو کی شب کو فضا

کہین زینت باغ سورج مکھی
کہین زیب گلشن گل چاندنی

کہین شوخی رنگ تاج خروس
سراپا ہے رشک لباس عروس

کہین تختہ صدبرگ کا خوشنما
کہین ہے گل اشرفی کی فضا

کسی سمت لالہ ہے ساغر بکف
نہالان نوخیز ہین صف بصف

گلون کا وہ جوبن دکھانا کہین
درختون کا وہ لہلہانا کہین

معطر ہے سنبل کی چوٹی کہین
بہار چمن پھولی پھولی کہین

وہ لپٹا ہوا عشق پیچان کہین
وہ پھیلی ہوئی بوے ریحان کہین

مہکتا ہے گلشن مین بیلا کہین
حصار گلستان ہے کیلا کہین

چمن مین حنا کی کہین ٹٹیان
شگفتہ کہین تختۂ زعفران

درختان سایہ فگن میوہ دار — سراسر تکلف سراسر بہار
کہین ہین گلستانمین نہرین روان — کسی جا ہین فوارے گوہر فشان
کسی سمت عالم ہی گلنار کا — جدا سب سے جوبن ہی اثمار کا
کسی سمت گلشن مین آمونکا بوٗ — دکھاتا ہی ہر بار عالم کچھ اور
وہ انگور جلوہ نما تاک پر — ستارے ہون جسطرح افلاک پر
کہین سیب خوشرنگ خوش ذائقا — کہ سیب زنخدان ہو جسپر فدا
کہین ہی شریفہ کہین ہی انار — کہین زینت باغ ہی کو کنار
کہین جلوہ گر ہین درختون مین آم — تماشائی ہین جنکے سب خاص و عام
کہین ناشپاتی ہی جامن کہین — دکھاتی ہی رنگ اپنا آمن کہین
اگر کوہ وصحرا کی دیکھو بہار — شگفتہ ہین گلہائے خودرو ہزار
جدا سب کی خوشبو جدا سب کے رنگ — جدا سب کی خلقت جدا سب کے ڈھنگ
بہت دیکھے گلشن بہت لالہ زار — نظر آئے لاکھون گل نوبہار
نہ وہ خودنمائی نہ وہ رنگ بو — اُسی کی مگر سب کو ہی جستجو
ہر اک رنگ سے بلبل بوستان — اُسی کی بیان کرتی ہی داستان
مگر سننے کو چاہیے گوش ہوش — نہین ذکر سے کوئی اُسکے خموش
طلب کر اُسی سے گل آرزو — اُسی کی ہی پھیلی مہک چارسو
اُسی سے ہی تازہ نہال مراد — اُسی کا تجسس اُسی کی ہی یاد

وہی اس گلستان کا ہے باغبان
گل و غنچہ سے اسکی صنعت عیان

یہ گلشن جو اس زیب زینت کا ہے
لگایا ہوا دست قدرت کا ہے

ہمیشہ رہے چشم و دل سوے حق
ہر اک گل سے آتی ہے خوشبوے حق

بشر کو مناسب ہے سب سے سوا
رہے رات دن محو یاد خدا

بنایا اسے اشرف کائنات
عنایت کیے حق نے اپنے صفات

نہ بھولو کبھی اسکا فضل و کرم
ہمیشہ رہے فرق تسلیم خم

رکھو اسکے آگے جبین نیاز
وہ معبود برحق ہے بندہ نواز

کہاں ہین کہاں حمد پروردگار
کہاں نکہت گل کہاں نوک خار

بیان موسم برسات سرسبزی و شادابی نباتات حال نازنینان سراپا صفات و حمد و ثناے خالق کائنات

ادھر ہو تو اے ساقی عشوہ گر
تجھے کچھ بھی برسات کی ہے خبر

اٹھی ہے پہاڑ دن سے کالی گھٹا
چھلکتا ہوا آج ساغر پلا

یہ موسم یہ سامان یہ ٹھنڈی ہوا
گھٹا آئی ہے دل بڑھا ہے مرا

فضا بادہ خوارونکو دکھلا دے آج
مے طاہر و صاف برسا دے آج

یہ موسم ہے مہمان برسات کا
مہیا ہو سامان برسات کا

دکھا ساقیا پیاری پیاری ادا
سبو کی طرف دست نازک بڑھا

رہے نام تیرا سخا دست تری
دکھا مے پرستون کو دریا دلی

یہی ہے تمنا یہی آرزو
کہ ٹوٹے کہیں جلد مہر سبو

دکھا عارضِ دختِ رز کی بہار
دلِ مضطرب ہے بہت بیقرار

رخِ مہر پر ہے گھٹا کا حجاب
دکھا جام میں جلوۂ آفتاب

دکھائی ہے برسات عالم کچھ اور
چلے دور پر بادہ خواروں کے دور

صدا رعد کی ابر میں ہو ادھر
اُٹھے بزم میں شور قلقل ادھر

اُدھر برقِ تاباں کو ہو اضطراب
ادھر سیر دکھلائے موجِ شراب

ہوس آج کوئی نہ ساقی رہے
سبو میں نہ اک بوند باقی رہے

پلا اسقدر بادۂ تند و تیز
کہ میکش کریں نشے میں جست و خیز

وہ مے کیا ہے جس مے میں مستی نہ ہو
وہ تلوار کیا ہے جو کستی نہ ہو

گر مستی معرفت ہو ضرور
رہے جسکا زاہد تلک سرور

یہ میخوار ہے بادہ خوار الست
ازل سے ہے دل جامِ وحدت سے مست

ہر اک سمت چلتی ہے ٹھنڈی ہوا
ذرا دیکھو برسات کی بھی فضا

وہ سبزے کی صحرا میں شادابیاں
وہ برقِ درخشاں کی بیتابیاں

وہ بادل کا آنا گرجتا ہوا
وہ نقارۂ رعد بجتا ہوا

وہ ساون کی گھنگھور کالی گھٹا
تڑپ برق کی رعد کی وہ صدا

تلے ہیں برسنے پہ بادل کہیں
بھرے آبِ رحمت کے جل تھل کہیں

وہ گلشن میں سبزی پہ سبزہ بہار
وہ بادل میں قوسِ قزح کی بہار

وہ برسات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا | وہ بارش مین پروائیونکی فضا
وہ آنا گھٹاؤن کا گلزار پر | وہ بیتابی برق کہسار پر
وہ سبزے کی صحرامین کوسون لہک | وہ پھولونکی بادِ صبامین مہک
وہ تھم تھم کے بجلی دمکنا کہین | وہ تارون کا کم کم چمکنا کہین
ہوا کا وہ تھمنا وہ چلنا کبھی | قمر کا وہ چھپنا نکلنا کہین
دکھاتی ہے برق اپنا عالم کہین | برستے ہین بادل جھما جھم کہین
وہ جگنو چمکنا شب تار مین | وہ دادر کی آواز گلزار مین
کہین ابرِ باران مین مورونکا شور | کہین کالی کالی گھٹاؤنکا زور
کسی سمت آمون مین کویل کی کوک | اُٹھے جس سے بیساختہ دلمین ہوک
کہین نغمۂ بلبل بوستان | پپیہے کی دلکش صدائی کہان
دھوانددھار بادل مین بگلونکی سیر | چراگاہ مین کثرت وحش و طیر
وہ طغیانی آب دریا کہین | وہ شادابی کوہ و صحرا کہین
وہ دریا مین سرخاب مرغابیان | ہوا سے وہ موجونکی بیتابیان
تلاطم سے گرداب پڑنا کہین | حبابون کا بننا بگڑنا کہین
وہ جھیلونمین لطف گل نیلوفر | وہ کھلنا کنول سطح آب پر
چمن مین خرامان کہین گلعذار | حسینون کے وہ جھولنے کی بہار
کہین دلرباؤن کی ناز و ادا | شفق مین کہین چڑیونکی فضا

کسی کے وہ دست حنائی غضب — کسی کی وہ نازک کلائی غضب
کسی آفت جان کی جٹی بھوین — کسی شوخ کی تا کمر کاکلین
کسی سرو قد کی کمر مین لچک — کسی زلف کی بھینی بھینی مہک
سراپا کوئی صورتِ ناز ہی — کسی کا جدا سب سے انداز ہی
کسی کی نشیلی وہ چتون غضب — جوانی کا اٹھنا وہ جوبن غضب
خرامان کوئی مثل کبک دری — کسی مین سراپا سے عشوہ گری
دکھاتی ہی کوئی رخ تابناک — کھڑی اینڈتی ہی کوئی زہرناک
کوئی سیر گل دیکھتی ہی کھڑی — بناتی ہی پھولونکی کوئی چھڑی
کوئی گل بدامان کوئی گل بسر — لپیٹے کوئی ہار مو باف پر
کوئی محو نظارۂ آبشار — کوئی برق کو دیکھکر بیقرار
کوئی خوش گلو گا رہی ہی ملار — بجاتی ہی گلشن مین کوئی ستار
کوئی دیس گاتی ہی کوئی بہاگ — کوئی کامل فن سناتی ہی راگ
کسی سمت ہی ناچ کی دھوم دھام — کہین مہ جبینون کا ہی ازدحام
دم رقص جھل بل دکھانا کبھی — بتانا کبھی مسکرانا کبھی
وہ گانا حسینونکا ٹپا خیال — وہ دو دو قدم دلربائی کی چال
وہ گھونگھٹ مین چھپا رزیبائی شان — سر دوش زلف چلیپا کی شان
وہ عشوہ وہ انداز وہ بانکپن — تبسم سے وہ گنج لب پر شکن

کسی کا کبھی دیکھنا ناز سے
کبھی مسکرانا اک انداز سے

کسی کی وہ زلف رسا خم بخم
کسی کی وہ رفتار دو دو قدم

اُٹھا کر وہ پشواز چلنا کہین
ٹھہرنا اکڑنا سنبھلنا کہین

حسینون کے جمگھٹ کے جمگھٹ کہین
ہزارون خرامان ہین زہرہ جبین

کہین چشم مخمور جادو بھری
کہین مہ جبینون کی جلوہ گری

بڑھاتی ہی جھولے مین پینگین کوئی
کوئی چپکی بیٹھی ہی سہمی ہوئی

الگ سب سے دو چار زہرہ جبین
پکاتی ہین پکوان بیٹھی کہین

نباتات انواع واقسام کے
گلستان وصحرا مین پیدا ہوے

طرب خیز موسم ہی برسات کا
دکھاتا ہی عالم طلسمات کا

جہان مین ہر اک شی کو دیکھا بغور
سوا اُسکے صانع نہین کوئی اور

وہی ہی خداوند ہفت آسمان
اُسی سے منور ہین دونون جہان

اُسی کی طلب مین روان آب ہی
اُسی کے لیے برق بیتاب ہی

اُسی سے وزان ہی نسیم بہار
اُسی سے روان چادر آبشار

اُسی سے ہی نیرنگی دو جہان
اُسی سے ہی قوس قزح کا سمان

زمین آب رحمت سے سیراب ہی
جہان فیض قدرت سے شاداب ہی

حیات دو روزہ ہی مثل حباب
سراسر یہ بحر جہان ہی سراب

کرو فکر سامان ملک عدم
دو روزہ ہی دنیا کا جاہ و حشم

تعلق سے دامن ہو پہلے ہی پاک / ملے خاک مین جبتلک مشت خاک

جہان مین عبث اتنا غافل ہے تو / نہ بھول اسکو دم بھر جو عاقل ہے تو

نہ باقی رہے دل مین خوف دوئی / جہانتک ہو ممکن کر دیکسوئی

اسی کا تصور رہے روز و شب / اسی کا تجسس اسی کی طلب

خوشا دل کہ جو دل ہو محو خدا / خوشا چشم جو چشم ہو حق نما

عبث جرم کی فکر پاداش ہے / خطا پوش ہے وہ عطا پاش ہے

حکایت معراج خیرالوریٰ و رسیدن بمقام سدرۃ المنتہیٰ و دیدن اسرار بے انتہا و تماشاے قدرت خدا بعدہ حمد جناب کبریا

پلا ساقیا ساغر بیخودی / کہ حاصل ہو کیفیت سرمدی

ترقی ذہن رسا آج ہو / بڑھے یہ طبیعت کہ معراج ہو

دکھا اسقدر اوج فکر رسا / کہ آئے نظر سدرۃ المنتہیٰ

ہمیشہ رہے فضل رب جلیل / بتائین مضامین مجھے جبرئیل

نقاب رخ دختر رز اٹھا / بس اب کھولدے قفل صندوق کا

نہین احتیاج کباب سمک / بط مے کے بیٹھے ہون جا کر فلک

چلے اسقدر دور یہ آج دور / نظر آئے مستی مین عالم اک اور

مے معرفت کی یہ تاثیر ہو / کہ نشے مین بھی لب پہ تکبیر ہو

نہین سجدۂ حق سے بہتر عمل / جو لغزش بھی ہو تو گردن کے بل

ذرا ہوش میں آؤ بیخود نہ ہو | بس اب قصۂ قدرت حق لکھو
جو معراج کی شب رسول خدا | ہوئے وارد سدرۃ المنتہی
نظر آئی واں قدرت کردگار | چلی جاتی تھی اشترونکی قطار
نہ کچھ ابتدا تھی نہ کچھ انتہا | ہوئے محو حیرت رسول خدا
مسلسل چلی جاتی تھی وہ قطار | کوئی ساربان تھا نہ کوئی سوار
تھے صندوق دو دو ہر اک اونٹ پر | مگر سب مقفل تھے وہ سربسر
کلیدیں بھی قفلوں کے ہمراہ تھیں | مگر ساتھ کوئی محافظ نہیں
پیمبر نے روح الامین سے کہا | بتاؤ اخی ہے یہ کیا ماجرا
کہاں سے چلی آئی ہے یہ قطار | کہاں جاتے ہیں اشتر بیشمار
یہ صندوق کیسے ہیں کیا ان میں ہے | خدا جانے کیا مدعا انمیں ہے
یہ بولے بہت سوچکر جبرئیل | یہ ہے شان پروردگار جلیل
مجھے جب سے خالق نے پیدا کیا | ہمیشہ یونہیں انکو دیکھا کیا
نہیں انکی کچھ ابتدا انتہا | نہیں کوئی واقف سوائے خدا
یہ کی میں نے خالق سے عرض ایکبار | کہاں جاتی ہے اشترونکی قطار
مجھے اسمیں حیرت ہے شام و سحر | ہوا حکم چندے ابھی صبر کر
حبیب خدا جب یہاں آئیگا | تو یہ راز سربستہ کھل جائیگا
یہ راز نہاں اب بتائیں حضور | تماشائے قدرت دکھائیں حضور

یہ سُنکر رسول خدا نے کہا — ذرا کھولو قفل ایک صندوق کا
حبیب الٰہی کے ارشاد سے — جو کھولا وہ صندوق جبریل نے
کھلا راز قدرت جو مستور تھا — وہ صندوق بیضون سے معمور تھا
ہر اک بیضے پہ قفل تھا اور کلید — ہوئی اور حیرت پہ حیرت مزید
کہا اُسکو بھی کھول کر دیکھیے — حقیقت ہی کیا اک نظر دیکھیے
وہ قفل سر بیضہ جب وا ہوا — تماشائے قدرت ہویدا ہوا
نظر آیا اک اور عالم وہان — اسیطرح دیکھے زمین آسمان
فلک پر اسیطرح تھی کہکشان — اسیطرح قوس قزح کا سمان
ستارے یوہین زیر افلاک تھے — اسیطرح گل زینت خاک تھے
یونہین رات بھر چاندنی کی فضا — یونہین مہر تابان کی دن کو ضیا
اسیطرح فصل بہار و خزان — اسیطرح گردش مین تھا آسمان
روان تھی کہین چادر آبشار — وزان تھی چمن مین نسیم بہار
کہین سبزہ صحرا مین کوسون تلک — کہین پھولونکی بھینی بھینی مہک
یوہین مور کرتے تھے بانی کی دھوم — گھٹائین یوہین آتی تھین جھوم جھوم
سمندر مین دیکھے جہازونکی سیر — کہین دیکھے انسان کہین وحش و طیر
یہی کوہ و صحرا یہی بحر و بر — یہی قصر و ایوان یہی بام و در
اسیطرح آبادی روزگار — یوہین جابجا دیکھے شہر و دیار

ہر اک شہر مین خلق کی دھوم دھام
زن و مرد کا ہر طرف ازدحام

کہین بزم شادی کہین بزم غم
کسی کو مسرت کسی کو الم

کہین دور مین ساغر مشکبو
کہین دیکھے لبریز جام و سبو

یوہین ہر جگہ محفل انبساط
اسی طرح برپا تھی بزم نشاط

کہین دیکھے میلے براہین کہین
سنین عشقبازی کی باتین کہین

کہین مدرسون مین مسائل کی دھوم
مریضون کا دارالشفا مین ہجوم

کہین مسجدین خانقاہین کہین
کہین سجدے مین عابدونکی جبین

کہین بزم عیش و نشاط و سرور
کہین جوش ماتم سے شور و نشور

غرض دیکھتے سیر پست و بلند
ہر اک چیز قدرت کی کرتے پسند

گئے اک جگہ جو رسالتمآب
نظر آیا وان مجمع شیخ و شاب

جو دیکھا تو وان بزم میلاد ہے
ہر اک فکر دنیا سے آزاد ہے

زبان پر ہے سب کے یہی تذکرا
کہ ہے آج معراج خیر الورا

ہوئے سنکے حیران رسول خدا
کہا اسکی قدرت ہے بے انتہا

یہ کہکر رکھا سجدۂ حق مین سر
کیا شکر خلاق جن و بشر

چلے وان سے ہمراہ روح الامین
گئے تھے جہان سے پھر آئے وہین

نمونۂ قدرت حق بیان
لکھون عمر بھر گر نئی داستان

بہت ایسے عالم بہت روزگار
ہمیشہ بنائے بگاڑے ہزار

اُسی کی رہی عمر بھر جستجو
اُسی کا تجسس کرو کو بکو

اطاعت کرو تو اُسی کی کرو
عبادت کرو تو اُسی کی کرو

وہ راضی اگر ہو تو راضی جہان
وہ ناراض ہو تو ٹھکانا کہان

چلو اُسکی راہِ طلب مین چلو
ہمہ تن اُسی کی طرف ہو رہو

ہمیشہ زمانے مین رہنا نہین
کفن مرگ کا کس نے پہنا نہین

غنیمت ہے یہ چند روزہ حیات
جہان مین کسے ہے قیام و ثبات

جو کچھ ہو سکے راہ خالق مین دو
بھلا کچھ تو راہ سفر لے چلو

فقط زندگی تک ہین سب آشنا
پس مرگ ہوگا خدا ہی خدا

جیو تو تصور مین اُسکے جیو
مرو تو تصور مین اُسکے مرو

نہ مڑ کر کبھی دیکھو کسی کی طرف
اُڑے خاک بھی تو اُسی کی طرف

استدراک موسی از خلقت ارض و سما بجناب کبریا و حسب حکم برسر چاہ رسیدن و سنگریزہ دران انداختن و از تماشائے قدرت آگاہ شدن

پلا ساقیا آج صہباے نور
دکھا چشم و دل کو تجلی طور

اُٹھا دے نقاب رخ تابناک
زمانہ ہے مشتاق دیدار پاک

دکھا سیر وادی ایمن مجھے
نظر آئین جنت کے گلشن مجھے

پہونچ طور سینا پہ بنیع سلیم
کہ دیکھون تجلی رب کریم

وہی شوق نقشہ جمانے لگے
صدائیں ترانی کی آنے لگے

وہی ہو تمنا وہی التجا
وہی کوہ سینا وہی ہو ضیا

یہ لذت بڑھے جلوۂ یار سے
کہ آنکھیں نہوں سیر دیدار سے

اُسیطرح پھر طور جلنے لگے
اُسیطرح آنکھوں کا سرمہ بنے

تڑپ کر گرے دل پہ وہ صاعقہ
کہ جسکا رہے عمر بھر ذائقہ

بڑھے نشۂ معرفت اسقدر
نہو دل کو دونوں جہانکی خبر

وہ ہستی ہو جس میں ہوں ہوشیار
نہ بھولوں کبھی یاد پروردگار

مگر کس زبان سے ہو حمد خدا
صفات حمیدہ ہیں بے انتہا

ہمیشہ سے ہے اُسکی خلقت یونہیں
عیاں ہے تماشائے قدرت یونہیں

خدا جانے یہ کہکشان کب سے ہے
زمین کب سے ہے آسمان کب سے ہے

یہ شمس و قمر کب سے پیدا ہوے
یہ شام و سحر کب ہویدا ہوے

ہوئی کب سے کون و مکانکی نمود
ہوا کب سے عرض و سما کا وجود

کسی کو نہیں علم اُسکے سوا
وہ خالق ہے بے شبہہ ہر چیز کا

ادب سے بدرگاہ پروردگار
گذارش یہ موسی نے کی ایکبار

ہوے خلق کب آسمان و زمین
ہوا جلوہ گر کب یہ عرش بریں

ہوئی کب طلسم جہان کی بنا
ہوں مشتاق میں اسکے ادراک کا

ہوا حکم جید سے کر قطع راہ
ملیگا فلان دشت میں ایک چاہ

اٹھانا کوئی سنگریزہ وہان — اسے ڈالنا چاہ کے درمیان
مفصل ملیگا تمھین ان جواب — عیان ہوگی قدرت اٹھیگا حجاب
غرض وان سے موسی علیہ السلام — چلے اُس طرف کو بہ شوق تمام
ملے راہ مین کوہ و صحرا کہین — نظر آئے پرشور دریا کہین
پہاڑون مین دیکھے کہین ایسے غار — نہ ہو جنمین تمیز لیل و نہار
کہین جھاڑیان دیکھین جنگل کہین — نظر آئے پرخوف بادل کہین
کہین کالی پیلی اٹھین آندھیان — کہ جنسے ہوا تاریک سارا جہان
ملے وحشت افزا بیابان کہین — نظر آئے خار مغیلان کہین
کہین بن مین بن مانسونکا ہجوم — کسی جا ترائی مین شیرونکی دھوم
کسی جا ملی موج ریگ روان — کہین اژدہے دیکھے آتش فشان
کہین سایہ معدوم کوسون تلک — کہین دیکھے انبار خار و خسک
نہ آئی نظر دور تک شکل آب — جسے آب سمجھے وہ نکلا سراب
نظر آئے غول بیابان کہین — نہ دیکھی مگر شکل انسان کہین
بہت جا بجا دیکھے پست و بلند — بہت منزلون مین اٹھائی گزند
مصائب اٹھا کر ہوئی قطع راہ — وہان آئے جس دشت مین تھا وہ چاہ
نظر آیا اک سنگریزہ وہان — وہ پھینکا جو اُس چاہ کے درمیان
ندا چاہ سے آئی حیرت فزا — کدھر آئے ہو کون مطلب ہے کیا

بتایا کہ موسیٰ مرا نام ہے کہا کون موسیٰ ہو کیا کام ہے
کہا ہون فرستادۂ کبریا پڑھا اپنا آدم تلک سلسلا
ندا آئی پھر چاہ سے ناگہان اسیطرح اک شخص آتا ہے یان
نہین حق کا مرسل اسی نام کا بتاتا ہے آدم تلک سلسلا
یونہین ڈالکر سنگریزہ یہان مفصل بتاتا ہے نام ونشان
یہانتک کہ آدھا کنوان بھرچکا نہین سنگریزونکی کچھ انتہا
ہو تم کونسے موسیٰ ذی کتاب کس آدم کی اولاد مین ہو جناب
بہت آپ کو سنکے عبرت ہوئی تماشاے قدرت سے حیرت ہوئی
خداوند عالم کو سجدہ کیا رہے دیر تک محو حمد وثنا
کہا قدرت حق ہے لا انتہا نہین اسکی کچھ ابتدا انتہا
سراسر معطل ہے عقل بشر بشر کیا نہین عقل کل کو خبر
رہے محو حیرت جہان انبیا تو ہم کیا ہماری حقیقت ہے کیا
وہی سمجھے جو اسنے سمجھا دیا وہی دیکھتے ہین جو دکھلا دیا
مگر اسقدر جاننا ہے ضرور اسی کا ہے دونون جہانمین ظہور
جدھر دیکھو مرضی رب العلا ادھر رخ کرو مثل قبلہ نما
ادا ہو نہ شکر خدا سے جہان سراپا اگر موے تن ہو زبان
یہ کیا لطف کم ہے کہ انسان کیا پھر اسپر ہوا نور ایمان عطا

یہ سب سے زیادہ عنایت ہوئی | کیا خلق امت مین محبوب کی
کیا مرحمت دل کو علم و یقین | کوئی اسکی توحید مین شک نہین
جہان مین عطا سرفرازی ہوئی | سراسر یہ بندہ نوازی ہوئی
ہوئی بزم عالم مین عزت عطا | بہ کثرت ہوا مال و دولت عطا
مہیا زمانے کی نعمت ملی | بڑی بات یہ ہے کہ صحت ملی
ہمیشہ رہا اسکا فضل و کرم | بڑھا روز بندے کا جاہ و حشم
عطا کین امیرانہ خوئین بہت | برآئین مری آرزوئین بہت
رکھا ہر مصیبت مین ثابت قدم | نہ آیا کبھی پاس رنج و الم
کرین شکر کس کس عنایت کا ہم | ازل سے ابد تک گنین تو ہے کم
غنیمت ہے یہ عمر ناپائدار | کرو روز و شب یاد پروردگار
رہا ہے نہ باقی رہیگا کوئی | رہا ہے ہمیشہ رہیگا وہی

حکایت عرض نمودن فطرس بجناب کبریا برائے دورہ وطواف عرش علا حسب حکم معبود رفتن فطرس براہ منزل مقصود ندید عاجز رسیدن معترف عجز و قصور گردیدن

پلا ساقیا جام کوثر پلا | کہ لکھنے ہین اوصاف عرش خدا
مضامین لکھوں نشّے مین جھوم کر | کرون نظم شیشے کا منھ چوم کر
پلا کر جو اتنی بہکنے لگوں | عنایت سے تیری چہکنے لگوں

بجاے گزک سیب جنت منگا
اُٹھا جام شیشے کی گردن جُھکا

گھٹے بیقراری بڑھے انبساط
نظر آئے حورون کی بزم نشاط

وہ مضمون عالی ہون طبع رسا
ملائک کہین سُنکے صلّ علا

بلندی پرواز دکھلا دے آج
خبر کرسی و عرش کی لا دے آج

یہ رفعت دکھا آج پیک خیال
کہ آسان نظر آئے کارِ محال

بہک کر چلا بیخودی مین کہان
بس اے بوالہوس آگے ہے لامکان

مناسب نہین اتنی بالا دوی
کر اہل تہذیب کی پیروی

مقام ادب ہے یہ فکرِ رسا
ہوس ہے تو عرش برین کم ہے کیا

لکھے مدح کیا اُسکی طبع سلیم
خدا جسکو فرمائے عرشِ عظیم

کرون اُسکی وسعت کا کیونکر بیان
مقابل نہین جسکے کون و مکان

وہ گنبد کی رفعت وہ برجونکی شان
جہان عقل کل کا نہ پہونچے گمان

ستون لعل و الماس کے بےحساب
ہر اک کنگرہ غیرتِ آفتاب

جدھر دیکھو سامان دھر نور کے
کلس نور کے بام و در نور کے

حجاب اُسمین قدرت کے بنے تھا
سراسر عیان صنعتِ کبریا

وہ تابندہ قدرت کے نقش و نگار
کہ ہون لعل دیا قوت اُنپر نثار

نہ وان دھوپ ہے اور نہ وان چاندنی
تجلی ہے چارون طرف نور کی

نہ شام و سحر ہین نہ شمس و قمر
مشابہ ہے کچھ کچھ جنانکی سحر

ہر اک سمت قدرت کی نہرین روان
گل و غنچہ رشک ریاض جنان

کہین طائران خوش الحان کی دھوم
وہ مرغان نغمہ سرا کا ہجوم

نہ پانی کی خواہش نہ دانے کی فکر
ہر اک کی زبان پر اُسی کا ہی ذکر

یہی اُسکی تعریف محدود ہی
تجلی گہ خاص معبود ہی

لکھا ہی کہ پائے ہین ستر ہزار
محافظ ہر اک کے ملایک ہین چار

جدا گانہ ہین اُن ملائک کے نام
ہر اک اُنمین فطرس بھی مشہور عام

خدا نے عطا کی ہی طاقت بہت
ہی پرواز کی اُسکو کثرت بہت

وہ اُڑنے مین ہی سب سے چالاک تر
بہت مستعد ہی بہت تیز تر

ہر اک پل مین کرتا ہی وہ تیز گام
ہزارون برس کی مسافت تمام

بہت ناز ہی اُسکو پرواز پر
روش اُسکی ہی ایک انداز پر

ادب سے ہوا ملتمس ایکبار
کہ ہی آرزو میری پروردگار

ترے عرش اعظم کا دورا کرون
تری صنعتون کا تماشا کرون

مین دیکھون تو ہی کسقدر اُسکا دور
کرون سیر عرش معلی بغور

ہوا حکم خلاق ارض و سما
کہ ممکن نہین سیر عرش علا

ترے بال و پر مین یہ قوت کہان
تجھے اتنی اُڑنے کی قدرت کہان

بصد التجا اُسنے پھر عرض کی
ہوا حکم رب خیر تیری خوشی

چلا سُنکے فرمان معبود کو
روانہ ہوا راہ مقصود کو

اُڑا چھ مہینے علی الاتصال ۔ نہ آگے بڑھا اُس سے یک خیال
یہ کی عرض خالق سے اے بے نیاز ۔ ہوئی کس قدر طے یہ راہ دراز

قطعہ

ہوا حکم پروردگار غفور ۔ ہے اک پائے سے دوسرا جتنی دور
وہاں تک پہونچنا تو معلوم ہے ۔ ہوئی ہے چہارم ابھی راہ طے
وہ پھر چھ مہینے اُڑا متصل ۔ ہوا فرط پرواز سے مضمحل
خداوند عالم سے پھر عرض کی ۔ یہ منزل کڑی کسقدر طے ہوئی
ہوا پھر یہ فرمان رب العلا ۔ کہ اب مرحلہ نصف طے ہو گیا
یہ سُنکر ہوا ہو گئے اُسکے ہوش ۔ نہ مطلق رہا پھر وہ جوش و خروش
بہت منفعل ہو کے پھر عرض کی ۔ بڑی یہ خطا مجھ سے سرزد ہوئی
نہایت ہے اب میری حالت سقیم ۔ تو ہے بندہ پرور غفور الرحیم
نہ اب دو قدم آگے جانیکی تاب ۔ نہ اپنی جگہ پھر کے آنیکی تاب
نہیں کوئی چارہ سوائے گریز ۔ نہ جائے اقامت نہ پائے گریز
ہوا حکم خلاق جن و بشر ۔ پریشان نہو آنکھ کو بند کر
غرض آنکھ فطرس نے جب بند کی ۔ مسافت وہ اک دم میں طے ہو گئی
جہان سے اُڑا تھا وہیں آ گیا ۔ کیا سجدۂ شکر خالق ادا
مکان جسکا ایسا ہو عرش بریں ۔ خدا جانے کیا وہ ہوگا مکین

وہ چاہے تو ایسے بنائے ہزار | نشان اُسکی قدرت کے ہین ہشیار
کوئی اُسکا عالم مین ہمتا نہین | کسی کو بھی یکتائی زیبا نہین
وہ ہی ہر مصیبت مین سبکا شریک | مگر آپ ہی وحدہ لاشریک
نہ بھولو کبھی دل سے خالق کی یاد | رہے اُسکی توحید کا اعتقاد
ہوے اسلیے خلق جن و بشر | عبادت کرین اُسکی شام و سحر
سوا معصیت کے جو چاہو کرد | مگر سلسلہ اُس سے باقی رکھو
کرو زندگانی مین یادِ خدا | پس مرگ پھر تمنے جانا تو کیا
دو روزہ ہی یان کی خزان و بہا | کسی کو نہین ہی ثبات و قرار
ہر اک شی یہان کی ہی ناپائدار | فنا سب کو ہونا ہی انجام کار
نہ آفاق مین دل لگائے بشر | کسی کی ہوئی ہی سرا مین بسر
محل تعجب ہی حیرت کی بات | ہو قبضے مین جسکے حیات و ممات
بشر اُس سے غافل رہے روز و شب | غضب ہی غضب ہی غضب ہی غضب

حکایت استفسار فرمودن رب جلیل از حضرت عزرائیل در بارۂ قبض روح خلق خدا در حسم آمدنش بر کسے شاہ و گدا عرض نمودن ترحم خود بر احوال طفل تختہ نشین دبارہ دیگر از سیر ارم محروم ماندن شد ادلعین و باز حکم خدا اگر دیدن آن طفل را کہ بر تختہ دیدی و رحم نمودی

ہمین شداد ناشاد بود

تجھے ساقیا دختِ رز کی قسم — دکھا دے تماشائے باغِ ارم
مے معرفت کا طلبگار ہون — پلا مجکو جتنی سزاوار ہون
مگر پاس اسکا بھی ساقی رہے — تمیزِ بد و نیک باقی رہے
زمانہ ہوا مجکو چھوڑے ہوے — خُم و شیشہ و جام توڑے ہوے
وگرنہ تجھے خم کے خم بھی تھے کم — سبو کے سبو پی کے لیتا تھا دم
مری جان وہ صہبا گلرنگ دے — کہ جو نشۂ شوق مین رنگ دے
خبر جان و تن کی نہ مطلق رہے — رہے تو فقط الفت حق رہے
مے صاف و طاہر کا دریا بہا — تلاطم اُٹھا جوش طوفان دکھا
بط مے ہر اک سمت بہتی پھرے — صراحی کے ہون ہر طرف قہقہے
بنا اے تصور ارم کی مثال — مگر ہو نہ شداد کا سا خیال
مین نازک طبیعت ہون عالی دماغ — دکھا بڑھکے باغ ارم سے بھی باغ
وہ گلشن کہ جسمین ہو سیر جنان — وہ گلشن زمین جسکی ہو آسمان
لب نہر ہو ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم — ہر اک سمت ہو بھینی بھینی شمیم
وہان تھے اگر گوہر آبدار — تجلی قدرت ہو یان آشکار
بنائے تھے آئنے ستون بلور — سراپا نظر آئے یان قصر نور
وہان تھے جو فوارہ و آبشار — یہان قطرے قطرے پہ موتی نثار

زر و سیم کے کنگرے تھے وہاں | سر بام شمس و قمر ہون یہان
وہان تھی اگر نکہت بوستان | یہان ہر طرف ہو شمیم جنان
وہان تھین اگر دختران چمن | یہان آئین حوران خلد برین
بہت طول دینے سے کیا فائدہ | اُٹھا او قلم اب لکھو مدعا
جناب خداوند آفاق نے | کہا ایک دن تھا بقض روح سے
خلائق کی روحین بہت قبض کین | کسی پر نہین رحم آیا کہین
یہ کی عرض سب کچھ ہے روشن تجھے | فقط دو جگہ رحم آیا مجھے
ہوا حکم پروردگار جہان | مفصل کرو سب حقیقت بیان
گذارش کی اے خالق دو سرا | سمندر مین جاتا تھا اک قافلا
قضا را تباہی مین آیا جہاز | نہ شاہ و گدا مین رہا امتیاز
پھنسے سب بیان محیط الم | سرون پر گرا ناگہان کوہ غم
اُٹھا ہر طرف شور آہ و فغان | ہوئے صاف آثار محشر عیان
کوئی نوحہ گر تھا کوئی بیقرار | کوئی مضطرب تھا کوئی اشکبار
تلاطم سے تختے ہوئے سب جدا | مسافر ہوئے غرق بحر فنا
اجل سے کسی کو نہ مہلت ملی | مگر اک زن حاملہ رہ گئی
اکیلے وہ تختے پہ تھی بیحواس | بجز یاس و حسرت نہ تھا کوئی پاس
وہ تختہ کئی روز بہتا رہا | دل اسکا غم و رنج سہتا رہا

ڈری سہمی گھبرائی روئی کبھی
نہ آرام پایا نہ سوئی کبھی

وہین درد زہ اُسکو پیدا ہوا
یہ اک اور صدمے پہ صدمہ ہوا

نہ مادر نہ خواہر نہ ہمدم کوئی
نہ مونس نہ دایہ نہ محرم کوئی

وہ رہ رہ کے تکلیف اُس درد کی
وہ چارون طرف حسرت و بیکسی

ہوا سے وہ تختے کا ہلنا کبھی
وہ موجون سے موجون کا ملنا کبھی

وہ ہر سمت باد مخالف کا زور
مگر مچھ کے پانی اُگلنے کا شور

تلاطم سے پانی اُچھلنا کہین
وہ گرداب ٹکرا کے اُبلنا کہین

بجز ذات معبود کوئی نہ تھا
جو اُس درد و غم مین اُسے دیکھتا

غرض راز قدرت ہویدا ہوا
اُسی حال مین طفل پیدا ہوا

زہے شان پروردگار کریم
صدف سے نکل آیا دُرِ یتیم

تسلی ہوئی طفل کو دیکھکر
رہا دل مین خوف ہلاکت مگر

وہ تختہ گیا تھا ابھی تھوڑی دور
نہ ٹھہرا تھا اُسکا دل ناصبور

ہوا مجکو حکم خدائے جہان
کرو قبض روح زنِ خستہ جان

بجا لایا فرمان رب العلا
وہ بیجان ہوئی طفل تنہا رہا

وہان رحم آیا مجھے دیکھکر
کہ بے شیر کیونکر جیے گا پسر

مگر دل مین پھر سوچ کر یہ کہا
مجھے حکم معبود مین دخل کیا

دوبارہ پھر ای خالق بحر و بر
تاسف ہوا حال شداد پر

کیا تو نے اُسکو یہ رتبہ عطا کہ تھا قاف سے قاف تک دیدیا
فزدن و بسدم اُسکی سطوت ہوئی ہر اقلیم بخت حکومت ہوئی
بڑھا اسقدر اُسکا جاہ و حشم مسخر ہوا سب جہان یک قلم
گذرتا تھا ہر دم بعیش و نشاط نہ تھی فکر کوئی بجز انبساط
مہیا زمانے کا اسباب تھا ہر اک قصر مین فرش سنجاب تھا
شب و روز تھا عیش و عشرت سے کام کبھی شور قلقل کبھی دور جام
ملی تھیں جہانکی اُسے نعمتین اُٹھاتا تھا ہر چیز کی لذتین
یہ کمبخت کے دلمین آیا خیال کہ خلد برین کی بناؤن مثال
کیے جمع سامان سب انتخاب زر و سیم و لعل و گہر لاجواب
رہا ایک مدت اِسی فکر مین اِسی مشغلے مین اِسی ذکر مین
بلائے ہر اک جاسے اہل کمال جو صنعت گری مین تھے سب بیمثال
زمین دیکھکر اِک جگہ پر فضا رکھی اُسنے باغ ارم کی بنا
ہر اک فن کے صناع و اہل ہنر لگے سرگرم تعمیر شام و سحر
لگاتے تھے اینٹین زر و سیم کی چنائی وہ سب مشک و عنبر سے تھی
طلائی چھتین تھین مرصع نگار ستون اُسمین بلور کے بیشمار
عوض سنگریزونکے درِ خوشاب پڑے تھے ہر اک نہر مین بیحساب
زر و سیم کے کنگرے دس ہزار چمک جنکی یکسان تھی لیل و نہار

عوض خاک کے زعفران و عبیر ہر اک سمت تھی نکہت دلپذیر

وہ کوسون تلک مشک و عنبر کی بو گل و یاسمن کی مہک چارسو

درختون پہ نغمہ سرا جانور گلستان مین لطف نسیم سحر

کہین طائرونکی نوا سنجیان کہین عندلیبونکی خوش فعلیان

ہوئین منتخب دختران جہان رکھا قصر مین مثل حور جنان

جو غلمان بنانے کا آیا خیال کیے جمع طفلان صاحب جمال

بلندی و وسعت کا کیا ہو بیان نہ تھا مثل اسکا تہ آسمان

ہوا پانسو سال مین اختتام زر و مال بھی ہوگیا سب تمام

خبر سنکے تیاری باغ کی بہت اسکے دل کو مسرت ہوئی

عجب کر و فر سے بجاہ و حشم روانہ ہوا سوے باغ ارم

در باغ تک بھی وہ پہونچا نہ تھا کہ آیا مجھے حکم رب العلا

روانہ کر و اسکو سوے عدم نہ دیکھے تماشاے باغ ارم

یہ سنتے ہی حکم خداے جہان بسرعت ہوا اسطرف مین روان

قدم پشت زین سے اتارا نہ تھا کہ پہونچا مین سر پر مثال قضا

نہ دی مہلت سیر ناکام کو کیا قبض روح بد انجام کو

مشیت مین تیری مجھے دخل کیا مگر اسکی حسرت پہ رحم آگیا

بنانے مین کی صرف عمر عزیز جہان مین نہ باقی رکھی کوئی چیز

کیے صرف الماس و لعل و گہر — تماشا نہ دیکھا مگر اک نظر
ہوا حکم خلاق جن و بشر — تجھے رحم آیا تھا جس طفل پر
وہی طفل ناشاد شداد تھا — کیا ہمنے عالم کا فرمانروا
سمجھتا تھا تو جسکا جینا محال — دیا ہمنے اُسکو یہ جاہ و جلال
جہان مین کیا مالک تخت و تاج — بہت شاہ دیتے تھے اُسکو خراج
یہانتک عطا کی اُسے برتری — کہ کرنے لگا دعوے ہمسری
سراسر جو کفران نعمت کیا — اُسی کی دو عالم مین پائی سزا
یہ سُنکر ہوے قابضِ روح دنگ — ہوا خوف سے زرد چہرے کا رنگ
یہ کی عرض اے قادرِ ذوالجلال — تجھے سب ہین آسان کار محال
جسے چاہے دم مین کرے سرفراز — غنی ہے تری ذات اور بے نیاز
جسے چاہے نازل ہو اُسپر عذاب — جسے چاہے تو بخشدے بیحساب
تو خالق ہے مالک ہے مختار ہے — تجھی کو خدائی سزاوار ہے
جہان قابضِ روح کا ہو یہ حال — وہان کیا ہے عقلِ بشر کی مجال
کوئی چشمِ حق بین سے دیکھے اگر — تو آئے تماشائے قدرت نظر
وہی ہے زمانے کا حاجت روا — وہی ہے زمانے کا مشکلکشا
گدا کو وہ چاہے تو سلطان کرے — اگر مور ہو تو سلیمان کرے
وہ چاہے تو ذرے سے ہو آفتاب — وہ چاہے تو قطرہ ہو در خوش آب

وہ ادنیٰ کو چاہے تو اعلیٰ کرے — جو اعلیٰ کو چاہے تو ادنیٰ کرے
ہر اک اسکی رحمت سے ہی فیضیاب — برابر ہین وان ذرہ و آفتاب
کرے جسکا خالق ستارا بلند — وہ آفاق مین کیون نہو ارجمند
اگر بندہ پرور ہوا ایسا تو ہو — جو خلاق اکبر ہوا ایسا تو ہو
اسی سے ہی عرض و سما کی نمود — سمندر ہی اک قطرۂ بحر جود
ہر اک شی سے ظاہر ہی شان خدا — اسی سے ملا ہی نشان خدا
نہو اسکی وحدت کا کیونکر یقین — کوئی اسکا ہمتا و ہمسر نہین
کرو یاد مین صرف عمر عزیز — کہ خالی نہین ذکر سے کوئی چیز
زبان کو نہ مہلت ملے ذکر سے — نہ خالی رہے دل کبھی ذکر سے
اسی کی ہوا ہو اسی کی ہوس — نہ بھولو کسی حال مین اک نفس
ہمیشہ رہو طالب کبریا — زبان پر ہو ہر دم خدا ہی خدا

حکایت جناب سلیمان علیہ السلام و انکار سیمرغ از قضا و قدر بدربار عام نشان دادن حضرت از وصل شاہزادی مشرق باشاہزادہ مغرب و کوشش سیمرغ در عدم وصال و اتصال ہر دو بحکم قادر ذو الجلال و نہان گردیدن سیمرغ از انفعال

شرابا طہورا پلا ساقیا — دکھا سیر تخت ہوا ساقیا
بیاض ورق مہر تابان بنے — ہر اک نقطہ مہر سلیمان بنے

مضامین دکھائین پری کی ادا / معانی ہین جلوہ ہو بلقیس کا
ہر اک بیت بیت مقدس ہو آج / جو مصرع ہو عالم مین پائے رواج
وہ بندش مین پیدا ہو جلوہ گری / کہ جسپر تصدق ہون جن و پری
چلے خوب دور مے شعلہ رنگ / دل مضطرب مین بھری ہی امنگ
یہ تاثیر ہو بادۂ صاف کی / سیاحت کرون پردۂ قاف کی
سراسر نہ دل محو مستی رہے / تمیز بلندی و پستی رہے
وہ مے ہو کہ جسمین رہون ہوشیار / نہ بھولون کبھی یاد پروردگار
پلا بادۂ معرفت اسقدر / لکھون داستان قضا و قدر
جناب سلیمان علیہ السلام / تھے اک روز مصروف دربار عام
مودب چپ و راست انسان تھے / کھڑے دست بستہ پری جان تھے
بہت تھے امیران عالی وقار / بہت صاحب مملکت تاجدار
ہزارون غلامان زرین کمر / جوانان نامی و صولت اثر
ہزارون کمربستہ خدمتگذار / تھے بے انتہا حاجب و چوبدار
چرند و پرند و وحوش و طیور / دورویہ تھے صف بستہ پیش حضور
وہ شوکت وہ عظمت وہ رعب و جلال / وہ سیرت وہ صورت وہ حسن و جمال
خدا اسنے دیا تھا عجب کرّ و فر / عیان شان معبود تھی سر بسر
لکھون قصر و ایوان کی تعریف کیا / نظر آتی تھی قدرت کبریا

رقم ہون اگر وصف دربار عام ‏— ازل سے ابد تک نہون یہ تمام
اُٹھاؤن قلم اب سوے مدعا ‏— بیان آپ کرتے تھے حمد خدا
بس حمد خلاق عالم کہا ‏— نہین اُسکی قدرت کی کچھ انتہا
ظہور اُسکا دیکھا اُسی کا اثر ‏— جو ہوتا ہی حکم قضا و قدر
کوئی کام قدرت سے باہر نہین ‏— کسی سے ہو سرزد کبھی ہو کہین
یہ کی سُنکے سیمرغ نے التماس ‏— کہ ای بادشاہِ جہان حق شناس
قضا و قدر کا مین قائل نہین ‏— مرے دلکو تصدیق کامل نہین
مشیت ہی کیا خیر فرمائیے ‏— حقیقت ذرا اِسکی سمجھائیے
کوئی حال ایسا بتائین حضور ‏— جہان مین ہو آیندہ جسکا ظہور
کہا اُس سے حضرتؐ نے ای بدگمان ‏— مشیت ہی حکم خدا اے جہان
جو کچھ اُسنے روز ازل لکھدیا ‏— وہ بے شبہہ عالم مین پیش آئیگا
کسی سے بیان اُسکی قدرت ہو کیا ‏— کسی پر عیان اُسکی حکمت ہو کیا
یہ اک مختصر حال سن لے ضرور ‏— کہ جسکا کسی وقت ہوگا ظہور
نہین اُنکا عالم مین ابتک وجود ‏— نہین اُنکے وہم و گمان مین نمود
ہی مغرب مین اک شاہ والا گہر ‏— اُسے دیگا خلاق عالم پسر
جو مشرق مین ہی شاہ عالی مقام ‏— ملیگی اُسے دختر لالہ فام
وہ جب دختر و طفل ہونگے جوان ‏— ملائیگا اُنکو خدا اے جہان

زہے قدرت قادر ذوالجلال / لکھا ہے مقدر میں اُنکے وصال

بہت گرچہ مغرب سے مشرق ہے دور / مگر جو مشیت ہے ہوگا ضرور

اُسی دن سے سیمرغ کو تھا خیال / وہ مشرق میں جاتا تھا ہر ماہ و سال

ہوئی خلق جب دختر گلعذار / اُٹھا لایا پنجوں میں مثل شکار

اُڑا کر اُسے قاف میں لے گیا / وہاں آشیانہ بنا کر رکھا

دیا کچھ دنوں شیر حیوان اُسے / نہ دکھلائی پر شکل انسان اُسے

پس شیر میوے کھلاتا رہا / تر و تازہ پھل روز لاتا رہا

غرض رفتہ رفتہ جوان ہوگئی / سراپا وہ جان جہان ہوگئی

پر بڑھکر ہوئی آفت روزگار / حسینان عالم ہوں جس پر نثار

وہ دن سن وہ جوبن وہ حسن و جمال / مگر تھی طبیعت میں وحشت کمال

نہ مطلق خبر تھی کہ دنیا ہے کیا / نہ کھاتی تھی باغ جہان کی ہوا

ہوئی جیسے وہ ماہ پارہ جوان / نر و مادہ دونوں رہے پاسبان

اِسے رہنے دو ساکن آشیان / سنو شاہ مغرب کی اب داستان

وہی تھا زمانہ وہی ماہ و سال / دیا حق نے فرزند صاحب جمال

ہوا فضل خالق سے وہ نوجوان / سراپا شجاعت سعادت نشان

رہے صرف تعلیم اہل کمال / ہوا تھوڑے عرصے میں وہ بے مثال

ہر اک علم میں وہ یگانہ ہوا / غرض انتخاب زمانہ ہوا

ازل سے ملا تھا دل بیقرار — طبیعت میں تھا ذوق سیر و شکار
وہ کھیلا شکارِ غزالان کبھی — کیے صید شیر نیستان کبھی
نہ چھوڑا شکارِ چرند و پرند — مگر دل سے تھا صید ماہی پسند
وہ کشتی میں اک دن ہوا جلوہ گر — رفیق آ کے بیٹھے ادھر اور ادھر
سمندر میں کشتی روانہ ہوئی — نسیم سحر تازیانہ ہوئی
یکایک جو بادِ مخالف چلی — اڑا کر اسے قاف میں لے گئی
سمندر میں کشتی تھی مثل سحاب — تلاطم سے آخر ہوئی غرق آب
مصاحب ہوئے غرق بحر فنا — یہ بیچارہ اک تختے پر رہ گیا
کئی دن برابر وہ تختہ بہا — کنارے پر اک روز لائی ہوا
نظر آیا اک دشت وحشت فزا — اتر کر ادھر شاہزادہ چلا
قضائے قدر سے وہ پہونچا وہاں — کہ سیمرغ کا تھا جہاں آشیاں
ٹھہر کر لیا سائے میں دم ذرا — ہوا کھائی ٹھنڈی افاقہ ہوا
شہنشاہ مشرق کی نور نظر — اسی آشیانے میں تھی جلوہ گر
فضا دشت کی دیکھتی تھی کھڑی — سوئے شاہزادہ نظر جا پڑی
محبت سے دیکھا بہت دیر تک — رہی محو حیرت نہ جھپکی پلک
دل مضطرب کا بڑھا اضطراب — طبیعت میں پیدا ہوا اضطراب
ادھر شاہزادے نے دیکھا ذرا — کہ ہے محو نظارہ اک مہ لقا

محبت کا دل پر اثر ہوگیا — وہ تیر نظر کارگر ہوگیا
سراپا یہ محوِ تماشا ہوا — دل اُس آفتِ جان پہ شیدا ہوا
لگا عشق کا تیر دونون طرف — ہوئی دل مین تاثیر دونون طرف
یہ بیخود وہ مضطر یہ حیران تھا — یہ بسمل وہ بیدل یہ بیجان تھا
اُدھر تیر الفت ہوا وسکے پار — ادھر پڑگئے دل مین رخنے ہزار
اُدھر شکل نرگس بندھی ٹکٹکی — ادھر چشم حسرت سے ندی بہی
گرے اسکے آنسو اگر خاک پر — گئی اُسکی فریاد افلاک پر
ادھر ہجر مین اُسکا دل بیقرار — اُدھر دمبدم تھا اُسے اضطرار
ادھر لب پہ لب ہونیکی جستجو — اُدھر شربت وصل کی آرزو
اشارے سے اُسنے بلایا قریب — گیا یہ بصد شوق سوے حبیب
وہ تھی آشیانے مین یہ خاک پر — یہ فرشِ زمین پر وہ افلاک پر
بہت کچھ اشارے کنایے ہوے — سخن رہ گئے لب پہ آئے ہوے
نہ سمجھی کوئی بات وحشی خصال — پریشان ہوا شاہزادہ کمال
نر و مادہ جبوقت آئے اُدھر — تعجب جاتا شہزادۂ نامور
جب اُنمین سے کوئی نہوتا وہان — یہ آبیٹھتا پھر تہِ آشیان
نئے رنگ سے پھر وہ شکل پری — دکھاتی تھی سر بسر جلوہ گری
کئی دن اشارون مین باتین ہوئین — محبت کی الفت کی گھاتین رہین

عنوان

غرض رفتہ رفتہ ہوئی آشنا ۔ سمجھنے لگی بات کچھ کچھ ذرا
کہا شاہزادے نے ای مہ لقا ۔ بلالے مجھے یا مرے پاس آ
یہ سنکر ہوا اُسکو صدمہ کمال ۔ رہا شاہزادی کے دلمین خیال
اُسی روز سیمرغ بہر شکار ۔ گیا آشیانے سے سوے کوہسار
اُٹھا لایا پنجے مین اک نیل گاؤ ۔ کہا اپنی مادہ سے جی بھر کے کھاؤ
غرض کھاکے دونون نے زیر نہال ۔ وہین چھوڑ دی نیل گاے کی کھال
وہ جسدم ہوے سیر ہوکر روان ۔ کہا شاہزادی نے ای نوجوان
نہین کوئی تدبیر اسکے سوا ۔ تو اس پوست گاؤ مین آ بیٹھ جا
جب آئیگا سیمرغ ہنگام شام ۔ منگالونگی اس پوست کو لا کلام
یہ تدبیر سنکر بہت خوش ہوا ۔ سر شام اُس پوست مین چھپ رہا
ہوا شب کو سیمرغ کا جب نزول ۔ بہت شاہزادی کو پایا ملول
کہا اُسنے گھبرا کے ای مہ لقا ۔ مکدر رہی کیون آج باعث ہی کیا
کہا شاہزادی نے ای مہربان ۔ پڑی ہی یہ کیا شی تہ آسمان
مجھے اسمین حیرت ہی جلدی بتا ۔ کہا اُسنے ہی پوست نیل گاؤ
وہ بولی یہ شی ہی عجیب و غریب ۔ ذرا اُسکو لے آؤ میرے قریب
گیا سُنکے سیمرغ زیر نہال ۔ سوے آشیانہ اُٹھا لایا کھال
بہت خوش ہوئی کھال کو دیکھکر ۔ رکھا آشیانہ مین پیش نظر

لگے جب نر و مادہ وقت سحر — نکل آیا شہزادۂ نامور
بڑھا شوق مین جانب دلربا — ہوئی ہم بغل آکے وہ مہ لقا
رخ صبر سے اُٹھ گئی یان نقاب — ہوئی فرط الفت سے وہ بیحجاب
لبون سے ملے لب دہن سے دہن — دلون سے ملے دل بدن سے بدن
یہانتک بڑھا لطف بوس و کنار — کہ دونون کے دل ہوگئے بیقرار
اُٹھائے مزے شربت وصل کے — شراب محبت سے دونون چھکے
ہوئے شکل جوڑا بہم مہر و ماہ — ادا ہوگئی وصل کی رسم و راہ
دلون مین نہ باقی رہین حسرتین — ہوئین ہجر کی دور سب کلفتین
غرض روز و شب خرم و شادکام — بسر کرتے تھے وہ بعیش تمام
جب آتے نر و مادہ ہنگام شام — یہ اُس پوست مین جاکے کرتا قیام
بسر کرکے تنہائی مین رات بھر — نکلتا تھا گھبرا کے وقت سحر
وہ رہتے تھے دن بھر بعیش و طرب — اسی طرح گذرے کئی سال جب
دیا حق تعالی نے طفل حسین — تولد ہوئی دختر مہ جبین
اسے چھوڑ دو ہمراہ اہل و عیال — سنو اب جناب سلیمان کا حال
کہا ہنسکے اک روز سیمرغ سے — ظہور مشیت کے دن آگئے
یہ کی عرض سیمرغ نے اے جناب — ہوا اپنے دعوے مین مین کامیاب
گیا سر بسر وہ زمانہ گذر — کہان اب وہ دختر کہان وہ پسر

تبسم کیا آپ نے اور کہا ٹھہر جاؤ ذرا دیکھ شانِ خدا
ابھی تھا زبان پر یہی تذکرا کہ سلطان مغرب بھی حاضر ہوا
اُسی وقت مشرق کا فرمانروا سراسیمہ دربار مین آگیا
یہ کی عرض دونون نے پیش جناب کہ اے مرسل حق رسالتمآب
عجب مخمصے مین گرفتار ہین ستمدیدہ بیکس دل افگار ہین
خدا نے کیا آپ کو دادرس جہان مین غریبون کا فریادرس
کہا آپ نے کچھ کہو تو سہی کیا عرض دونون نے دردِ دلی
سنی دختر و طفل کی داستان ہوئی سب حقیقت مفصل بیان
کہا سُنکے سیمرغ سے آپ نے ابھی شاہزادی کو لا قاف سے
یہ سُنکر اُدھر وہ روانہ ہوا غرض داخلِ آشیانہ ہوا
پہونچکر کہا اُس گل اندام سے تو اِس پوست مین بیٹھ آرام سے
مرے دل کی برآئیگی اب مراد کیا ہے جناب سلیمان نے یاد
وہ بیٹھی تو لیکر مثال ہوا سوے تختگاہ سلیمان چلا
جناب سلیمان کو تھا انتظار کہ پہونچا یہ دربار مین ایکبار
ادب سے قریب آکے مجرا کیا وہ پشتارہ پیش نظر رکھدیا
کہا کھولدے اب یہ رازِ نہان کہ ہو قدرت حق تعالیٰ عیان
وہ پشتارہ کھولا جو منقار سے کہا اُس طرف دیکھکر آپ نے

نکل شاہ مشرق کی تخت جگر — نکل شاہ مغرب کی نور نظر
یہ سنکر نکل آئے دونوں شتاب — وہ مہتاب یہ غیرت آفتاب
مودب کھڑے ہو کے مجرا کیا — سلیمان کے قدموں پہ سر رکھدیا
دیا حکم بچوں کو بھی ساتھ لاؤ — وہ کم سن ہیں گھبراتے ہونگے بلاؤ
وہ جاکر اسی پوستِ گاؤ سے — اٹھا لائے بچوں کو بھی سامنے
کیا پیار حضرت نے اطفال کو — کہا دیکھو خالق کے افعال کو
ہوا پھر یہ ارشاد سیمرغ سے — تماشائے شان خدا دیکھ لے
قضا و قدر کا نمونہ یہ ہے — مشیت سے خالی نہیں کوئی شے
ہوا بسکہ سیمرغ کو انفعال — ندامت سے تھا سر اٹھانا محال
نگاہوں میں سب کے جو رسوا ہوا — خجالت زدہ ایک سمت اڑ گیا
ہوا چشم انسان سے ایسا نہاں — نہ پایا کسی نے پھر اسکا نشان
یہ ادنیٰ ہے ذکر قضا و قدر — ہزاروں تماشے ہیں دیکھو اگر
مشیت میں جس چیز کا ہے ظہور — وہ ہوگا وہ ہوگا وہ ہوگا ضرور
جو کچھ لکھدیا اسنے روز ازل — ابد تک نہ ٹلیگا اسمیں خلل
مشیت میں اسکے تبدل نہیں — سر مو ترقی تنزل نہیں
کرو بندگی اسکی شام و سحر — رکھو اسکے فضل و کرم پر نظر
اسی کی عبادت کرو متصل — رہے اسکی الفت سے لبریز دل

سوا اُسکے سب کی طلب چھوڑ دو — ادھر توڑ دو رشتہ اُدھر جوڑ دو
نہ کھاتے پھرو ٹھوکرین دربدر — اُسی کے رکھو آستانے پہ سر
کرو ماسوا ترک جو ہو سو ہو — دوئی چھوڑ کر اک طرف ہو رہو
اُسی سے رکھو عمر بھر اعتقاد — اُسی کی دمِ واپسین بھی ہو یاد
عجب اُسکی قدرت عجب شان ہی — جو مشکل سے مشکل ہو آسان ہی
جب ایسا ہی خالق تو پروا ہی کیا — یہ دنیا ہی کیا مالِ دنیا ہی کیا
بڑی اُسکی سرکار ہی کیا نہین — کسی کی مگر چشم بینا نہین
مسرت ہو یا رنج ہستی رہے — ہر اک حال مین حق پرستی رہے

بیان بے ثباتی دہر ناپائدار و عبرت احوال گذشتگان روزگار بوقلمونی گلستان جہان و نیرنگی بہار و خزان انجام ہر ذیحیات فنا و ذات جناب باری را بقا

پلا ساقیا بادۂ مشکبو — سلامت رہین تیرے جام و سبو
حیاتِ دو روزہ کا کیا اعتبار — دکھا دے مے لالہ گون کی بہار
وہ مے ہو جو ناقص کو کامل کرے — وہ مے ہو جو مستون کو بسمل کرے
وہ مے ہو کہ جس سے ہو ترکِ طلب — تعلق کے ہو چھوٹنے کا سبب
وہ مے ہو کہ جس سے نہو دل اداس — وہ مے ہو کہ جس سے نہ غم آئے پاس
وہ مے ہو کہ جس سے نہو دردِ سر — رہے بیخودی مین بھی حق پہ نظر

وہ مے ہو کہ جس سے طلاقت بڑھے
سخن میں فصاحت بلاغت بڑھے

وہ مے ہو کہ جس سے نہ بھٹکے خیال
دکھائے عروس سخن کا جمال

دو رنگی زمانے کی ہے آشکار
چلے دور پر دور لیل و نہار

کہاں ہم کہاں پھر مے لالہ فام
پلا آج اتنی کہ رہ جائے نام

بھروسا نہیں صبح کو شام کا
لگا دے مرے منھ سے منھ جام کا

زمانے کی ہر شے ہے نقش بر آب
فقط مجکو کافی ہے دور شراب

یہ ہو بیخودی بادۂ صاف میں
بھٹکتا پھروں روز انصاف میں

خرابات میں جوش مستی رہے
گھٹا میکدے پر برستی رہے

ہمیں کیا رہے یا نہ عالم رہے
ترا خم سلامت ترا دم رہے

بدلتا ہے ہر روز رنگ آسمان
مٹاتا ہے نام آوروں کے نشان

زمین اسکی رہتی ہے امیدوار
کہ ہر دم ملے مجکو تازہ شکار

عیاں ہیں زمانے کی نیرنگیاں
نمونہ ہے جسکا بہار و خزاں

کبھی جلوہ گر انجم و کہکشاں
کبھی خاک ہے پردۂ آسمان

خرابات دنیا ہے عبرت کدہ
تماشائے عالم ہے حیرت کدہ

کسی کو جہان میں نہیں ہے بقا
ہر اک شے فنا ہے فنا ہے فنا

یہ دنیائے فانی ہے مہمان سرا
جو آیا یہاں چار دن رہ گیا

مسافر یہاں جسقدر آئینگے
وہیں رفتہ رفتہ چلے جائینگے

فقط رات کی رات لیتے ہین دم — سرا ہے یہ دنیا مسافر ہین ہم
یہ جا گھر بنانے کے قابل نہین — ذرا دل لگانے کے قابل نہین
جو آیا وہ صدمے اُٹھا کر گیا — بہت اشک حسرت بہا کر گیا
جو عاقل ہین وہ دل لگاتے نہین — غم و رنج ہستی اُٹھاتے نہین
جو عالم مین آکر یگانہ ہوا — وہ تیرِ قضا کا نشانہ ہوا
ق
ہوا ہوگا کوئی زمانے مین شاد — ہزارون چلے جاتے ہین نامراد
رہے ہم تو آکر ہمیشہ ملول — ریاضِ جہان سے ہوا یہ حصول
کبھی بھول کر مثل گل جو ہنسا — وہ روتا ہوا اِس چمن سے گیا
ثمر اِس جہان سے یہ حاصل ہوا — کہ دو روز جینا بھی مشکل ہوا
ہوا و ہوس کے پھندے مین — رہے مبتلا دورِ ایام مین
نہ کوئی رہیگا نہ کوئی رہا — رہے گا فقط ایک نامِ خدا

احوال انبیا

زمانے مین آئے بہت انبیا — بڑھا اُنسے اسلام کا سلسلہ
شناور ہوئے بحرِ توحید کے — طلبگار تھے حق کی تائید کے
شب و روز جاری رہا فیضِ عام — بجز دعوتِ حق نہ تھا کوئی کام
ہدایت رہی سب کو مدِ نظر — گذرتی تھی طاعت مین شام و سحر
زمانے سے کفر و ضلالت مٹے — بڑھے اہلِ ایمان منافق گھٹے

دھلی مشرکوں میں مطلق رہی	رہی جس جگہ وحدت حق رہی
شفیعِ امم کا یہ رتبہ بڑھا	ہوئے رفتہ رفتہ حبیب خدا
کسی کو قضا نے نہ چھوڑا یہاں	گئے دار فانی سے سوئے جہان
نہ باقی رہے جب وہ عالی مقام	تو ممکن نہیں ہے کسی کو قیام
بقا ہے تو اک ذات واحد کو ہے	سوا اُسکے فانی ہے ہر ایک شے

احوال پادشاہان

سُنا ہوگا شاہان ماضی کا حال	کہاں آج ہے اُنکا جاہ و جلال
کدھر ہے سکندر کا تاج دلوا	کہاں ہے سلیمان کا تخت ہوا
کہاں ہے فریدون کا جاہ و حشم	زمانے سے کیا ہو گیا جام جم
بڑی حکمرانی تھی ضحاک کی	ہوا خاک گردش سے افلاک کی
نہ جمشید کچھ لے گیا اپنے ساتھ	سکندر جہان سے گیا خالی ہاتھ
ہوا دورِ گردوں سے یہ انقلاب	نہ بہمن رہا اور نہ افراسیاب
ہے عبرتکدہ طاق نوشیروان	کہاں ہے وہ دارا کا طبل و نشان
کہاں ہے وہ محمود کی دار و گیر	کہاں ہے وہ تغلق کی فوج کثیر
کہاں رب ہے تیمور صاحبقران	فسانہ ہوا حال چنگیز خان
نہ سنجر کی باقی رہی سنجری	نہ نادر کی باقی رہی نادری
جہان میں ہے قیصر کہ خاقان چین	نہ چھوڑیگی باقی کسی کو زمین

ہمیشہ فلک پر تھا جنکا مزاج — تہ خاک غافل وہ سوتے ہین آج
کبھی جنکے سر پر تھا چتر زری — لحد مین ہوئی خاک سے ہمسری
کسی کی نہ تھی اصل جنکے حضور — ملے خاک مین وہ سر پُر غرور
جہان کے مزے سب فراموش ہین — عروس لحد سے ہم آغوش ہین
کسی کی حکومت نہ سطوت رہی — رہی تو فقط یاس و حسرت رہی
اگر دیکھو انصاف سے اک نظر — کھلونے تھے دنیا کے یہ سر بسر

احوال علما

بہت دار فانی مین فاضل ہوے — بہت علم منطق مین کامل ہوے
کیے مسئلہ یاد منقول کے — ہوے منتہی علم معقول کے
کسی کی ہوئی صرف مین عمر صرف — کسی نے پڑھا نحو کو حرف حرف
کسی کو رہا شغل تفسیر کا — کوئی فقہ دان و محدث ہوا
کسی کو تھا علم ادب مین کمال — کوئی علم اخلاق مین بے مثال
معانی مین کوئی جو مشاق تھا — تو علم بیان مین کوئی طاق تھا
وظائف کوئی پڑھکے عامل ہوا — کوئی نقش لکھنے مین کامل ہوا
معطل رہے سب کے علم و کمال — ہوا عاقبت خاک سب کا مآل
نہ کام آئی تحریر و تقریر کچھ — قضا کی نکالی نہ تدبیر کچھ
لحد مین پڑے سوتے ہین بے خبر — ہوے سارے بیکار علم و ہنر

ہر اک علم مین تھے بہت ہوشیار　　رہے محو حیرت وہ انجام کار

احوال حکما

جہان مین ہوے خلق کیا کیا حکیم　　عنایت ہوئی اُنکو عقلِ سلیم

نہ تھا مثل حکمت مین لقمان کا　　فلاطون زمانے مین کامل ہوا

بڑا صاحبِ فہم بقراط تھا　　محیطِ کمالات سقراط تھا

ارسطو جہان مین یگانہ ہوا　　بلیناس فخرِ زمانہ ہوا

ہر اک فن مین بونصر تھا انتخاب　　ہر اک علم مین بوعلی لاجواب

کوئی نبض بینی مین مشاق تھا　　کوئی فن تشریح مین طاق تھا

کوئی تھا نہایت قیافہ شناس　　کسی کا گیا آسمان تک قیاس

کسی کو پسند آیا علم نجوم　　کسی کو ہوئی علم ہیئت مین دھوم

کوئی محو تشخیص امراض تھا　　کسی کو مطب کا رہا مشغلا

ریاضی کوئی پڑھکے لائق ہوا　　طبیعی کوئی پڑھکے فائق ہوا

نہ کام آیا اشراقیونکا کمال　　ہوا خواب مشائیونکا خیال

کیے عمر بھر سب نے کیا کیا علاج　　نہ کچھ ہو سکا پر قضا کا علاج

نہ کچھ بس چلا حکمتین کین ہزار　　ہوے استخوان خاک انجام کار

احوال پہلوانان

ہزارون نمودار تھے پہلوان　　ہوے رفتہ رفتہ عدم کو روان

نہ باقی ہیں زال و نریمان و سام — تہ آسمان رہ گیا سب کا نام
فسانہ ہوا رستم داستان — فرامرز و سہراب و برزو کہان
قباد و فریبرز و اسفندیار — ہوے اور بھی پہلوان بیشمار
کوئی شیردل تھا کوئی پیلتن — کوئی تیغزن تھا کوئی صف شکن
کوئی نشۂ زور طاقت سے مست — سمجھتا تھا کوہِ گران کو بھی پست
کسی کو رہا ذوق تیر و کمان — کسی کو تھا مرغوب گرز گران
کسی نے کیا دیو کا سامنا — کوئی شیر نر سے مقابل ہوا
مگر چل سکا کچھ قضا سے نہ زور — ہوے بعد مردن ہم آغوش گور
جو دیتے رہے لشکروں کو شکست — اجل کا نہ کچھ کر سکے بند و بست
جہان مین بڑی دھوم رستم کی تھی — قضا سے نہ کچھ چل سکی رستمی
جو زور آزمائی مین تھے بیمثال — لحد مین ہوئی اُنکو جنبش محال
جب آکے قضا سر پہ نازل ہوئی — تو کروٹ بدلنی بھی مشکل ہوئی

احوال حسینان

بہت مہ جبین زیب عالم ہوے — بہت اُنپہ عشاق بیدم ہوے
کسی کا وہ جوبن وہ حسن و جمال — کسی کو تھا ناز و ادا مین کمال
کسی پر جوانی کی آمد غضب — کسی گل کا وہ سرو سا قد غضب
کسی کی وہ اٹکھیلیان چال مین — کوئی مست بادہ عجب حال مین

کسی کو تھا دلکے جلانیکا شوق ۔ کسی کو تھا نبے بنا نیکا شوق
کسی کے وہ رخسار رشک قمر ۔ کسی کی وہ زلفِ رسا تا کمر
کسی کا وہ آنکھیں لڑانا غضب ۔ اشاروں سے وہ دل لبھانا غضب
کسی آفتِ جان کی نیچی نظر ۔ کوئی بادۂ حسن سے بیخبر
کسی کو تھا ناز و ادا پر غرور ۔ کسی کو مے لالہ گون کا سرور
کوئی نازنین کوئی جادو ادا ۔ کوئی مہر طلعت کوئی مہ لقا
قضا نے نہ چھوڑا کسی کو مگر ۔ ملے خاک میں سب وہ رشک قمر
کہاں وہ رخ و گیسوئے تابدار ۔ کہاں آئینہ شانہ لیل و نہار
کوئی مثل گیسو پریشان گیا ۔ کوئی شکل آئینہ حیران گیا
فقط زندگی تک تھے ناز و ادا ۔ نہ کچھ یاد آیا جب آئی قضا
گران تھی جنھیں نکہتِ یاسمن ۔ تہ خاک سوتے ہیں وہ گلبدن
کہاں ہے وہ اب عاشقونکا ہجوم ۔ کہاں ہے وہ اب جان نثارونکی دھوم
کوئی فاتحے کو بھی آتا نہیں ۔ سر قبر آنسو بہاتا نہیں
پس مرگ پھر وہ محبت کہاں ۔ وہ الفت کہاں وہ رفاقت کہاں
تصدق جو ہوتے تھے شام و سحر ۔ لحد پر وہ آتے نہیں بھول کر

احوال نوجوانان

ہزاروں جوانان عالی نژاد ۔ گئے منزل دہر سے نامراد

شراب جوانی سے مدہوش تھے | عجب ولولے تھے عجب جوش تھے

کوئی روز و شب صرف بزم نشاط | کوئی محوِ ہنگامۂ انبساط

ہوا رسم الفت کا بانی کوئی | دکھاتا تھا اپنی جوانی کوئی

کوئی حسن پر اپنے دیوانہ تھا | کوئی شمع رویون کا پروانہ تھا

کوئی رات بھر یار سے ہمکنار | کوئی ہجر جانان مین تھا بیقرار

مے حسن سے کوئی سرشار تھا | کسی کا کوئی محو دیدار تھا

کوئی محو نظارۂ گلبدن | کسی کو تھی مرغوب سیر چمن

رہا کوئی طوق و سلاسل مین بند | کسی کو تھی صحرا نوردی پسند

کسی پر رہا سایہ افگن جنون | کسی کا ہوا دل لگانے مین خون

کسی کو ہوا عیش و عشرت نصیب | کسی کو ہوا داغ حسرت نصیب

کسی مین جوانی کا اک بانکپن | وہ جٹی بھوین گنج لب پر شکن

وہ رخسار پر سبزۂ خط کی شان | ہر اک بات مین اک نئی آن بان

کسی کو تھا نیچے کلائی کا شوق | کسی کو تھا زور آزمائی کا شوق

کسی کو تھا صید افگنی مین کمال | کوئی شہسواری مین تھا بیمثال

یہ سر مین ہر اک کے بھری تھی ہوا | کہ مجھ سا جہان مین نہین دوسرا

حقیقت مین عہد جوانی تھا خواب | ہوا ہو گئی سب بہار شباب

نہ مانند بلبل رہے چہچہے | نہ اب ہمصفیرون کے وہ قہقہے

نہ باقی رہا کچھ جوانی کا جوش   ہوئی مثل شمع لحد سب خموش

احوال چمن

تحیر فضا ہے طلسم جہان   کبھی فصل گل ہے کبھی ہے خزان

کبھی چشم بلبل میں ہے جائے گل   کبھی ہر طرف شور ہے ہائے گل

کبھی ہے بہارِ گل و یاسمن   کبھی خار و خس میں بیابان چمن

کبھی نغمۂ بلبل بوستان   کبھی برگ و گل نذر باد خزان

کبھی شاہد گل کے جلوے ہزار   کبھی صحن گلشن میں انبار خار

کبھی طائرانِ خوش الحانی کی دھوم   کبھی شور کرتے ہیں یان جغد و بوم

کبھی جھومتے ہیں نہالِ چمن   کبھی جائے عبرت ہے حالِ چمن

کبھی زینت باغ شمشاد ہے   کبھی سرنگون سرو آزاد ہے

کبھی قمریون کی ہے حق سرہ   کبھی نعرۂ جغد ہے چار سو

کبھی طوطی خوشنوا خندہ زن   کبھی شور کرتے ہیں زاغ و زغن

کبھی سایہ افگن ہے گلشن میں تاک   کبھی باد صرصر سے اڑتی ہے خاک

نہ بلبل کو وقفہ نہ گل کو قرار   دو روزہ ہے باغ جہان کی بہار

کبھی زندگانی پہ نازان نہ ہو   برنگِ گل و غنچہ خندان نہ ہو

بہت پھول کھل کھلکے مرجھا گئے   بہار اپنی عالم میں دکھلا گئے

خزان نے مٹائی فضائے چمن   ہوئی باد صرصر ہوائے چمن

ترانوں میں بلبل کے ہے یہ صدا
بہار چمن کو ہے آخر فنا

عبث نغمہ سنجان گلشن ہیں شاد
مناسب ہے فصل خزاں کی بھی یاد

نہیں بے سبب گریۂ آبشار
عدم کی مسافر ہے فصل بہار

گلوں کو نہ ہنسنے کی مہلت ملی
نہ غنچوں کو کھلنے کی فرصت ملی

بقا رنگ کو ہے نہ بو کو ثبات
بہار گل تازہ ہے ایک رات

ریاض جہاں کا تماشا کیا
نہ پائی کسی گل میں بوئے وفا

عجب یاس سے بلبل بیقرار (ق)
یہ کہتی ہے با دیدۂ اشکبار

کبھی ایسے گلشن میں آنا نہ تھا
یہاں آشیانہ بنانا نہ تھا

یہاں آکے کیا شاد و خرم ہوئے
ہوئی اک خوشی سیکڑوں غم ہوئے

جفا گل کی دیکھی خلش خار کی
نہ حسرت بر آئی دل زار کی

کہا گل نے سنکر پریشاں نہ ہو
سبب اسکا ظاہر ہے گریاں نہ ہو

یہاں عیش و عشرت کی فرصت کسے
تبسم تکلم کی مہلت کسے

ہم اک دم کو گلشن میں آئے تو کیا
اگر لاکھ جلوے دکھائے تو کیا

فنا سر پہ ہر وقت موجود ہے
خوشی اِس گلستاں میں بیسود ہے

زباں پر تھا گل کے ابھی یہ کلام
کیا آکے بادِ خزاں نے سلام

کہا ایسے الفت میں بیخود ہوئے
کہ اکبار دل سے بھلایا مجھے

بھری ویسے بلبل نے اک آہ سرد
تحیر سے گل کا ہوا رنگ زرد

ابھی دل مین دونو نکے اک خوف تھا
کہ باد فنا کا طمانچہ لگا

فنا کا تصرف ہوا چار سو
نہ گل تھا نہ بلبل نہ وہ گفتگو

کسی کو نہین ہی قیام و ثبات
نباتات ہون خواہ ہون ذیحیات

جہان مین فقط شب کی شب ہی قیام
رہا ہی نہ کوئی رہے گا مدام

فنا ہی زمانے مین سب کے لیے
بقا ہی فقط ذات رب کے لیے

ہمیشہ رہیگا ہمیشہ سے ہی
وہ باقی ہی فانی ہی ہر ایک شے

زمانہ ہی حادث وہی ہی قدیم
مسافر ہین ہم سب وہی ہی مقیم

نہ تھا کچھ بھی پہلے مگر تھا وہی
نہ ہوگا کوئی اک رہیگا وہی

کوئی اُسکا عالم مین ثانی نہین
کسی کو بقا جاودانی نہین

نہ باقی رہیگا کوئی ذیحیات
ہمیشہ رہیگی فقط اُسکی ذات

نہ ہمسر ہی اُسکا نہ ہمتا کوئی
نہ اب تک ہوا ہی نہ ہوگا کوئی

یہ ہی وحدتِ حق کی کافی دلیل
زمانے مین ہر چیز ہی بیعدیل

وہی دونون عالم کا معبود ہی
وہی دین و دنیا کا مقصود ہی

گل و شمس و نجم و قمر دیکھیے
ہزارون مین جلوے جدھر دیکھیے

اُسی کی ہر اک گل مین ہی رنگ و بو
اُسی کی عنادل کو ہی جستجو

وہ شمع تجلی ہی پرتو مین سب
حقیقت مین اُس نور کی ضو ہین سب

ہمیشہ اُسی سے رہے لو لگی
نہ ہو بزم عالم مین دلبستگی

سراسر یہ دنیا ہے خواب خیال | بجز یاس و حسرت نہین کچھ مآل
شب زندگانی بسر ہوگئی | ق | مین غافل رہا اور سحر ہوگئی
سحر بھی ہوئی اور نہ چونکا ذرا | غضب ہے اُسی طرح سوتا رہا
بجا سر پہ جسوقت کوس رحیل | کھلی آنکھ جب رہگیا دن قلیل
مین اُسوقت مہر لب بام تھا | سفر کا جہان سے سرانجام تھا
چلی چھوڑکر جسم روح روان | اُٹھا ہر طرف شور آہ و فغان
ہوے جمع بیگانہ و آشنا | ہجوم عزیز و اقارب ہوا
ہوا پھر یہ منظور احباب کو | پئے دفن جلدی اِسے لیچلو
غرض جملہ سامان جب ہوچکا | جنازہ مرا لے چلے آشنا
حیا نے کہا مُنھ چھپائے چلو | جہان مین عیان روسیاہی نہو
نہ افشا کرو اِسکا حال تباہ | عدم کو چلا ہے بہت روسیاہ
غرض رفتہ رفتہ لحد تک گئے | مگر بار عصیان سے سب تھک گئے
لحد مین اُتارا جنازہ مرا | ہر اک دیکھتا تھا تماشا مرا
عزیز و اقارب نے تختے دیے | دعا سب نے کی مغفرت کے لیے
لحد مین مری آنکھ جسدم کھلی | نظر آئی چارونطرف تیرگی
ہر اک سمت حسرت ہر اک سمت یاس | نہ مونس نہ ہمدم نہ غمخوار پاس
عجب ور اس ہمسایہ لاکھون مگر | نہین ایک کی دوسرے کو خبر

نکیرین کے وہ سوال و جواب ۔۔۔ وہ رنج و تعب وہ لحد کا عذاب
ندامت گناہونکی وہ بیکسی ۔۔۔ وہ تنہائی تیرہ وہ بے بسی
وہ چارون طرف سے فشار لحد ۔۔۔ وہ خوف مکافات اعمال بد
نہ خورشید کی ضو نہ نور قمر ۔۔۔ کہین سے نہ مطلق ہوا کا گذر
نہ خویش اقارب نہ یار آشنا ۔۔۔ خدا ہی خدا ہی خدا ہی خدا
ہوا دل کو اُسوقت حق الیقین ۔۔۔ یگانہ سوا اُسکے کوئی نہین
مگر حیف ہی مرکے مانا تو کیا ۔۔۔ پس مرگ خالق کو جانا تو کیا
کبھی زندگی مین نہ کی اُسکی یاد ۔۔۔ رہا دولت دین سے مین نامراد
سراپا ہون عصیان بہر طور مین ۔۔۔ بہت دست افسوس ملتا ہون مین
قیامت تلک ہی یہی اضطراب ۔۔۔ کرون کس سے اظہار حال خراب
سوا اُسکے کوئی نہین دادرس ۔۔۔ وہی ہی غریبونکا فریاد رس
وہی عاصیونکا ہی آمرزگار ۔۔۔ وہی روسیاہون کا ہی پردہ دار

عذر و جرائم و مناجات بجناب قاضی الحاجات

یہی آرزو ہی یہی التجا ۔۔۔ یہی جستجو ہی یہی مدعا
ملے نار دوزخ سے یارب نجات ۔۔۔ حیات دو روزہ ہی آخر ممات
ہوے آکے ہستی مین کیا کیا قصور ۔۔۔ تو ستار ہی مین سراپا قصور
جہان سے چلا ہون بہت روسیاہ ۔۔۔ اُٹھائے ہوے سر پہ بار گناہ

اگر تیری رحمت ہو قصہ ہی پاک — حقیقت ہی انسان کی مشت خاک

ترا بحر رحمت ہی بے انتہا — گنا ہونکی میرے حقیقت ہی کیا

مرے جرم عصیانکی کچھ حد نہین — ترے لطف و احسانکی کچھ حد نہین

بجز یاس و حسرت نہین کوئی ساتھ — ریاض جہان سے چلا خالی ہاتھ

کیا تونے دنیا مین سب کچھ عطا — ہوا کچھ نہ مجھ سے سوائے خطا

تماشائے قدرت نہ دیکھا کبھی — حقیقت نہ سمجھا نہ سمجھا کبھی

جہان مین رہا صرف عصیان مدام — بجز روسیاہی نہ تھا کوئی کام

کیا ایسا کیا کام جسپر ہو ناز — مگر ہی ترا دست رحمت دراز

کٹی عمر غفلت مین صبح و مسا — ہوا کچھ نہ حق عبادت ادا

اگر تیری رحمت ہو بیڑا ہی پار — وگرنہ جو منظور پروردگار

سزائے خطا یا ہو فضل و کرم — بہر حال ہی فرق تسلیم خم

جب آئیگی محشر مین نوبت مری — عیان ہوگی شان رحیمی تری

عنایت کا تیرے طلبگار ہون — گنہگار ہون مین گنہگار ہون

خاتمہ کتاب

نہ دو طول صفدر کرو اختصار — کہان تم کہان حمد پروردگار

ازل سے ابد تک لکھے گر قلم — نہو شمہ حمد خالق رقم

صفات اسکے لکھنا کچھ آسان نہین — جو طی ہوسکے یہ وہ میدان نہین

طبیعت کو گر آزمایا تو کیا / فروغ مضامین دکھایا تو کیا

کرے قطرہ کیونکر سمندر کا وصف / ہو ذرے سے کیا مہر انور کا وصف

لکھیں حمد خلاق جن و بشر / یہ دشوار ہے بلکہ دشوار تر

زبان و قلم کو یہ قدرت کہان / کرین حمد خلاق عالم بیان

رقم ہون اگر دفتر بیشمار / نہ ہون ختم اوصاف پروردگار

کسی سے بھی ممکن نہین اسکی حمد / اسی کو سزاوار ہے اپنی حمد

ذریعہ مگر معذرت کا یہ ہے / بہانہ فقط مغفرت کا یہ ہے

یہ ہے عرض اہل سخن سے مری / گذارش ہے ارباب فن سے مری

کسی جا اگر دیکھین سہو و خطا / کرین چشم پوشی بہ لطف و عطا

لکھی ہے عجب حال مین مثنوی / تمیز بد و نیک مطلق نہ تھی

فصاحت بلاغت کا کیا تذکرا / زبان پر جو آیا وہ موزون کیا

دکھانی نہ تھی قابلیت مجھے / کہ منظور تھا ذکر وحدت مجھے

مے معرفت کا تھا ہر دم سرور / نہ پاس آنے پاتا تھا کبر و غرور

نہ تھی اُن دنون مجھکو دلکی خبر / نہ دل کو تھی زنہار میری خبر

مین دل سے الگ تھا مجھسے دل جدا / نظر مین تھا ہر دم خدا ہی خدا

فصاحت بلاغت جو منظور ہو / تو حاضر ہے دیوان کو دیکھ لو

سوا اسکے ہر قسم کا ہے کلام / سلاست متانت ہے جسمین تمام

صلہ اسکا ممدوح دیگا مجھے ۔۔۔ جو خوش ہوگا سب کچھ ملیگا مجھے
زمانے کا ہر دینے والا وہی ۔۔۔ جہان مین سب ادنی ہین اعلی وہی

کسی سے طلب ہو جو اِسکے سوا
تو صفدر خطا ہی خطا ہی خطا

قطعات تاریخ طبع

قطعہ تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

رہے بند شش نہ ہے مضمون وہ آئینہ ہی یہ حور لِنا ۔۔۔ زبان اچھی بیان اچھا عجب حسن طبیعت ہی
امیر اِسکی کہی تاریخ مین نے بھی بہت سچی ۔۔۔ کہ حقا جو حکایت ہی وہ اکسیر ہدایت ہی
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب مولانا ظہور الحق صاحب

مثنوی شد نظم چون سلکِ گہر ۔۔۔ در ثنا ے خالق رب جلیل
بے تکلف گفت ہاتف سال طبع ۔۔۔ بے نظیر و بیمثال و بے عدیل
۱۸۹۲ء

قطعہ تاریخ از جناب منشی گوبند پرشاد صاحب صبا

حشمت وجاہ جلال مین ہے سکندر نواب ہین ۔۔۔ حضرت صفدر علی خان بہادر بے مثل
باسل رستم شکار عاقل لقمان شعار ۔۔۔ عادل کسری وقار باذل حاتم عمل
میوہ دولت کے باغ باغ ایالت کے نخل ۔۔۔ نخل ریاست کی شاخ شاخ امارت کے پھل

مثنوی تازہ ایک آپ نے تصنیف کی — معرفت اُسکے ہر اک شعر کا ہے ماحصل

طبع صبا سے ہوا جلوہ نما سال طبع — واہ چھپی خوب یہ مثنوی بے بدل

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خانصاحب فیروز

چھپ گئی فضل خدا سے مثنوی وہ لاجواب — جسکے ہر مصرع مین ہے حسن بیان معرفت

فکر جب فیروز سال طبع کی مجکو ہوئی — غیب سے آواز آئی بوستان معرفت

۱۳۰۹ھ

قصیدہ اول در حمد خداوند کون و مکان خالق زمین و آسمان مسمیٰ بہ انوار وحدت

اب کوثر سے مین دھوؤن پہلے خامے کی زبان
پھر لکھون حمد خداوند زمین و آسمان

شہپر جبریل دے چشم حور ہون کلک و دوات
ہاتھ مین سب کے ورق ہون برگ اشجار جنان

احتیاج صوف بھی ہے روشنائی کے لیے
ماہ سے کہدو کہ لائے پارۂ جیب کتان

حاجت شنجرف بھی ہوگی مجھے وقت رقم
لائے رضوان سرخی رخسار حوران جنان

پھر تقاشی سپیدہ بھی مجھے درکار ہے
جلوہ گر آکر بیاض صبح جنت ہو یہان

چاہیے وقت کتابت ماہی قرطاس گیر
جلد آئے عالم بالا سے حوت آسمان

گوشۂ قرطاس لے کر کیون نہین کرتے درست
کس لیے تقراض جوزا چرخ پر ہے رایگان

مجھکو ناخن ہے تلاش کارد کاغذ تراش
کیا نہین کافی ہے میری تیزی طبع روان

آب زمزم آئے کعبے سے وضو کیواسطے / پھر مصلا چاہیے وقت رقم فرش مکان
پھر طلب تائید کی اللہ سے ہے فرض عین / آیۂ نصر من اللہ چاہیے ورد زبان
ہو چکیں جب دم مہیا سب یہ سامان رقم / پھر قلم کاغذ پہ مثل ابر ہو گوہر فشان
خامہ میری انگلیوں میں دیکھکر عیسی کہیں / پنجۂ خورشید میں یہ جلوہ گر ہے کہکشان
تہ بتہ زانو پہ کاغذ دیکھکر بولیں ملک / بے تکلف رحل پر قرآن کا ہوتا ہے گمان
لکھکے بسم اللہ اسکی حمد لکھتا ہے قلم / کہکے کن پیدا کیے جسنے زمین و آسمان
صانع خالق کا نشان ظاہر ہے مخلوقات سے / حور و غلمان خلد و دوزخ ارض و افلاک انس و جان
اسکی قدرت پر گواہی دیتے ہیں روز و شب / عرش و کرسی مہر و مہ لوح و قلم دریا و کان
قدرت کامل سے کیا بے مادہ پیدا کیے / چار عنصر خاک باد و آتش و آب روان
کیا بنائے دست و پا و چشم و گوش و جان و تن / شکر خلاق دو عالم کس زبان سے ہو بیان
ہے وہی خالق وہی رازق وہی حی قدیم / ہے وہی قادر وہی عادل وہی ہے غیب دان
ہے وہی دانا وہی بینا وہی رب کریم / ہے وہی مالک وہی بخشندہ تواب و توان
ذکر اسکا ہے ہر اک آفت میں پیغام نجات / یاد اسکی ہے ہر اک مشکل میں تعویذ امان
ہے کلام پاک اسکا روح جسم ہر کلام / پیکر ہے سب قند یہ مغز ہے سب استخوان
حمد خالق کیا حیات بے بقا میں ہو سکے / بات کم سے کم زیادہ سے زیادہ داستان
ایک رہ وادی قدرت میں ہے ساری زمین / ایک قطرہ بحر صنعت میں حباب آسمان
سبزہ و گل ہیں دلیل صنعت پروردگار / باغ سے ظاہر ہوا اسکا ہے کوئی باغبان

کاسہ گر کے پھیرنے سے چاک پر بنتے ہین ظرف / دور روز و شب نہین کرتا ہی خود یہ آسمان

چشم دل بینا اگر ہی رنگ قدرت دیکھ لے / یہ قمر یہ مہر یہ قوس قزح یہ کہکشان

ذرے ذرے قطرے قطرے مین نہان پھر آشکار / پتے پتے بوٹی بوٹی سے عیان پھر بے نشان

ہر جہت مین ہی وہی موجود لیکن بے جہت / ہر مکان مین ہی مگر اسکی تجسس مین جہان

جستجو سب کو ہی یوسف کا پتا ملتا نہین / رنگ کی صورت ہی نالان کاروانکا کاروان

بحر و بر مین ہو رہی ہی روز و شب اسکی تلاش / آب دریا مین روان ہی ریگ صحرا مین روان

کون ہی مشتاق جو اسکا زمانے مین نہین / وعدۂ دیدار پر مرتا ہی یہ سارا جہان

جلوۂ حق دیکھنے کو چشم بینا چاہیے / ورنہ کب فانوس مین ہی شمع کا شعلہ نہان

چشم نے پائی ہی بینائی جو اسکے فیض سے / کیا زمین سے جلد جاتی ہی نگہ تا آسمان

حد خلاق دو عالم دل سے کیونکر ہو سکے / کوزۂ کمظرف مین گنجایش دریا کہان

اب لکھون کچھ شعر ایسے جنمین ہو ناز و نیاز / ہون رقم تحریر حسن و عشق دونون توامان

دیدۂ یعقوب مین وہ حسن روے ماہ مصر / طور پر بنکر تجلی چشم موسی مین عیان

جلوۂ حسن حقیقی صاف آتا ہی نظر / روے گل کو دیکھکر بلبل جو کرتی ہی فغان

فاختہ کو ہی جو اسکے قد موزون کا خیال / جان و دل سے ہو گئی شیداے سرو بوستان

دیکھکر گلشن مین کیون رقصان ہی طاوس چمن / گر نہین ابر سیہ وہ گیسوے عنبر فشان

صاف جلوے ہین پردے ذرا پروا نہین / شمع کے پردے مین اسکی بے نیازی ہی عیان

قیس کو ہی گرد باد دشت کی گردش پسند / لیلی محمل نشین کا کچھ تو پایا ہی نشان

عشق شیرین چھوڑ شیرین آفرین پر جان دے
کوہکن سے روز کہتی تھی یہ تیشے کی زبان

چاہیے دل کو کہ اُس سے سلسلہ پیدا کرے
دام آفت ہے دمن کا گیسوے عنبر فشان

عاریت کچھ نور اُسنے اپنے چہرے کا دیا
ہوگئے اسوجہ سے یوسف عزیز کاروان

اپنے پرتو سے نہ دیتا وہ اگر حسن و جمال
قابل نظارہ کب ہوتے حسینان جہان

رہبر عشق حقیقی ہے یہان عشق مجاز
کون جا سکتا ہے اوج بام پر بے نردبان

چشم عالم سے نہان ہے پر ہے ہستی آشکار
جلوہ گر ہے ہر طرف ہر سو نشان بے نشان

حق ہے یہ دعوی مرا کافی ہین اسکے دو گواہ
اک حسینون کا دہن اور دوسرے ہو میان

اُسکی ہستی کو وہی پہونچے جو ہو ہستی سے نیست
دیر آتی ہے کہ پردہ ہے خودی کا درمیان

جاگ اے غافل کہ دنیا کا نہین کچھ اعتبار
غفلت دنیاے فانی کو سمجھ خواب گران

روح کو اِس جسم خاکی مین نہین ہرگز قیام
چار دن کو مل گیا ہے یہ کرایہ کا مکان

نقش باطل ہے جہان اول فنا آخر فنا
تا کجا پائے جو مثل خضر عمر جاودان

سمجھے کیا راحت کدر راحت دل اگر غمدوست ہو
ہر صباح عید پر شام محرم کا گمان

جب ہوا ایسی ہے بے ثباتی فکر عقبیٰ ہے ضرور
چار دن کیواسطے سر پر نہ لے بار گران

جستجو ایسے مکان معرفت کی چاہیے
جس مکان مین پردہ چشم ملک ہو سائبان

نور کے پردے ہون اُسمین نور کے دیوار و در
جلوۂ برق تجلی جسکی ضو سے ہو عیان

فرش کی جا اُسمین آنکھین قدسیونکی فرش ہون
کرسی و عرش کا پایہ نظر آئے وہان

رقص اُسمین رقص بسمل نغمہ اُسمین آہ دل
سامعین جائے باہر بیخودی آرام جان

کچھ بھی حاصل ہو اگر تجکو تصوف کا مزہ — بے تکلف ہو مرے خوان سخن پہ میہمان

ایک ہین چشم موحد مین اگر گل ہون ہزار — کون کہتا ہی کہ رنگا رنگ ہی یہ بوستان

ایک لالہ ایک نرگس ایک سنبل ایک گل — ایک سوسن ایک نسرین ایک سمن ایک ارغوان

ایک اصل نسترن ہی ایک فرع یاسمن — ایک برگ ضیمران ہی ایک شاخ زعفران

چشم وحدت مین اگر ہی ایک سیب خشک و تر — سبزۂ بیگانہ ہو یا سبزۂ آب روان

باغ مین گلہاے رعنا دیکھکر ثابت ہوا — ہی خزان مین نوبہاران نوبہاران مین خزان

خاک باد و آب و آتش مین نہین کچھ تفرقہ — ایک طینت ایک خلقت ایک قالب ایک جان

قاضی و مفتی و شیخ و واعظ و میخوار و رند — غور سے دیکھو تو سب مین ایک جلوہ ہی عیان

ایک محفل ایک صحبت ایک فانوس ایک شمع — ایک طنبورہ ایک نغمہ ایک مطرب نغمہ خوان

ایک شیشہ ایک بوتل ایک ساغر ایک مے — ایک ساقی ایک شاہد ایک بزم میکشان

ایک طوفان ایک قطرہ ایک گرداب ایک موج — ایک کشتی ایک ساحل ایک بحر بیکران

ایک صحرا ایک ذرہ ایک جادہ ایک راہ — ایک محمل ایک ناقہ ایک میر کاروان

ایک صفحہ ایک نقطہ ایک معنی ایک لفظ — جو بیان ہی وہ زبان ہی جو زبان ہی وہ بیان

گوش سامع چاہیے دونون کی ہی گفتار ایک — خواہ غنچے کا دہن ہو خواہ سوسن کی زبان

جب ہو یکتائی تو پھر کیسی دوئی خاطرنشین — ایک ہین خورشید و ذرہ ایک مہتاب و کتان

شک اگر ہو آئینہ خانے مین چلکر دیکھ لو — ایک صورت کی نظر آتی ہین سو شکلین وہان

راہ ناہموار جب چھوٹی کہان پست و بلند — عالم عرفان مین یکسان ہین زمین و آسمان

اُس زمین کو ترک کر جس مین جدین قایم ہون چار
اُس فلک سے بھاگ جو جیسے کہ جوزا کا نشان

ایسی محفل مین نہ جا جس مین کہ دو شمعین جلین
ایسے گلشن سے حذر کر بلبلین ہون جسمین دو زبان

دیکھ ابدال سقدر بالا دوی اچھی نہین
کس طرف کا قصد تھا تجھ سے کہ آنکلا کہان

ہوش مین آ گفتگو سے بیخودی لازم نہین
یہ وہ محفل ہے جہان انسان کی کٹتی ہے زبان

چھوڑ اب یہ سخن جو مدعی عرفان کے ہون
صاحب لولاک کا تو ماعرفنا ہے بیان

جان اتنا قائل توحید رب کو ہے نجات
اور کچھ ضمن نہین ہے جلنے والونکو امان

کفر مطلق وہ ہے باطل حلول و اتحاد
محض بیجا ہے مذاہب مین حکیمونکا بیان

دور باطل ہے تسلسل کی حقیقت کچھ نہین
ہین سراسر کذب احکام نجوم آسمان

ہر طرح بیفائدہ ہے بحث جبر و اختیار
مصلحت اسکی ہے ظاہر [illegible] اسکا عیان

چار جانب ٹھوکرین کھانے سے کچھ حاصل نہین
راہ سیدھی ہے طریق بادشاہ مرسلان

باعث ایجاد عالم منبع جود و کرم
مفخر اولاد آدم سرور کون و مکان

نیر برج رسالت شمع بزم معرفت
قبلۂ اہل حقیقت کعبۂ کروبیان

مہبط روح الامین محبوب رب العالمین
زیب بخش صدر تمکین خسرو عرش آستان

حامی و غمخوار امت تاجدار شش جہت
شافع روز قیامت مالک نار و جنان

واہ کیا رعب نبوت ہے کہ جسکے خوف سے
زلزلے مین آج تک ہے مرقد نوشیروان

معجزے ایسے کہ گرمی بستر کی باقی رہی
آپ گئے بھی آ گئے بھی پھر سیر لامکان

معنی لولاک سے یہ صاف روشن ہو گیا
وہ نہ ہوتے تو کبھی پیدا نہ ہوتے آسمان

معجز اعجاز ہے ذات مقدس آپکی
یہ شرف یہ مرتبہ اور انبیا کا ہے کہان

نقش پا سے ہو تنک گن لے شب تاریک مین
چشم نابینا مین ہو سرمہ جو خاک آستان

بندۂ عاجز سے کیا نعت پیمبر ہو سکے
وصف خود کرتا ہے قرآن مین خداے دو جہان

اب قصیدہ ختم کر صفدر اٹھا دست دعا
کھول درگاہ الٰہی مین تضرع سے زبان

یا خداے پاک بہر شافع روز جزا
یا خداے پاک بہر حیدر عالی مکان

اس سراپا جرم پر محشر مین ہو فضل و کرم
نار دوزخ سے رہائی ہو ملے باغ جنان

عیش عشرت مین ہمیشہ زندگانی ہو بسر
جملہ مکروہات دنیا سے ملے مجھکو امان

قصیدہ دوم در نعت سرور کائنات باعث ایجاد موجودات مسمی بہ مہر نبوت

بزم سخن مین ہمزبان خاک ہو گئے انوری
شمع صفت جلے بجھے گل ہو چراغ شاعری

خالق علم سے مجھے روز ازل سبق ملا
کسکو نصیب ہے مرا مرتبہ سخنوری

ملک کلام مین مجھے پایہ خسروی ملا
پائی ہر ایک بیت نے رفعت قدر قیصری

ورد زبان ہے ذکر حق مصحف رب ہے دل مرا
کون ہو ہمزبان مرا کون کرے برابری

خلقت علم جب ہوئی ملک کلام جب بسا
سب ہوے میرے امتی مجھکو ملی پیمبری

قطرۂ آب بحر ہو ذرۂ خاک مہر ہو
جسکی طرف پڑی مری ایک نگاہ سرسری

سیم قمر طلا سے مہر کیون نہ بنے صبح و شام
مجھ سے سپہر پیر نے سیکھی ہے کیمیا گری

فضل خدا سے ہر گھڑی طبع رسا کے ساتھ ہین — پانچ حواس باطنی پانچ حواس ظاہری

تو دعوی زبان ہو نہین المعی زمن ہو نہین — نسخہ نویس ہی مرا ایک حکیم آذری

صفحہ مرے بیاض کا صفحۂ آفتاب ہی — نقطے مرے قلم کے ہین زہرہ و ماہ و مشتری

منطق و معنی و بیان سب ہین مری زبان پر — کندہ ہی میرے نام پر خاتم نام آوری

علم و حدیث مین کمال فقہ مین ہون مین بیمثال — علم ادب مین بو علی علم لغت مین جوہری

کاشف راز حق ہون مین دعوی کشف ہی مجھے — کس سے کرون مقابلہ زند و نہین زمخشری

نقطہ ہر ایک ہی مرا متن جوامع الکلم — نکتہ ہر ایک ہی مرا شرح فصول اکبری

معنی صاف کا مرے سامنے ہی وہ آئنہ — جسکی چمک سے آب آب آئنہ سکندری

خانۂ فکر ہی مرا ملک سخن مین بادشاہ — صفحہ ہی تخت سلطنت دائرہ تاج قیصری

عاقل اگر کوئی کہے مجکو تو کچھ عجب نہین — بندش صاف شیشہ ہی معنی [illegible] پری

باغ سخن کی سیر سے دولت سرمدی ملی — ہر گل جعفری ہی یان رشک طلائے جعفری

سنکے مرے کلام کو کہتے ہین جنکو فہم ہی — معجزہ کلیم ہی یا یہ فسون سامری

طبع رسا ازل سے ہی بحر ہنر مین آشنا — بط کو نہین ہی حاجت کسب فن شناوری

فضل و کمال کم نہین جاہ و جلال کم نہین — ایسی ہی لاجواب ہون گرچہ ہی ننگ شاعری

خسرو خوش بیان ہون مین سعدی نکتہ دان ہون مین — اور سے اور ہوگیا مرتبہ سخنوری

ذہن کو وہ ضیا ملی جسکی چمک کے روبرو — دود سیاہ بنگیا شعلۂ شمع [illegible]

خضر رہ کلیم ہون پیش رو سلیم ہون — مجکو مری نیاز مند کرتی ہی ناز شاعری

میرے محیط فکر مین رودکی ایک موج ہی
میرے بیاض شعر کا جزو ہی ایک عنصری

جامی و آملی و کلال قاسم و نظرت و ظہیر
شرم سے سب ہین سرنگون خاک کرینگے ہمسری

عرفی و فیضی و منیر شوکت و بیدل حزین
قافیہ تنگ ہو اگر مجھ سے کرین برابری

صائب و حافظ و غنی طالب و دانش و وحید
کہدو کہ مجھ سے سیکھ لین رسم و رہ سخنوری

شاعر انتخاب ہون نادر لاجواب ہون
سبزہ پائمال ہو مجھ سے کرے جو ہمسری

حق کے تلامذہ جو ہین انمین وحید عصر ہون
ملتی مجھے نبی کے بعد ہوتی اگر پیمبری

ایسے سخن اگر کہے مین نے تو کیا مضائقہ
اہل سخن کی رسم ہی لاف و گزاف شاعری

سامنے اہل فہم کے پڑھ کے اسیطرح کے شعر
مین نے بھی کچھ دکھا دیا دبدبۂ سخنوری

ہی یہ عجیب ماجرا تھا مین کہان کدھر گیا
طبع رسا دکھا دے اب شوکت مدح گستری

اس شہ دین پناہ کا وصف مین اب رقم کرون
جسنے خدا سے ختم کی روز ازل پیمبری

مطلع ابن بیت تاب کا زیب رقم ہوا ای قلم
جسکو سپہر بھی کہے مطلع مہر خاوری

جلد پلا دے ساقیا بادۂ صاف کوثری
عرش برین پہ جا سکے فکر تا دم مدح گستری

پڑھ کے کلام نعت جو قدسیو نکو سناؤنین
سب یہ کہین کہ مرحبا چاہیے ایسی شاعری

مدح ہی جسکے دوست کی بخشے وہی صلہ مجھے
مین ہون گناہ سے بری مجھ سے گناہ ہون بری

نعت نبی شروع ہی بزم مین آئین سامعین
حورین و اہل عدن خلد سے سنکے جو آئے مشتری

احمد عرش آستان باعث خلقت جہان
فخر زمین و آسمان افسر فرق سروری

خاص جناب کبریا فخر گروہ انبیا
آیۂ رحمت خدا شافع روز داوری

زیر نگین ہین دو جہان تابع حکم آسمان
چرخ بریں پہ کیون نہو رجعت مہر قہقری

رب کا شریک ہی عدم آپکا سایہ ہی عدم
غور سے دیکھو مرتبہ کس سے ہوئی برابری

جاکے جو لامکان مین سوئے فلک نگاہ کی
آیا جناب سا نظر گنبد چرخ چنبری

اُس شہ خاص و عام کا خوان کرم ہی یہ فلک
مہر ہی ایک ٹکری ماہ ہی ایک تشتری

نام شر و فساد کا عہد مین اُسکے اُٹھ گیا
ذرہ ز آفتاب مین مٹ گئی جنگ زرگری

دور مین اُسکے اسقدر دختر رز ذلیل ہی
توڑ دیا ہی تاک نے رشتۂ مہر مادری

عدل سے اُسکے یک قلم ظلم کا نام مٹ گیا
عشوہ و غمزۂ حسین بھول گئے ستمگری

شافع حشر کا کرم خلق سے کس نے کہدیا
خشکی زہد پر ہوئی دامن تر کو برتری

خلق و کرم کا وصف جو کلک دوات نے لکھا
نکہت مشک یاسمین ہی آئین ہی بوئے عنبری

عارض تابناک پر گیسوئے مشکبار ہی
پنجۂ آفتاب مین دامن ابر آذری

رفعت قصر جاہ ہی غیرت اوج لامکان
ہر درِ بلند آستان رشک سپہر چنبری

اُسکے محب کو حشر مین خوف حساب کچھ نہین
لاکھ گناہ ہون مگر ہی وہ گناہ سے بری

اُسکے محیط فیض سے آب بقا جو مل گیا
طول حیات خضر ہی تا دم دور آخری

کون نہین ہی بہرہ ور کون نہین ہی فیضیاب
عادت آفتاب ہی شیوۂ ذرہ پروری

واہ رے اوج گنبد مرقد فخر انبیا
ایک کلس ہی سبز رنگ گنبد چرخ اخضری

اُسکی نگاہ قہر کو دیکھین اگر وہ اک نظر
آنکھین تہونگی بھول جائینگی ساحری و ستمگری

ملک عرب سے ہند تک تیغ جہاد کھنچ گئی
[illegible] قوت تیغ سے دیر مین جاکے کافری

بسکہ صاف اڑ گئے جنگ مین کشون کے سر
طنطنہ جہاد تھا معجزۂ پیمبری

ساتھ تھے جو رفیق یار سب وہ جری تھے جان نثار
رخ سے ہر اک کے آشکار دبدبۂ غضنفری

واہ رے انکے زور دست چار کے چار لاکھ پست
کسکی کہون بہادری کسکی کہون دلاوری

ناریونکو دم دغا برق صفت جلا دیا
چاہ مین آگ بن گئی آب حسام حیدری

راہ خدا سے جو پھرا حلق پہ تیغ پھر گئی
آیا جو راہ راست پر نفس سے وہ رہا بری

عالم دین مین جابجا رکن رکین ہزار رہا
آج تلک ہے موجزن قلزم فیض گستری

شور اذان کا پانچ وقت وعظ منبرون کی زیب
شہرہ ہے آجتک وہی زیر سپہر چنبری

دین مبین مین حشر تک آنہ سکے خلل ذرا
شرع متین سے باندھ دی طرز سد سکندری

روز ازل تھا آپ پر صنعت حق کا خاتمہ
اسلیے ذات پاک پر ختم ہوئی پیمبری

نور جناب کبریا آپ مین جلوہ گر ہوا
ق
بیچ مین چند روز تھا ایک حجاب ظاہری

نور پھرا کہان کہان پھر وہین پہونچا تھا جہان
دائرۂ ازل ہوا حلقۂ دور آخری

صفدر اب اختصار کر طول سخن کہان تلک
مانگ خدا سے یہ دعا بعد نیاز گستری

چار کرد نکو جبتلک گھیرے رہے یہ آسمان
جبتلک آسمان پہ ہے جلوۂ مہر خاوری

پھولین چمن مین جبتلک لالہ و نرگس و سمن
چرخ پہ جبتلک ہین زہرہ و ماہ و مشتری

ابر بہار جبتلک باغ جہانکو زیب دے
نکہت گل ہو جبتلک رشک شمیم عنبری

شاہد گل ہو جبتلک تخت چمن پہ جلوہ گر
بلبل زار جبتلک گل کی سہے ستمگری

بزم جہان مین جبتلک جام سے نام جم رہے
جبتلک آئینے سے ہو تذکرۂ سکندری

زیر فلک ہے جبتلک شام و سحر کا سلسلہ — شمس و قمر ہین جبتلک رونق چرخ چنبری

دین نبی کا جبتلک چار طرف ہو غلغلہ — دہر مین جبتلک بہے شہرۂ تیغ حیدری

صحت و عافیت رہے عزت و منزلت رہے — دولت و قربت مین ہو بخت رسا کی یاوری

لیل و نہار زندگی عیش و طرب مین صرف ہو — ابر عطائے حق سے ہو کشت مراد دل ہری

حامی شرع مرتضی شافع حشر مصطفی — سایۂ جعفر و تقی لطف نقی و عسکری

قصیدہ سوم در منقبت علی شیر یزدان مشکلکشاے ہر دو جہان [illegible] علی

کونین مین بخشی ہے خدا نے مجھے توقیر — پستی مین ہون سجدہ تو بلندی مین ہون تکبیر

لکھا جو سر لوح مرا حال قلم نے — تقدیر نے خوش ہو کے کیا داد ری تحریر

سرکار کرامت سے ملا منصب عالی — اقلیم سعادت مین عنایت ہوئی جاگیر

کیا کیا ہین شرف شش جہت ہر مین حاصل — علم و عمل و خلق و کرم عزت و توقیر

رکھون جو قدم سنگ پہ ہو جاے وہ پارس — گر ہاتھ مین لون خاک تو بنجاے وہ اکسیر

کہدو یہ مصور سے مرا رتبہ ہے اعلی — دنیا کے مرقع مین نہ کھینچے مری تصویر

ذی رتبہ مین ایسا ہون کہ تھی ور[illegible] بھی — فرد سر دفتر مری لوح خط تقدیر

سایہ کیطرح ساتھ ہون شانون سے اتر کر — معلوم فرشتون کو اگر ہو مری توقیر

سرتا بقدم عزم ہون جرأت ہون سراپا — شمشیر ہون مین موسے بدن جوہر شمشیر

موسی مری پیشانی پر نور جو دیکھین — فرمائین کہ بیشک یہ تجلی کی ہے تنویر

ہنگام تکلم ہے دہن مہر سلیمان
پھر کیوں نہ مجھے آسان ہو آفاق کی تسخیر

شامل ہیں بلاشبہ مرے خاک کے ذرے
مس کو زر خالص جو بنا دیتی ہو اکسیر

میخانۂ حکمت میں فلاطون سے مرے آگے
اک خم سے ہے گوشہ نشین خم تشویر

اس در سے شرف دیکھ کے ماہ رمضان کو
منہ دیکھتے ہیں لوگ مرا صورت شمشیر

روشن ہے مری روشنی صبح سے عالم
ہے قاف سے تا قاف برابر مری تنویر

ہے وجہ مرے گرد اجابت نہیں پھرتی
فقط ہے دعا حلقۂ پرگار ہے تاثیر

اسد سے پہلے ورق عرش تو مانگے
سنتا ہوں کہ کھینچیگا مصور مری تصویر

ابرو کی طرح ہوں جو تواضع سے خمیدہ
آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں مجھے صاحب توقیر

جلوۂ شرف تو نے کیے خلق پہ ظاہر
اب اور کوئی نغمہ سنا بلبل تقریر

وہ آئنہ ہے بزم سخن میں مری تقریر
دیکھے تو ابھی بول اٹھے طوطی تصویر

کیا مرتبہ بخشا ہے مرے علم نے مجھکو
دل ہے مرا قرآن زبان ہے مری تفسیر

مردوں کو مسیحا کیطرح کرتی ہے زندہ
اعجاز کا اعجاز ہے تقریر کی تقریر

خالق نے نبی کو دیے علم بجز شعر
ن
قسمت سے ملی روز ازل مجھکو یہ جاگیر

تو یہ ہیں پیمبر نہیں شاعر ہوں ولیکن
اعجاز مضامین میں کرامت مری تقریر

بیساختہ تحسین کی صدا غیب سے آئی
دیکھے مری تحریر کو گر کاتب تقدیر

پاکیزہ مرے شعر اگر کان میں ہوں شیخین
ہو وقت ہو یا وقت موذن کہے تکبیر

اشعر سے مرے دو چار اڑا لے جو مقرر
واعظ سر منبر جو کیا کرتے ہیں تقریر

پر نور زمانہ ہی مرے فیض سخن سے
ہون روشنی طبع سے خورشید جہانگیر

قائل ہین مرے کہتے ہین سب صاحب نقصان
دیکھی یہ روشنی ہمنے یہ تحریر یہ تقریر

اور ونکا سخن خاک ملے میرے سخن سے
داؤد کا الحان نہین آواز عصافیر

کیا مجھ سے مقابل ہو وہ میدان سخن مین
ہر علم عدو قبضۂ نامرد مین شمشیر

کیا مرتبہ پایا ہی دوات اور قلم نے
وہ نور جہان ہی اسے کہتے ہین جہانگیر

ہنگام رقم رشک سے کٹ جاتے ہین حاسد
تحریر کی تحریر ہی شمشیر کی شمشیر

دیوان مین نقشے جو مضامین کے کھنچے ہین
اوراق ہین سب صورت اوراق تصاویر

ان سب کے سوا اور سنو جوہر ذاتی
کیسی مجھے لائی ہی رہ بہت پہ تقدیر

خاک قدم احمد و حیدر ہوئین جب سے
جن کرنے مین تعظیم ملک کرتے ہین توقیر

آنکھین رہ مولا مین مری فرش ہین ہر دم
گویا مجھے محمل سے ملی خواب کی تعبیر

اک طبع رسا اور شستہ مطلع روشن
جسکو کہ مسیحا کہین خورشید کی تنویر

لکھی مدحت حیدر مین کوئی بیت جو تحریر
گھر اپنا ہوا گلشن فردوس مین تعمیر

جس دن ورق صفحہ پہ کھینچی تھی تصویر
تھا بال ملک موقلم مانی تدبیر

معلوم ہی سب کو کہ وہ ہمنام خدا ہی
معنی مین جو ہیکون نہین کچھ مری تقصیر

وہ نور نبی ہی جو نبی نور خدا ہین
پھر توم نصیری کی بحث کرنے مین تکفیر

منظور ہی جو اسکو وہ منظور خدا ہی
ملتے ہی زبان جان بدل جاتی ہی تقدیر

ادنی کو عنایت ہو اگر رتبہ اعلی
ذرہ ہو وہ یک کر ابھی خورشید جہانگیر

وہ تھوڑے جسوقت بلند ونکو کرے پست
انجم صفت قطرۂ شبنم ہون زمین گیر

وہ چاہے تو گرمی کو بنا دے ابھی سردی
پیدا کرۂ نار کرے برف کی تاثیر

وہ چاہے تو سرما کو کرے موسم گرما
آتشکدۂ گبر بنے خطۂ کشمیر

دریا پہ جو وہ بحر کرم شہر بسائے
موتی کے محل بدلے حبابونکے ہون تعمیر

ہو شب کو اگر نور فشان وہ کف روشن
خورشید کرے ماہ سے دریوزۂ تنویر

کیا عدل ہے جو دانۂ شبنم ہو شکستہ
گردون صفت آس کرے نالۂ شبگیر

یہ خوف ہے گوشے سے نکلتی نہین ظالم
ہے چلہ نشین قوس کی محراب مین ہر تیر

سب کام ہین یون مرضی خالق کے موافق
جسطرح ہو مقصود دلی کلک سے تحریر

ایسے ہین زمانے مین کہان محو عبادت
سر سجدے مین ہو پا مبارک سے کھنچے تیر

کیا ساقی کوثر کا ہے میخانۂ الفت
مست مے وحدت کے لیے درد ہے اکسیر

اب دل مین ہے کچھ شعر لکھون ہو کے مخاطب
جسکو کہین سب اہل نظر نور کی تصویر

مضمون جو سنکے خلق حسن کے ہوے تحریر
مشہور بیاض اپنی حسینی ہوئی تفسیر

وسعت سے ہے وسعت ترے دریا کرم مین
چھوٹا سا حباب ایک ہے جسمین فلک پیر

ہر چند ترے لطف و غضب دونون ہین یکسان
لیکن اسے تقدیم ہو اور اسکو ہے تاخیر

آیا جو غضب پر تو کیا داخل دوزخ
دیکھا نظر لطف سے دی خلد مین جاگیر

کیا دور عدالت ہے کہ میدان مین دم جنگ
دو ٹکڑے برابر ہے ترا کشتۂ شمشیر

گر وقت دعا لب پہ ترا نام نہ آئے
کہتے مین مناجات نہ [illegible] ہو تحریر

پہ شفاعت کی ہے تدبیر

قدسی ہوئے کیا شاد جو نقاشِ ازل نے
کھینچی ورقِ عرشِ بریں پر تری تصویر

جس بزم میں روشن ہو چراغِ رخِ انور
اعمیٰ ہو تو اُس بزم میں پڑھ لے خطِ تقدیر

یوں نقش ہے ہر دل میں ترا داغِ محبت
آئینے میں جسطرح کھنچے عکس کی تصویر

مشہور ہے جو عرشِ خداوندِ دو عالم
شاہا وہ ترے روضۂ انور کی ہے تعمیر

جانی ہے ہوا جب ترے روضے کی چمن میں
کانٹوں سے بھی گل پھوٹتے ہیں اور ہے تاثیر

دربان ترے در کی اگر آنکھ ملا لے
خورشید کا حربا کی طرح رنگ ہو تغیّر

اس درجہ زمانہ ہے جوان عہد میں تیرے
بننے میں کوئی روز بھی باقی نہ رہا پیر

یہ کاتبِ اعمال بھی دشمن ہیں عدو کے
نامے میں لکھیں آ کے جو ہو دوست سے تقصیر

کوثر ہو دوات اور قلم سب شجرِ خلد
ق
اوراق یہ ساتوں طبقاتِ فلکِ پیر

سرگرمِ کتابت ہوں ملائک بھی ابد تک
ممکن نہیں ہرگز کہ ترے وصف ہوں تحریر

تعریفِ شجاعت کی تو جرأت نہیں پڑتی
منظور ہے اب خاص مجھے مدحتِ شمشیر

کیونکر سرِ میدان ہو کوئی معرکہ آرا
اسد سے وہ شیرِ جری پاسے جو شمشیر

ہے سورۂ والفتح اسی تیغ کا تمغا
النصر من اللہ سرِ قبضہ ہے تحریر

کیا کام کیے بدر میں خندق میں اُحد میں
آوازہ ہے اس تیغِ دو پیکر کا جہانگیر

حاجت نہیں کچھ اسکی نکلنے کی وغا میں
چل جائے اگر ذکر تو آفاق ہو تسخیر

دم دیکھے یہ لیتی ہے ستمگاروں کی جانیں
وہ ہوتی ہیں فی الشارہ ہوتی ہے فلکگیر

نقاش بنائے اگر اس تیغ کا نقشہ
ہو جائیں ابھی ہاتھ قلم کھینچتے ہی تصویر

خورشید قیامت کیطرح فوج عدو پر　　کس شان سے جاتی ہے دکھاتی ہوئی تنویر

یون کاٹتی ہے برق کو یہ تیغ دو پیکر　　جسطرح سر شمع جدا کرتی ہے گلگیر

سفاک ہے قتال ہے خونخوار ہے خونریز　　پیغام اجل قہر خدا کی ہے یہ تصویر

اشرار کی کیونکر نہ جلین خرمن ہستی　　برق غضب خالق اکبر ہے یہ شمشیر

اے طبع رواں اب یہ ہوا سر مین بھری ہے　　رہوار سبکرو کی صفت کیجیے تحریر

ثابت نہین ہوتا کہ چھلاوا ہے یہ کیا ہے　　صرصر کا یہ نقشہ ہے کہ بجلی کی ہے تصویر

جو تیز طبیعت مین یہ ہے اُنکی زبان پر　　ناوک یہ روانی مین ہے تیزی مین ہے شمشیر

گلشن مین اگر بستر گل پر یہ رواں ہو　　برگ گل تر کا نہ ذرا رنگ ہو تغییر

بالاے ہوا جست مین آیا جو پسینا　　کیا کاغذ ابری پہ کھنچی ہرن کی تصویر

پڑتے ہین سر خاک جو نقش قدم اِسکے　　اُڑ اُڑ کے وہ بنجاتے ہین انجم فلک پیر

اِس صرصر چالاک سے سب گرد ہین ہوا　　پرواز کو عنقا کے نہ پہونچیگا عصا گیر

بالاے فلک ہے کبھی یہ زیر زمین ہے　　جانے مین توقف ہے نہ آنے مین ہے تاخیر

یہ شش جہت دہر کو طے کر کے پھر آئے　　پہونچے کبھی نہ انسان کی نگہ تا فلک پیر

سیماب سے سیلاب سے بجلی سے ہوا سے　　یہ سب کے سوا ہے اِسے کیا کیجیے تعبیر

اب طول قصیدے کو مناسب نہین صفدر　　ہوتی ہے گران سب کو جو بڑھجاتی ہے تقریر

اس دور مین حضرت کی صفت لکھنی ہے مشکل　　شاید کہ قیامت کی اُدھر ہی سے ہو تحریر

کسکی ہے یہ طاقت کہ لکھے مدحت مولیٰ　　پر روز قیامت یہ شفاعت کی ہے تدبیر

مقصود دلی ساقیِ کوثر سے طلب کر
ہو آصف ہیں ترے حالیؔ خود شاہ جہانگیر

یا شبرِ جدا واسطۂ باقر و سجاد
یا شبرِ جدا واسطۂ شبر و شبیر

عقبیٰ میں عنایت ہو مجھے دولتِ عقبیٰ
دنیا میں نہوں صدمۂ دنیا سے میں دلگیر

محتاج نہوں دولت و حشمت سے بسر ہو
فردا ے قیامت کو ملے خلد میں جاگیر

محشر میں پیمبر کی شفاعت ہو میسر
اسرؔ نہ ہو نے جرم و خطا کی مجھے تعزیر

قصیدۂ چہارم در منقبت امام حسن مقبول بارگاہ ذوالمنن مسمی بہ خلقِ حسن

نقش باطل ہے طلسمِ ہستیِ ناپائدار
ہے تصرف میں خزاں کی اس گلستاں کی بہار

جاے عبرت ہے سراسر یہ جہانِ بے بقا
اسکا حاصل حسرت و افسوس ہے انجام کار

روز و شب راہی ہیں لاکھوں قافلے سوئے عدم
غیر ذاتِ حق کسی شی کو نہیں دم بھر قرار

اس تماشاگاہ میں چشمِ بصیرت چاہیے
ہر جگہ ہر شے میں ہے نیرنگِ قدرت آشکار

صنعتِ خلاقِ عالم خشک و تر سے ہے عیاں
آج صحرا خشک ہیں کل موجزن ہونگے بحار

عالمِ اسباب میں توام ہیں شادی و غم
گلشنِ ایجاد میں جسطرح گل کے ساتھ خار

عالمِ فانی میں ہم آئے ہیں دم بھر کے لیے
زندگی اپنی حباب آسا ہے یا مثلِ شرار

پیش آتی ہے ہر اک کو منزلِ ملکِ عدم
شیخ ہو یا برہمن یا متقی یا بادہ خوار

کوئی بچکر جاے اس سفاکِ عالم سے کہاں
سر پہ ہر دم ہے قضا مانند تیغِ آبدار

روح ہنگامِ فنا کاشانۂ تن چھوڑ کر
طائرِ بے آشیاں کیطرح ہوگی بیقرار

رنگِ عبرت چھا رہا ہے ہر طرف گلزار میں
جوشِ وحشت میں ہوئی اک ردِ زر سیلِ لالہ زار

دیکھتا کیا ہوں کہ سارا باغ ہے ماتم کدہ
گل گریباں چاک ہیں روتی ہے شبنم زار زار

فاختہ سکتے میں بلبل دم بخود طوطی خموش
محوِ حیرت نرگسِ شہلا ہے گریاں آبشار

داغِ حسرت دل پہ لا کے ہے سبزہ سرنگوں
بارِ غم سے اٹھ نہیں سکتی ہے شاخِ میوہ دار

اک طرف پُر درد ہے باغوں میں کوئل کی صدا
اک طرف گلشن میں عبرت خیز ہے صوتِ ہزار

چشمِ عبرت بیں سے خونِ دل بہاتی ہے حنا
لوٹتی ہے خاک پر سنبل کی زلفِ مشکبار

پائے گل شمشاد ہے شمشاد پر قمری خموش
کثرتِ افسردگی سے سرنگوں ہیں برگ و بار

پتے حسرت سے کفِ افسوس ملتے ہیں کہیں
ہر شجر ہے نخلِ ماتم ابرِ گلشن اشکبار

انقلابِ ہستیِ موہوم پر ہنستے ہیں گل
بے ثباتی دیکھ کر روتی ہے شبنم زار زار

دیکھ کر یہ کثرتِ رنج و الم گلزار میں
باغباں سے میں نے پوچھا ماجرا بے اختیار

بھر کے آہِ سرد یہ بولا کہ ظاہر ہے سبب
بے ثباتی ریاضِ ہستی ناپائدار

فصلِ گل میں چل رہی ہے چار سو بادِ فنا
اس ریاضِ بے بقا میں چار دن کی ہے بہار

کیقباد و بہمن و اسکندر و دارا و جم
اٹھ گئے اس عالمِ فانی سے کیا کیا نامدار

کل تلک کہتے تھے ہفت اقلیم پر جو دسترس
آج وہ کنجِ لحد میں سوتے ہیں بے اختیار

کیا ہوا تختِ سلیماں کیا ہوا خسرو کا تاج
کیا ہوا چترِ فریدوں کیا ہوا اسفندیار

طاق سے کسریٰ کو جم کو جام کیا مل گیا
رہ گئے دنیا میں سب دنیا کے یہ نقش و نگار

حیف ہے پامال ہو وہ کاسۂ سر اے فلک
تھا کبھی جلوہ نما جس سر پہ تاجِ افتخار

طوطیا سے چشم سے بڑھکر تھی جنکی خاکِ پا — کو بکو در در لیے پھرتی ہے اب انکا غبار
پسند آئی تھی نہ جنکو قاقم و سنجاب پر — خاک پر وہ سو رہے ہیں بیخبر زیرِ مزار
آج انکی تربتوں پر شامیانہ تک نہیں — گرد سر پھرتا تھا جنکے چترِ زرین بار بار
صفحۂ ہستی سے کیا کیا مٹ گئے نام و نشان — کیسی کیسی شوکتیں دکھلا گئے عالی وقار
جب کسی کی شمعِ عشرت بزم میں روشن ہوئی — جنبشِ بادِ فنا سے گل ہوئی انجام کار
رہ گئے ہیں داغِ حسرت کیسے کیسے مہ جبین — ملگئے ہیں خاک میں کیا کیا حسین گلعذار
خاک میں آلودہ ہیں آج انکے موے عنبرین — غیرتِ سنبل تھی کل جنکی زلفِ مشکبار
انکی وہ نازک دماغی کیا ہوئی بعدِ فنا — جنکو ہوتی تھی چمن میں نکہتِ گل ناگوار
مثلِ گل جو خندہ زن تھے مثلِ بلبل نعرہ زن — سو گئے ہیں خاموش وہ کنجِ لحد میں غنچہ وار
مرقدوں میں انکے اب تارِ کفن تک بھی نہیں — جنکے زیبِ جسم رہتا تھا لباسِ زرنگار
چھپ گئے افسوس کیا کیا مہر طلعت خاک میں — شکلِ اسکندر تھی جنکی پیکرِ دل آئینہ دار
خواب میں بھی اب نظر آتی نہیں وہ صورتیں — زلف و عارض دیکھتے تھے جنکی ہم لیل و نہار
ہو گئے آنکھوں سے اوجھل اب وہ یارانِ عدم — جنکو بے دیکھے نہیں دم بھر آتا تھا قرار
کسکو کسکو یاد کیجے کسکو کسکو رو دیجئے — روز جاتے ہیں عدم کو ہمنشین و ہمدیار
جسکے اول بھی عدم ہو اور آخر بھی عدم — اس حیاتِ چند روزہ کا بھلا کیا اعتبار
کس طرح طے ہوگی یا رب منزلِ ملکِ عدم — بیخبر گم کردہ رہ بے توشہ یار و دیار
دیکھتے ہیں وہ تماشے جو کبھی دیکھے نہ تھے — دیکھیے کیا کیا دکھائے انقلابِ روزگار

اس تصور مین جو سویا خواب مین دیکھا یہ حال — ایک مرد پیر مجھ سے کہ رہے ہین خضر وار

ہر بشر کو پیش آتی ہی یہ راہ ناگزیر — ایک دن ہر اک کو ہوتا ہی لحد سے ہمکنار

پھر سے کیا فائدہ جسمین بشر مجبور ہو — روز و شب اسکے تصور مین عبث ہی بیقرار

چاہیے وہ کام کرنا جس سے رہ جائے نشان — آدمی دنیا مین کچھ تو چھوڑ جائے یادگار

ذکر آ جاتا ہی اکثر جام سے جمشید کا — نام اسکندر رہی اب تک آئنے سے برقرار

ہی کلام اچھا ترا لیکن اسے ضایع نہ کر — فرض ہی تجھپر سنانے خسرو عالی وقار

سبط پیغمبر قسیم کوثر و جنت حسن — نیر دین شمع بزم بادشاہ ذو الفقار

خواب راحت سے ہوا بیدار جب وقت سحر — آنکھ کھلتے ہی خیال آیا یہ دل مین ایکبار

وصف مین اس شاہ کے ایسا کوئی مطلع لکھون — ہو جو دیوان سخن مین انتخاب روزگار

مطلع

بخشش امت کا ہی تیری شفاعت پر مدار — عروۃ الوثقاے دین امن کا تیرے تار تار

ایک ذرہ تیرے دست فیض مین ساتون فلک — ایک قطرہ تیرے بحر جود مین ساتون بحار

قاسم خلد و جہنم حاکم ارض و سما — واہ کیا پایا ہی سرکار خدا مین اختیار

جن و انسان و ملک سب ہین ترے فرمان پذیر — تھے سلیمان بھی مگر ایسا کہان تھا اقتدار

جب ترے خلق حسن کا ذکر ہوتا ہی کہین — دود مجمر اٹھکے پہنچاتا ہی ابر مشکبار

بے طلب پاتے ہین سائل تیرے در سے سر مراد — جنبش لب کی نہ کچھ حاجت نہ رنج انتظار

آنکھ جھوٹے منتظر رہتے ہین تا ر رات بھر — اس تمنا مین کہ سرمہ ہو ترے در کا غبار

روز بیدان ہمعنان جعفر غازی لقب — وقت جولان ہمرکاب خسرو دلدل سوار

آستان پاک پر تیرے ہوئے ہین اگر بہرہ یاب
ساکنان ہر بلد باشندگان ہر دیار

واہ کیا تاثیر ہی موج نسیم فیض کی
کہکشان گردون پہ ہے تارون سے شاخ میوہ دار

تیرے کوچے مین قدم رکھے تو حاصل ہو یہ اوج
نقش پا اسکا بنے گردون پہ تاج افتخار

تیرے باغ خلق سے شاید ہوئی ہے مستفیض
جامۂ گل مین جو شبنم نے ملا عطر بہار

اعتبار خاندان حشمت و اقبال و جاہ
افتخار دودمان شوکت و عز و وقار

بزم عالی مین اگر ہو جائے بلبل کا گذر
پھول کر گل سے کہے اب ایک سے مین ہون ہزار

مہر کو تیرے رخ روشن سے کچھ نسبت نہین
یاسمین اور یاسمین نظر آتا ہے فرق نور و نار

عدل تیرا سارے جنگل کو جلادے یک قلم
پاے رہرو کے اگر چبھ جائے تو توڑے نوک خار

سنگ اگر شیشے کے چہرے پر کڑی ڈالے نظر
تیرے رعب معدلت سے کانپ جائین کوہسار

تیری میزان عدالت مین اگر عالم تلے
سال بھر نکلین برابر وزن مین لیل و نہار

رونق اسلام تیرے عہد مین ایسی ہوئی
پاے بت پر اب ہے سجدہ برہمن کو ننگ و عار

مرتکب ذردی کا جو ہوتا ہے پاتا ہے سزا
خط کف خوبان ہے ہین ذرد حنا کے حق مین دار

تیری تعریف شجاعت گر کوئی کاتب لکھے
ہاتھ مین بنجاے خار صاف تیغ آبدار

جتنے ہین حرف مرکب سب ہون لکھنے مین جدا
صفحۂ قرطاس پر مانند امواج بحار

اسقدر اوصاف ہین ذات مقدس مین ترے
ہو سکے ہرگز شمار انکا نہ تا روز شمار

ایک ساحل تو ازل ہے دوسرا ساحل ابد
کس قدر رکھتا ہے وسعت قلزم عز و وقار

عہد مین تیرے کہین تکلیف اب باقی نہین
تندرستی عام صحت ہر کسی سے ہمکنار

ذرے ذرے کو ہے تیرے زائروں کا پاس ادب
کاروان جا جدھر تعظیم کو اٹھے غبار

جو ترے پیراہن انمین صاف پر تو ہی ترا
جیسے ذرات زمین خورشید کے آئینہ دار

آستان پاک پر گردون ہو تیرا محب
عرش سے قندیل اگر کیون ہو شمع مزار

حشر تک آسایش و آرام سے سوتا رہے
پرسش اعمال کی وحشت نہ تکلیف فشار

مدحت شمشیر مین قاصر ہر خامے کی زبان
تیز مثل برق رخشان مثل گوہر آبدار

روز میدان اسکے کھنچنے کی کوئی حاجت نہین
ذکر چلجائے اگر نصرت ہو دم مین آشکار

معرکے مین جب چلی اک حشر برپا کر دیا
صاف آتی ہے نظر شان جلال کردگار

روز میدان اک جھلک آس تن دشمن کی دکھا کے
کوئی بسمل ہے کوئی بیتاب کوئی بیقرار

بادۂ خون عدو پیکر عجب انداز سے
جھومتی ہے نشۂ جرأت مین مثل بادہ خوار

یہ ہرش یہ آب یہ دم خم یہ جوہر یہ چمک
ہے یہ تیغ حیدری یا قدرت پروردگار

بے تکلف لیتی ہے بوسے دہان زخم کے
بے تامل ہوتی ہے اعدائے دین سے ہمکنار

ہو گئے بسمل ہزاروں اڑ گئے لاکھوں کے سر
چل گئے جب وار اس سفاک کے دو تین چار

مومنوں کے ہاتھ مین وہ رونما ہوتی ہے پھول
کافروں کے دل مین چبھتی ہے بہ رنگ نوک خار

نا شناسا پیشکش کرتے ہین نقد جان و دل
واہ کیا پایا ہے بازار قضا مین اعتبار

بیشمار اوصاف ہین کس کس کو ظاہر کیجیے
پاک طینت صاف باطن مستقل عالی وقار

روز اول سے یہی تھا ہر اس شمشیر کا
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

کس زبان سے وصف ہو اسپ سبک رفتار کا
ہے براق مصطفےٰ کی نسل سے پیدا ہوا

ایک گردش میں فلک کی صفت تیغ اصیل
رنگ کلفت میں چھپے اہل ہنر کے جوہر

وہ سمائے نہیں نظروں میں کسی کے افسوس
شیر بھی بھاگتے تھے دیکھ کے جنکے تیور

چشم عالم سے نہاں ہو گئے یوں اہل کمال
ابر تاریک میں چھپ جاتا ہے جسطرح قمر

نام عالم میں کہیں شرم و حیا کا نہ رہا
بیچتی پھرتی ہیں سر عصمت و عفت گھر گھر

اب کہاں نعرۂ تکبیر کہاں شور اذان
زنگ ناقوس کی آتی ہے صدا آٹھ پہر

ہو اگر قصد حرم دیر کا رستہ تبلائیں
منزل دہر میں پیش آتے ہیں ایسے رہبر

چار سو گرم ہے آفاق میں بازار فریب
جنس ایمان کو عبث بیچتے ہیں سوداگر

ایک پیسے کے عوض کھاتے ہیں جھوٹی قسمیں
بیچتے ہیں قرآن کا جامہ تو نہ آئے باور

آب رحمت کی دعا گر کوئی دہقان مانگے
کشت امید پہ افلاک سے برسیں پتھر

صورت خضر اگر آب بقا بھی ملجائے
نخل امید نہو حشر تلک بار آور

قصر و ایوان میں جو دن رات بسر کرتے تھے
اب کرائے کا میسر نہیں انکو چھپر

فرش تھے قاقم و سنجاب سے بہتر جنکے
بوریے اب وہ بچھاتے ہیں بجائے بستر

رہ گئے عالم فانی میں فسانے انکے
اٹھ گئے قیصر و خاقان و جم و اسکندر

نیچری ٹوپی پسند آئی ہے اک عالم کو
بھول کر بھی کوئی لیتا نہیں نام افسر

کرسی و میز کا اس درجہ بڑھا ہے پایا
تخت طاؤس بھی پائیں تو لگائیں ٹھوکر

عطر کثرت میں لگانا ہے خلاف تہذیب
سر گرانی کا سبب ہوتے ہیں مشک و عنبر

نہ رہے سرو چمن کی سی گلزار میں نہیں
نخل خوشبو ہو حسینوں کو لگاتے ہیں شجر

۲۰

نئے انسان ہین نئے علم نئی صحبت ہے
کیا کرے وہ جو نہو ان صفتوں کا خوگر

نہ بزرگوں کا ادب ہے نہ عزیزوں کا لحاظ
نوجوان آجکل ایسے ہوے ہین خودسر

دنکو ہے بادہ کشی رات کو شاہد بازی
نہ انھین باپ کا اندیشہ نہ خوف مادر

چانڈو خانوں مین شب و روز پڑے رہتے ہین
امرازادون کی یون کٹتی ہے اوقات بسر

شرم قاضی سے کسی کو ہے نہ مفتی سے حیا
خم کے خم پیتے ہین میخانون مین بےخوف و خطر

فہم برعکس ہے تدبیر غلط عقل خلاف
منفعت جسکو سمجھتے ہین اُسی مین ہے ضرر

نازنین بھول گئے عشوہ و انداز و ادا
آنکو عشاق سے ملتے ہی طلب کرتے ہین زر

نہ وہ چھل بل نہ وہ شوخی نہ وہ طرزِ رفتار
نہ وہ انداز نہ وہ عشوہ گری کے تیور

نظر آتی نہین وہ چشم فسون ساز کبھی
پھرتی ہے آنکھون مین وہ زلف رسا تا بکمر

کیا ہوے مہ لقا ماہ جبین گلرخسار
سنبلستان بیٹھی ہین جنکو نہین جو بنکر دلبر

چشم وہ چشم ہے جبین کہ نہین شرم و حیا
زلف وہ زلف ہے جس سے کہ پریشان ہو بشر

فلک تفرقہ انداز کی اک گردش مین
دفعتہً بزم خرابات ہوئی زیر و زبر

گردش جام کہان صحبت احباب کہان
درِ مسک کیطرح بند ہین میخانون کے در

نشہ مے کی ترنگین ہین نہ شور قلقل
بادہ خوارون کے نہ جمگھٹ ہین نہ دور ساغر

اب ہے ایسے دور مین یہ حال تنک ظرفوں کا
آپ کو بھول گئے بادۂ نخوت پیکر

دن کو بدمست پھرا کرتے ہین بازارون مین
شب کو بیہوش پڑے رہتے ہین کھائی کے گھر

قیمت لعل بدخشان ہے نہ قدر الماس
سنگریزون سے زبون تر ہے عقیق احمر

اشک خون نکلے گرا چشم جہاں سے یاقوت
سبزۂ فصل خزاں سے ہے زمرد کشتہ

کوئی فیروزے کو لیتا نہیں زنگار کے مول
پیلگوں شیشے کو دیتے ہیں شرف نیلم پہ

جھوٹے موتی ہیں حسینوں کو پسند خاطر
باہر آتے نہیں اب بطن صدف سے گوہر

قابلِ رحم ہے احوال جوانانِ چمن
کوئی پژمردہ خزاں سے ہے کوئی خاک بسر

بلبلیں بھول گئیں زمزمہ سنجی اپنی
تازہ پہ درد چمن ہو گئے حسرت پرور

نہ کہیں نعرۂ قمری میں مذاق الفت
نہ کہیں شور عنادل میں محبت کا اثر

نہ کہیں نرگس شہلا نہ بہارِ سوسن
نہ کہیں نکہت گل ہے نہ کہیں باد سحر

نغمہ سنجان چمن اڑ گئے گلزار دن سے
چیلیں منڈلاتی ہیں اب باغ کی دیواروں پر

حسرت و یاس و ملال و قلق و رنج و الم
باغ عالم سے ملے ہمکو یہ دو چار ثمر

بلبلیں مثل صبا ہو گئیں گلشن سے ہوا
گلہری بیٹھی ہے شاخ گل نسرین پر

گردشِ چشم غزالان چمن بھول گئے
لومڑی زعم میں اپنے ہے پری سے بڑھکر

ہنس آنکھوں سے نہاں ہو گیا مثل عنقا
زاغ کی دم میں نکل آیا ہے سرخاب کا پر

چیل بھرتی ہے سوا شپرہ ہدہد سے فزوں
بارے بوم سوا چغد ہما سے بہتر

نعمتیں کھا کے ہوئی گربۂ مسکین فربہ
ہوگئے شیر زیاں ذائقہ کشی سے لاغر

دیکھتا کوئی نہیں رقص حسینان جہاں
تاچتے پھرتے ہیں اب شہر میں گھر گھر بندر

دیکھکر ابلق ایام کی فتنہ سازی
خانۂ چشم سے باہر نہیں جاتی ہے نظر

کیوں ہوا حال زمانے کا دگرگوں یارب
وہی دن ہیں وہی راتیں ہیں وہی شام و سحر

شکل آئینہ مجھے دیکھ کے پھر حیرت ہے
جو تماشے نہیں دیکھے تھے وہ آتے ہیں نظر

گردش چرخ سے دونوں ہیں یہ محو حیرت
دل کو کچھ میرے خبر ہو نہ مجھے دل کی خبر

لیچلے عالم فانی سے تحائف کیا کیا
سوز دل رنج و الم کثرت غم داغ جگر

استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی
جور افلاک سے ممکن نہیں مر کر بھی مفر

میں زمانے سے خفا مجھ سے زمانہ بیزار
مجھ پہ عالم ہے گراں میں ہوں گران عالم پر

بات وہ بات ہے جس بات میں ہو کچھ تاثیر
رنگ وہ رنگ ہے جس رنگ کا دل پر ہو اثر

فائدہ پند سے کیا جب کوئی سنتا ہی نہیں
شمع کیطرح سر بزم خموشی بہتر

اس تصور میں رہا دیر تلک میں خاموش
دل بیتاب نے گھبرا کے کہا اے مضطر

انقلاب فلک پیر نہیں آج نیا
سیکڑوں رنگ بدلتا ہے یہ چرخ اخضر

دیکھ تو گذرے ہیں عالم میں وقایع کیا کیا
یاد کر معرکۂ قتل شہ نام آور

جسکے گہوارہ کا ملک الموت ادب کرتے تھے
شام و کوفہ میں پھرے اسکے حرم خاک بسر

نیچے فرق شہ دیں تخت کے اوپر ہو نیزہ
گردش چرخ کا کہتے ہیں اسے زیر و زبر

چھوڑ اس فکر کو لکھ مدح شہنشاہ زمن
جسکا ادنی ہے صلہ گلشن جنت کا ثمر

دل کی یہ رائے پسند آئی نہایت مجکو
دفعتہ مدحت شبیر ہوئی مد نظر

آب زر سے لکھوں اب مطلع روشن ایسا
جسکے آگے ہو خجل مطلع مہر خاور

ساقیا جلد پلا بادۂ صافی کوثر
شوق کہتا ہے کہ لکھ مدح شہ جن و بشر

وہ شہ جن و بشر کون حسین مظلوم
فدیۂ خالق کونین شہید اکبر

صابر و شاکر و غازی و امام برحق
قرۃ العین نبی راحت جان حیدر

نیر برج شرف لمعۂ خورشید نجف
رونق دین مبین زینت و زیب منبر

حاکم کون و مکان بادشہ ہر دو جہان
قاسم نار و جنان مالک حوض کوثر

واہ کیا مرتبہ دربار خدا مین پایا
دے کے سر ہو گئے سرکار کے منظور نظر

کام وہ کام کیا جو نہ کسی سے ہوگا
کیون نہ ہو مرتبہ درگاہ خدا مین برتر

حسین ہو یا وجناب حیدری ل ہر دہ دل
جو خدا راہ مین مبہوت کے ہو سر کا دہ سپر

کیون نہو کیسے یہ بیٹے ہین نواسے کس کے
خلف شیر خدا لخت دل پیغمبر

سیکڑون رنج و الم صدمۂ و غم تھے لیکن
مغفرت امت عاصی کی رہی مد نظر

سر دیا حاکم ظالم کی اطاعت نہ ہوئی
کر لے فرزند نبی بیعت فاسق کیونکر

شہ مظلوم پہ گذرے ہین مصائب کیا کیا
سوز دل داغ جگر درد کمر ضعف بصر

قصد جب آپکے اوصاف کے گننے کا کرے
پہلے تبلا دے ہمین ریگ کے ذرے گنکر

بہر بخشش ہمین کافی ہے ولاے شہ دین
خوف محشر سے نہو اے دل غمگین مضطر

اور طوفان سے نہین کوئی بچانیوالا
کشتئ امت عاصی کے ہمی ہین لنگر

کون ہے خلق مین مصروف عبادت ایسا
کبھی غافل نہوے یاد خدا سے دم بھر

ذکر حق یاد خدا بخشش امت کی دعا
تھے یہی شغل امام دو جہان آٹھ پہر

دل وہ دل ہے جسمین تصور اسکا
آنکھ وہ آنکھ ہے جسکی کہ رخ پر ہو نظر

تھا یہ اعجاز بس قتل کے ہنگام نماز
نیزے پر کعبہ کو پھر جاتا تھا فرق اطہر

صفت عبادات

بندگی ایسی ہو خالق کی عبادت ایسی
دم آخر بھی رہا سجدۂ معبود مین سر

صبر و شکر و ادب و جود و سخا خلق و کرم
خاتمہ ہو گیا ان سب کا شہ والا پر

نہ کیا شکوہ بجز شکر کسی آفت مین
رہی ہر حال مین خالق کی عنایت پہ نظر

ہمہ تن خیر تھے سرتا بقدم خلق و کرم
جائے صبر و رضا قطع ہوا تھا شہ پر

دشمنون سے تھے مدارات مجنون پہ کرم
تھے سراسر شہ دین رحمت حق کے مظہر

صبر ایوب ملا خلق حسن زور علی
علم ادریس ملا معجزۂ پیغمبر

صفت عدالت

ختم تھا حضرت شبیر پہ عدل و انصاف
اب کہان ایسے زمانے مین عدالت گستر

نام تک ظلم و ستم کا کہین باقی نہ رہا
بچۂ بز کو نہین شیر سے کچھ خوف و خطر

سنگ دیکھے جو کڑی آنکھ سے شیشے کی طرف
آتش عدل سے جلکر ہو وہین خاکستر

آئینہ شکل کم و بیش اگر دکھلائے
خوف سے زیر زمین کانپ اٹھے اسکندر

نیند مین سبزۂ خوابیدہ کے آئے جو خلل
دار شمشاد پہ گلشن مین چڑھے باد سحر

کوئی چھپ کر ہوا گر مرتکب میخواری
طوق میخوار بنے حلقۂ دور ساغر

شمع کر سکتی نہین گرمیان پروانے سے
شعلۂ آتش سوزان کو ہے پتنگے سے خطر

صفت سخاوت

کبھی دیکھی نہ سنی ہوگی سخاوت ایسی
مال کیا چیز ہے امت کے لیے دیدیا سر

وقت بخشش کبھی آ بس ہمت کرم کے آگے
نہ جواہر کی حقیقت تھی نہ کچھ مال تھا زر

ہوا مولا کی سخاوت سے یہ عالم معمور
مفلسی کہتی ہے سر پیٹ کے مین جاؤن کدھر

تھا قدر بتے سین پاتا تھا کہین عالم مین
آکے مولا کے یہان کرتا تھا اوقات بسر

شہ نے بخشا تھا اسے سبز دوشالہ اک دن
اوڑھے پھرتا ہے جو آفاق میں چرخ اخضر

دیکھکر جود و عطا چاک ہوا بخل کا دل
بھر گیا انکی سخاوت سے سخاوت کا جگر

فیض سے جنکے نہ محروم رہے شاہ و گدا
اٹھ گئے عالم فانی سے وہ حاتم پرور

لکھنی ہے جرأت ابن شہ مردان مجھکو
تیزی طبع دکھا تیغ زبان کے جوہر

دیکھنے سام و نریمان جو وغا کے مولی
نام لیتے نہ شجاعت کا کبھی بار دگر

شاہ کو تیغ بکف دیکھ کے ہنگام وغا
خوف سے ترک فلک کانپتا تھا گردون

روز میدان شہ والا نے ستمگاروں کو
صاف دکھلا دیئے شمشیر قضا کے جوہر

چشم شبیر میں تھا رعب انکی ایسا
انکے ملتے ہی ہوئے درہم و برہم لشکر

کیا ہو شمشیر زبان سے صفت تیغ اصیل
آب میں برق تپان آب میں شکل گوہر

حق نے بخشے ہیں اسے جوہر ذاتی کیا کیا
ہاتھ میں فتح اجل حکم میں قبضے میں ظفر

فوج اعدا کی صفیں درہم و برہم کر دیں
چار سو ہو گیا ہنگامۂ روز محشر

سرکشوں کے کبھی سر میں گئی مثل نخوت
مردم چشم سے نکلی کبھی مانند نظر

جب ذرا شکل پری تیغ نے جھل بل دکھلا
ذکر کیا ناریوں کا رہ گئے سائے جلکر

خوف نقصان دیکھ کے تلوار کو کہتی تھی قضا
پھل ہے یہ تیغ کا یا نخل شجاعت کا ثمر

تھلکا پڑ گیا جل تھل تھی تلاطم برپا
رن میں لشکر تہ و بالا میں صفیں زیر و زبر

تیز ہاں اپنی دکھا فکر رسا یک خیال
صفت اسپ سبکرو ہے مجھے مد نظر

نور کے سانچے میں ڈھالا ہے سراپا اسکا
حور سے شکل سوا چال پری سے بہتر

دل بہمن کا تڑپ برق کی شعلی کا مزاج
جست آہو کی نظر شیر کی چیتے کی کمر

دیکھے گر سوئے فلک آنکھ اٹھا کر راکب
گذرے افلاک سے یہ راہ میں رہ جائے نظر

گرد سم تک بھی نہ اس شوخ کے پہونچیگا کبھی
سیکڑوں ابلق ایام لگا لے چکر

توسن راکب سے بھی پہلے یہ وہانتک پہونچے
غیر ممکن ہو جہان پیک تصور کا گذر

دیکھنے پائے نہ جی بھر کے مبصر اسکو
ہوگیا آنکھوں سے اوجھل یہ چھلاوا بنکر

کس خوشی سے شہ والا کے رفیق و انصار
نشے میں جھومتے تھے جام شہادت پیکر

نشۂ بادۂ جرأت سے جھکے تھے غازی
سرفروشوں نے شہادت کا پیا تھا ساغر

سر کیا نذر ہوے شاہ کے قدموں پہ فدا
بھائی عباسؑ دلاور سا ہوا کبر سا پسر

قید ہستی سے رہا ہو کے گئے سوئے جنان
ملگیا غازیوں کو باغ شہادت کا ثمر

خون ناحق کا شہیدوں کے اثر باقی ہے
آجتک ہے شفقی پیر فلک کی چادر

دیکے سر آپ نے کیا مرتبہ اعلی پایا
اس شہادت کے قدم پر ہو فدا لاکھ ظفر

شمر بے دین نے ذرا بھی نہ کیا پاس ادب
تھا گلو سے شہ دین بوسہ گہ پیغمبر

رخ پر نور تھا اسطرح لہو میں تابان
جیسے ہنگام شفق ہو رخ مہر انور

خون شبیر دم ذبح زمین پر نہ گرا
خاک پر فرش تھے جبریل امین کے شہپر

واہ نیرنگ فلک یہ بھی ہے انصاف کوئی
قتل ہوں تشنہ دہن مالک حوض کوثر

غم حسینؑ ابن علیؑ کا ہے خدا کے گھر میں
دیکھ لو کعبے کی پوشاک میں ماتم کا اثر

ارض و افلاک میں برپا ہے عزا مولیٰ
روتے ہیں آج تلک حور و ملک جن و بشر

برق بیتاب ہے ماتم مین شہ بیکس کے — پھرتی ہے خاک اڑاتی ہوئی باد صرصر

اشک ریزان ہے غم شاہ شہیدان مین سحاب — نخل ماتم ہے ہر اک گلشن عالم کا شجر

نالۂ بلبل شیدا مین ہے نوحے کی صدا — اب تلک چاک گریبان ہے چمن مین گل تر

ہے زمین خاک بسر غم مین شہ والا کے — آسمان پھرتا ہے اوڑھے ہوئے نیلی چادر

رحم آیا نہ ذرا سنگدلونکو افسوس — دل سے پتھر کے بھی اس غم مین نکلتے ہین شرر

گر رقم ہون کبھی اوصاف شہ ہر دو سرا — ختم ہو گر لکھین کاتب اعمال ابد تک دفتر

روک خامے کو مناسب نہین اب طول سخن — سننے والونکی نہ خاطر ہو پریشان صفدر

عرض کر خالق عالم سے کہ ای بندہ نواز — جبتلک زینت افلاک رہین شمس و قمر

جبتلک دہر مین ہے سلسلۂ لیل و نہار — گردش چرخ سے جبتک ہے جہان زیر و زبر

جبتلک خلق مین ہے غلغلۂ دین نبی — جبتلک دہر مین ہے شہرۂ تیغ حیدر

موجزن گلشن جنت مین ہے جبتک تسنیم — بادۂ صاف سے لبریز ہے جبتک کوثر

جبتلک شاد ہین گلشن مین جوانان چمن — جبتلک بلبل شیدا کے ہے نالون مین اثر

جبتلک باغ ہون باغون مین ہے فصل بہار — جبتلک نخل چمن اور نخل مین گل گل مین ثمر

جبتلک بلبل شیدا کرے آہ و زاری — جبتلک چاک گریبان ہین چمن مین گل تر

جبتلک پھولونکی خوشبو سے معطر ہو دماغ — جبتلک گلشن عالم مین چلے باد سحر

جبتلک بزم مین ہے قلقل مینا کی صدا — جبتلک محفل عشرت مین ہے دور ساغر

جبتلک وصل حسینان ہو نصیب عشاق — جبتلک ناز و کرشمے ہون باندازِ دگر

جبتلک شانہ رہے زلف رسا کا ہمدم | جبتلک آئینہ حسینون کے رہے پیش نظر
فکر دنیا سے نہ ہو مجھکو ملال خاطر | نخل اقبال ہمیشہ ہو مرا بارآور
تخت کی دل کو تمنا ہو نہ افسر کی ہوس | زندگانی ہو تری یاد و عبادت مین بسر
اسقدر تیری محبت مین بڑھے محویت | دل بیتاب کو مطلق نہ رہے اپنی خبر
دل نہ گھبرائے مرا قبر کی تنہائی سے | نہ جہان خویش و برادر نہ رفیق و یاور
گرمی مہر قیامت سے بچانا یارب | شافعِ حشر کا سایہ رہے میرے سر پر
نار دوزخ سے ملے بندۂ عاصی کو نجات | باغ فردوس کی ہردم ہو فضا پیش نظر

کوئی عالم مین گنہگار نہین مجھسے سوا
الحذر الحذر اے داور روز محشر

قصیدہ ششم در منقبت چہاردہ معصوم علیہ السلام ہادی و رہنمای خاص و عام مسمی بہ گنج شہیدان

خدا نے روز ازل دلکو جب کیا پیدا | دکھایا عالم وحدت مین عشق کا جلوا
رجوع دلکی ہے یون سوے عشق ہوش ربا | کہ جیسے جانب قبلہ ہو روے قبلہ نما
جہان مین خلق جو ہے سب مین یہ لازم و ملزوم | وراے عشق جو دل ہے تو دل ہے عشق فدا
حضور عشق نہین بے سبب کشش دلکی | برنگ کاہ ہے دل عشق مثل کاہ ربا
کسی ثمر کسی نعمت مین یہ نہین لذت | جو سوز عشق مین حاصل ہے ہر دلکو مزا
یہ دو مقام ہین رونق سرا حضرت عشق | مکان خاص ہے دل عام عالم بالا

عیان ہین خلق مین معجز نمائیان اسکی / کہین ہے یہ دم عیسی کہین ید بیضا
یہی تھا وادی ایمن مین خضر منزل شوق / ہوے جو طالب دیدار حضرت موسی
یہی ہے ہدہد پیغام بر یہی بلقیس / یہی ہے مہر سلیمان یہی ہے تخت ہوا
یہی ہے پردۂ ظلمت یہی ہے اسکندر / یہی ہے خضر طریقت یہی ہے آب بقا
یہی ہے دیدۂ ارباب معرفت کا نور / یہی ہے روشنی قلب اہل صدق و صفا
یہی صلوۃ یہی ہے اذان یہی تکبیر / یہی رکوع یہی فاتحہ یہی سجدا
یہی ہے ورد وظائف یہی ہے نقش و عمل / یہی ہے سبحہ خاصان حق یہی ہے دعا
یہی صداے انا الحق ہے اور یہی منصور / یہی ہے دار یہی دار پر ہے جلوہ نما
یہی مریض محبت یہی مسیح زمان / یہی ہے درد یہی درد لا دوا کی دوا
کسی کو صورت وحدت دکھائی کثرت مین / کسی کے دل سے دوئی کا اٹھا دیا پردا
کبھی ہے خانہ کعبہ مین نعرۂ تکبیر / کبھی ہے دیر مین ناقوس برہمن کی صدا
کبھی ہے پیر طریقت کبھی ہے شیخ حرم / کبھی یہود کبھی برہمن کبھی ترسا
سبو و ساغر و مینا شرابخانے مین / سبق ہے مدرسے مین خانقاہ مین ہے دعا
اسی کا دیر و حرم مین ہے جا بجا مذکور / اسی کا گبر و مسلمان مین کو بکو چرچا
یہ بزم دہر مین کس کا شریک حال نہین / جلیس مجلس سلطان انیس کنج گدا
اسی سے عشق زلیخا ہے آجتک مشہور / اسی سے یوسف کنعان کے حسن کا شہرا
طیور نے سر مجنون پہ آشیان باندھے / خوشا تصور لیلی خبر ہوئی نہ ذرا

رہا یہ زانوے شیرین پہ آئینہ بنکر ہوا یہی سر فرہاد کے لیے تیشا

اہل ودمن مین اسی کے سبب سے نام آور اسی کی وجہ سے مشہور وامق وعذرا

رہے نصیب جو محمود ہو غلام ایاز یہ وہ مقام ہے یکسان ہین جہان شاہ وگدا

بنائے اسنے زمانے مین سیکڑون معشوق سکھائے اپنے حسینونکو طرز ناز وادا

کبھی یہ دیکھی لیلیٰ نشان کی زلف کا خم کبھی کسی رخ شیرین ادا کا ہے غازا

کبھی ہے چشم فسونگر کبھی ہے سیب ذقن کبھی ہے عارض پر روشن کبھی ہے زلف رسا

کبھی ہے آنکھون مین سرمہ کبھی ہے لب پہ مسی کبھی ہے ماتھے پہ افشان کبھی ہے رنگ حنا

لچک کمر مین تو چشم سیاہ مین جادو فروغ روے حسین پیچ وتاب زلف دوتا

دہان تنگ مین تنگی نگاہ قہر مین زہر ستمگری مین شرارت فسونگری مین حیا

کبھی فراق مین فریاد ونالہ وزاری کبھی وصال مین شوخی وشرم وناز وادا

کبھی کسی کو رلایا کسی کی فرقت مین کبھی کسی کو کسی کا بنا دیا شیدا

کسی کو صاحب عصمت بنا دیا اسنے کسی کو کوچہ وبازار مین کیا رسوا

کسی کی مجلس ماتم مین گرم آہ وفغان کسی کی محفل عیش وطرب مین نغمہ سرا

کسی کے دلمین جگہ پائی آرزو بنکر کسی کے چشم خماری سے خون ہوکے بہا

کسی کے غنچہ دل مین ہوائے بوس وکنار کسی کی نرگس مخمور مین ہے شرم وحیا

اسی کی بو ہے ہر اک بوے گلشنے دماغ اسی کا رنگ ہر اک رنگ مین ہے جلوہ نما

چراغ وشمع پہ جلتے ہین آکے پروانے مزہ یہ جانورون تک کو بھی ہوا ہے عطا

چمن میں عاشق ابر بہار ہی طاؤس
ازل سے قمری و بلبل ہی سرو و گل پہ فدا

یہی ہی شور عنادل یہی ہی نکہت گل
یہی ہی رنگ گل تر یہی ہی باد صبا

یہی ہی نکہت و رنگ گل ریاض جنان
یہی ہی ذائقۂ سیب جنت الماوا

اسی کی صرف ثنا ہی بہار میں سوسن
اسی کی محو تماشا ہی نرگس شہلا

ملا نداق محبت پہ عشق پیچان کو
لپٹ لپٹ کے درختون سے [illegible] ہی فزا

چمن میں لالہ و گل نہر و سبزہ سرو و چمن
فلک پہ مشتری و زہرہ مہر و ماہ و سہا

برے بُرونکو یہ عنداریپ دیتا ہی
اسی کے ہاتھ سے پھرتا ہی [illegible] بسترِ پا

کہان کہان نہ اٹھائے شریرنے طوفان
کہان کہان نہ [illegible] کیے [illegible] بالا

ظلم کیے کہیں شانے اڑا دیے کہیں سر
یہ تیغ مردم ہیجا جھری ہی وقت وغا

فریب سے نہیں خالی ہی راستی اسکی
نہان ہی تیغ کبھی آستین جو ہاتھ میں ہی عصا

مرالی سب سے ہیں نیرنگ سازیان اسکی
یہ روز کرتا ہی اک شعبدہ نیا برپا

ادا جو دل کو ستائے تو مرحبا یہ کہے
ستم جو ناز کرے دے یہ آفرین کی صدا

نہ آئے رحم کسی کے فغان و شیون پر
سنے جو نالے تو سمجھے کوئی ہی نغمہ سرا

گرین جو چاہ میں یوسف برآئے اسکی مراد
چڑھائے خضر علیہ السلام کا بیڑا

دکھائے دشت جنون رہروان الفت کو
پھرائے کانٹون پہ لالہ رخونکو بسترِ پا

گمان ہو اسکو کہیں شادیانے بجتے ہیں
جو سو بجے کان میں بسمل کے ہچکیون کی صدا

یہ تیر وہ ہی جو کرتا ہی بیقصور ہدف
یہ تیغ وہ ہی جو بیجرم کاٹتی ہی گلا

یقین ہوا کہ اسی نے یہ گل کھلائے ہین
کبھی جو رن مین نظر آئے لاشۂ شہدا

گرے کے تو سیل کی صورت گرائے خانۂ صبر
چلے تو فتنے کرے گردِ راہ سے پیدا

جہان ہو درہم و برہم اُسے نہین مطلب
زمانہ ہو تہ و بالا اسے نہین پروا

کہین ہے دلقِ گدائی کہین ہے کاسۂ فقر
کہین ہے افسرِ شاہی کہین ہے ظلِ ہما

کہین ہے نشۂ صہبائے محفلِ عشرت
کہین ہے بزمِ حریفان مین قلقلِ مینا

کہین ہے جادۂ الفت کہین ہے منزلِ شوق
کہین ہے شورِ جلاجل کہین ہے بانگِ درا

کہین ہے دردِ جدائی کہین ودادِ وصال
کہین ہے زہرِ ہلاہل کہین ہے آبِ بقا

کہین ہے شورِ سلاسل کا سلسلہ جنبان
کہین ہے جوشِ جنون مین یہ بادیہ پیما

کہین ہے تفرقہ پرداز صحبتِ احباب
کہین ہے خانہ برانداز عاشقِ شیدا

کہین فراق نصیبون کے دل کی بیتابی
کہین وصال مین بازیبِ دلربا کی صدا

یہی انیسِ دلِ زار ہے یہی غمخوار
کوئی شریکِ مصیبت نہین ہے اسکے سوا

اسی کی راہ مین مرگ و حیات یکسان ہے
فنا ہے عینِ بقا اور بقا ہے عینِ فنا

جہان مین عشق کے پیدا ہوئی ہین دو قسمین
مجازی الفتِ خوبان حقیقی عشقِ خدا

خدا کے بعد ہے بندون پہ فرض عشقِ رسول
محمدِ عربی بادشاہِ ہر دو سرا

ہوا یہ معنیِ لولاک سے ہمین روشن
نہ ہوتے آپ تو پیدا نہ ہوتے ارض و سما

انھین کا رشتۂ الفت ہے رشتۂ ایمان
انھین کا دامنِ دولت ہے عروۃ الوثقیٰ

نجاتِ امتِ عاصی انھین پہ ہے موقوف
وہی وسیلہ وہی ہین شفیعِ روزِ جزا

کسے عطا ہوا محبوب کبریا کا لقب | کسے نصیب ہوئی سیر عالم بالا
چلے یہ راہ طلب مین کہ بن گئے مطلوب | ہوئے محب تو حبیب خدا خطاب ملا
ازل سے آپکے اعجاز کے ہین سب قائل | خلیل و یوسف و یعقوب و عیسیٰ و موسیٰ
یہی ہی سایہ نہونیکی حجت روشن | عیان ہو نور الٰہی کا کس طرح سایا
رہی ہی آپ کی خواہش جو حکم رب جلیل | وہی ہے آپ کی مرضی جو ہے رضائے خدا
کہو جو اشہد ان لا الہ الا اللہ | تو آئے صل علی خیر خلقہ کی صدا
خلیفہ اُنکے وصی انکے جانشین اُنکے | جناب حیدر صفدر علی شیر خدا
امام اول و مشکلکشائے جن و بشر | سخی دعا دل و حاجت روائے شاہ و گدا
ہے سپہر جلال آفتاب اوج کمال | نہنگ بحر شجاعت ہژبر دشت وغا
لقب ملا ہی ید اللہ روز اول سے | یہی ہین تا بہ ابد دستگیر خلق خدا
قمر ہی جلوہ نما آسمان اول پر | گیا ہی عرش تلک نور پاک کا جلوا
اُتر کے چاہ مین نولاکھ جن ہوئے فی النار | پہاڑ ہل گئے جنبش مین آئے ارض و سما
خدا کے گھر مین کیا چاک کلہ اژدر | یہ زور دست تھا طفلی مین اصل علی
اُحد مین بدر مین خیبر مین جنگ کی ایسی | شجاع مان گئے ذوالفقار کا لوہا
انھین کا لطف ہی مومن کے حق مین لطف اللہ | انھین کا قہر ہی کافر کے حق مین قہر خدا
جہان مین رتبہ عالی کو کوئی کیا جانے | کہ مثل کنہ خدا ہی یہ فہم سے بالا
جناب فاطمہ خاتون حشر بنت رسول | پناہ آسیہ و محسنہ مریم و حوا

انھین کی شان مین نازل ہی آیۂ تطہیر
انھین کی خالق جن و بشر نے کی ہی ثنا

خط کنیزی زہرا اگر لکھے بلقیس
تو آسیہ مہر سلیمان کی ثبت ہو برضا

نہ پائی عفت و عصمت نے دہر مین رہ راست
امان ملے تو تہ ظل دامن زہرا

ہمیشہ امت عاصی کی مغفرت چاہی
اٹھا کے دست دعا سوے عالم بالا

خدا نے جملہ فضائل عطا کیے انکو
سخاوت و کرم و خلق و حلم و صدق و صفا

ق

قناعت و ادب و صبر و شکر و علم و عمل
نماز و روزہ و تسبیح و ذکر و یاد خدا

حسنؑ امام دوم پیشواے ہر دو جہان
مہ سپہر شرف آفتاب صدق و صفا

انھین ہی احمدؐ و حیدرؑ سے اس طرح نسبت
کہ دونون آنکھون سے جیسے ہو اک نظر پیدا

ہمیشہ رہتے ہین مشتاق دونون عالم مین
زمین پہ جن و بشر آسمان پر حورا

یہ دو انیس ہین اول رضا دوم تسلیم
یہ دو جلیس ہین اول قدر دوم ہی قضا

اگر ہو آنکھ کو تعلیم طرز آمیزش
نظر نظر سے ہو ملکر برنگ رشتۂ دوتا

پسند خاطر اقدس نہو جو عریانی
برہنہ طفل کو مادر نہ کرسکے پیدا

ہوا چمن مین جو منع برہنگی کی چلے
تو غنچے شاخ سے نکلین ہین پہنکے قبا

کلام آپ کا ہی مظہر اجابت حق
ہمیشہ لازم و ملزوم ہین قبول و دعا

سخی کا مطبخ خالی ہی دہ جہان پر دے
جہان خلیل کبھی ہین میہمان خوان عطا

حسنؑ کے بعد امام سوم جناب حسینؑ
ہوے جو راہ خدا مین شہید تیغ جفا

زمانے تین ہین ماضی و حال و استقبال
نہ تھا نہ ہی نہ کبھی ہوگا دوسرا ایسا

انھین کے فیض سے تینون ہین توٹین قائم
انھین سے سرسبز ہو الید کو ہی نشو و نما

سنین جو کلمہ توحید اُنسے نصرانی
کبھی نہ بھولکے تثلیث کا کرین دعوا

ملے ہین آپ کو درگاہ حق سے تین لقب
امام برحق و غازی و سیدالشہدا

نجات امت عاصی کبھی نہ ممکن تھی
نہ کرتے آپ جو گھربار راہ حق مین فدا

کیا نہ قصد دم جنگ اشقیا ورنہ
عدو کے قتل کو کافی تھی ضرب تیغ وغا

ہزار و نہصد و پنجاہ زخم تھے لیکن
جو تیغ کھینچی صفین ہو گئین تہ و بالا

وہ بھوک پیاس وہ غربت مگر رہے اعجاز
بچالی کشتی تاجر سنی جو اُسکی صدا

ہوے امام چہارم جناب زین عباد
مسیح چرخ چہارم پہ جیسے جلوہ نما

تن بشر مین عناصر کا ربط ہی جبتک
انھین کا بھرتے ہین دم آب و خاک و نار و ہوا

ہوئی ہین چار کتابین جو عرش سے نازل
خدا نے چار زنکا انکو کیا ہی علم عطا

وہ نامدار کہ چار دن حدین ہین زیر نگین
وہ تاجور کہ سلیمان سے مرتبے مین سوا

یہ شاہ ہر دو جہان ہین وہ شاہ ہفت اقلیم
وہان ہی سایہ ہدہد یہان ہی ظل ہما

الم وہ بدعت اعدا سے کربلا مین سہے
جزا شفاعت امت ہی جسکی روز جزا

رہا انھین سے امامت کا سلسلہ قائم
یہی جہان مین رہے یادگار آل عبا

امام خلق ہین پنجم محمد باقر
فروغ چشم حبیب خدا ارض و سما

نمازین جیسی کرین پانچ وقت کی وہ ادا
یہ سطح ہو مجھ پہ فرض انکی ولا

اصول خمسہ اسلام انسے ہی اگر
محبت انکی ہی اُس کے حق مین جلا

وہ ذات پاک مخمس ہین جسمین مصرع پانچ
سعادت ابدی علم و حلم و جود و عطا

خطا سے جرم سے نسیان سے حرف ہوسکے پاک
ورا یہ پنجتن پاک سے نہین ہین جدا

یقین ہے اُس تن پرنور سے اگر چھو جائے
تو پشت خار کا پنجہ بنے ید بیضا

جو فیضیاب ہو مولی کیطرف عالی سے
کبھی سمائے نہ چشم حباب مین دریا

جناب جعفر صادق رضہ ہوئے امام ششم
کہ جنکے صدق و صفا کی ہے شش جہت مین ثنا

خدا نے بخشے ہین عالم مین چھ شرف اُنکو
عبادت و کرم و خلق و رحم و عدل و سخا

یہ وہ جگہ ہے جہان فہم و عقل ششدر ہین
رقم کرے کوئی کس طرح مدحت مولا

نبی نے سینہ بسینہ عطا کیے اعجاز
خدا نے اُنکو دیا علم معرفت اپنا

اگر ہو مد نظر آپ کو مسیحائی
زبان بلبل تصویر ہو ابھی گویا

کیا ہے آپ نے اسدرجہ گنج دین تقسیم
گدا سے در کو ہے دونون جہان سے استغنا

سزائے بادہ کشان گر ہو آپکو منظور
تو دور جام بنے طوق گردن مینا

جناب موسی رضہ کاظم امام ہفتم ہین
کہ گرد پھرتے ہین بہر ثواب ہفت سما

خلیل کعبہ دین پیشوائے ہفت اقلیم
امام جن و ملک رہنمائے ہر دو سرا

اسی امید پہ پھرتے ہین سبع سیارہ
کہ سات بار کرین طوف مرقد والا

جو ہو رہا ہے ستارون سے آسمان ہفت
یہ نور پاک کا بام فلک پہ ہے جلوا

وہی ہے گوش کہ جسکو ہے اشتیاق کلام
وہی ہے چشم کہ جسکو ہے شوق دید لقا

لکھون جو آپکے اوصاف خندہ پیشانی
زمین شعر مین ہو کشت زعفران پیدا

ہوے ہین دست سخاوت سے بحر و کان خالی | کہے حکیمون سے کوئی نہین محال خلا
امام ضامن ثامن ہین رہنماے جہان | جو خاص و عام مین مشہور ہین جناب رضا
اگرچہ در پے ایذا تھے لوگ آٹھ پہر | مگر تھی بخشش امت کی فکر صبح و مسا
گناہگار نہین جسکی یہ مغفرت چاہین | خدا سے پاک کرے اُسکو بہشت خلد عطا
اگر ہو جسم عدو ہشت دھات سے بڑھکر | خیار تر کی طرح کاٹے اُسکو تیغ وغا
عجیب در کہ جہان ایک ہین صغیر و کبیر | رہے جناب برابر جہان ہین شاہ و گدا
بجاے سرمہ حسین خاک در لگاتے ہین | کہ پھر نہ نرگس بیمار ہو یہ خاک شفا
جو فیضیاب ہوا روضۂ مقدس مین | اُسے نصیب ہوئی سیر جنت الماوا
ہین اُنکے بعد محمدؐ تقی امام نہم | کہ نہ فلک ہین در پاک پر جبین فرسا
جو مستفیض ہون مولی کے دست روشن سے | تو سنگریزون مین پیدا ہو نورتن کی ضیا
قیام بطن ہے نو ماہ بطن مادر ہین | نہ بھولی آپکو دم بھر وہان بھی یاد خدا
ہین دونون عارض پر نور غیرت مہر | جو ایک بدر دجیٰ ہے تو ایک شمس ضحیٰ
انھین کے فیض سے قائم رہیگی محشر تک | بناے طاعت و پرہیزگاری و تقوا
جو بوے گل کبھی بے اذن باغبان لیجاے | عدالت اُسکی کرے قطع دست موج صبا
گیا ہے بزم مین جو حکم امتناع سرود | گلوے نے مین گرہ بنکے رہ گئی ہے صدا
پناہ خلق امام دہم علیؑ نقی | کہ وہ عقول بھی ششدر ہین بہ مدح و ثنا
ہر اک بشر کو ملے دس حواس و نازل | مگر ہے قوت ادراک انکی سب سے سوا

وسیلہ ان آل قدس ہین مغفرت کی دلیل
گواہ بیعت مومن ہین روبروے خدا

کسی طرح نہین کم عشرۂ محرم سے
عزا کے واسطے ایام رحلت مولا

رتبے عروج کہ برتر ہی بام گردون سے
زمین روضۂ نورانی امام ہدا

ہمیشہ آتے ہین اہل صفا زیارت کو
نہ خوف حدت گرما نہ دہشت سرما

اذیتین نہین ہوتی ہین سر راہ انھین
رکے نہ بحر حبابون سے ہو کے آبلہ پا

امام یازدہم عسکری عالی قدر
امام سبحۂ خاصان بارگاہ خدا

قلم کی کیا ہی حقیقت جو لکھ سکے اوصاف
کہ وقت مدح شش و پنج مین ہی فکر رسا

شرف حسین و حسن سے ہی اسطرح انکو
کہ دو الف سے ہو جسطرح یازدہ پیدا

یہی ہی نذر یہی پیشکش یہی ہدیہ
کہ صدق دل سے پڑھین گیارہ بار صل علا

جو قول آپکا ہی وہ کلام رب جلیل
جو بات آپکی ہی وہ حدیث خیر ورا

مراد مانگی در پاک پر کسی نے اگر
صدا یہ عرش سے آئی ہوئی قبول دعا

جو انکے وصف لکھے مین قلم کو دعوی ہو
مین افصح الفصحا ہون مین ابلغ البلغا

امام مہدی ہادی جو ہین دوازدہم
اگرچہ انکے ہین ایام غیبت کبرا

مگر نشان امامت ہین خلق پر روشن
فروغ مہر تہ ابر جیسے جلوہ نما

دوازدہ ہین بروج فلک اگر دیکھو
ہر ایک برج مین ہی نور پاک کا جلوہ

رہا ہی پہلے بھی بارہ حجاب مین یہ نور
ہی اب بھی پردۂ غیبت مین شمع نور خدا

یہی ہی کام یہی مشغلہ دوازدہ ماہ
دعا و حمد و ثنا یاد خالق یکتا

جو حق پرست ہیں انکو دوازدہ ساعت
بغیر آپ کے ہر اک ہے اک برس سے سوا

وجود سے ہے انھیں کے ثبات عالم کا
قیام سے ہے انھیں کے قیام ارض و سما

زمین ظلم و تعدی سے ہو چکی معمور
ظہور مہدی ہادی ہو جلد یا رب خدا

زمانہ عدل کا آئے ہو رونق اسلام
اٹھے یہ پردۂ ظلمت عیاں ہو آب بقا

ورق ہوں چودہ طبق کے تا آسمان زمین
قلم ہوں نخل گلستان جنت الماوا

کبھی نہ ختم ہو وصف چہاردہ معصوم
اگر لکھیں ملک و جن و انس صبح و مسا

رقم کیے ہیں یہ اشعار مغفرت کے لیے
خدائے پاک عنایت کریگا انکا صلا

بس اب زیادہ مناسب نہیں ہے طول سخن
دعا کا وقت ہے صفدر اٹھا دست دعا

کہ جبتلک ہیں الٰہی یہ چار حد قایم
یہ مہر و ماہ ہیں جبتک چراغ بزم سما

زمین پہ ذرے ہیں جبتک چمک ہے ذروں میں
فلک پہ مہر ہے جبتک ہے مہر میں جلوا

فلک سے بارش شبنم ہو خاک پر جبتک
گلوں کو باغ میں جبتک کھلائے باد صبا

صدائے فاختہ جبتک ہے سرو پہ کو کو
چمن میں بلبلیں جبتک ہیں زمزمہ پیرا

ریاض دہر میں جبتک ہے لطف ابر بہار
جہان میں بارش باراں سے جبتک ہے فضا

فریفتہ ہوں حسینوں پہ نوجوان جبتک
خدنگ ناز حسینوں کا کرے جو تیغ ادا

اسیر زلف حسینان ہیں جبتک بیدل
کمند زلف میں دل ہیں جبتک ہے [illegible]

شب وصال ہو جبتک کہ عاشقوں کو نصیب
حسین مست ہیں جبتک کہ ساغر صہبا

کرشمہ ناز میں جبتک ہے ناز میں انداز
حجاب شوخی معشوق میں جبتک ہے ادا

یہ انقلاب یہ دور سپہر دون جبتک | کسی کو شاہ بنائے کرے کسی کو گدا
رہون حوادث لیل و نہار سے محفوظ | نہ ہو جہان مین کسی چیز کی مجھے پروا
تمام عمر بسر ہو تری عبادت مین | نجات پاؤن عذاب لحد سے بعد فنا
وہ روز جسمین طلب ہونگے نامۂ اعمال | وہ روز جسمین لحد سے اٹھینگے شاہ و گدا
امیدوار ہون اُس روز تیری رحمت سے | معاف ہون مرے عصیان بحل ہون جرم و خطا
بچون نہ مین گرمی خورشید روز محشر سے | ترے حبیب کا سر پر مرے رہے سایا
رہا ہو نار جہنم سے بندۂ عاصی | بحق شافع محشر ہو باغ خلد عطا

سزا ہو یا ہو عطا خم ہے گردن تسلیم
نہین ہے مالک و مختار کوئی تیرے سوا

قصیدہ ہفتم در صفت فصل بہار و صحبت حسینان پری رخسار و تذکرہ شعرائے نامدار مسمی بہ نسیم بہار

جلوہ آرا ہے جو گلشن مین سلیمان بہار | مثل ہدہد فرق بلبل پر ہے تاج افتخار
صورت طاؤس رقصان ہین نہالان چمن | جھوم کر آیا ہے گلشن مین جو ابر کوہسار
چلتی ہے باد بہاری کو بکو مثل مسیح | چار سو چھایا ہے ابر رحمت پروردگار
کس خوشی سے کہہ رہی ہے عندلیب خوشنوا | مژدہ باد اے ہمصفیرو دور غم سے آئی بہار
فصل گل مین سر چمن ہے رشک گلزار ارم | شاہدان گل کی صف ہے یا کہ حورون کی قطار
لالہ و گلنار و نافرمان و نسرین و سمن | جا بجا دکھلا رہے ہین اپنی اپنی سب بہار

ہر گل نوخیز اپنے رنگ مین ہمتیں ہی | ہر شگوفہ خوشنما ہی نکہت گل مشکبار
مژدۂ فصل بہاری سنکے فرط شوق سے | پیرہن بدلے عروسان چمن نے زرنگار
زندوں گلشن مین ہی اسدرجہ رنگ تازگی | پنجۂ مرجان صفت رنگین ہی ہر دست چنار
آتش رنگ چمن مین نام سوزش کا نہین | باغ ابراہیم سے کچھ کم نہین فصل بہار
پتی پتی بوٹی بوٹی مین ہی رنگ تازگی | بارش باران رحمت ہی کہ پڑتی ہی پھوار
ابر آیا لہلہایا سبزہ تازہ گل کھلے | چشم نرگس سے تو پوچھو اب ہی کسکا انتظار
ایک جا نغمہ سرا ہی طوطی شیرین مقال | اک طرف ہی شاخ گل پر زمزمہ پیرا ہزار
اک طرف دلچسپ ہی باغون مین کوئل کی صدا | پی کہان اک سمت کہتا ہی پپیہا باربار
ایک جانب سرو ہی مشغول توحید خدا | اک طرف سوسن ہی مصروف ثنائے کردگار
ایک جانب نرگس شہلا ہی خواب ناز مین | اک طرف لہرائی ہی سنبل کی زلف مشکبار
واہ ری قسمت خاکی ہر جگہ ممتاز ہی | عطر مین جو باغ کی رونق حسینونکا سنگار
ہر روش پر لوٹتی پھرتی ہی گلشن مین صبا | دیکھکر آرایش حسن عروس نوبہار
باغ مین ہی گلشن فردوس کی آب و ہوا | کوثر و تسنیم سے کچھ کم نہین ہر آبشار
بادۂ شبنم کو پیکر جھومتے ہین باغ مین | بادہ خوار رندکی یہ صفت ہی بادہ نوشونکی قطار
ہوگیا گلشن مین ظل عاطفت بن کی جگہ | دشت مین مہمان نوازی پر درخت سایہ دار
فصل گل مین کیا محبت خیز چلتی ہی ہوا | گل پہ بلبل مبتلا ہی سرو پر قمری نثار
باغبان لاکر جو گلشن مین لگا دے چوب خشک | ایکدم مین نخل تازہ ہوکے لائے برگ و بار

واہ ری نزہت خط گلزار بنجائے ابھی — کوئی کاتب باغ مین لکھے اگر خط غبار

موتیون کی آب ہر دانے مین پیدا ہوگئی — درج گوہر بنگیا ہر ایک برج کوکنار

ہو مسیحا کی طرح سرگرم جان بخشی نسیم — بنکے جگنو اڑ گئی جب سنگ سے نکلے شرار

باغبان سمجھا چمن مین ژالہ باری دیکھکر — چرخ کرتا ہے عروس باغ پر موتی نثار

ہر خیابان مین ہے حسن صنعت خالق عیان — ہر گل و غنچہ مین ہے نیرنگ قدرت آشکار (ق)

ہر چمن ہے آجکل گلدستۂ باغ جنان — رنگ لائی ہے بہار قدرت پروردگار

یہ فضا یہ جوش گل یہ رنگ گلشن دیکھکر — خواہش دل کا تقاضا ہے یہی اب بار بار

بزم عشرت ہو مقرر جمع ہو سامان عیش — مطرب و ساقی طلب ہون انتخاب روزگار

نہر پہ فرش تکلف ہو شب مہتاب مین — زینت بزم طرب ہون شاہدان گلعذار

روشنی کی کچھ شب مہتاب مین حاجت نہو — جلوہ گر مثل چراغان ہو چمن مین لالہ زار

پرتو مہتاب سے ہو پتی پتی مین چمک — نور کا عالم دکھائے تو نہالون کی قطار

ساقیان مہ لقا ہون بانٹتے ساغر بکف — بزم عشرت مین چلے دور شراب خوشگوار

آتش تر گرم کردے میکشون کا جب غبار — رال کے شعلے کی صورت فورا اترجائے خمار

ہر گلابی سے ہو کیفیت نمایان پھول کی — بوئے گل سب کو سنگھائے نکہت عطر بہار

قاصد باد بہاری ہو روانہ ہر طرف — برگہائے گل کے خط ہون ہاتھون مین دو تین چار

در پہ میخانے کے جاکر بیٹھے یہ آواز دے — غنچو اٹھو چلو گلشن مین آئی ہے بہار

پھر کبھی صحبت بھی ایک ایسی ہوئی ہے منعقد — حشر تک جو باغ عالم مین رہیگی یادگار

خانقاہوں میں یہ فرحت زاہدوں کو تھی کبھی
تو مصلوں کو بنی تسبیح کا بھولیں شمار

شوق سے زاہد چلیں یوں رکھ کے کاندھے پہ سبو
جس طرح دوش پدر پر طفل ہو کوئی سوار

والغرض اک دن ہوئی بزم طرب آراستہ
سیکڑوں مجرے کو آئے شاہدان روزگار

مونس و ہمدم سبھی ہو آ کے شریک بزم عیش
چار جانب سے تماشائی بھی آئے بیشمار

ہر طرف محفل میں ساز خوشنوا بجنے لگے
بربط و چنگ و رباب و بین و قانون و ستار

بانسری الغوزہ بیلا ہارمونیم جلترنگ
ارگن و طنبور و مشتوق و سرود و سرسنگار

تھاپ طبلوں پر پڑی سارنگیاں بجنے لگیں
پہونچی بامن کی گمک اس گنبد گردوں کے پار

بزم عشرت میں ہوا رقص بتان مہ جبین
کوکے کوئل کی طرح چہکے حسین مثل ہزار

وہ ادا و ناز وہ چنچل پن وہ طرز دلبری
وہ سوئے عشاق ہنس ہنس کر بتانا بار بار

وہ اٹھا کر ہاتھ میں پشواز کو چلنا کبھی
وہ بجانا پاؤں سے ٹھمکا کبھی دو تین چار

مثل طاؤس چمن وہ وہ قدم بڑھنا کبھی
پھر دل عشاق پر پلٹنا یکبار

مسکرا کر عشوہ و انداز دکھلانا کبھی
دیکھ کر حیران رہ جانا کبھی آئینہ دار

منہ چھپانا دفعۃً شرما کے آنچل سے کبھی
کھول دینا یک بیک چہرے سے زلف تابدار

ناچنے میں وہ بتانا چشم و ابرو سے کبھی
چھوڑ دینا وہ کبھی چہرے پہ زلف مشکبار

وہ اشارہ عاشقوں سے بوسۂ لب کا کبھی
وہ بتانے میں کبھی ہونا کسی سے ہمکنار

وہ کسی کو دیکھنا غصے کی چتون سے کبھی
وہ کسی پر کھینچنا ابرو کی تیغ آبدار

وہ ادا و ناز وہ غمزہ وہ عشوہ دلگیر
کوئی بس میں تھا کوئی بیتاب کوئی بیقرار

وہ حسینان جہاں کا تان پلٹا زمزمہ
وہ سریلی انکی آوازین کہ زہرہ ہوشیار

چاندنی کی وہ فضا اور وہ کدارے کا سمان
وہ بیج کی کیفیت اور وہ کلنگڑے کی بہار

کہیں مرہٹے بین بین کوئی بجاتا تھا بہاگ
دیس کا چرچا کہیں تھا کوئی گاتا تھا ملار

پہونچی بالا کے ہوا جسوقت نغمونکی صدا
مثل طاؤس چمن رقصان ہوا ابر بہار

اک طرف تھا ساقیان مہر طلعت کا ہجوم
اک طرف تھی جلوہ آرا مہ جبینونکی قطار

بہکی بہکی انکی باتین پیار پیارے اختلاط
ہر ادا ایسی کہ جسپر سیکڑون جانین نثار

وہ نشیلی انکی آنکھین وہ نگاہین سحر گین
لوٹ لین بازار دل کا تو رہے صبر و قرار

وہ کسی کے عارض تابان پہ زلف خم بخم
وہ کسی کے کنج لب پر مسکراہٹ غنچہ وار

وہ کسی کی نرگس مستانہ قتال جہان
وہ کسی کے گیسوے پرخم بلاے روزگار

وہ کسی کی بھولی بھولی صورت عالم فریب
وہ کسی کی بھینی بھینی بوے زلف مشکبار

وہ ادا وہ ناز وہ انداز وہ حسن و جمال
وہ امنگین نوجوانی کی وہ جوبن کا ابھار

وہ کسی کا روے تابان گیسوؤن مین دیکھکر
پھر گئی آنکھون کے آگے گردش لیل و نہار

زینت محفل تھے کیا کیا مہر طلعت مہ جبین
جنکی صورت دیکھکر بیساختہ آجاے پیار

بادۂ گلگون کا سامان تھا مہیا ہر طرف
ساغر و مینا تھے لبریز شراب خوشگوار

بادہ وہ بادہ جو پی لے ایک قطرہ بھی کوئی
پھر خمار اترے نہ اسکے سر سے تا روز شمار

میکشی کے لطف آتھے سیکڑون ساغر چلے
نونہالان چمن کیطرح جھومے بادہ خوار

مطربونکی بزم مین آکر کبھی نغمے سنے
نہر پر جا کر کبھی کھیلا بطون کا شکار

مہر طلعت سامنے تھے ماہ پیکر ہم بغل — چاندنی میں خوب اٹھی لذت بوس و کنار

نشۂ مے کی ترنگیں فصل گل عہد شباب — مہ جبینوں کا لپٹ جانا گلے سے بار بار

جوش مستی میں کہاں انکو خیال عار و ننگ — ہر گھڑی دس بیس بوسے گالیاں دو تین چار

ہر طرف حوروں کا جلوہ ہر طرف سامان عیش — محفل عشرت تھی یا شان خدا تھی آشکار

صحبت احباب میں باہم یہ ٹھہرا مشورہ — رات کم ہے صبح کوئی دم میں ہوگی آشکار

جمع ہیں اہل سخن ہو جائے صحبت شعر کی — باری باری گائے جائیں سب کے شعر آبدار

میر کے اشعار کی پہلے جو نوبت آگئی — دل پکڑ کر اہل دل رونے لگے بے اختیار

سودا کے اشعار سنکر جل گئے سب کے جگر — درد کے شعروں سے اکثر ہو گئے دل بیقرار

مصحفی کے شعر پر لوگوں کو حیرت ہو گئی — وجد میں آئے جو صاحب فہم تھے عالی وقار

شعر سودا سنکے پیدا ہو گیا جوش جنون — ہو گئے وحشت کے عالم میں گریباں تار تار

جرأت و انشا کے سنکر شعر لوگوں نے کہا — خیر اپنے وقت کے یہ بھی ہیں دونوں یادگار

سنکے اشعار ہوس محفل پہ عبرت چھا گئی — مٹ گئی دل سے ہوائے ہستی ناپائدار

ذوق کے اشعار سے پیدا ہوا شوق سخن — خوش ہوئے سب سنکے مومن کا کلام آبدار

شعر غالب میں جو پائیں سختیاں سب نے کہا — کوہکن کی طرح سے اپنے تراشے کوہسار

ناسخ و آتش کو لوگوں نے کہا بالاتفاق — فی الحقیقت میں یہ دونوں انتخاب روزگار

اہل محفل سنکے اشعار گہربار امیر — ہو گئے آزاد قید فکر سے سب ایکبار

فارسی غزلوں کی بھی جلسے میں نوبت آگئی — خسرو و سعدی پہ ٹھہرا شعر گوئی کا مدار

نظم فردوسی نے نقشہ رزم کا دکھلا دیا
پھر گئی آنکھون کے آگے صاف شکل کارزار

آگئی نظم نظامی اہل محفل کو پسند
جام جامی سے ہوئے مست طرب بادہ خوار

خوش ہوئے سنکر کلام حافظ فرخندہ فال
سنکے سمجھے خاقانی کو ارباب سخن مین تاجدار

شعر قدسی کو کہا سب نے کہ یہ ہر ایک صاف
شعر صائب سب سخندانون نے ٹھہرے استوار

سب ہوئے عرفی و فیضی کے سخن سے فیضیاب
انوری کے ہوگئے نور مضامین آشکار

شعر اہلی دہلوی سنکے بولے قدردان
اہل یہ ہر چاند وہ بیشک ہین دونون تاجدار

بیدل و ناصر علی پر سر تو لوگون کے ہلے
ایک عرصے تک مگر حیران رہے آئینہ وار

مثنوی سنکر غنیمت کی یہ بولے اہل فہم
ہان غنیمت یہ بھی ہین پانچون سوارونمین سوار

کچھ حزین و آرزو کے شعر بھی سب نے سنے
آفرین بولا کوئی خاموش کوئی غنچہ وار

شعر صفدر کی جو سب کے بعد نوبت آگئی
غل ہوا اعجاز ہے یا سحر ای پروردگار

یہ فصاحت یہ بلاغت یہ بیان ایسی زبان
واہ کیا کہنا کہان ایسے ہین شاعر نامدار

صورت بسمل کسی نے دل پکڑ کر آہ کی
وجد مین کوئی ہوا مانند صوفی اشکبار

چاک دامن تک گریبان ہوگئے دس بیس کے
سنکے وارفتہ ہوا اہل سخن دو تین چار

خود سخن کہنے لگا ای آفرین صد آفرین
شاعری ہونے لگی خود آکے قدمون پر نثار

چرخ پر ظاہر ہوے اتنے مین آثار سحر
اپنے اپنے گھر چلے محفل سے وہ شب زندہ دار

وقت رخصت عطر مین ڈوبے جوانان حسین
پان کھائے بدھیان پہنین گوٹے کے ہار

اب قصیدہ ختم کر صفدر اٹھا دست دعا
عرض کر درگاہ خالق مین بعجز و انکسار

یا الٰہی جبتلک ہے دور چرخ چنبری
جبتلک زیر فلک ہے گردش لیل و نہار

جبتلک ہر رنگ مین ہے تیری قدرت کا ظہور
جبتلک ہے یہ تماشاگاہ عالم پر بہار

گلشن عالم مین جبتک باغ مین باغون مین نخل
نخل مین گل ہین گلون پر بلبل شیدا نثار

جبتلک ہون بارآور نونہالان چمن
جبتلک گلزار عالم مین چلے باد بہار

جبتلک سنبل پریشان ہے کسی کی یاد مین
جبتلک ہے چشم نرگس کو کسی کا انتظار

فاختہ شمشاد پر جبتک کہے حق سرہ
شاخ گل پر نغمہ پرداز ہے جبتک ہزار

غنچہ وگل جبتلک خندان ہین فرط شوق سے
جوش غم سے جبتلک گریان ہے چشم آبشار

جبتلک ہے دامن صحرا گلون سے پر فضا
جبتلک ہے مرغزاران سنبل و زمرد کو بسار

جبتلک باران رحمت سے ہے عالم فیضیاب
جبتلک ہین معجزان آفاق مین ساتون بجا

جبتلک ہے زعفران و در زعفرانین رنگ بو
جبتلک نافہ ہے اور نافہ مین ہے مشک تتار

زلف مین پنہان ہے جبتک عارض لیلاے شب
صبح صادق کا ہے جبتک روئے روشن آشکار

شمع پر ہین جبتلک محفل مین پروانے فدا
سرو و گل پر جبتلک ہین قمری و بلبل نثار

جبتلک ہے عشق کا سکہ دل عشاق پر
جبتلک ہے الفت معشوق کا رنگ [illegible]

نازنینون کو ہے جبتک حسن صورت پر غرور
عاشقان زار مین فرقت مین جبتک بے قرار

جبتلک عشاق کو ہے وصل معشوقان نصیب
جبتلک ہے وصل مین کیفیت بوس و کنار

جبتلک خمخانۂ عالم مین ہے دور شراب
جبتلک مخمور ہین صہبا کشی سے بادہ خوار

دولت واقبال جاہ وعزت وصحت رہے
عیش و عشرت مین بسر ہو زندگی لیل و نہار

آرزو کوئی نہ جو تیری محبت کے سوا | محو دل سے ہو خیالِ ہستی ناپائدار
[illegible] دامان مجکو فشار قبر سے | حشر تک آرام سے سوتا رہون زیرِ مزار
[illegible] عصیان [illegible] جو رحمت ہو تری | یہ سراپا جرم دیکھے باغ جنت کی بہار

عفو کر یا دے سزا جو حکم ہو راضی ہون مین
میرے عصیان بر ملا ہین تیری رحمت آشکار

قطعات تاریخ طبع قصائد کہ موسوم بہ سبعہ سیارہ است در سال
یک ہزار و سہ صد و نہ ہجری طبع شدہ بودند

رباعی تاریخ از استادی جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

ہو گیا سخن مصنف عالیجاہ | سبحان اللہ ثم سبحان اللہ
تاریخ ہو اس نعت و مناقب کی امیر | کیا حسن علی کا ہر طرف شور ہے واہ

۱۳۰۹

قطع تاریخ از منشی گوبند پرشاد صاحب صبا

نواب با صفدر علیخان بہادر کز عطا | خار و خس حاجات را از صحن گیتی پاک رفت
آراست از خلق نکو خوش گلشن پر رنگ و بو | ہر سوز دیدہ باد از و صد غنچۂ دل بر شگفت
طبعش کہ زیور بند ابکار سخن باشد کنون | در ہائے مکنون قصائد را بہ سلک نظم سفت
چون بیت ابروی بتان فرد ہر یک شعر آن | بل طاق بیت اللہ ساں طاقیست کاز زینت جفت
فرمود چون طبع آنرا بہر تاریخش صبا | این سبعہ سیارہ گشتہ زیبا و جہ طبع گفت

۱۳۰۹

قطعہ تاریخ از فیروز شاہ خان صاحب فیروز

بیمثل ہے یہ نظم جسے اسمین ہو انکار ‖ لے آئے کسی اور سخنور کے قصیدے
فیروز نے یہ طبع کی تاریخ رقم کی ‖ مجموعہ اسرار ہین صفدر کے قصیدے
۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ طبع دیوان نگارستان الفت کہ در تاج المطابع طبع شدہ بود

قطعہ تاریخ از جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر

عجب دیوان کہ سطرین کہکشان ہین ‖ یہ دخور شید کی رکھتا ہے ضو خط
ہوئی تاریخ اسیر اسکی چھپا جب ‖ زہے محبوب دل معشوق نو خط
۱۲۹۵ھ

قطعہ تاریخ از جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

زہے عرایس افکار و شاہدان خیال ‖ نہ ہو نچین گرد کو پریان جنہین شرارت مین
امیر شوخ سا مصرع لکھو یہ تاریخ ‖ پری ہے پھولون مین معنی نہین عبارت مین

قطعہ تاریخ از جناب سید محمد اسمعیل حسین منیر

یہ دیوان فضل خدا سے چھپا جب ‖ ہوے اہل دل اسکی خوبی سے ماہر
منیر اسکی تاریخ مین نے یہ پائی ‖ کہ زیبا و نایاب نظمیم جواہر

قطعہ تاریخ از میر حشمت علی صاحب مصلح سنگ

زہے ذی مرتبہ صفدر علی خان ‖ کہ فرمود این چنین دلچسپ دیوان
فصاحت ناز بردار زبانش ‖ بلاغت جلوہ آرا ے بیانش
ادا و حسن و الفاظ و معانی ‖ ہمہ ہم پایۂ نظم نظامی

چو شد مطبوع این دیوان والا	بخط دلکش و آئین زیبا
پی تاریخ حشمت گوہری سفت	کلام شاعر شیرین بیان گفت

قطعہ تاریخ از امراؤ مرزا خلف آغا مرزا صاحب شاغل برادر زادہ وشاگرد داغ دہلوی

زمانے کے ہمنے بھی دیکھے کلام	کہان اسقدر آب و تاب سخن
کہو اسکی تاریخ نادان تم	یہ دیوان ہی آفتاب سخن ۱۲۹۰ھ

تقریظ نتیجہ فکر آغا علی نقی غنی شاگرد منیر

محفل مین گدگداتی ہی شوخی نگاہ کی	شیشون سے آرہی ہی صدا قاہ قاہ کی

ہان ہان ای میکدہ سخن کے بادہ خوار دآج یہ خمار کیسا او ادھر آؤ ہم چھکا دین کیا تم کسی حریف کے کہے سنے مین آکر دست و پاگم کردہ ہوگئے نہین نہین ای میرے ہم مشرب ہمت نہ ہارو ابھی اس خمخانہ مین شراب سی شراب بھری پڑی ہی اور سراآ بھی وہ شراب جسکے ہر قطرے مین خم افلاطون سے زیادہ ترجوش ہی پھر کیون خمیازہ کشی اور آہ دوادیلا مچا رکھی ہی اٹھو حواس ٹھکانے رکھو دیم ندر کے پھولون کا پھول نئی بیل اہم لیے دیتے ہین مگر ذرا زمین پر نہ ٹپکانا عرش پر قدسی منہ کھولے ہوسے ہین سمجھو تو بادہ گویائی کی سرمستی کیا ہی حمد الٰہی اس مستی کا ترانہ کیا ہی نعت ختمی پناہی بس درد دبھیجو اور آپ سے باہر ہو جاؤ یہ سب کچھ تو ہوا اگر غضب کیا بڑے سیہ مست کو سردیا دو لایا غنی کے کان مین بھنگ پڑگئی یہ بلا نوش

وہ حریص ہے جس نے عین بیخودی مین اسی دو آتشہ کے خم چڑھائے اور کبھی جھوٹون
منھ سے نہین نہ کہا ساری عمر مین ایک ساعت ہوشیاری سے نہ کاٹی جب ذرا
پلے لغزش کو ثبات ہوا اور دونی چڑھا گیا آج بھی نشے مین ناشاد بنا ہوا ایک
صبح جنت کی سی بیاض کھولے اسی شراب کے شیشون کی عینک چڑھائے آپے
گذرا ہوا اپنی موج مین بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے میکدہ انقلاب کے پیر مغان نے
خرابات عالم مین حشر و نشر کے خمار شکن صبوحی کا ساغر دیا سرافیل نے دھوم
دھام سے اپنی تنہا مین مصرع بشنو از نی چون حکایت میکند کا نغمہ سنایا انقلاب
بدمست نے اپنا جام توڑا زمین نے بیخودی چھوڑ کر [illegible] انش [illegible]
اشک حسرت کی طرح گر گر نا پید ہوئے ابر بہاری [illegible]
ہوا قطبین نے بجس دحرکتی کی شراب سے اپنے خم خالی کیے کرہین تیز دست
نے اس نورانی بیاض سے آنکھ نہ اٹھائی اپنی سرخوشی کی ترنگ مین بولا بھئی واہ
سبحان اللہ کے سوا کچھ نہ بولا مست ہو تو ایسا ہو شراب ہو تو ایسی ہو ذوق ہو تو
ایسا ہو کتاب ہو تو ایسی ہو خیر اس ہوش معاذ اللہ ہوشیار کی بیخبری سے تنفر
خبرداری ایک طرف خیال تو کرو وہ بیاض کیا سرور انگیز بیاض تھی جسنے [illegible]
تہلکون کے بعد بھی حور و غلمان کی دلکش داؤن سے جام دینی [illegible] سے نگاہ
کو سجادۂ محویت سے لغزش ہونے دی اللہ ری بدمستی [illegible] ہی جسکے
آگے حافظ شیراز عتاب بہائے تلخ نبات کو خم خفض [illegible] شفتالو

عارض شیرین کو قصب الزر تعبیر کرے الحق یہ دیوان فصاحت عنوان وہ
گنجینہ مضامین ہے جسمین ہر شعر منتخب ہے توحید مین نعرہ عارف سوز و گدازین نالہ
مشتاق عیش و نشاط مین نغمہ زہرہ سے آشنائی مین ہاے ہوے سرمد جوش بہار
مین صباح جنت درد انگیزی مین آہ ناتوان زخم و جراحت مین گریہ خونفشان غرض
ہر رنگ مین جان فصاحت تاب و توان بلاغت ہے للہ الحمد کہ یہ صحیفہ معجز طرازی
بحسن سعی کارپردازان کارخانہ مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی
جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع موصوف ماہ جون ۱۹۱۰ء مین
چھپکر لذت افزاے مذاق اہل دانش ہوا اگر کوئی کہین نقطہ یا شوشہ بیجا ہو تو ارباب
نظر لطف نہ فرمائین معانی کا حظ اٹھائین فقط

تمت الکلام

نام کتاب	قیمت
کلیات۔ انشاء اللہ خان شاعر نامی۔	عـہ/
کلیات نسخ۔ عمدہ کلیات مولفہ و مصنفہ مولوی عبدالغفور خان بہادر۔ یہ کلیات شامل دس رسالہ ہے از انجملہ بعض حسب ذیل علحدہ بھی فروخت ہوتے ہیں۔	[illegible]
(۱) شاہد عشرت۔	۲ پائی
(۲) سخن شعرا۔	۱۵/
(۳) زبان ریختہ۔	۲ پائی
(۴) قطعہ منتخب۔	۴ر۳ر۹
کلیات صنعت۔ عجیب صنعت	۹ر۹ر۹
دیوان شاہ تراب کلام مشہور عارف باللہ کاکوروی۔	۱۱ر۳ر۹
کلیات نظیر اکبر آبادی۔	۲ر۹ر۹
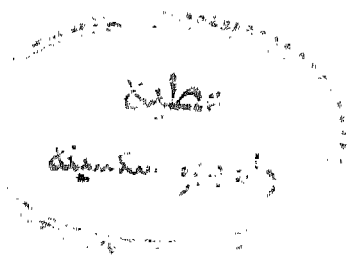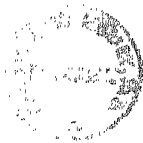
نام کتاب	قیمت
دیوان وقار از راجہ کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مراد آباد۔	۱۰ر۳
بہارستان اشعار مصنفہ راے کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار	۳ر
کلیات وہبی۔ کلام سخنور کامل منشی شبو پرشاد دو قسم کاغذ۔	
(۱) کاغذ سفید چکنا۔	۹ر
(۲) کاغذ سفید رسمی۔	۷ر
دیوان غافل از نور خان غافل	۴ر
دیوان ذوق۔ دہلوی استاد معروف۔	۴ر۳ر۹
دیوان فدا۔ جلد ثانی۔	۷ر
دیوان داغ۔	۱۲ر۳
گلزار داغ۔	[illegible]
آفتاب داغ۔	۱۲ر۳

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
دیوان رند- مشہور از نواب		لطف علیخان بریلوی-	۲ر
سید محمد خان رند-	۱۰ر [illegible]	دیوان نیاز- کلام حضرت	
دیوان غالب- از مرزا		شاہ نیاز احمد بریلوی-	۴ر
اسد اللہ خان غالب دہلوی-	۳ر [illegible]	شرح یوسفی دیوان حافظ-	
دیوان مرغوب جہان کلام		از مولوی محمد یوسف علی شاہ	
سید تجمل حسین خان-	۸ر پائی	چشتی نظامی-	۴ر
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب		دیوان نعت سروری- از	
استاد بے نظیر-	۱۱ر	مفتی غلام سرور لاہوری-	۳ر [illegible]
دیوان خواجہ میر درد-		دیوان جرأت- از مرزا حسین	۳ر [illegible]
دہلوی عارف ولی-	۴ر	دیوان عاشق- از پنڈت	
دیوان بہار عرب کلام مولوی		کنھیا لال-	۲ر
محمد نذیر تخلص بہ حافظ-	۱ر [illegible]	دیوان واسطی- کلام سید	
بہارستان سخن یعنی استاد		فضل رسول خان تعلقہ دار سندیلہ	۸ر
کا کلام ہمدانی د ہم ردیف ناسخ		دیوان محمد ایزدی- کلام مفتی	
و آتش و آباد از مہدی حسین خان	۸ر [illegible]	غلام سرور لاہوری-	۱ر
دیوان لطف- از حافظ			